

ہنو مان گڑھ درمیانے درجے کا شہرتھا۔ یہاں چندا پچھے اور درمیانے درجے کے ہوٹل تھے لیکن سیتانے شہر کے نواحی علاقے میں واقع ایک گیٹ ہاؤس کوتر جیجے دی۔

کیسٹ ہاؤٹ کے چاروں طرف وسیع باغ تھا جس پر بڑی مخت کی گئی تھی۔ وسیع وعریف لان تھا۔ دبیز گھاس کے قطعات کے کناروں پر خوبصورت بھولوں کے بچدوں کی کیاریاں تھیں۔لان میں ایک دوسرے سے فاصلے پرمیزیں اور کرسیاں بچھی ہوئی تھیں جن پررنگ برگی خوبصورت چھتریاں بھی تی ہوئی تھیں۔

وبصورت پر مرین کر ہم بھونڈ ہے آئے تھا اُس نے ہمیں سہ پہر جار بجے کے قریب ہنو مان گڑھ بہتایا تھا۔ ریلوے پہنایا تھا۔ ریلوے پہنایا تھا۔ ریلوے مثیقن سے نکل کر سیتا نے رکشے والے کو جس طرح گیسٹ ہاؤس کا پیتہ بنایا تھا اُس سے جھے انداز ہوگانے میں وشواری پیش نہیں آئی کہ یہ شہر اُس کے لئے اجنبی نہیں تھا۔

اندازہ لگانے میں وُشواری چیش نہیں آئی کہ یہ شہراُس کے لئے اجنبی نہیں تھا۔
اس وقت اگر چہ پانچ بنج چکے تھے مگر فضا میں ہلی ہی چش اب بھی موجود تھی۔ اس شہر کے چاروں طرف وُ ور وُ ور تک ریگتان تھا اور ریگتان کی گری شہر کو بھی اثر انداز کرتی تھی۔
آٹو رکشہ جیسے ہی گیسٹ ہاؤس کے گیٹ کے سامنے رُکا ایک ادھیر عمر ملازم دوڑتا ہوا باہر آ گیا۔ اُس نے پہلے ہاتھ جوڑ کر ہمیں پرنام کیا پھر وہ بیگ اُٹھالیا جوہم دونوں کا کل اٹا ثہ تھا۔ میں گیا۔ اُس نے پہلے ہاتھ جوڑ کر ہمیں پرنام کیا پھر وہ بیگ اُٹھالیا جوہم دونوں کا کل اٹا ثہ تھا۔ میں سیتا کے ساتھ بجری والی روٹن پر چلتے ہوئے لان کی طرف د کھر ہا تھا۔ تمام میزیں خالی تھیں۔
لان کے دوسری طرف درخوں کے نیچ بار بی کیواسٹینڈ تھا۔ مگر وہاں بھی کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔
گیسٹ ہاؤس کی عمارت ایک بہت بڑے وُ بل سنوری بنگلے پر شتمل تھی۔ برآ مدہ بہت وسیج کر ایاں بھی پڑی ہوئی تھیں۔ برآ مدے بڑے کوئی سنوری بنگلے پر شتمل تھی۔ برآ مدہ بہت وسیج کر ایاں بھی کوئی نظر بین اور چند کر سیاں بھی پڑی ہوئی تھیں۔ برآ مدے والے دروازے میں داخل ہو گئے۔ آگ کرسیاں بھی بڑی ہوئی تھیں۔ برآ مدے والے دروازے میں داخل ہو گئے۔ آگ بو کئے دینے کے نئے میں بھی ایک نشر دہ راہداری تھی جس کے ایک طرف استقبالیہ کاؤنٹر بنا ہوا تھا اور سامنے او پر جانے کے بی میں بھی ایک نشر دہ راہداری تھی جس کے ایک طرف استقبالیہ کاؤنٹر بنا ہوا تھا اور سامنے او پر جانے کے بی میں بھی لیک زینہ تھا جی پر پر کرے رنگ کا ایکرا لک قالین بچھا ہوا تھا۔ کاؤنٹر اور زینے کے نئے میں بھی

اتن کشادہ جگہ تھی کہ تین چار آ دمی پہلو بہ پہلوآ سانی ہے گزر کتے تھے۔اس ہے آ گے ایک وسیع ہال نظر آ رہا تھا۔فرش پر قالین بچھے ہوئے تھے اور کئی صوفہ نماسیٹیں ایک دوسرے کے سامنے مناسب فاصلوں پر رکھی ہوئی تھیں۔ ہر دوسیٹوں کے بچ شیشے کے ٹاپ والی کافی نمیل بھی نظر آ

ر بی تھی ۔اس ہال کے دوسری طرف ایک مختصری راہداری اوراس سے آ گے عالبًا کچن تھا۔

ملازم کاؤنٹر کے سامنے رُک گیا۔ اُس نے ہمارہ بیگ نیچے رکھ دیا تھا۔ کاؤنٹر کے پیچھے ایک

ادهیر عمر خوبصورت عورت کھڑی تھی ۔ اُسے دیکھ کر انداز ہ لگایا جا سکتا تھا کہ وہ جوانی میں قیامت

ر بی ہو کی۔ اُس کے چہرے پر ملکا سا میک اپ تھا اور وہ تازہ دم لگ رہی تھی۔اُس نے گولد ن

درو اور اس آمه

> بارڈ روالی گہرے رنگ کی ساڑھی پہن رکھی تھی جس کا پلوینچے لئکا ہوا تھا۔ای رنگت کا بلاؤز اس قدر مختصرتھا کہ میں اُس کی طرف نظریں اُٹھاتے ہوئے جھجک رہا تھا۔ اُس نے ہونٹوں پر پیشہ دارانہ مشکرا ہٹ لاتے ہوئے ہمارااستقبال کیا اور سامنے رکھا ہوا ایک رجٹر کھول کرمیری طرف بڑھا دیا۔اس سے پہلے کہ میں ہاتھے بڑھا تاسیتانے وہ رجٹر سر کا کرایئے سامنے کرلیا اور بال بین اُٹھا کر خانہ پُری کرنے لگی۔ میں خاموش کھڑا اُٹ د کچھا رہا۔

اور پھریہ جان کر مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ اُس نے رجسٹر میں میرا نام پریم کمار اور اپنا کنیا کماری کھاتھا۔ اور اس سے آ گے والے خانے میں پتی پینی لکھاتھا۔

ہم پٹھان کوٹ میں اور اس کے بعد سفر میں بھی اپنے آپ کومسلمان ظاہر کرتے آئے تھے۔ لیکن یہاں آ کر یکا یک ہندوانہ ناموں کی تبدیلی میری سمجھ میں نہیں آ سکی تھی۔

'' کتنے دن قیام کا ارادہ ہے مسز پر یم کمار؟'' کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھی ہوئی عورت نے رسٹر اپنی طرف سرکا کرنام پڑھتے ہوئے پو چھا۔ ِ طرف سرکا کرنام پڑھتے ہوئے پو چھا۔ ِ

'' 'صرف آن کی راتگل صبح کی ٹرین سے ہم بیکا نیر روانہ ہو جائیں گے۔'' سیتا نے مسراتے ہوئے جواب دیا۔

اُس عورت نے کچھ کہا، سیتا نے پرس میں سے چندنوٹ نکال کراُس کے سامنے کاؤنٹر پر کھ دیئے۔

''مہمانوں کورُوم نمبر اٹھارہ میں پہنچا دو۔'' اُسعورت نے نوٹ سمیٹ کرقریب کھڑے ہوئے ملازم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

'' آئے دیوی جی!''ملازم نے بیگ اُٹھالیا۔ اُس نے بھی سیتا ہی کومخاطب کیا تھا۔ غالبًا وہ سمجھ گیا تھا کہ جو پچھ ہے بید یوی جی ہی ہی ہے۔ میں تو بس ایویں ہی ہوں۔

رُوم نمبرا نظرہ (اٹھارہ) اُوپر تھا۔ سیر حیوں پر چڑھتے ہوئے میں نے ہال کی طرف دیکھا کہ لوگ مختلف سیٹول پر بیٹھے ہوئے سیر اور کانی یا چائے بیتے ہوئے میں نے ہال کی طرف دیکھا کہ سیے۔ رُوم نمبرا نظرہ (اٹھارہ) اوپر کی منزل پر کارنر میں اور سامنے کے رُخ پر تھا۔ ڈبل بیڈ کا یہ کمرہ بہت شاندار طریقے ہے آرامتہ تھا۔ بیڈ کے ایک طرف فید فارمیکا کی الماری اور اس کے ساتھ وقد بچھا ہوا تھا جس کے سامنے شیشے کے ساتھ ڈرلینگ فیبل تھی۔ دوسری طرف ویوار کے ساتھ صوفہ بچھا ہوا تھا جس کے سامنے شیشے کے ٹاپ والی کافی ٹیبل تھی تھی۔ داخلی دروازے کے ساتھ ہی باتھ رُوم کا دروازہ تھا۔ ایک اور دروازہ صوفے سے ذرا آگے تھا۔ ملازم نے ہمادا بیگ بیڈ پر رکھ کر وہ پردہ بھی ہٹا دیا۔ اس

دروازے کے دوسری طرف کشادہ می گیلری تھی جس کے اطراف میں پائپ کی گرل تگی ہوئی تھی اوراس کے ساتھ ساتھ گیلے رکھے ہوئے تھے۔ بانس کی پیچیوں والی دو کرسیاں بھی پڑی تھیں۔ اس گیلری سے سامنے والے لان کا منظر دیکھا جا سکتا تھا۔ گیٹ کے سامنے سڑک پرٹریفک کی آمد وردنت جاری تھی۔

آید ورفت جاری تھی۔ ''کوئی جل پان دیوی جی؟'' ملازم نے سیتا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''ابھی نہیںتم جاؤ!''سیتا نے کہا۔''ضرورت ہوگی تو بلالیں گے۔'' ملازم شاید ٹپ ملنے کی اُمید پر اب تک کھڑا تھا۔ سیتا کا رُوکھا سا جواب من کر منہ لٹکائے چلا گیا۔ سیتا نے دروازہ بند کر کے بولٹ چڑھا دیا اور بیڈ پر گرگئی۔

'' تھک گئی!'' وہ میری طرف کروٹ لیتے ہوئے بولی۔'' تمہارا کیا حال ہے پریم کمار جی؟'' اُس کے ہونٹوں پرخفیف می مسکراہٹ آگئی۔ '' سے عدم نے کی کہا تھی؟''

''یہ یکا یک نام بدلنے کی کیا تک تھی؟'' ''پٹھان کوٹ سے بھٹنڈہ تک ملمانوں کی اکثریت ہے۔۔۔'' سیتانے جواب دیا۔''مسلم دھرم کے حوالے سے کوئی بات ہوتی تو تم سنجال لیتے۔ اب یہاں سے آگے زیادہ آبادی ہندوؤں کی ہے۔ یہاں ہندودھرم کے حوالے سے کوئی بات ہوگی تو میں سنجال لوں گی۔'' ''تم نے اپنانام کیوں بدلا؟ تم رجٹر پرسیتا بھی کھے تھیں۔اور پھریہ پی پٹنی پُنی؟''

''یہ رشتہ تمہیں پندنہیں آیا کیا؟''سیتا مسکراتے ہوئے بولی۔''سیدھی می بات ہے رجشر میں کچھ تو لکھنا تھا۔ اگر میں درست لکھتی تو بلاوجہ ہمیں شک کی نگا ہوں سے دیکھا جاتا۔ اور پھرتم سے بھی الگ خانہ پڑی کرائی جاتی۔ میں نے پتی پٹنی لکھ کرسارے جھڑے، ہی مُکا دیے۔''

، ن النه حاجه پرن کران جای بین نے بوالیہ نگاہوں ہے اُس کی طرف دیکھا۔ ''ایب تمہارا کیا پروگرام ہے؟'' میں نے سوالیہ نگاہوں ہے اُس کی طرف دیکھا۔

''ابھی تو ہم آئے ہیں ۔۔۔۔ دم تو لینے دو! پروگرام بھی بنالیں گے۔' وہ کہتے ہوئے اُٹھ کی اور بیک کھول کر کیڑے نکا لئے گی۔'' میں نہانے جا رہی ہوں۔ بعد میں تم بھی نہا لینا۔ پھر ہم چائے پئیں گے۔' وہ اپنے کپڑے اور تولیہ لے کر باتھ زوم میں گھس گئی۔ اُس نے دروازہ آ دھا کھلا چھوڑ دیا تھا۔ میں صوفے ہے اُٹھ کر گیلری میں آگیا اور سامنے سڑک پرٹریفک کو دیکھنے لگا۔ اس وقت ایک میکسی گیٹ کے سامنے زکی۔ گیٹ باؤس کا وہی ملازم بھی برآ مدے ہے نکل کر دوڑتا ہوا گیٹ پر پہنچ گیا۔ نیسی کی جھت پر دوسوٹ کیس رکھے ہوئے تھے۔ نیسی سے کر دوڑتا ہوا گیٹ بر پہنچ گیا۔ نیسی سال کی عمر کا ایک آ دی، ایک عورت جس کی عمر بارہ پنتیس کے لگ بھگ رہی ہوگا اور دو بیچ شامل تھے۔ ایک لڑکی اور ایک لڑکی لڑکا، لڑکی کی عمر بارہ پنتیس کے لگ بھگ رہی ہوگا وہ دو لوگ نیسی سے آئر کر اندر آگئے تو میں بھی گیری تیرہ سال اور لڑکا سات آٹھ سال کا ہوگا۔ وہ لوگ نیسی سے آئر کر اندر آگئے تو میں بھی گیری سے ہٹ کر کمرے میں آکر صوفے پر بیٹھ گیا۔ اُس وقت میری نظر ڈرینگ ٹیبل کے آئین کی طرف اُٹھ گئیں اور اس کے ساتھ ہی میرادل آچھل کر طبق میں آگیا۔

ڈرینگ ٹیبل اس طرح رکھی ہوئی تھی کہ آئینے میں باتھ زوم کا دروازہ صاف نظر آرہا تھا۔ دروازہ نیم واتھااوراندرتک کا منظرد کھائی دے رہاتھا۔اوروہ منظر بڑا ہوشر باتھا۔... مجھے اپنادل کنیٹیوں میں دھڑ کتا ہوامحسوں ہونے لگا۔ بیتا شاور کے پنچے کھڑی تھی۔ مبکی پھوار کے ساتھ برستا ہوا پانی اُس کے بدن پر دھاروں کی صورت میں پھسل رہا تھا.....اور کہیں کہیں کندنی بدن بریانی کے قطرے آبدار موتیوں کی طرح چیک رہے تھے۔

پ پ ک میری کنپٹیاں سلگنے لگیں میں ڈرینگ نیبل کی طرف دیکھنے ہے گریز کرتا رہالیکن میری نظریں بار بارآئینے کی طرف اُٹھ رہی تھیں۔

میں اُٹھ کر دوبارہ بالگونی میں آگیا اور تازہ ہوا میں گہرے گہرے سانس لینے لگا۔ ای
دوران ایک اور ٹیکسی گیٹ کے سامنے آگر کر کی۔ایک نوجوان لڑکی اور ایک مرد ٹیکسی سے اُٹر ب
اور ہاتھ میں ہاتھ ڈالے کسی بات پر ہنتے ہوئے بجری والی روش پر چلتے ہوئے برآ مدے میں
غائب ہوگئے۔اور اسی وقت سیتا کی آواز س کر میں نے مُرد کر اندر کی طرف دیکھا۔ سیتا باتھ رُوم
کے درواز سے سر باہر کو نکالے کھڑی تھی۔

''یه دروازه بند کردو!اور کھڑکی کا پردہ بھی برابر کردو۔''اُس نے کہا۔

میں نے اندرآ کر دروازہ بھیڑ دیا اور کھڑ کی کا پردہ بھی تھنچ کر برابر کر دیا۔ سیتا جسم پر تولیہ لیٹے باتھ زوم سے باہرآ گئی۔ تولیہ اتنا بڑانہیں تھا کہ اُس کے جسم کو پوری طرح ڈھک سکتا۔ اُس کے بدن پریانی کے قطرے اب بھی موتیوں کی طرح چیک رہے تھے۔

میں نے جھک کر بیگ میں سے کپڑے نکالے اور اُس کی طرف دیکھے بغیر باتھ رُوم میں گئیں۔ میں نے جھک کر بیگ میں سے کپڑے نکالے اور اُس کی طرف دیکھے بغیر باتھ رُوم کی مد گئیں۔ میں تقریبا آ دھا گھنٹہ شاور کے نیچے کھڑا رہا۔ ٹھنڈے پانی سے دماغ کی تپش کسی حد تک کم ہوگئی۔ باتھ رُوم کے دروازے پر دھب دھب کی آ واز من کر میں چونک گیا اور آ ڑ میں ہوکر تھوڑا سا دروازہ کھول کر باہر جھا نکا تو سیتا سامنے کھڑی تھی۔

''میرے گیڑے اندر کھونٹی پر منگے ہوئے ہیں ۔۔۔۔۔ وہ دے دو مجھے۔'' اُس نے کہا۔ میں نے کپڑے۔ اُس نے کہا۔ میں نے کپڑے اُتار کر اُس کے ہاتھ میں تھا دیئے اور دروازہ بند کر دیا۔ باتھ رُوم میں بھی ایک صاف تھرا تولیہ نرگا ہوا تھا۔ میں نے اپنا جسم خنگ کیا اور کیڑے پہن کر باہر آ یا۔ سیتا لباس پہن چکی تھی اور ڈرینگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی بال سنوار رہی تھی۔ میں اُس کے چھپے کھڑا ہوگیا۔ اُس کے ہاتھ میں تھا دیا۔ وہ اُس کے ہاتھ سے کنگھا لیا اور اپنے بال سنوار نے کے بعد کنگھا اُس کے ہاتھ میں تھا دیا۔ وہ آئی میں مجھے دکھے کرمسکرا دی۔ میرے ہونٹوں پر بھی خفیف مسکراہٹ آگئی۔ میں نے اُسے نہیں بتایا کہ اس آئینے میں کیا ہوشر یا منظر دکھے دکھا ہوں۔

''ویٹرکو بلاکر چائے کے لئے کہدو! اب طلب ہور ہی ہے۔''سیتانے کہا۔ میں نے ویٹرکو بلائے کے لئے کال بیل کا بٹن دبا دیا اور آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ چند منٹ بعد ویٹر دروازے میں نمودار ہوا۔ میں نے اُسے چائے لانے کے لئے کہد دیا اور ہم دونوں اُٹھ کر

بالکونی میں بیٹے گئے۔ باہر لان میں اب کچھ رونق نظر آرہی تھی۔ کئی میزوں پرلوگ بیٹے ہوئے نظر آرہے تھے۔ ب جوڑے ہی تھے۔ کوئی مرد اکیلا یا کوئی عورت اکیلی نہیں تھی۔ لان کے دوسری طرف بار بی کیوٹینڈ کے چولہوں میں بھی کو نکے دیجنے لگے تھے اور تین آدی کام میں مصروف تھے۔ تینوں نے میرون رنگ کے ایپرن باندھ رکھے تھے۔ دو کے سروں پر بٹلرز والی اُو کچی سفیدٹو بیال تھیں۔ کچھ دیر بعد ویٹر چائے لے آیا۔ اُس کیجانے کے بعد میں نے دوسرا دروازہ بند کر دیا۔ اس دوران میتا نے کمرے سے چھوٹی ٹیبل اُٹھا کر گیلری میں رکھ کی اور چائے پیالیوں میں

سورج غروب ہوتے ہی لان میں برتی مقمے روثن ہو گئے تھے۔فضا چکن تکوں اورکوکلوں پر تیار ہونے والے دیگر فاسٹ فوڈز کی اشتہا آمیزخوشبو سے مہک اُٹھی۔

لان میں اتنے گا ہوں کو دکھ کر مجھے اندازہ لگانے میں دُشواری پیش نہیں آئی کہ یہاں قیام پذیرلوگ تو کم تھے زیادہ تعداد باہر ہے آنے والوں کی تھی۔ شاید یہ گیسٹ ہاؤس کسی خاص وجہ سے شہر میں شہرت رکھتا تھا۔

نو بے کے قریب تو کسی میز پر کوئی خالی سیٹ نظر نہیں آرہی تھی۔ ہم دونوں ہالکونی میں جا بیٹھے اور اس رونق کو دکھے کر لطف اندوز ہوتے رہے۔ اور پھر دس بجے کے قریب ہم بھی کمرے سے نکل کر نیچے آگئے۔ نیچے والا ہال بھی گا ہوں سے بھرا ہوا تھا اور ایک دلچیپ انکشاف میہ ہوا کہ گیسٹ ہاؤس کے عقبی لان میں گھاس پھوٹس کے گول جمونپڑوں کی طرح کیبن بنے ہوئے تھے جو صرف کبلز کے لئے مخصوص تھے۔ میں نے بہت سے لوگوں کو اس طرف بھی آتے جاتے دیکھا تھا۔ یہ انکشاف تو بعد میں ہوا کہ وہ جھونپڑا نما کیبن گا بوں کی عیاشی کے لئے بنائے جاتے دیکھا تھا۔ یہ انکشاف تو بعد میں ہوا کہ وہ جھونپڑا نما کیبن گا بول کی عیاشی کے لئے بنائے ہوئے سے دوسروں بنار کھے تھے۔ مثلاً اس گیسٹ ہاؤس کے بال اور لان میں شراب نوشی ممنوع تھی۔ مگر چھچے کی طرف جھونپڑا نما کیبنوں میں شراب برد کی جارہی تھی۔ اس میں شراب نوشی میں شراب برد کی جارہی تھی۔ اس میں شراب سرد کی جارہی تھی۔ اس میں شراب اس کیسٹ مالے میں شراب سرد کی جارہی تھی۔ سے میں میں شراب میں شراب میں شراب میں شراب میں گھی۔ میں سے می

ہال میں ایک دوسیٹیں اگر چہ خالی تھیں مگر سیتا کا کُر خ بابر کی ظرف تھا۔ میں بھی اُس کے ساتھ ساتھ چلتا رہا اور برآمدے سے نکل کر ہم لان کے کنارے پر ڈک گئے اور بحتس بھری نگاہول سے اِدھراُ دھر دیکھنے لگے۔ لان میں تمام میزیں بھری ہوئی تھیں۔ لیکن تقریبا اُس وقت

کونے کی میز سے ایک عورت اور دوآ دمی اُٹھتے ہوئے نظر آئے۔ سیتا مجھے اشارہ کرتی ہوئی اُس طرف بڑھ گئی اور اس سے پہلے کہ کوئی اور اس طرف آتا ہم نے اُس میز پر قبضہ کرلیا۔ تھوی دیر بعد ویٹرمینو کارڈ لے کرآ گیا اور تب مجھے پتہ چلا کہ ہرِن کے کباب اس گیسٹ

ہاؤس کی آئیش ڈش تھی۔ ہرن راجستھان میں بکشرت پایا جاتا ہے۔لیکن بیشتر علاقوں میں اس کے شکار پر پابندی ہے اس کے باوجود غیر قانونی طور پر اس کا شکار ہوتا ہے۔ ہنو مان گڑھ میں دو مین ریسٹورنٹ ایسے تھے جہاں ہرن کا گوشت بکتا تھا۔لیکن ان ریستورانوں پر بھی آئے دن

چھاپے بڑتے رہتے تھے اور بھاری جرمانے کئے جاتے تھے۔
اس کیسٹ ہاؤس کی مالکہ الکا ہوتری ہوہ عورت تھی۔ اُس کا شو ہر نٹور سنگھ جب زندہ تھا تو
اُس نے خوب ہاتھ پیر پھیلائے تھے۔ الکا ہوتری بھی اُن دنوں جوان تھی۔ وہ اپنی جوانی میں
یقینا قیامت رہی ہوگی۔ نٹور سنگھ نے بیوی کے حسن و شاب سے خوب فائدہ اُٹھایا تھا۔ یہ شاندار
گیسٹ ہاؤس اور اس کے اطراف میں لمبی چوڑی زمین جوانی میں بڑے لوگوں سے تعلقات ہی
گیم ہون منت تھی۔

ں مرہوں سے ہوئے آٹھ سال ہو چکے تھے۔ الکا ہوتری نے بھی ہندوعورتوں کی طرح سفید ساڑھی نہیں پہنی تھی۔ وہ بیوگی کا لباس پہن کر زندگی کی خوشیوں اور نعتوں سے محروم نہیں ہونا چاہتی تھی۔ اُس نے اپنے اور مرحوم شوہر کے دوستوں سے تعلقات جاری رکھے۔ آج اگر چہ اُس کی عمر ڈھل رہی تھی گئیں اب بھی اُس میں بڑا دم خم تھا۔ اور یہ اُس کے تعلقات ہی کا متیجہ تھا کہ اُس کے گیسٹ ہاؤس میں دھڑ لیے ہے ہرن کے گوشت سے لذیذ کباب تیار ہوتے متعے اور اُسے بھی کسی پوچھ تاجھ کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔ ہرن کے گوشت ہی کی وجہ سے بہاں میں اور اُسے بھیلے جھو نیزا انما کیبنوں میں نسوانی گوشت کی بھی تجارت ہوتی تھی۔ یہ گیسٹ ہاؤس عیاثی کا اڈوہ تھا۔

وں نہ ہے گا ہوئے میں نے محسوں کیا کہ بہت ہے مردسیتا کو گھوررہے تھے۔بعض آ دمیوں کا انداز تو ایسا تھا جیسے وہ اُسے نظروں ہی نظروں میں کھا جائیں گے۔

ای دوران ویٹر نے قریب آگر سیتا کے کان میں سرگوشی کی۔ وہ چونک می گئی اور اِدھراُدھر د کیھنے گئی۔ ویٹر چلا گیا۔ سیتا کی آنکھوں میں اور چبرے پرتشولیش کے تاثر ات اُ بھرآئے تھے۔ کھاناختم کرکے وہ اُٹھا گئی۔

''تم بیشھو! میں ابھی آتی ہول۔''

'' کوئی خاص بات؟'' میں نے سوالیہ نگاہوں ہے اُس کی طرف دیکھالیکن وہ جواب دیجے بغیراُ ٹھ کرایک طرف چلی گئی۔

میں اکیلا بیٹھا ادھر اُدھر دیکھتا رہا۔ ویٹر برتن اُٹھا کر لے گیا تھا۔تقریباً دس منٹ بعد ایک عورت کسی میز ہے اُٹھ کرمیری طرف آگئی اور بے تکلفی سے سیتا والی کرس پر بیٹھ گئی۔

'' ہیلو!'' اُس نے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔'' وہ تنہیں چھوڑ کر چلی گئ..... یہ کال گرلز ہوتی ہی ایسی ہیں۔ نیچ منجدھار میں چھوڑ کر چلی جاتی ہیں۔میرے ساتھ چلو! خوش کر دُوں گی۔ اور تمہاری جیب پرزیادہ بوجھ بھی نہیں پڑے گا۔''

اور مہاری بیب پر دیا ہوں۔ ''تم یہاں ہے اپنی مرضی ہے اُٹھ جاؤگی یا مجھے کچھ کرنا پڑے گا؟'' میں نے کھا جانے والی نظروں ہے اُس کی طرف دیکھا۔

وہ گڑ ہوا ی گئی۔ اُسے شاید مجھ سے ایسے ردیئے کی تو قع نہیں تھی۔لیکن بہر حال اُس نے وہاں سے اُٹھنے میں در نہیں اگائی تھی۔

سیتا کی واپسی تقریباً آدھے گھنے بعد ہوئی تھی۔ اُس کے چہرے پراب بھی تثویش نمایاں تھی۔ '' کہاں غائب ہوگئی تھیں؟''میں نے اُ مجھی ہوئی نظروں ہے اُس کی طرف دیجیا۔ ''ایک پرانا جانے والامل گیا تھا۔۔۔۔۔ اُس طرف کھڑی اُس سے باتیں کر رہی تھی۔'' اُس نے کری پر بیٹھتے ہوئے ایک طرف اشارہ کیا۔

'' يهان تمهارا جانے والا؟''ميرے لہج ميں حيرت تھی۔

''میں بے پورکی رہنے والی ہوں جو یہاں سے صرف چار سو کلومیٹر ہے۔''سیتا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔''بیرا جستھان ہے اور اس خطے کا ہر شہرا یک تاریخی مقام رکھتا ہے۔ کالج کے زمانے میں، میں اپنے دوستوں کے ساتھ گھومتی رہتی تھی۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ کئی سال پہلے جب میں اپنے دوستوں کے ساتھ یہاں آئی تھی تو مان شکھ کے گھر پر ہی قیام کیا تھا۔ اب آ اُس نے مجھے دکھے لیا اور ویٹر کو پیغام بھیج کر مجھے بلالیا۔''

'' 'وہ یہاں کیوان نہیں آیا؟'' میں نے پوچھا۔ ''

"تہاری وجہ ہے۔" اُس نے بدستور مسکراتے ہوئے جواب دیا۔" وہ سمجھا تھا کہتم میرے پتی ہو۔ ہوسکتا ہے ناراض ہوجاؤ۔ اس لئے وہ یہاں تہیں آیا۔"

میں نے مزید بحث کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ ہوسکتا ہے وہی بات ہوجو وہ کہدرہی تھی۔اس کے بعد ہم زیادہ دیر وہاں نہیں بیٹھے۔سیتا نے ویٹر کو بالے کربل ادا کیا اور ہم اپنے کمرے میں آ گئے۔کمرے میں آتے ہی سیتا بستر پرڈھیر ہوگئی۔ میں بالکونی میں آکر کری پر بیٹھ گیا اور لان کی رونق کود کھتار ہا۔

بارہ بجے کے قریب میں اندرآ گیا۔ سیتالین ہوئی سامنے دیوارکو گھوررہی تھی۔ میں خاموش میٹا اُس کی طرف دیکھتارہا۔ اُس کے چبرے پرتشویش کے آثار نمایاں طور پرنظرآ رہے تھے۔ ایک بات میں نے خاص طور پرنوٹ کی تھی کہ باہر جانے سے پہلے تو وہ بہت چہک رہی تھی لیکن اُس اَجبٰی سے ملاقات کے بعد وہ ایک دم خاموش می ہوگئی تھی۔ میں نے سیتا سے بوچھنے کی کوشش بھی کی لیکن وہ ٹال گئی اور موضوع بدل کر بات کرنے گئی۔

ایک ن^ج رہا تھا۔ باہر سے آنے والی آوازیں بھی ختم ہوگئی تھیں۔ مجھے نیند آنے لگی۔ میں نے

بالكوني والا دروازه بندكر ديا اورتيز روثني والابلب بجها كرنائث بلب جلا ديا اورصوفے ير ليث گیا۔ سیتا بھی یا تیں کرتے کرتے اونگھنے گی اور پھرمیری بھی آنکھ لگ گئے۔

کھٹکے ہے میری آنکھ کھل گئی میں نے إدھرَ أدھر دیکھا اور پھرایک جھٹکے ہے اُٹھ کربیٹھ

گیا۔ سیتا بٹہ پرنہیں تھی۔ میں نے ہاتھ رُ وم کی طرف دیکھا۔ درواز ہتھوڑا سا کھلا ہوا تھا مگر اندر کی بتی جھی ہوئی تھی۔ کیلری والا درواز ہ بھی بند تھا۔ میں نے ہولے سے سیتا کا نام لے کر بکارا ادراُٹھ کر ہاتھ رُوم میں بھی جھا تک لیا۔ میں نے باہر والے دروازے کے ہنڈل پر ہاتھ رکھ کر اُسے کھولنا جا ہاتو درواز ہہیں کھلا ۔ باہر سے کنڈ الگا ہوا تھا۔

میرے دماغ میں سنسناہٹ ی ہونے تکی ذہن میں طرح طرح کے وسوسے سر اُبھارنے لگے۔ میںصوفے پرآ کر ہیٹھ گیا اورسیتا کے بارے میںسوجنے لگا۔ وہ کہاں چلی گئ تھی؟ میرے ذہن میں بار باراُس براسراراجبی کا خیال اُمجرر ہاتھا۔اُس سے ملا قات کے بعد ہی وہ کچھ پریشان می دکھائی دینے لگی تھی۔ وہ پراسرار ملا قانی کون تھا؟ میں نے اُسے نہیں ویکھا تھا۔ کیا سیتنا مجھے دھو کے میں رکھ کراُسی سے ملنے گئی تھی؟

یشہر کی کسی عمارت پر لگے ہوئے گھڑیال نے تین بجے کا اعلان کیا۔میری تشویش بڑھتی جا ر ہی تھی۔ ذبن میں ایک اندیشہ ریبھی تھا کہ سیتا مجھے کسی چکر میں پھنسانے کی کوشش تو نہیں کر ر ہی؟ کیکن میں نے اس خیال کو ذہن ہے جھٹک دیا۔اگر مجھے پھنسانا ہوتا تو وہ بہت پہلے ایسا كوني فيقدم أٹھا چكى ہوتى _

بلکا سا کھٹکا سن کر میں ایک بار پھر جونگ گیا اور درواز ہے کی طرف دیکھنے لگا۔ باہر ہے کوئی بہت احتیاط ہے دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں جلدی سے صوفے پر لیٹ گیا اور

دروازہ کھلنے اور پھر آ ہتگی ہے بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ میں نے ایک آئکھ میں بہت معمولی تی جھری پیدا کر کے دیکھا وہ سپتاتھی جو درواز ہبند کر کے دیے قدموں آ گے بڑھ رہی تھی۔اُس کی نظریں میری طرف تکی ہوئی تھیں۔قریب پیچی تو میں نے وہ آ کھے بھی پوری طرح بند کر ٹ ۔ سیتا ایک کمیح کومیر ہے قریب رُ کی اور پھر بیڈیر لیٹ گئی۔ میں نے ایک بار پھر آنکھ میں جھری پیدا کر کے دیکھا۔ وہ دوسری طرف کروٹ لئے لیٹی تھی۔

ستا تو شايد تھوڑي دير بعد سوگئ تھي ليكن مجھے دير تك نيندنہيں آسكي _ ميرا ذيهن بري طرح اُلجھا ہوا تھا۔ میں یہی سو چنار ہا کہ سیتارات کے آخری پہر چوری جھیے کہاں گئ تھی؟ اور پھریمی سو جنے ہوئے میں نیند کی آغوش میں پہنچ گیا۔

صبح آٹھ بچے کے قریب میری آنکھ کھل گئی۔سیتا اُس وقت بھی کمرے میں نہیں تھی۔وہ باتھ رُوم میں بھی نہیں تھی۔ میں نے اُٹھ کر ہاہر والے دروازے کا ہنڈل گھمایا تو اس مرتبہ وہ آسانی ے کھل گیا۔ میں نے باہر جھانکا تو راہداری کے اختتام پر زینے کے قریب کچھ لوگ کھڑ ہے

تھے۔ اُن میں سیتا بھی تھی۔ مجھے دیکھ کروہ تیزی ہے اس طرف آگئی اور اندر داخل ہو کر دروازہ

'' اس وقت آٹھ نج رہے ہیں اور رات کوتم نے کہا تھا کہ ہمیں دس بجے والی ٹرین ہے جانا

ہے۔'' میں نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اب شاید ہم دس بجے والی ٹرین سے نہ جا سکیں۔ دو بجے والی ٹرین بکڑنی ہوگ۔'' سیتنا

بواب ریا۔ '' کیوں؟ پروگرام میں بہ تبدیلی کیوں؟'' میں نے اُلجھی ہوئی نظروں سے اُس کی

" كيب إوس مين ايك قل موكيا ہے۔" سيتانے بتايا۔" نيچ بوليس آئي موئي ہے۔ اُنہوں نے گیٹ ہاؤس میں قیام پذیرتمام مہمانوں کوروک لیا ہے۔ کوئی اجازت کے بغیر باہر

''اوہ....!'' میں اُٹھل پڑا۔''کون قبل ہوا ہے کیے؟ میرا مطلب ہے پچھ معلوم ہوا؟''· '' گیسٹ ہاؤس کے چھپلی طرف ایک جھونپڑا نما لیبن میں ایک آ دمی کی لاش ملی ہے۔اُ ہے گلا گھونٹ کر ہلاک کیا گیا ہے۔''سیتانے بتایا۔''لاش کا انکشاف منبح ساڑھے چھے بجے اُس وفت ہوا جب گیسٹ ہاؤس کا صفائی کرنے والا ملازم کیبنوں کی صفائی کرر ہاتھا۔ اُس لیبن میں اُنٹ سخص کو بڑے دیکھ کر نملے تو وہ یہی سمجھا کہ شاید کوئی گا بک نشے میں دھت بڑا ہوا ہے۔ کیکن جب اُ ہے ہلا یا جلایا گیا تو یۃ چلا کہ وہ ختم ہو چکا ہے۔ فوری طور پر پولیس کو اطلاع دی گئی اور پولیس نے یہ انکشاف کیا کہ اسے گلا گھونٹ کر ہلاک کیا گیا ہے۔اُس کے گلے پرایسے نشان صاف نظرآ رہے تھے جیسے رہتی کپیٹی کئی ہو۔ پولیس نے یو چھ کچھ کے لئے تمام مہمانوں کوروک لیا

ہے۔اس کئے ہم دس سے والی ٹرین ہے نہیں جاسکتے۔'' میرے د ماغ میں سنسناہٹ ی ہونے لکی اور میں گہری نظروں سے سیتا کی طرف و کیھنے لگا۔ سیتا رات کے بچھلے بہر چوری چھیے کرے سے باہر کئ تھی۔میرے ذہن میں طرح طرح یے سوال اُ جھررے تھے۔ کیا سیتا اس پرارسرار اجبسی سے ملنے کئی تھی؟ کیا وہ لاش اُس اجبسی کی ۔ تھی اور کیاسیتانے اُسے مل کیا تھا؟

''میری طرف اس طرح گھور کر کیا و کھے رہے ہو؟'' سیتا مجھے اس طرح گھورتے پا کر گڑ ہڑا

''ادہ کچھنہیں۔''میں نے جواب دیا۔'' لگتا ہے یہاں ہمارے لئے کچھا کجھن پیدا ہو

می کھنمیں ہوگا۔'' سیتانے جواب دیا۔''پولیس بھی جانتی ہے کہ قاتل کیسٹ ہاؤس کے مہمانوں میں نے مبین ہوسکتا۔ وہ محض خانہ بری کے لئے معمول کے مطابق کچھ سوالات کریں گرمی کی شدت سے دم گھٹا جار ہاتھا۔

میں نے جب سے ہوثی سنجالا تھا اپنے آپ کوسزے ہی میں گھرے ہوئے پایا تھا۔ کشمیر کی وادی تو واقعی جنت کا عمر اتھی۔ اور مجھے لگتا تھا جیسے میں اُس جنت سے نکل کر جہنم میں آ گیا ہوں۔او پر آگ برسا تا ہوا آیمان اور نیچے چاروں طرف تپتا ہواصحرا۔راہتے میں کہیں کہیں یا نی رستیاب تھا۔ وہاں آبادی بھی تھی اور تھوڑ ابہت سبزہ بھی۔ الیم جگہوں پر ناریل کے درخت وُور ہی ہے نظر آ جاتے تھے۔

بس لبج نیر، کولیات، پالوری اور رام ڈیوڑھا سے ہوئی ہوئی بالآخر دوپہر کے قریب یو کھران پہنچ گئی۔ بڑی شدت کی گرم تھی ۔ آسان ہے آگ برس ربی تھی اور د ماغ بیکھلا حار ہا تھا۔ آ گے تقریباً ایک سویندرہ کلومیٹر کا سفر باقی تھا۔ یہاں سے شام کے وقت ٹرین بھی مل سکتی تھی لیکن شاید سیتا میں بھی سفر جاری رکھنے کی ہمت نہیں رہی تھی۔اس لئے ہم ایک آٹو رکشہ میں بیٹھ کر ا بک ہونل میں بہتے گئے ۔ یہاں ہمیں ایئر کنڈیشنڈ کمر ہل گیا۔

ہم دن بھر کرے میں بندر ہے۔ باہر گرمی اس شدت کی تھی کہ کمرے سے نکلنے کی ہمت نہیں ہور ہی تھی۔ رات کا کھانا بھی سیتا نے کمرے ہی میں منگوا لیا تھا۔ وہ باہر نگلنے ہے گریز کر رہی تھی۔ اُس کے بارے میں میرے ذہن میں جنم لینے والے شبہات بڑھتے جا رہے تھے۔ ہنومان کڑ ھ میں اُس پراسراراجیبی ہے ملا قات اوراُسی رات اُس کے مل کے بعد سیتا کو حیب سی لگ گئی تھی۔ وہ مسلسل بچھ پریشان نظرآ رہی تھی۔ میں نے کئی مرتبہ یو چھنا جا ہاتھا کہ وہ گیسٹ ہاؤس میں رات کے آخری پہر چوری چھیے کمرے سے نکل کر کہاں کئ تھی کیکن کوشش کے باوجود میں دل کی بات زبان پرہیں لا سکا تھا۔

سنج ہم دریتک سوتے رہے۔ ناشتے کے بعد سیتا مجھے کمرے ہی میں چھوڑ کر چکی گئی۔ اُس کی واليسي تقريباً دُيرُ ه گھنے بعد ہوئی تھی۔ وہ پسنے میں شرابور ہور ہی تھی۔

''بس اسٹینڈ تک گئ تھی۔'' اُس نے خود ہی بتایا۔'' آ گے تقریباً سواسو کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ ریل میں ایئر کنڈیشنڈ یارلر میں یہاں سے سیٹ ملنا مشکل ہی ہوتا ہے۔ حیار بجے والی ایئر كندُ يشنرِ ميسينيں مل كئ ہيں۔ ہم سات بج تك جيسلمير بھنج جائيں گے۔ اس وقت وہاں كا موسم بھی کسی قدرخوشگوار ہوگا۔''

'''ہم موسم کی شدت سے بیچنے کے لئے زندگی بھرتو ایئر کنڈیشنڈ کمروں میں نہیں دیجے رہیں گے۔لیکن میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہتم مجھے کہاں لے جارہی ہو؟''میں نے کہا۔

''جیسلمیر۔''سیتانے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

کہا۔'' مجھے نہیں معلوم جیسلمیر کہاں ہے اور جے پور کہاں ہے۔ سیلن'' ' ج بور، جیسلمیرے تقریباً ساڑھے چھ سوکلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔' اُس نے میری

اور پھر واقعی ایسا ہی ہوا۔ ناشتہ ہم نے کمرے ہی میں منگوالیا تھا۔ ناشتے کے بعد ہم بالکونی میں بیٹے باتیں کرِرے تھے کہ ساڑھے نو بجے کے قریب دروازے پر ہلکی می دستک ہوٹی۔سیتا نے اُٹھ کر درواز ہ کھولا۔

ا یک سب انسپکڑ تھا اور اُس کے ساتھ گیسٹ ہاؤس کی مالکہ الکا ہوتری جو خاصی پریشان لگ

سب انسپکٹریندرہ ہیں منٹ تک ہم ہے مختلف سوالات یو چھتا ر ہا جن کے جواب زیادہ تر سیتا ہی نے دیئے تھے۔اُس نے مجھے بہت کم بولنے کا موقع دیا تھا۔ا

'''ٹھیک ہے مسزیریم کمار!''سب انسکٹرنے سیتا ہی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔'' آپ لوگوں کو جوزحمت ہوتی اس کے لئے میں معذرت چاہتا ہوں۔ آپ لوگ چاہیں تو کیسٹ ہاؤس

''جمیں تُو دس بجے کی ٹرین ہے بیکا نیر جانا تھا۔ گراس ٹرین کا وقت تو نکل گیا۔اب دو بج والی گاڑی ہی پکڑیں گے۔''سیتانے کہا۔

سب انسپکٹر نے ایک بار پھرمعذرت کی اورا لکا ہوتری کو اشارہ کرتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔ دن کا باقی حصہ ہم نے کمرے ہی میں گز ارا۔ گیارہ بجے کے قریب پولیس چکی کئی تھی۔ ایک بج ہم نے دو پہر کا کھانا کھایا اور سیتا نے کاؤنٹر پر جا کر حساب چکایا اور اس کے تھوڑی ہی دیر بعدہم کیٹ ہاؤس سے رخصت ہو گئے۔

بہت ست رفارٹرین تھی۔شام ہے ذرا پہلے ہم بیکا نیر بھنج گئے۔ یہ ہنومان گڑھ سے بڑااور زیادہ قدیم شہرتھا۔ یہاں بھی ہم نے درمیانے درجے کے ایک ہوئل میں قیام کیا۔استقبالیہ کاؤنٹر پر رجٹر کی خانہ پری سیتا ہی نے کی۔ یبال بھی اُس نے میرا نام پریم کمار اور اپنے آپ كومسزيريم كمارلكها تقابه

ریکتان میںٹرین پر چند گھنٹوں کے اس سفرنے مجھے زیادہ تھکا دیا تھا۔ سیتا کے چہرے پر بھی تھلن کے آ ثارنمایاں طور پرنظر آ رہے تھے۔ ہنو مان گڑھ میں تو ہم رات کو کمرے سے نکل کر لان میں آگئے تھے لیکن یہاں ہم کمرے سے باہر ہیں نگلے۔ دات کا کھانا بھی کمرے ہی میں منگوا کر کھایا تھا۔

صبح سات بجے ناشتہ کر کے ہم نے ہوئل حچوڑ ویا۔میرا خیال تھا کہایک بار پھرٹرین کا سفر در پیش ہو گا۔ کیکن سیتا نے بتایا کہ برکانیر ہے جیسلمیر کی طرف ریلوے لائن نہیں تھی۔ البتہ یو کھران ہےٹرین مل سکتی تھی۔ بیکا نیر ہے یو کھران تک کا سفربس میں کرنا پڑے گا۔

بس کا بیسفر بے حداذیت ناک ثابت ہوا تھا۔ ایک تو بس کھٹارہ ٹائپ کی تھی اس پر مسافر بھیڑ بکریوں کی طرح بھر لئے گئے تھے۔شم بالائے شم یہ کہ جاروں طرف تیآ ہوا ریگتان۔

بات کا نتے ہوئے کہا۔''لیکن پہلے جیسلمیر۔ وہاں پہنچ کر میں بنا دُوں گی کہ تمہیں یہال کیوں لائی ہوں۔''

" در تم اب تک میری سمجھ میں نہیں آسکی ہو۔ میں کل رات سے پریشان ہوں۔ ذہن بری طرح اُلجھا ہوا ہے۔ " میں نے اپنی پیشانی سہلاتے ہوئے کہا۔

'' کیوںکیابات ہے؟''اُس نے میرے چبرے پرنظریں جمادیں۔

''رات کے پچھلے پہرتم چوری چھپے کمرے سے نکل کر کہاں گئی تھیں؟'' بیسوال غیرارادی طور برمیری زبان سے نکل گیا۔

وہ اس طرح اُ مجلل پڑی جیسے کسی بچھونے ڈیک ماردیا ہو۔اُس کا چبرہ بھی ایک دم دُھوال ہو گیا لیکن اُس نے فوراُ ہی اپنی کیفیت پر قابو پالیا۔

' دعمہیں مجھ پر کوئی شبہ ہے؟'' أس نے بو حجھا۔

''رات کے کیانے کے بعدتم سے ملا قات کرنے والا وہ اجنبی کون تھا اور اُس آ دمی کی موت سے تمہارا کیا تعلق ہے جس کی لاش گیٹ ہاؤس کے چیچے ہٹ میں پائی گئی تھی؟'' میں نے کہتے ہوئے اُس کے چیرے برنظریں جمادیں۔

ے ہے۔ ''اوہ....'' بیتا کے منہ ہے گہرا سائس نکل گیا۔'' تو تم اب وقت جاگ رہے تھے جب میں ۔ ''اوہ ۔...'' بیتا کے منہ ہے گہرا سائس نکل گیا۔'' تو تم اب وقت جاگ رہے تھے جب میں ۔ کمرے سے باہر گئ تھی اور تمہیں شبہ ہے کہ اُس آ دمی کو میں نے لل کیا ہے؟''

ُ'' تم اس کی وضاحت کر دوتو شاید میری اُلجھن رفع ہو جائے۔'' میں نے کہا۔ ایک میں نہیں نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔۔۔۔ میں اس کی وضاحت کر دُول گی لیکن ابھی نہیں۔'' سیتا نے جواب دیا۔ ''لیکن بہتر ہو گا کہ میرے بارے میں اپنے ذہن سے شہبات نکال دو۔ اور میں تمہیں یہاں کیوں لائی ہوں اس کے بارے میں بھی تنا دُول گی۔لین۔۔۔۔''

''لکین کیا؟''میں نے اُلجھی ہوئی نظروں ہے اُس کی طرف دیکھا۔

''تم سوچ رہے ہو کہ میں تمہیں تمہارے محاذ سے بہت دُور لے آئی ہوں۔ گرالی بات نہیں ہے۔'' وہ چندلمحوں کی خاموثی کے بعد بولی۔''تم یباں رہ کراپی قوم کی وہ خدمت کرسکو کے جس کا کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا۔ لیکن اس وقت تم اس کے بارے میں پچھمت پوچھنا۔ وقت آنے پر میں تمہیں سب پچھ بتا دُول گی۔''

وقت آئے پریں 'یں سب پھر ہا دوں ں۔ اس کے بعد میں نے واقعی کوئی سوال نہیں گی۔ سیتا نے اُس وقت وی ساڑھی پہن رکھی تھی جوگزشتہ شام کو بنویان گڑھ آنے کے بعد پہنی تھی۔ اُس نے پہلے ساڑھی کا بلوگرایا بھرخالی کھول کر ساڑھی اپنے جسم سے الگ کر کے ایک کری پر ڈال دی اور بیڈ پر پشت کے بل لیٹ گئ۔ اُس کے جسم پرمخصر سابلاؤز اور بیٹن کوٹ تھا۔ اُس کا سینہ کھڑی کمان کا منظر پیش کر رہا تھا۔ '' آؤ۔۔۔۔۔ تم بھی تھوڑی دیر آرام کر لو!'' سیتا نے مسکراتے ہوئے میری طرف ویکھا اور

سرک کرایک طرف ہوئی لیکن میں صوفے پر ہیٹھار ہا۔ سیتا کے ہونٹوں کی مسکراہٹ گہری ہو

''ہم تاریخی شہر جیسلمیر کے نواح میں پہنچ رہے ہیں۔ وہ ہمارے سامنے دُھوپ میں سونے کی طرح دکمتی ہوئی کوئی چنان نہیں بلکہ جیسلمیر کا پیلے پھروں سے بنا ہوا قلعہ ہے۔ دوسو پچاس

گئی۔ وہ کچھ دیرتک مجھ ہے باتیں کرتی رہی اور پھرسوگئی۔اور میں کری پر بیٹھا اُس کے بارے میں سو چنا رہا۔ نجانے کیا بات تھی کہ میرا شبہ قوی تر ہوتا جا رہا تھا کہ ہنومان گڑھ والے گیسٹ ہاؤس کے چیچے ہٹ میں ہونے والے لل میں سیتا ہی کا ہاتھ تھا اور مقول اجہنی تھا جس نے ویٹر کے ذریعہ پیغام بھیج کرسیتا کو الگ بلوایا تھا۔ میں جیسے جیسے سو چنا گیا میرا ذہن اُلجھتا گیا۔اور پھر میں بھی کری پر بلیٹھے بیٹھے او تکھنے لگا۔

وہ شاندار ایئر کنڈیشنڈ بس محکمہ سیاحت کی تھی جوٹھیک چار بجے روانہ ہو گئی۔ سیٹیں دو دو میافروں کے لئے اور کافی کشادہ تھیں۔ مجھے اور سیتا کو جوسیٹ ملی وہ آگے ہے دوسرے نمبر پر تھی۔اس طرح ہم نہ صرف شفاف ونڈسکرین سے سامنے بلکہ دائیں بائیں کھڑکیوں کے براؤن شیشوں ہے بھی باہر دکھے کتھے تھے۔

بس میں سفر کرنے والے سب ہی لوگ سیاح تھے۔اُن میں ہندوستانی بھی تھے اور دس بارہ پور بین بھی ۔ جن میں آ دھی عورتیں اور آ دھے مرد تھے۔ بس میں محکمہ سیاحت کی ایک گائیڈ بھی تھی۔اُس جوان اور خوبصورت لڑکی نے گلا بی ساڑھی پہن رکھی تھی جس پر محکمہ سیاحت کا نج لگا ہوا تھا۔ بس کی رفتار زیادہ تیز نہیں تھی۔گائیڈ مسافروں کوراستے میں آنے والے محتلف مقامات کے بارے میں بتاتی جارہی تھی۔

سبار سے پانچ کے کے قریب بس چندن نامی ایک قصبے میں رُک گئی۔ بس جس جگه رُکی تھی وہاں سامنے ہی ایک بہت ہوا جین مندرنظر آر ہا تھا اور گائیڈ بس میں بیٹھے بیٹھے ہی مسافروں کو اس مندر کے بارے میں بتارہی تھی۔شاید مندر کی سیر کا پروگرام اس ٹور میں شامل نہیں تھا۔ اس دوران مسافروں کی ٹھنڈے مشروبات سے تواضع بھی کی جارہی تھی۔

پندرہ منٹ رُکنے کے بعد بس آگے روانہ ہوگئی۔ اب جیسلمیر صرف بینتالیس کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔لیکن بس کی رفتار مقررہ حد سے زیادہ نہیں بڑھائی گئی۔ راستے میں دو اور چھوٹی بستیوں میں بھی بس کو چندمنٹ کے لئے روکا گیا تھا۔اس طرح تقریباً سوا گھنٹے بعد بس جیسلمیر کے نواح میں پہنچ گئی۔

اس وقت سورج غروب ہونے کو تھا۔ میں سامنے پہاڑی پر ایک بہت بڑے جھے کوسونے کی طرح جیکتے و کی گئے دکھ کر چونک گیا۔ لگتا تھا جیسے پہاڑی کا وہ حصہ پھروں کا نہیں سونے کا ہو۔ میں سیتا ہے اُس کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا کہ خوبصورت گائیڈ کی سریلی آواز سنائی دی۔ وہ مسافروں کورخصت ہوتی روپہلی وُھوپ میں سونے کی طرح جیکتے ہوئے اس پہاڑ کے بارے میں بتارہی تھی۔

ف أو نجى تكونى پہاڑى پراس تعليمى بنياد راجه راول جيسل نے ركھى تھى۔اس كى تغيير ميں پيلا پھر استعال كيا گيا اور يسات سال كى مدت ميں پايية تميل كو پنجائے''

وہ خوبصورت گائیڈ رُ کے بغیرر نے رٹائے الفاظ بڑی روانی سے بولے جارہی تھی۔ ''دیسہ قامہ کان میں جہوں خیک نئے استعادی کان کے استان کا بیٹر کے جارہی تھی۔

''اس قلعے کے ننانو ہے برج ہیں اور جنلی اعتبار ہے اے اُس زمانے میں بہت مضبوط قلعہ سمجھا جاتا تھا۔ اس کی دوہری فصلیس تقریباً تھیں فٹ بلند ہیں۔ قلعہ کے چار دروازے ہیں۔ راجہ جیسل اس قلعہ کی تعییر مکمل ہونے کے بعد اگر چہ صرف چار سپال ہی زندہ رہا لیکن بعد میں آنے والے راج اس قلعہ کی شان و شوکت میں اضافہ کرتے رہے۔ قلعے کے اندر آٹھ جین مندر ہیں جوا یک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ ان مندروں کی تغییر تقریباً سوسال میں مکمل ہوئی اور ان کی تغییر میں بھی پیلا بھر استعال کیا گیا۔ ان کے اندر پھروں سے تراثی ہوئی مورتیاں رکھی ہوئی ہیں۔ اس قلع کے اندر ہندوؤں کے بھی کئی مندر ہیں جن میں کشمی ماتھ مندر سب سے بڑا ہے۔ مہاراجہ راول جیسل کے بعد آنے والے راج اس قلع میں اپنے خوبصورت محلات ہوگی ارب سے ترادہ خوبصورت ہیں۔ "، مالہ خوبصورت میں اسے خوبصورت میں سے بڑا دیے۔ یوں تو ہر تیارت قابل دید ہے مگر موتی محل ، رنگ محل اور گئی دید ہے مگر موتی محل ، رنگ محل اور گئی ویلان سب سے زیادہ خوبصورت ہیں ۔...، "

گائیڈ اس قلع کے بارے میں بتاتی رہی۔بس اب شہری حدود میں داخل ہو چکی تھی۔ میں ا سڑک کے دونوں طرف خوبصورت اور تاریخی عمارتوں کو دیکھنے لگا۔اوراب سیتامیری طرف جھی ا اس شہر کے بارے میں بتارہی تھی۔

اں ہر سے بارسے بارسے کی باروں اور بیشہرا کی بارہ دراول جیسل نے رکھی تھی اور بیشہرا کی اور بیشہرا کی اس شہر کی بنیادتقر بیا ساڑھے آٹھ سوسال کیے نام سے منسوب ہو گیا۔ راجہ جیسل کے خاندان نے آٹھ سوسال تک یہاں حکومت کی۔ 1947ء میں ہندوستان کے بیٹوارے کے بعد ہندوستان کی تمام ریاستوں کے ساتھ ریاست جیسلمیر کی سرکاری حیثیت بھی ختم کر دی گئی۔۔۔۔گنجان آبادی والے اس شہر کو گولڈن ٹی بھی کہتے ہیں۔ شایداس کی وجہ یہ ہے کہ اس شہر کے چاروں طرف شہری ریت کے ٹیلے ہیں جو تیز ہوا کی وجہ سے اپنی جگہتد بیل کرتے رہتے ہیں۔

جیسلمیر کی اپنی تاریخی اہمیت تھی۔ یہ ایک گزرگاہ پر واقع تھی جہاں سے قدیم وسط ہند،
گجرات، مہاراشٹر اور سندھ کی طرف جانے والے تجارتی قافلے گزرتے تھے۔ ان تجارتی
قافلوں سے دیگر محصولات اور چنگی کی مد میں یہاں کے حکمرانوں کو بڑی آمدنی ہوتی تھی جس کی
وجہ سے یہاں کے لوگ بھی خوشحال تھے۔ نہ صرف ہر راجہ نے قلعہ بند شہر کے اندر خوبصورت
محلات تعمیر کروائے بلکہ بڑے بڑے تاجروں نے بھی سنہری پھروں سے خوبصورت حویلیاں تعمیر
کروائیں۔ مگر جمبئی کی بندرگاہ تعمیر ہونے کے بعد تجارتی قافلوں نے اپنا رُخ بدل لیا جس سے
نہ صرف ریاست کی آمدنی بلکہ اس کی اہمیت بھی کم ہوگئے۔ یہاں تمہیں ہر قدیم عمارت میں سنگ
تراثی کا بڑائیس اور خوبصورت کام نظر آئے گا۔ لیکن جمبئی کی بندرگاہ تعمیر ہونے کے بعد وہاں

روزگار کا سلسلہ پیدا ہوا تو سنگتر اٹی کے ماہر کار گیر سلاوٹ یہاں سے ججرت کر کے سندھ کا رُخ کرنے لگے لیکن آج بھی یہاں سنگتر اثی کے کام کوشا ہکار تسلیم کیا جاتا ہے۔''

''ایک کام کرو!''میں اُس کے خاموش ہونے پر جلدی ہے بول پڑا۔''اس گائیڈ کومیر ہے پاس بھیج دواورتم اُس کی جگہ کھڑی ہوکربس کے مسافروں کواس تاریخی شہر کے بارے میں بتاتی رہو تہمیں تو محکمہ سیاحت میں گائیڈ ہونا چاہئے تھا۔''

ر ہو۔ بین دست کے بارہ میانی ہوں۔ "ستانے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔" راجستھان دیم تاریخی قلعوں، محلات اور حویلیوں کی سرزمین ہے۔ میں تمہیں اس خطے کی تاریخ کے علاوہ ایک ایک مارت کے بارے میں بتا سکتی ہوں کہ وہ کب اور کس نے بنوائی تھیں۔ مثلاً جیسلمیر میں بڑا باغ ، قلعہ، گدیسر ٹینک ، چین مندر، چوؤں کی حویلی، رام ڈیوڑھا، ویاس چھتریاں، سالم مند کولی، مواہر نواس جن پر طلوع ہوتے ہوئے سورج کی رو پہلی کرنیں پر ٹی ہیں تو یہ سونے کی طرح چمک اُٹھتے ہیں اور ۔۔۔۔"

" دبس بس میں نے ہاتھ اُٹھا کر اُسے مزید کچھ کہنے سے روک دیا۔ " کچھ بعد میں بتانے کے لئے بھی رہنے دو۔ "

ے سے سے ن رہے درو سیتامسکرا کررہ گئی۔

بس شہر کے مختلف با رونق علاقوں سے گزرتی ہوئی پلیں ہوٹل کے سامنے رُک گئی۔ اُس وقت سورج غروب ہو چکا تھا اور شام کا اندھیرا پر پھیلانے لگا تھا۔ گرشہر کی بتیاں بھی جگمگا اُٹھی تھیں جن کی روشنیاں تھیلتے ہوئے اندھیرے سے دست وگریباں ہورہی تھیں۔

بس سے اُتر تے ہی سیتا نے ایک آٹو رکشہ روک لیا اور اندر ہیٹھنے کے بعد ڈرائیورکوعلاقے نامہ تال میں سمجہ میں نہیں ہیں کا

کا جونام بتایا وہ میری سمجھ میں نہیں آ سکا۔

رکشہ شہر کی مختلف سڑکوں پر دوڑتا ہوا مشرق میں نواحی علاقے کی طرف نکل آیا۔ یہاں آبادی چھدری تھی۔ حولی نما عمارت ایک دوسرے سے فاصلے پرتھیں۔ سیتا نے ایک عمارت کے سامنے رکشہ زُکوالیا اور نیچے اُئر کر ڈرائیورکوکراییا داکر نے گئی۔ میں بھی بیگ سنجال کر اُئر گیا۔ میرا خیال تھا کہ سیتا یہاں بھی کسی ہوئی یا گیسٹ ہاؤس ہی میں قیام کرے گی ۔ لیکن اس حولی کود کھے کہ میں جران ہوئے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔ گیٹ پر کال بیل کا بیٹن دبانے کے دو تین منٹ بعد گیٹ کی دروازہ کھل گیا اور ہم اندر داخل ہوگئے۔

وہ ادھیزعمرآ دمی راجستھانی لباس میں تھا۔ سر پر مخصوص انداز میں بندھی ہوئی میرون رنگ کی پگڑی بھی اس بات کی نشاند ہی کرر ہی تھی کہ اُس کا تعلق کسی راجیوت خاندان سے ہے۔ اندراندھیرا تھا جس کی وجہ ہے نہ تو ہم اُس کی شکل اچھی طرح دکھے سکے تھے اور نہ ہی وہ ہمیں ٹھیک سے دکھے پایا تھا۔ البتہ ہمیں دیوانہ واراندر گھتے دکھے کروہ کچھ گڑ بڑا ساگیا تھا۔'' ''کون ہو بھایا۔۔۔۔۔ایسے اندرکیوں گھتے آوت ہو؟'' '' حالت بہت کھر اب ہے سیتا دیوی!'' چتون شکھ نے کہتے ہوئے کن انکھیوں سے میری طرف دیکھا۔'' آپ کو ادھرآ وت نامیں جاہئے تھا۔لوگارکو پیۃ چل گیا تو۔۔۔۔'' وہ ایک بار پھر میری طرف دیکھتے ہوئے خاموش ہو گیا۔

'' ہاں ہاں کہو ۔۔۔۔ یہ اپنا ہی بندہ ہے۔'' سیتا بولی۔

" فجرال بهت گرم ہیں سیتا دیوی! " چتون عظم بولا۔ " ہمارتو بیسنن سے کہ سیتا دیوی نے سلے تشمیر میں دوسینکوں کی ہتھیا کر ڈالی اور ایک اُ گر وادی کے ساتھ بھاگ گئے۔ بعد ماں اُس ملمان أگر وادی نے جمول میں سینک افسران پر گولے چلائے تو سیتا بھی اُس کے ساتھ ہوو ہے تھی ۔' وہ چند کھوں کو خاموش ہوا پھر بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا۔'' جے پور میں سینا کے افسران نے بڑے ٹھا کر جی کو پکڑلیا پر اسی روز چھوڑ دیا۔ آپ نے پہال آ کر بہت کلتی کرت ہوسیتا دیوی! لیپٹن صاب بھی إدهرآ وت رہت ہے۔''

''اوہ.... آخری مرتبہ وہ کب آیا تھا؟''سیتانے یو حیھا۔

'' دوروج پہلے'' چتون سنگھ نے جواب دیا۔''اُس کے ساتھ رانا بھی تھا اور'' وہ خاموش ہو گیا۔

''عورتیں بھی۔'' سیتانے اُس کی بات بوری کر دی۔

'' ہاں سیتاد یوی …'' چتون عکھ نے گردن ہلا دی۔

"إجها تھيك ہے " بيتانے گهراسانس ليتے ہوئے كہا۔" تم كى كونبيس بتاؤ كے كہ ميں یبال آئی ہوںکسی کونہیں ۔سمجھ گئے؟''

اسمجھ گیا بیتا و یوی!" چون سنگھ نے گردن ہلا دی۔"اب میں جاؤں؟ کچھ بھوجن کا

'' ہاں ۔ تم جاؤ!''سیتانے برس میں سے پچھنوٹ نکال کراس کی طرف بڑھادیئے۔'' یہ رکھلو! اور جو تمجیم میں آئے لے آنا یٰ'

چتون شکیہ نے نوٹ لے کر جیب میں رکھ گئے اور خالی کپ اُٹھا کر لے گیا۔اس کے تھوڑی ہی دیر بعدوہ حویلی سے چلا گیا۔حویلی کا گیٹ اُس نے باہر سے بند کر دیا تھا۔

چتون سنگھ کی باتوں ہے میں بہت کچھ سمجھ گیا تھا۔ سیتا کے بارے میں خبریں بہت پہلے یہاں تک پہنچ چکی تھیں۔ اس صورتحال ہے بھارتی فوجیوں کی گندی ذہنیت کا اندازہ برسی آسانی ہے لگایا جاسکتا تھا۔ایے آ دمیوں کو بیجانے اوراپنے جرائم چھیانے کے لئے اُنہوں نے اپنوں کو بھی مِعاف میں کیا تھا۔ پہلے چاچا قربان علی کو گولیوں سے چھلنی کیا پھرائس کی بیٹی کوتشد د کا نشانہ بنا کی ہلاک کر ڈالا۔اوراحتاج کرنے والوں کو بھی بھون ڈالا۔ بیاطلاع تو ہمیں جموں ہی میں اُل کی بھی کہ فوجیوں نے سیتا کے بارے میں پوچھنے کے لئے اُس کے ماما کو بھی اذبیتیں دے کر ہلاک کر ڈالا تھا۔ اور میرا اندازہ بالکل درست نکلاتھا کہ راجستھان میں بھی سیتا کے بارے

''میں ہوں چتون سُکھ اِسپتا'' سپتا گئے کہا۔'' یہاں اورکون ہے؟'' سپتانے یو حیما۔ ''اوہ سیتا د یوی.....؟'' چتون سنگھ نامی وہ آ دمی چونک سا گیا۔'' یہاں کوئی ناہیں ہے۔ آؤ.....ادهركوآ جاؤ.....آؤ آؤ!" أس نے ميرے ہاتھ سے بيگ لے ليا۔

برآ مدہ بھی تاریک تھا۔ ہم چتون سنگھ کے پیچھے اندر داخل ہوئے تو صرف ایک کمرے میں بتی جل رہی تھی۔ چتون سنگھ نے وسطی کمرے میں رُک کر بتی جلا دی اور بیگ ایک طرف رکھ کر کند ھے پریزا ہواا جرک نما کیڑا اُ تار کر فرنیچر جھاڑنے لگا۔ حالانکہ فرنیچر صاف ہی تھا۔

'' بیٹھو بیٹھوسیتا دیوی!آپ بھی بیٹھو!'' اُس نے ہم دونوں کواشارہ کیا۔

چتون سنگھ کی عمر پینتالیس کے لگ بھگ رہی ہو گی۔لمیا قد، گھٹا ہواجسم اور بڑی بڑی کچھے وارموچھیں _ راجستھالی لباس میں وہ بہت شاندارلگ رہاتھا۔

'' کوئی جل پان سیتا دیوی؟'' اُس نے سوالیہ نگاہوں سے سیتا کی طرف ویکھا۔ '' ہاں چتون شکھ! ہم چائے پئیں گے۔اوراس کے بعد بھوجن بھی کریں گے۔'' سیتا نے

گہراسالس لیتے ہوئے جواب دیا۔'' تم جائے بنا دو۔۔۔۔۔کھانا بازارے لے آنا۔'' '' جی سیتا دیوی۔'' چتون سنگھ کہتے ہوئے ایک طرف غائب ہو گیا۔

'' یہ کس کی حو ملی ہے؟'' چتون سنگھ کے جانے کے بعد میں نے سیتا ہے یو حیھا۔

''ہاری ہے' سیتا نے جواب دیا۔''راجپوتانہ کے مہاراجوں کو آبادی اور بربادی کا بہت شوق تھا۔ وہ آپس میں بڑی بڑی جنگیں لڑتے اور جوونت بچنا وہ قلعوں ،محلات اور حویلیوں ک تعمیر روسرف کردیتے۔جننی دولت ان راجوں نے عمارتوں کی تعمیر برخرچ کی ہے وہ اگر فلاح و بهبود برخرچ کی جابی تو آج را جستهان میں کوئی ریگستان دکھائی نه دیتا۔ ہرطرف سبزہ ہی سبزہ ہوتا۔لیکن اس طرف کسی نے بھی توجہ نہ دی۔ پہلے بیلوگ انسانوں کی جنگیں لڑا کرتے تھے۔آج کل کتے لڑایا کرتے ہیں۔ یہی ان کا شوق رہ گیا ہے۔' وہ چند لحول کو خاموش ہوئی پھر بات حاری رکھتے ہوئے بولی۔''میرے یتا جی کالعلق بھی ایک ایسے ہی خاندان سے ہے جس نے راجستھان کی ایک ریاست پرصدیوں حکمرانی کی ہے۔اس خاندان کو بھی عمارتیں سنوانے کا شوق تھا۔ ہے پور، اود ھے بور، جیسلمیر اور راجستھان کے بڑے بڑے شہروں میں گئی حویلیاں ہیں جن میں سے بیشتر ویران ہوئی جارہی ہیں۔ یہاں ہارے کنبے کے پچھلوگ بھی کبھارآتے رہتے ہیں اس لئے حویلی کی و کھ بھال بھی ہونی رہتی ہے۔ ایک بہت بڑی حویلی شہر کے اندرونی جھے میں بھی ہے کیکن اُسے تاریخی ور ثہ قرار دے کرسر کارنے قبضے میں لے رکھا ہے۔''

ای دوران چتون شکھ جائے بنا کر لے آیا۔ '' آپ کشمیرے کب لوٹیں سیتاد یوی؟'' اُس نے ہمارے سامنے کافی نیبل پر چائے رکھتے

> ہوئے یو حجھا۔ ' کئی روز ہو گئے،'سیتانے جواب دیا۔''یہاں کی کیاصورتحال ہے؟''

میں پوچھ گچھ کی جارہی تھی۔اورمیرے خیال میں سیتانے یہاں آ کر واقعی غلطی کی تھی۔ چتون شکھ نے جس کیپٹن کا تذکرہ کیا تھاوہ سیتا کا وہی کزن تھا جوعرصہ پہلے سیتا کواپنی ہوں کا شکار بنا چکا تھا اور اُس کے ایک مسلمان دوست پر جھوٹا الزام عائد کر کے اُسے پولیس کے ہاتھوں مروادیا تھا۔

ستانے جمھے راستے ہی میں بتایا تھا کہ جیسلمیر شہر پاکتان کی سرحد سے ساٹھ ستر کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے اور یہاں ایک بہت بڑی چھاؤئی ہے۔ اور اُس کا کزن کیٹین گو پال بھی بہیں پر ہے۔ پہلے وہ لیفٹینٹ تھا اور بعد میں کیٹین ہو گیا تھا۔ چتون سکھ کے کہنے کے مطابق کیٹین گو پال اس حو بلی میں آتا رہتا تھا۔ دو دن پہلے بھی وہ رانا نامی کی دوست کے ساتھ آوارہ عورتوں کو لے کر آیا تھا اور وہ کی بھی وقت یہاں آسکتا تھا۔

سودی میں ہوئی ہازار سے کھانا لے کر آگیا۔ کھانا کھانے کے بعد سیتا نے کپڑے بدل گئے۔ اُس کے جسم پریدلباس د کیھ کرمیں چونک ساگیا۔اس لباس میں اُس کے جسم کا زیادہ حصہ برہنہ ہور ہاتھا۔

أني سكير عم في كهال سے لئے؟ "ميں في يو جھا۔

'' بیڈر وم کی الماری میں بہت نے کپڑے موجود ہیں۔تمہارا کام بھی چل سکتا ہے۔'' سیتا نے مسکراتے ہوئے کہااور پھر چتون شکھ کو مخاطب کرتے ہوئے بولی۔

'' چیق ن شکھ! تم بلیر سنگھ کے پاس چلے جاؤ۔ دو چار دن و ہیں رہ لو۔ جب میں یہاں سے جائے گلوں گی تو تمہیں فون کر کے بلوالوں گی۔''

بور ہے ۔ ان جی سینیا دیوی!'' چتون سنگھ نے کہا۔ اُس کی آنکھوں میں اُلجھن می اُبھر آئی تھی۔'' پر آپ کی سیدا '''

''اپنی سیوا ہم خود ہی کر لیں گے۔''سیتا نے اُس کی بات کاٹ دی۔''اورتم اپنی زبان بند رکھو گے۔کسی کومیرے بارے میں کچھنہیں بتاؤ گے۔ابتم جاؤ!''

یں رہے۔ میں اور ایک کی اور ایک کمرے میں چلا گیا۔ چند منٹ بعد وہ ایک ''جی سیتا دیوی'' چتون سگھ نے کہا اور ایک کمرے میں چلا گیا۔ چند منٹ بعد وہ ایک چھوٹی می یوٹلی، جس میں اُس کے دوجوڑے کیڑے تھے، لے کر رُخصت ہو گیا۔

میں سیتا کے ساتھ ایک کمرے میں آگیا۔ یہ بہت وسیع وعریض بیڈرُوم تھا اور شاندار طریقے ہے آراستہ تھا۔ بیڈ کے بین سامنے والی دیوار پر دوعورتوں کی ایسی تصویریں آراستہ تھیں جنہیں و کیچ کر ہی شرم آتی تھی۔ سیتا ڈرلینگ ٹیبل کے سامنے بیٹھ کرمیک اُپ کرنے لگی۔ یہاں ہر چیز موجودتھی۔ یوں تو سیتا ویسے ہی بے حد حسین تھی مگر ملکے سے میک اُپ سے اُس کا حسن کچھاور نکھر آتا تھا۔ اور اس وقت تو وہ بہت اہتمام سے میک اُپ کر ہی تھی۔

'' نیسیِ لگ رہی ہوں؟'' اُس نے اُٹھ کرمیری طرف دیکھا۔ ہونٹوں پر بڑی معنی خیز

> ر بیثان مت ہونا۔'' اُس نے جواب دیا۔ ''اگرتہارے بعد کوئی آگیا تو؟'' میں نے کہا۔

‹ ﴿ وَ فَى نَهْمِيلَ آئِ كَا اللَّهِ اللَّهِ عَلَى اللَّهِ عَلَى اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّ الله

میں گڑ ہوا سا گیا۔اس سے پہلے کہ منتجل سکتا اُس نے اپنے ہونٹ میرے بائیں گال پر شبت کر دیئے اور پھر چھچے ہٹ کر میری طرف دیکھتے ہوئے زور دار قبقہ لگایا اور جھے پکڑ کر ڈرینگ ٹیبل کی طرف گھما دیا۔میرے گال پراُس کے ہونٹوں کا سرخ نشان بن گیا تھا جسے میں اینے ہاتھ کی پشت سے صاف کرنے لگا۔

" سیتا نے اپنے ہونٹوں کی لپ اسٹک درست کی اور مجھے اشارہ کرتی ہوئی کمرے سے باہرآ گئے۔ چند منٹ بعد وہ حویلی سے رخصت ہوگئی۔ حویلی کے گیٹ کا چھوٹا دروازہ اُس نے باہر سے بند کیا تھا۔ برآ مدے والا دروازہ میں نے ویسے ہی بھیڑدیا۔ سیتا کی ہدایت کے مطابق میں نے اُس دروازے کی چننی بھی نہیں لگائی تھی۔

میں کچھ دیرتک کمرے کے ہال کے وسط میں کھڑار ہااورگھوم پھر کرحو ملی دیکھنے لگا۔ بہت بڑی حو ملی تھی۔ کئی راہداریاں اور لا تعداد کمرے تھے۔ میں نے راجے مہاراجوں کے شاہی محلات، قلعوں اوراس قیم کی حویلیوں کے بارے میں سناتھا کہان میں سرنگیں، تہدخانے اور خفیہ راستے ہوتے ہیں۔ کئی کمرے اُوپر بھی تھے۔ اُوپر جانے کے لئے ہال کمرے کے اندر سے بھی زینہ تھا اور باہر سے سٹرھیاں بھی تھیں۔

میں تقریباً ایک گھنے تک حو کی میں گھومتار ہااور پھر دوبارہ ہال نما کمرے میں آگیا۔ پچھ دیر دہاں رُکا اور پھر اُسی بیڈر ُ وم میں آگیا۔ میں نے کمرے کی بتی بچھا دی اور بستر پر لیٹ گیا۔ راہداری میں جلنے والے بلب کی مدھم ہی روشی کمرے میں آر ہی تھی۔

بستراس قدرآ رام دہ تھا کہ لیٹتے ہی میری آنگھیں بند ہونے لگیں مجھے اندازہ نہیں تھا کہ میں کنی دیرسویا؟ اور پھر کسی آجٹ ہے میری آنکھ کل گئے۔اس کے ساتھ ہی '' چیٹ'' کی ہلی کی آواز سے کمرہ روشن ہے بھر گیامیری آنکھیں چندھیا گئی۔اور جب آنکھیں تیز زمیشن بید کی آواز سے کمرہ روشن ہے جس کی جھے سے مانوس ہو کمیں تو سامنے سیتا اور اُس کے ساتھ ایک آدمی کود کھے کہم سروادی ہے جس کی جھے ہوئوں پر بڑی معنی خیز مسکرا ہے تھی۔ وہ چند کھے میری طرف دول ٹین ڈال دیا تھا۔ میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

''کیپٹن گوپال! یہ ہے شمیر کا وہ سب سے بڑا اُگر وادی ۔۔۔۔۔ مجاہدین کا بہت بڑا سرغنه شمروز ۔۔۔۔۔ جس نے بھارتی سینا کو نا قابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ جمول کے قریب مانسرجسیل کے کنار سے سینا کے اعلی افسروں کی ہلاکت کا منصوبہ بھی اسی نے بنایا تھا۔ تمہاری سینا، انٹیلی جنس یا کوئی اور ایجنسی اس کا سراغ نہیں لگاسکی لیکن دیکھو میں س طرح آسانی سے اسے یہال کے آئی ہوں ۔۔۔۔''
میں موجود سے تھے۔ کنٹیال سلگنے گئیں۔ میں میں موجود سے تھے۔ کنٹیال سلگنے گئیں۔ میں میں موجود سے تھے۔ کنٹیال سلگنے گئیں۔ میں

میں اُجھِل پڑا ۔۔۔۔۔ میرے و ماغ میں دھا کے سے ہور ہے تھے۔ کنپٹیاں سلگنے لگیں۔ میں نے خونخو ارنظروں سے سیتا کی طرف دیکھا اور اس سے پہلے کہ اپنی جگہ ہے کوئی حرکت کرتا کیپٹن گویال نے بڑی پھرتی ہے جیب سے پہتول نکال لیا۔

میں بے حس وحرکت ہو کررہ گیا مجھے اپنی رگوں میں خون مجمد ہوتا ہوامحسوں ہونے لگا۔ شدید سردی کی ایک اہر مجھے اپنی لپیٹ میں لیتی چکی گئی!!

000

''یا کہ کہی کہانی ہے۔'' سیتا نے گہراسائس لیتے ہوئے جواب دیا۔'' میں یہاں ہے سے عہد کر کے نکی تھی کہ یا تو اسے اور انگوری کو پکڑ کر لاؤں گی یا اپنی جان دے ووں گی۔ انگوری میرے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ماری جا چکی تھی۔ میں ڈوڈا کے قریب اپنے ماما کی بستی میں تھی۔ اس دوران میں نے جموں اور ڈوڈا میں مجاہدین سے رابطہ کرنے کی کوشش کی۔ میں مجاہدین کے توسط سے اس تک پہنچنا جا ہتی تھی لیکن مجھے کامیابی نہیں ہوئی۔' وہ چند کھوں کو خاموش ہوئی چر بیا تفاق سے مجھے بستی کے قریب پہاڑ یوں میں بہو ہوئی گی۔''اور پھر بیا تفاق سے مجھے بستی کے قریب پہاڑ یوں میں بہو شریز ابوامل گیا۔ بیزخی تھا۔ میں اس آٹھا کر غار میں لے گئی۔ میرا خیال تھا کہ میں اس کے ہوئی خور سے اس کا میاب ہو جاؤں گی۔ میں نے اسے غار میں چھیائے رکھا۔ بستی کے ایک وڑ سے مسلمان کے ذریعے اس کا علاج کر وایا اور اس کے کھانے پینے کا خیال رکھا۔ میں سید ہوتی رہی تھی کہ یہ کوئی عام شمیری مجاہد ہے جوزخی موکر اس طرف آن نکا تھا۔ لیکن بیر انگشاف میں سے بطی خور خاب کی طرح میری جبوئی بیل ڈوال دیا تھا۔ میں اس کی مجھے سائر تھی۔ بھگوان نے اسے نیج ہوئے کھل کی طرح میری جبوئی بیل ڈوال دیا تھا۔ میں اس کی سیوا کرتی رہی۔ میں نے اسے نیز دگی کی ایک ایس لذت سے روشناس کرا دیا کہ بیمیرا خیال سیوا کرتی رہی۔ میں نے اسے زندگی کی ایک ایس لذت سے روشناس کرا دیا کہ بیمیرا خیال سیوا کرتی رہی۔ میں نے اسے زندگی کی ایک ایس لذت سے روشناس کرا دیا کہ بیمیرا خیال سیوا کرتی رہی۔ میں نے اسے زندگی کی ایک ایس لذت سے روشناس کرا دیا کہ بیمیرا خیال سیوا کرتی رہی۔ میں نے اسے زندگی کی ایک ایس لذت سے روشناس کرا دیا کہ بیمیرا خیال

ا پنے ذہن سے نہ نکال سکے۔ میں اسے بیہ باور کرانے میں کامیاب ہوگئی کہ ہندو ہوتے ہوئے بھی مجھے ہندوؤں سے شدیدِنفرت ہے۔ تشمیر کے چوالے سے اپنی سرکار کی یالیسیوں سے بھی اختلاف ہے۔ میں آزادی کوئٹیمیری مسلمانوں کاحق جھتی تھی۔ میں نے اسے باور کرا دیا کہ میں تشمیری مسلمانوں کوحق بجانب جھتی ہوں اور ہندوسامراج کے خلاف ان کے شانہ بشانہ لڑنا جا ہتی ہوں۔اس نے میری باتوں کا یقین کرایا۔ بیاب تندرست ہو چکا تھالیکن اس سے پہلے کہ میں کوئی اگلا قدم اُٹھاتی غار کے قریب چشمے پر مجھے دو ہندوسینکوں نے کھیرلیا۔ وہ مجھے اسکیلے یا کر میرے ساتھ بلاد کار کرنا چاہتے تھے لیکن اس نے مجھے بیایا اور وہ دونوں فوجی ہمارے ہاتھوں مارے گئے۔اور پھر تہیں ہے حالات میرے ہاتھ سے نکلنے لگے۔ بیشمروز اینے محاذیر واپس جانا جاہتا تھا۔ میں نے برسی مشکل سے اسے قابو میں رکھا اور وہاں سے نکال لائی۔ میرے ماما کی بہتی میں جو بچھ ہوااس میں نہاس کا ہاتھ تھااور نہ میرا کیبتی میں ہندونو جیوں نے جو کھے بھی کیااس نے میرے ڈرامے میں حقیقت کا رنگ تو بھردیالیکن میرے لئے مشکلات پیدا ہوگئیں ۔ میں اسے کسی نہ کسی طرح جموں تک لے آنے میں کامیاب ہوگئی۔میرا خیال تھا کہ میں ا ہے کسی نہ کسی طرح وہاں ہے بھی نکال لاؤں گی ۔لیکن وہاں مجاہدین کی ایک اور یارٹی سرگرم تھی۔ اُنہوں نے بھرتی فوجی افسروں کے فل کامنصوبہ بنارکھا تھا۔ میں اسے دُوررکھنا چاہتی تھی۔ گر یہان محاہدین ہے رابطہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔اور پھر میں بھی اس کروہ میں شامل ہو گئی۔میرا خیال تھا کہ میں وقت ہے پہلے بھارتی فوجیوں کواس سازش ہے آگاہ کرؤوں کی کیلن مجھےموقع نہیںمل سکا۔اور پھر مانسر جھیل پر جس طرح قبل عام ہوا وہ خوفناک منظر میں زندگی بھر نهیں بھلاسکوں گی بہ ایک بار پھرتشمیر کی طرف واپس جانا چاہتا تھا مگر ایک میری کوشش اور پھر حالات نے اسے اس طرف جانے ہے باز رکھا اور ہم کسی نہ نسی طرح جموں سے نگل کر یٹھان کوٹ پہنچ گئے ۔'' وہ چند کمحوں کو خاموش ہوئی اور پھر پٹھان کوٹ سے یہاں تک کے

مان کے بیات کا ہو بھارتیہ ناری'' کیپٹن گو پال نے اُس کے خاموش ہونے پر کہا۔ ''اس کی گرفتاری پرنفذ انعامات کے علاوہ تم مہاویر چکر کی بھی حق دار ہو۔''

'' شایدتم به بھول گئے ہو کہ مہا ور چکر کسی زندہ انسان کونہیں دیا جا تا۔'' سیتا نے مسکراتے ۔ یک

'' یہ درست ہے۔۔۔۔۔لیکن اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں تنہیں اس ہے بھی بڑا ایوارڈ دیتا۔'' کیپٹن گویال نے کہا۔

میں اپنی جگہ پر بے جس وحرکت کھڑا اُن کی با تیں من رہا تھا۔ مجھے اپنے آپ پر بھی طیش آ رہا تھا کہ کس قدر آسانی سے بیوتوف بن گیا تھا۔ سیتا نے اپنے آپ کوکشمیری مسلمانوں کا ہمدرد ظاہر کر کے مجھے اپنے حسن و شباب کے جال میں جکڑ لیا تھا اور بڑی خوبصورتی سے مجھے وہاں

ے نکال لائی تھی۔ عورت سنخوبصورت عورت واقعی اپنے اندر بڑی طاقت رکھتی ہے۔ جو کام بڑے ہے بڑے سور مانہیں کر سکتے وہ ایک خوبصورت عورت بڑی آسانی سے کرڈالتی ہے۔ اور مرد سنخواہ کتنا ہی بہادر کیوں نہ ہوعورت کے حسن کے جال میں پھنس کر بیوقوف بن جاتا ہے۔ یہی سب پچھ میرے ساتھ ہوا تھا۔ میں کتنی آسانی سے بیوقوف بن گیا تھا۔ لیکن مجھے اپنے آپ بی سب پچھ میر اس کی باتوں میں کیوں آگیا تھا۔

پر عصدا رہا تھا تھ ہیں ہیں ہوئی ہوئی ہوئی ہے۔ وہ دونوں ہنیں ہنس کر باتیں کر رہے تھے اور میں موقع کی تلاش میں تھا۔ اور بالآخر مجھے موقع مل گیا ۔۔۔۔کیٹین گو پال کی توجہ ایک لمحہ کومیری طرف سے ہٹی تھی اور میں نے اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے کیٹین کر چھلانگ لگا دی۔

فا ندہ اس کے بیری شوکر پوری قوت ہے اُس کے پستول والے ہاتھ پر لگی۔ پستول اُس کے ہاتھ میر سے پیری شوکر اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر ہوا میں اُڑتا ہوا صوفوں کے پیچھے کہیں جاگرا۔ اس سے پہلے کہ کیمیٹن گو پال اس جھنکے سے سنجل سکتا میں نے اُس کی گردن پر ہاتھ ڈال دیا اور اُسے ساتھ لیتا ہوا درمیان میں رکھی ہوئی شیشے کے ٹاپ والی کافی نمیل پرگرا۔

ر میں کو سے سے پی میں اور اور میں اور اور میں اور اور میں کی ہے۔ اور دور دار چھنا کے کی آواز اُبھری سے سے نوٹ کئی ۔ ٹوٹ گئی ۔ اور خون رہنے لگا۔ اور خون رہنے لگا۔

میزٹو شنے سے ہم اس طرح گرے تھے کہ کیپٹن گو پال میرے اُو پر آگیا تھا۔ ٹوٹے ہوئے شنٹے سے اُس کے بازو پر بھی کٹ لگا تھا جس سے خون بہنے لگا تھا۔ لیکن میری طرح اُس نے بھی تکلیف کی پرواہ نہیں کی تھی۔ وہ میرے گلے پر گرفت جمانے کی کوشش کرتے ہوئے مجھے رگدریا تھا۔

میں نے بوری قوت ہے اُسے ایک طرف الٹ دیا اور بڑی پھرتی ہے اُٹھ کر اُس پر ٹھوکروں کی بارش کر دی۔لین وہ جلد ہی سنجل کیا۔ اُس نے میرا پیر بکڑ کر زور دار جھٹکا دیا۔ میں لڑ کھڑا کر گرااوراس ہے پہلے کہ سنجل سکتا گو پال نے میرے اُو پر چھلا نگ لگا دی اور مجھے رگیدتا ہوا دُور تک لے گیا۔

سیتا خاموش تماشائی کی طرح ایک طرف کھڑی بیسب کچھ دیکھ رہی تھی۔ مجھے حمرت تھی کہ وہ اپنے ساتھی کیپٹن گوپال کی مدد کیوں نہیں کر رہی تھی؟

مجھے یہ اعتراف کرنے میں کوئی جھجک نہیں کہ کیٹن گو پال میں سانڈ جیسی طاقت بھری ہوئی سخسی ہے یہ اور موت کا کھیل سخسی ہے اور موت کا کھیل سخسی ہے داور کی مقابلہ نہیں تھا۔ لیکن بیزندگی اور موت کا کھیل تھا میری کمزوری میری فکست کا باعث بن علی تھی اور اس فکست کا انجام بھی میں اچھی طرح جانتا تھا۔ میں اپنے آپ کو گو پال کی گرفت سے چھڑانے میں کا میاب ہو گیا۔ اور پھر میں نے اُس پر ٹھوکروں کی بارش کردی۔

ا کی پڑو روں کی ہوتی میں۔ کیپٹن گو پال کوموقع مل گیا اور وہ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اب ہم ایک دوسرے پر لاتیں اور گھونے برسار ہے تھے۔ایک مرتبہ موقع پا کر گوپال مجھ سے لیٹ گیا اور مجھے دھکیلتا ہوا دیوار تک لے گیا۔ گوپال میرا سر دیوار سے نکرا رہا تھا۔ ہر نکر پرمیرے منہ سے کراہ نکل جاتی تھی۔ اُس نے میرے بال مٹھی میں جکڑ رکھے تھے۔ میں نے اُس کی بغل میں ایک دو گھونے لگائے تھے مگران گھونسوں میں شایداتی طاقت نہیں تھی کہ گوپال پراس کا کوئی اثر ہو۔

سی کر ان صوصوں میں سایدا می طالب میں کہ دوپاں پر من در اور کہ است میں نے گو پال کی ٹا گلوں کے بیچ میں گھٹنے ہے ضرب لگائی وہ کراہ اُٹھا اُس کی گرفت وصلی پڑئی۔ میں نے اس موقع ہے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی گرکا میاب نہیں ہو سکا۔ کیپٹن گو پال نے ایک بار پھر مجھے دبوچ لیا۔ گو پال پر گویا جنون طاری ہو چکا تھا وہ مجھ پر لائیں اور گھونے برساتا رہا۔ میں صرف اپنا دفاع کر رہا تھا۔ پیچھے مٹتے ہوئے میں ایک کری ہے مکرا کر یہتے ہوئے میں ایک کری ہے مکرا کر یہتے ہوئے میں ایک کری ہے مکرا کر یہت کے بل گرااور گویال نے میرے اُوپر چھلا تگ لگادی۔

ر پست سے ہیں را اور و پی سے سرت ربی پی است اس کے دونوں انگوشے میر سے زخر سے پر تھے،
اور دباؤ بڑھتا جار ہا تھا۔۔۔۔ میں گرفت میں آگیا۔۔۔۔ اُن کوشش کرر ہاتھا مگراُس کی گرفت مضبوط سے اُمضبوط تر ہوتی جار ہی تھی ۔۔۔۔ مجھے سینے میں سانس زکتا ہوا محسوس ہونے لگا۔۔۔۔ آئی سی حلقوں سے اُسٹے کی میری آخری کوشش بھی ناکام ہو چکی تھی۔ کیپٹن گو پال سے اُسٹے کی میری آخری کوشش بھی ناکام ہو چکی تھی۔ کیپٹن گو پال پر واقعی جنون طاری تھا۔ وہ مجھے گلا گھون کر مار ڈالنا جاہتا تھا۔ ای وقت سیتا کی آواز میری ساعت سے کمرائی۔ یہ آواز مجھے میلوں دُور ہے آتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔

''گوپال چھوڑ دوا ہے میں کہتی ہوں چپوڑ دو!'' گرکیپٹن گوپال پاگل ہو گیا۔ میرے گلے پر اُس کی گرفت پچھاور بڑھ گئی۔ سیتا کی چیختا ہوئی آ وازیں میری ساعت سے نگرار ہی تھیں۔ اور پھر کیپٹن گوپال کے منہ سے ایک کراہ خارت ہوئی۔ میرے گلے پراُس کی گرفت ڈھیلی پڑگئی میں نے وُھندلائی ہوئی نظروں سے سیتا گئا طرف دکھا۔ اُس کے ہاتھ میں کافی ٹیبل کا ٹوٹا ہوا پایا تھا جس سے اُس نے گوپال کے سر پپ ضہ ۔ اگائی تھی۔

سبتا کا ہاتھ اُو پر کو اُٹھا ہوا تھا۔ اُس نے دوسری ضرب لگائی لیکن اس مرتبہ وارسر کی بُجائے اُس کے کندھے پر پڑا۔ گو پال کے ہاتھ میرے گلے ہے ہٹ گئے۔میری آٹھوں کے سامنے سے چھائی ہوئی دُھند چھٹے گئی۔ میں گہرے گہرے سانس لینے لگا۔

‹ شمروز! أَهُو ' سيتا كي چيختا ہوئي آواز 'بري ساعت ہے مگرائی۔'' مارواہے مار

سیتانے ہاتھ میں کپڑے ہوئے کافی ٹیبل کے پائے سے کیپٹن گو پال کے کندھوں پر دو تین ضربیں لگائیں۔ کیپٹن گو پال کے منہ سے گندی گالیاں نکلنےلگیں۔ اور پھر یہ گالیاں خرخراہٹوں میں تبدیل ہو گئیں وہ مجھے چھوڑ کرمیتا کی طرف لپکا اور اُس پر ٹھوکروں کی بارش کر دی۔ سیتا کی چینیں کم ہے میں گو نجنے کئیں۔

ں بیں رہے ہیں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہونے سے ۔۔۔۔۔میرے حواس بحال ہونے لگے۔ اور پھر میں نے کیپٹن گویال پر چھلانگ لگا دی اور اُسے رگیدتا ہوا دُور تک لے گیا۔لیکن کیپٹن گویال کو ایک بار پھر موقع مل گیا اور وہ مجھے نیچے گرا کرمیرے جم پرٹھوکریں برسانے لگا۔

ت ''بس گو پال'' سیتا کی چیخی ہُوئی آ واز سائی دی۔''اسے چھوڑ دو ورنہ میں تمہیں گو لی مار وں گی۔''

'''ہٹ جاؤ سیتا! میں اس اُ گر وادی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔'' کیپٹن گو پال جھھے ایک اور نھوکر مارتے ہوئے غرابا۔

كَيْبِنُن ِّوْ بِالْ مِجْهِ گُونسه مارَ نے جِار ہاتھاليكنِ أِس كا أَثْمَا مُوا ہاتھ رُك كَميا۔

'' یہ کیا کر رہی ہوتم؟'' وہ سیتا کی طرف د کھ کر غرایا۔'' تم ایک آتنک وادی کو بچانے کی کوشش کر رہی ہو۔''

''یہ نہ تو آتک وادی ہے اور نہ اگر وادی۔'' سیتا نے اُس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے جواب دیا۔'' آتک وادی اور اُگر وادی، دہشت گر داور باغی کو کہتے ہیں۔ یہ نہ تو دہشت گرد ہے اور نہ بی باغی ہے۔ یہ تو اپنی مادر کیتی کو عاصوں کے چنگل سے چھڑا نے کے لئے آزادی کا جنگ دلیر اور بے باک مجاہد ہے۔ ایک ایسا کی جنگ لڑرہا ہے۔ یہ ایپ وطن کی تح کی آزادی کا ایک دلیر اور بے باک مجاہد ہے۔ ایک ایسا مجاہد جس پر اس کی قوم بجا طور پر فخر کر ملتی ہے۔ تمہار سینکوں پر تو اس کے نام کی دہشت مجاہد جس پر اس کا نام من کر تمہاری بینا کے بڑے ہے۔ اس کا مظاہرہ میں اپنی آئکھوں سے دیکھ چکی ہوں۔ اس کا نام من کر تمہاری بینا کے بڑے برے برے بر کے جزیلوں کے بیٹاب خطا ہو جاتے ہیں۔ میں نے تمہیں اس پر ہاتھ اُٹھانے کا موقع دیا جس کا مجھے افسوس ہے۔''

"كيا بكواس كر 'بى ہوسيتا؟" كيٹن كو پال چيخا۔ أس كا چېره غصے كى شدت سے سرخ ہور ہا

کیپٹن گویال کی آنکھوں میں وحشت کی جمر گئی۔ میں بھی اپنی جگھ پر بےحس وحرکت کھڑا تھا۔''تم ایک آتک وادی کی حمایت کر رہی ہو۔۔۔۔۔ ایک اُکر وادی کی حمایت میں تم ستا کی طرف د کمچه رہا تھا۔ مجھے اس بات پر حمرت نہیں تھی کہ سیتا نے گویال کو کپڑے أتار نے کو ہندوستانی فوج کے ایک آفیسر پر پہنول اُٹھایا ہے جس کا انجام تم جانتی ہو۔' کیوں کہا تھا اور وہ اُس کے ساتھ کیا کرنا چاہتی تھی۔ جیرت تو اُس کے طرزعمل پرتھی۔ تھوڑی دیر "بہت اچھی طرح" سیتامسکرا دی۔" میں یہاں ہے تشمیر کی طِرف کئ تو اِسی مقصد، تھی کہ شمر وز کو گرفتار کر کے لاؤں۔ میں اپنے مقصد میں کا میاب بھی ہوگئی ہوں۔ کیکن وہاں! سلے اُس نے مجھے پلیٹ میں سجا کر کیپٹن گویال کے سامنے پیش کر دیا تھا کہ یہ ہے وہ خطرناک نے جو کچھ بھی دیکھا ہے اس سے میرے دل میں بھارتی فوج کے لئے شدیدنفرت پیدا ہوا ر بن تشمیری اُگر وادی جس نے تشمیر میں بھارتی فوج کو نا قابل تلافی نقصان پہنچایا تھا۔اوراس ہے۔اتنے مظالم تو ہٹلر نے بھی یہودیوں پرہیں توڑے ہوں گے جتنے بھارتی قوج کشمیر۔' وقت یہ بات بھی واضح ہوگئ تھی کہ وہ محض مجھے پیماننے کے لئے یہاں سے تشمیر گئ تھی اوراپنے نہتے اور مظلوم مسلمانوں پر ڈ ھار ہی ہے۔ ہتھیاروں کی تلاش کے بہانے ان کے کھروں کولوہ مقصد میں کامیاب بھی ہوگئ تھی۔ وہ مجھے یہاں تک لے آئی تھی ادراُس نے مجھے کیپٹن گویال ر ہاہے۔مجاہدین کو پناہ دینے کے الزام میں ان کی بستیوں کوجلا کر را کھ کیا جار ہاہے۔معصوم کے سامنے پیش بھی کر دیا تھا۔ اور جب کیپٹن گویال گلا گھونٹ کر مجھے مار ڈ النا چاہتا تھا تو اُس بے گناہ لوگوں کو بے دردی سے موت کے گھاٹ اُتارا جا رہا ہے۔عورتوں اور کم عمراز کیول نے نہ صرف مجھے بچالیا بلکہ کیپٹن گویال پر گولی بھی چلا دی تھی اور ایک بارپھر میری اور تشمیری اجمّا عی آبروریزی کاشکار بنایا جار ہا ہے۔ بھارتی فوجیوں نے تشمیرکوایک شکارگاہ بنار کھا ہے۔ مسلمانوں کی ہمدرد بن گئے تھی۔ کیا ہے تھی اُس کی کوئی حال تھی؟ لینین گویال نے بتایا تھا کہ میری انسان نہیں بھیڑیئے اور درندے ہیں جن کے منہ کوانسانی خون لگ گیا ہے۔'' گرفیاری پر اُسے کروڑوں رویے انعام ملیں گے۔اور ہوسکتا ہے سیتا کے ذہن میں یہ خیال آیا ''سيتا.....!'' کيپڻن گو پال ايک بار پھر چيخا۔'' تم بهک رہی ہو۔' ہو کہ کیپٹن گویال مجھے کہیں خود تو حکام کے سامنے پیش نہیں کرنا چاہتا تھا تا کہ انعام کی رقم خود ''ہاں..... میں بہک رہی ہوں۔''سیتانے جواب دیا۔'' مجھے بھارتی فوج سے نفرت تو اُ عاصل کر سکے۔ ہوسکتا ہے یہی سب مچھسوچ کراُس نے بینترا بدلا ہواورایک بار پھرمیری روز ہو گئی تھی جب تم نے مجھے اپنی ہوس کا نشانہ بنایا تھا اور جب میں نے کشمیر میں پیرسب 🌡 ہمدرد بین گئی۔لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آسکی تھی کہ وہ کیپٹن گویال کے کپڑے کیوں اُتر وانا

عیان ں۔ '' خانہیں تم نے کیٹن گو پال؟'' سیتا ایک بار پھر چیخی۔''میں نے تہمیں کہا تھا کہ کپڑےاُ تارواورتم نے ابھی تک میرے حکم کی تعمیل نہیں گی۔''

ر است کا میں ہوگئی ہو۔۔۔۔'' کیپٹن گو پال بولا۔ وہ اور بھی کچھے کہنا چاہتا تھا مگر سیتا نے فائر کھول دیا۔ گولی کیپٹن گو پال کے پیروں پر گئی۔ وہ اُنچھل پڑا۔

کیپٹن گوپال چنجتا ہوا قالین پرلوٹے لگا۔ اُس کی ٹانگوں سے خون کا فوارہ اُبل پڑا تھا اور خون قالین کو گذا کر ہا تھا۔ سیتا کے ہاتھ بھی خون آلود تھے۔ اُس نے ایک بار پھرنفرت بھری نظروں سے کیپٹن گوپال کی طرف دیکھا اور ہاتھ دھونے کے لئے ہاتھ رُوم کی طرف چلی گئے۔
کیپٹن گوپال تقریباً پندرہ منٹ تک محپلتا رہا۔ اُس نے کسی نہ کسی طرح نیکر پہن کی اور دو منٹ کے اندراندراندراندر نیکر بھی خون ہے تر ہوگئی۔ سیتا ابھی تک کمرے ہیں میں تھی۔ میں آگیا جہاں سیتا کی طرف دیکھا اور صوفے پر پڑا ہوا پہتول اُٹھا کر اُس کمرے میں آگیا جہاں سیتا کی سے میرانیال تھا کہ وہ ہاتھ رُوم میں ہوگی مگروہ بیڈ پر پڑی گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔
''ممرانیال تھا کہ وہ ہاتھ رہ میں ہوگی مگروہ بیڈ پر پڑی گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔ ''میرانو دل چاہتا ہے اُس کے ساتھ بہت زیادتی کی ہے۔'' میں نے سیتا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''زیادتی سیتا کے لہج میں بے پناہ سردمبری تھی۔''میرا تو دل چاہتا ہے اُس کے میرانیوں کو کھلا دُوں۔ لیکن میرسزاالی ہے کہ وہ زندگی کے آخری کمحوں تک

ہوتے دیکھا تو بچھان بھارتی فوجیوں ہے اور بھی شدید نفرت ہوئی۔'

د' تم غلطی کررہی ہوسیتا!' کیپٹن گو پال نے کہا۔'' تم جموں اور شمیر کی صور تحال ہے واقع خہیں ہو۔ جو اِن لوگوں نے ہمارے ہندوؤں کے ساتھ کیا ہے وہ تم نہیں جانتیں۔انہوں ہماری سیناؤں کو جو نقصان پنجایا ہے تم اس ہے بھی واقف نہیں ہو۔ یہ مظلوم نہیں ہیں ۔۔۔۔ انہوں کسی ہمدردی کا مشتق مت مجھو۔۔۔۔ بہلا کی اُنوٹ انگ کرنا چاہتے ہیں۔ انہوا باکستان کی آشیر باد حاصل ہے۔لیکن شمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے۔ اے کی صورت آگا الگ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ باغی ہیں اور ان لوگوں کو ہزاملی چاہئے۔ تم نے ایک باغی کے حق میں ایک ہندوستانی فوجی آفیسر پر پہنول اُٹھا کر بہت بری غلطی کی ہے۔ اس سے پہلے کہ بات آگا ہوئے یہ پہنول میر ہے جو الے کر دو! تم نے جو کچھ بھی کیا ہے اور کہا ہے میں اے بھول جافا گا۔۔ اُس کی گرفتاری پرتم ابھی انعام کی حق دار ہو۔تہہیں ہے دساب ۔۔۔۔''

''حیاب پریادآیا۔' سیتانے اُس کی بات کاٹ دی۔'' مجھے تو ابھی تم ہے بھی حساب کتا۔ کرنا ہے۔تم جانتے ہوتم نے مجھے کس طرح ہوں کا نشانہ بنایا تھا۔۔۔۔۔ اپنا دوش ایک بے گلا مسلمان کے کندھوں پر ڈال کر اُسے پولیس کے ذریعے موت کے گھاٹ اُتار دیا تھا۔ میں ا سب پچھ نہیں بھولی ہوں۔ اب حساب کتاب کا وقت آگیا ہے۔ اپنے کپڑے اُتار دو!'' سب پچھ نہیں بھولی ہوں۔ اب حساب کتاب کا وقت آگیا ہے۔ اپنے کپڑے اُتار دو!'' سب پکھی بیٹن گویال اُتھال پڑا۔''کیا کہ رہی ہوتم ؟''

''میرامطلب وہی ہے جو کچھ میں نے کہا۔''سیتا بولی۔''اپنے کیڑےاُ تارو۔۔۔۔!''

اسے بھول نہیں سکے گا۔''

ہم ابھی باتیں کر ہی رہے تھے کہ باہر ہے آہٹ من کر چونک کئےآواز ایسی تھی جیسے ہم ابھی باتیں کر ہی رہے تھے کہ باہر ہے آہٹ من کر چونک کئےآواز ایسی تھی اس کے برآ مدے کا جالی والا دروازہ دھڑ ہے بند ہوا ہو۔ بیتا اُچپل کر بیڈے اُڑ گئی۔ میں بھی اُس کے ساتھ باہر کی طرف لیکا۔ کیپٹن گو پال سنگھ بال والے کمرے میں نہیں تھا جہاں ہم اُسے چھوڑ کر گئے تھے۔ میں نے اِدھر اُدھر دیکھا وہ کہیں بھی دکھائی نہیں دیا۔ بیتا نے میرے ہاتھ سے پستول جھیٹ لیا اور باہر کی طرف دوڑی۔ میں بھی اُس کے چھے ہی لیکا۔

کینیٹن گو بال جھک کراڑ کھڑاتا ہوا باہر والے گیٹ کی طرف دوڑ رہا تھا۔ سیتا نے پورچ میں چھلا نگ لگا دی اور پستول کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کریے دریپے ٹرائیگر دباتی چلی گئي.....

پیرین گولیاں چلی تھیں اور متیوں کی متیوں کیٹیٹن گویال کی پشت میں ہیوست ہو گئیں وہ لٹو کی طرح گھوم کر گرااور تڑ پنے لگا۔ اُس کے منہ سے نکلنے والی چیخ بڑی خوفناک تھی۔ گولیوں اور گویال کی چیخوں کی آ واز رات کے سالئے میں وُ در تک پھیل گئ تھی۔

میں نے بھی سیتا کے پیچھے گیٹ کی طرف چھلانگ لگا دی۔ اُس جگہ برآ مدے کے بلب کی مرھم می روشنی پہنچ رہی تھی۔ میں نے جھک کر دیکھا۔ دوگولیاں اُس کی پشت پر لگی تھیں اور ایک کر دن میں۔ وہ بےص وحرکت ہو چکا تھا۔ سیتا نے اُس پرتھوک دیا اور اُس کوایک تھوکر مار کر پچھر بیر ڈگئی۔

یپے ہیں ۔ ''بھے یقین ہے کہ شمیر میں بھی بھارتی سینکوں کو پیٹے پر ہی گولیاں گئی ہوں گی۔' وہ ہڑ بڑائی۔ ''زیادہ تر ……!'' میں نے جواب دیا اور چند لمحوں کی خاموثی کے بعد بولا۔''رات کے شاٹے میں گولیوں کی آواز دُور تک گوئی ہوگی۔اگر کوئی پنۃ کرنے اس طرف آگیا تو ……؟'' ''یہ مہاراج پرتا ہے شکھ کی حو ملی ہے۔'' سیتا نے جواب دیا۔''یہاں پھے بھی ہو جائے کوئی اس طرف آگر دروازے پر دستک نہیں دےگا۔''

"اب اس لاش كاكيا، كيا جائے؟" ميں نے يو جھا۔

''حو کی کے بیچے بہت جگہ ہے، کہیں بھی گڑھا گھود کرڈال دیں گے۔''اُس نے جواب دیا۔
اور پھر کچھ ہی دیر بعد ہم لاش کو گھیٹ کرحو لیل کے پچپلی طرف لے گئے۔ یہاں وسیج و
عریض کمپاؤنڈ تھا۔ چار دیواری کے ساتھ ساتھ قطار درقطار ناریل کے اونچے درخت تھے جوتیز
ہوا ہے ایک طرف جھکے جارے تھے۔ سیتا جھے وہیں رُکنے کو کہد کر پچپلے دروازے ہے ویلی میں
چلی گئی۔ پچھ ہی دیر بعد وہ ایک گینتی اور بیچے لے آئی۔ ہم نے دیوار کے قریب جگہ کا انتخاب کیا
اور میں نے گینتی ہے کھدائی شروع کردی۔

وریں سے میں مصفوق کروں کو دی ۔ زمین زمتھی۔ چیونٹ لمبااور تین فٹ گہرا گڑھا کھودنے میں ایک گھنٹے سے زیادہ نہیں لگا۔ کیپٹن گو پال کی لاش اُس گڑھے میں ڈال کرزمین برابر کردی گئی۔ '' تازہ کھدی ہوئی زمین دکھے کرکسی کوشہ تو نہیں ہوگا؟''میں نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔

''راجوں مہارا جوں کی حویلیاں اور محلات اپنے اندر پیٹنہیں کیے کیے راز چھپائے ہوئے ہیں۔ یہ تو ایک لاش ہے جے زمین نے نگل لیا۔ اب اس کے بارے میں کون خان سکے گا۔'' سیتا نے جواب دیا۔ اور چند لحوں کی خاموثی کے بعد بولی۔''میں اسے جان سے نہیں مارنا چاہتی تھی۔ اس نے بھاگنے کی کوشش کر کے خود ہی اپنی موت کو دعوت دی تھی۔ اگر یہ نگلنے میں کام لیں جو جاتا تو جمارے لئے مصیبتوں کے بہاڑ کھڑے ہوجاتے۔''

کامیاب ہوجاتا تو ہمارے گئے مصیبتوں کے پہاڑ کھڑے ہوجاتے۔''
''ابھی تم نے کہا ہے کہ میں اسے جان سے نہیں مارنا چاہتی تھی۔'' میں نے کہا۔'' کیا تم
اسے زندہ چھوڑ دیتیں؟ کیا اس صورت میں یہ ہمارے لئے مصیبتوں کے پہاڑ کھڑے نہیں کر
کے تاہے ''

ر میں اے اس طرح یہاں سے جانے کی اجازت دیتی کہ بیزندگی بھراپنی زبان بندر کھتا۔ آؤ!اندر چلتے ہیں۔'' سیتانے کہا۔

ہم حو تی تے پچھلے دروازے سے اندرا گئے۔ سیتانے مجھ سے بیلچہ اور گینتی لے کرسٹور روم میں ڈال دیے۔ ہال کمرے کا سارا سامان اُلٹ بلیٹ ہور ہاتھا۔ سینٹر ٹیبل ٹوٹ جانے سے شیشے کی کر چیاں اِدھر اُدھر بھری ہوئی تھیں اور قالین پر چاروں طرف خون پھیلا ہوا تھا۔

'' ہمیں تھوڑی ی محنت کرنی پڑنے گی۔'' سیتانے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔''اس کے بعد ہم آرام سے بیٹھ کر چائے بیس کے اور گپ شپ کریں گے۔''

ہم نے فرنیچر وغیرہ آلگ ہٹا کر قالین کو رول کر دیا۔ اس سے پہلےٹوٹی ہوئی کافی ملیبل اور شخصے کے بڑے بوے کلاے آٹھا کر ایک طرف ڈال دیئے تھے۔ قالین خاصا وزنی تھا۔ اُسے گھیٹ کر چھت تک لے جانے میں ہم دونوں پسنے میں نہا گئے۔ والیس آکر ہم نے فرنیچرسیٹ کیا۔ بیتا ایک صوفے پر بیٹھ کر گہرے گہرے سائس لینے گئی۔ کیپٹن گوپال سے ہاتھا پائی میں اُس کا بلاؤز سامنے سے پھٹ گیا تھا اور اُس کے سینے کا زیرو بم بہت خطرناک صورت اختیار کئے ہوئے تھا۔ میں اُس سے نظریں چرانے کی کوشش کرتا رہا۔

''میں نہا کر کپڑے بدل لوں'، پھر چائے بناتی ہوں۔''سیتا کہتے ہوئے اُٹھ گئ۔ میں بھی فورا ٰ ہی اُٹھ گیا اور اس سے پہلے ہی کمرے میں گھس کر بیگ میں سے اپنے کپڑے ، نکالنے لگا۔ میں نے سوچا تھا کہ اس دوران میں بھی دوسرے کمرے کے باتھ روم میں جا کرنہا لوں گا''

میں ابھی بیگ میں سے کپڑے نکال ہی رہا تھا کہ کھٹ کی ہلکی ہی آواز سنائی دی۔ سیمیں نے پیچھے مُڑ کر دیکھا۔ سیتا اندرآ کر دروازہ بند کر پچکی تھی اور اوپر والی چننی لگارہی تھی۔ اُس کے ہوننوں بر بڑی قاتلانہ مسکراہٹ تھی۔

ک پربر ک مان کہ اور ہوئے ہوئے تھے جسے ہم نے رات گزار نے کے لئے منتخب کیا ہوا۔ یہ وہی کمرہ تھا جہاں حویلی میں داخل ہونے کے بعد ہم سب سے پہلے آئے تھے۔ اس

کمرے میں دیوار پرعورتوں کی رنگین شرمناک تصویریں آویزاں تھیں۔ میں نے بیٹھنے سے پہلے ان تصویروں والے فریم اُلٹ دیئے۔

''میں تہہیں اب تک نہیں سمجھ سکا سیتا!'' میں نے چائے کا گھوٹ لیتے ہوئے کہا۔ سیتا نے چائے بوئ نوش ذا لقد بنائی تھی۔''ڈوڈا سے جمول تک تم ایک بندل لڑکی ثابت ہوئی تھیں۔ جموں میں مانسر جھیل پرتم نے رائفل چلانے کی حد تک کچھ بہادری کا جوت دیا تھا۔ کین اس محموں میں مانسر جھیل پرتم نے رائفل چلانے کی حد تک پچھ بہادری کا جوت دیا تھا۔ کین اس تمہارا ایک مختلف رُوپ دیکھا ہے۔ تم نے جس بیرردی سے پہلے کیپٹن گوپال کو اُس کی مردائی سے محروم کیا اور بعد میں جس طرح اُس کے شریہ میں گولیاں پوست کیں وہ سب میرے لئے بہت ہی جران کن ہے۔ اور سب سے اہم بات …'' میں نے کہتے ہوئے اُس کے چبرے پر نظریں جمادیں۔'' میں نے کہتے ہوئے اُس کے چبرے پر نظریں جمادیں۔''تم نے کیپٹن گوپال سے کہا تھا کہ جمھے پکڑنے کے لئے ہی تشمیر گئی تھیں اور بوی خوبصورتی سے جمھے گھیر کر بہاں لئے آئیں۔ جمھے اُس تم پر شبہ ہونے لگا ہے۔ تم کون ہو بیتا ہوں۔''

ج . رسیری اصلیت "سیتا نے کہتے ہوئے دونوں پیرسامنے کو پھیلا گئے۔ وہ بیڈ کی پشت سے میک لگائے بیٹی تھی اور اُس کے جہم پر شب خوابی کا باریک لباس تھا جس سے کہیں کہیں سے اُس کا جسم جھلک رہا تھا۔"میری اصلیت جاننا چاہتے ہوتو سنو!" اُس نے میرے چہرے پر فظریں جمادیں۔"میں بھارتی انٹملی جنس ایجنسی "را" کی ایجنٹ ہوں۔"
نظریں جمادیں۔"میں بھارتی انٹملی جنس ایجنسی "را" کی ایجنٹ ہوں۔"

''کیا۔۔۔۔؟''میں اُ کھل پڑا۔
''یہ سے ہے۔۔۔۔'' سیتا کے ہونٹوں پرخفیف کی مکراہٹ آگئے۔''یہ کالج کے زمانے کی بات ہے۔ ایک روز کالج ہی میں شیتا ب نامی عورت ہے میرا سامنا ہو گیا۔ وہ آنند نامی کی لڑکے کے بارے میں پوچیز ہی تھی۔ آنند میری ہی کلاس میں پڑھتا تھالیکن اُس روز وہ کالج نہیں آیا تھا۔ نجانے کیوں جھے اُس عورت پرشبہ ساہوااور میں نے اُس کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔ میں دو دن تک اُس کی گرانی کرتی رہی۔اس دوران آنند نے بھی کم از کم تین مرتبہ اُس سے ملاقات کی میں اور یہ ملاقات کی تھی اور یہ ملاقا تیں نہایت پراسرارانداز میں جے پور سے باہرامبر کے پرانے محلات میں ہوئی تھیں۔ نجانے کیوں اُس عورت پرمیراشبہ بڑھتا گیا۔ میں نے سرسری سے انداز میں آنند سے اُس عورت کونہیں اُس عورت کے بارے میں دریافت کیا تو اُس نے صاف انکار کر دیا کہ وہ کی عورت کونہیں جانا۔ بقول اُس کے پچھلے کی روز سے کمی عورت سے اُس کی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔۔

میراشبہ بڑھتا گیا۔ وہ عورت تین دن بعد غائب ہوئی۔ ایک مہینے بعد وہ عورت مجھے دوبارہ نظر آگئی۔ میں نے پھراُس کی نگرانی شروع کر دی۔اس مرتبہ وہ آنند سے ملنے کالج نہیں آئی۔لیکن اگلے ہی روز میں نے آنند کواُس کے ساتھ دیکھ لیا۔

وہ ایک غیر معروف سے ریسٹورٹ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آنند کی عمر بائیس کے لگ بھگ تھی جبکہ وہ عورت چالیس کے قریب تھی۔ مجھے اُن دونوں کے اس طرح چھپ چھپ کر ملنے پر جرت تھی۔ اس میں شہبیں کہ چالیس کی ہونے کے باوجود وہ عورت بے مدھین تھی لیکن جرت تو مجھے آنند رکھی۔ وہ تو جوان اور خوبصورت لڑکیوں کا دلدادہ تھا۔ ایک ادھیڑ عمر عورت کے چکر میں مس طرح پھنس گیا تھا؟

مجھے کچھ گڑبو کا احساس ہور ہاتھا۔ میں نے اُن کی گمرانی جاری رکھی اور تیسرے روز اُن دونوں کا پیچھا کرتی ہوئی نردانی مارگ کے علاقے میں واقع ایک بنگلے تک پنج گئی۔اُن کے آنے سے پہلے وہ بنگلے کمل طور پرتار کی میں ڈوبا ہواتھا لیکن پھرروثنی نظر آنے لگی۔

پہنیں گتی دیرگزر گئی تھی اور پھر باتوں کی آوازین کر میں جیسے ہوش میں آگئی۔ میں نے پہنین گتی دیرگزر گئی تھی اور پھر باتوں کی آوازین کر میں جیسے ہوش میں آگئی۔ میں نے اُٹھ کر دوبارہ کھڑکی ہے جھا نکا تو اس مرتبہ ایک اور سنسنی خیز منظر دیکھنے کو ملا۔ وہ دونوں بٹیر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اُن کے بیخ سگریٹ کے پیکٹ کے برابرایک ڈبیدر کھی ہوئی تھی۔ شیتاب نامی وہ عورت آنند کو بٹن لگے ہوئے تھی اور آنند بار بابرائلی ہوئی تھی۔ شیتاب نامی وہ عورت آنند کو اُس کی بیٹ بار باراس طرح سر ہلا رہا تھا جیسے وہ اُس کی بات سمجھ رہا ہو۔ پھر شیتاب اُٹھ کر الماری کے قریب چلی گئی۔ الماری کھول کر اُس نے ویلویٹ بات سمجھ رہا ہو۔ پھر شیتاب اُٹھ کر الماری کے قریب چلی گئی۔ الماری کھول کر اُس نے ویلویٹ کے کوروالی ڈبید نکال لی جونجم میں پہلی ڈبید کے برابرتھی۔

''اور یہ ایک خوبصورت ٹائی بن ہے تمہارے بتا جی کے لئے۔'' شیتاب کی آواز میری ساعت ہے تکرائی۔'' تین دن بعد تمہارے بتا جی کی سالگرہ ہے اور تم جانتے ہو وہ اپنی سالگرہ ہمیشہ گھر والوں کے ساتھ مناتے ہیں۔ اس بار بھی وہ ایک دو دن کی ٹھٹی لے کر جیسلمیر سے بہاں ضرور آئیں گے۔ تم بیٹائی بن انہیں سالگرہ کے تفنے کے طور پردو گے۔'شیتاب نے ڈبیہ کھول کروہ ٹائی بن آنند کو دکھائی اور آئے ڈبیہ میں رکھ کر ڈبیہ آنند کے حوالے کردی۔ اس کے بعد وہ دریتک باتیں کرتے رہے۔شیتاب نے آنند کو ایک بار پھر دوسری ڈبیہ کے اس کے بعد وہ دریتک باتیں کرتے رہے۔شیتاب نے آنند کو ایک بار پھر دوسری ڈبیہ کے

بارے میں سمجھایا جس میں انٹینا اور بٹن لگے ہوئے تھے۔ مجھے سمجھنے میں درینہیں گئی کہ وہ کسی قتم کا ٹرانسمیٹر تھا۔

اوراس کے بعد پھروہی شیطانی تھیل شروع ہو گیا جے دیکھنے کی مجھ میں تاب نہیں تھی ہیں۔ میں وہاں ہے ہٹ گئ اور دیے قدموں چلتے ہوئے دیوار پھاند کر بنگلے ہے باہر آگئ۔میرے د ماغ میں اس وقت سنسنا ہٹ ہورہی تھی۔میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ بیسب کیا ہے؟ شیتا ب نے آنند کو وہ ٹرانسمیٹر کیوں دیا تھا؟ اور اُس کے پتاجی کے لئے ٹائی بن کیوں دی تھی؟

دفعت میرے د ماغ میں دھا کہ سا ہوا۔ آنند کے پتا جی فوج میں کرئل تھے اور جیسلمیر چھاؤگی میں ڈیوٹی دے رہے تھے۔ میں نے پچھ جاسوی کہانیاں پڑھر کھی تھیں اور بعض فلموں میں بھی الیی چیزیں دیکھی تھیں اور اب مجھے بیسب پچھ دیکھ کریقین ہوگیا کہ بیبھی کوئی جاسوی ہی کا چکر ہے۔ وہ شیتاب نامی عورت دشمن کی ایجنٹ تھی اور اُس نے آنند کو بھی اسپنے جال میں پھنسالیا تھا۔ آنند کے بتا جی فوج میں کرئل تھے اور جیسلمیر چھاؤنی میں تعینات تھے جہاں سے پاکستان کی سرحد بچاس ساٹھ میل سے زیادہ نہیں۔

ں مرحد پپچی میں موسط وی سطوی میں میں اور ہاتھا کہ کیا کروں؟ اگر میں یہ بات پولیس کو میں وہ رات سونہیں سکی میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں؟ اگر میں یہ بات پولیس کو کام کم اور شور شرابا زیادہ کرتے ہیں ۔ وہ شیتا ب کو پکڑتو لیتے لیکن گھوں لے کر چھوڑ دیتے ۔ دوسرے دن شیتا ب بھر غائب ہوگئی۔ اُس بنگلے برتالا پڑا ہوا تھا۔ اگلے روز آنند کالج نہیں آیا۔

ائی روز بڑی راز داری ہے آنند کوحراست میں لے لیا گیا اور اُس کے پتا جی کو تخفے میں اور بڑی راز داری ہے آنند کوحراست میں لے لیا گیا اور اُس کے پتا جی کو تخفے میں دی جانے والی ٹائی بند کے اندراکی بہت ننھا سا اور بہت طاقتو رٹر اُسمیٹر پوشیدہ تھا۔ اُس ٹر اُسمیٹر کے ذریعے دشمن جارے فوجی آفیسروں کی باتیں شنتے رہے اور سرحد پرانڈین فوج کی سرگرمیوں ہے آگاہ رہتے۔

آ نندکواس راز داری ہے حراست میں لیا گیا تھا کہ کی کو پنة بھی نہیں چل سکا۔ اُس کے قبضے ہے دہ ٹرائسمیر بھی برآ مدکر لیا گیا جو هیتاب نے اُسے دیا تھا۔ پوچھ کچھ کے دوران آ نند نے بتایا کہ شیتاب ہے اُس کی ملا قات چند مہینے پہلے ہی ہوئی تھی۔ اُس نے اُسے اپنے حسن کے جال میں پھنا اور پییوں کا لا کچ بھی دیا تھا۔ ییٹرائسمیر اُسے اس لئے دیا گیا تھا کہ وہ اپنے بیا جی ہی جارے میں اُسے آگاہ کرتا رہے۔ آ نند نے شیتاب پتا جی ہے حاصل ہونے والی معلومات کے بارے میں اُسے آگاہ کرتا رہے۔ آ نند نے شیتاب کے بارے میں بتایا کہ وہ وبلی کی رہنے والی ہے۔ اُس کے بتائے ہوئے سے پر دبلی میں چھاپہ

مارا گیالیکن هیچاب کو شاید آنند کی گرفتاری کی خبر مل چکی تھی۔ وہ روپوش ہوگئی اور اُس کا کوئی سراغ نہیں ملا۔''سیتا خاموش ہوگئ۔ چند کھے اِدھراُ دھر دیکھتی رہی پھر بولی۔ سراغ نہیں ملا۔'' سیتا خاموش ہوگئے۔

''اس واقعہ کے چندروز بعددوآ دمیوں نے جھے سے رابطہ کیا۔ وہ انٹیلی جنس ایجبٹی '' را'' کے آفیسر تھے۔ وہ مجھے اپنے دفتر میں لے گئے جہاں دو اور بڑے آفیسروں سے میری ملاقات کرائی گئی۔ اُن میں ایک عورت بھی تھی۔'' را'' کو پتہ چل گیا تھا کہ میری وجہ سے انڈین فوج کے خلاف ایک بڑی سازش ناکام ہوگئی تھی۔ اُن کے خیال میں میرے اندر وہ تمام تر صلاحیتیں موجود تھیں جو'' را'' کے ایک ایجنٹ میں ہوئی چاہئے تھیں۔ انہوں نے جھے ایجبٹی کے لئے کام کی پیشکش کی اور یہ وعدہ بھی کیا کہ میری تعلیم کا حرج نہیں ہوگا۔ جب تک میں تعلیم سے فارغ نہیں ہو جاتی میری تربیت کا سیشن جاری رہے گا۔ اور تعلیم سے فارغ ہونے تک میں ممل طور پر نہیں ہو جاتی میری تربیت کا سیشن جاری رہے گا۔ اور تعلیم سے فارغ ہونے تک میں ممل طور پر تربیت حاصل کر چکی ہوں گی۔

''را'' کے بارے میں، میں بہت کچھ ن چکی تھی۔ان کے ایجٹ نہ صرف ہندوستان بلکہ پاکتان اور پوری دنیا میں پھلے ہوئے تھے۔ میں نے بیا پیشکش قبول کر لی اور پھر رفتہ رفتہ مجھ پر بہت ہے انکشافات ہوتے کیے گئے۔ اسرائیلی''موساد'' کو دنیا کی بہترین انٹیلی جنس سمجھا جاتا ہے۔ لیکن' (ا' اُس کے بھی کان کا ننے لگی ہے۔ پاکستان اور تشمیر کے حوالے سے'' را' کی یالیسی بہت مختلف ہے۔اسرائیلی''موساد''اس سلسلے میں'' را'' سے بھر پورتعاون کررہی ہے۔نہ صرف''را'' کے ایجنوں کو اسرائیل میں تربیت دی جاتی ہے بلکہ''موساد' کے ایجن یہاں بھی ''را'' کے ایجنوں کو تربیت دیتے ہیں۔ پاکتان میں تخریب کاری اور دہشت کروی کے لئے راجستھان میں کئی ایسے کیمپ قائم ہیں جہاں دہشت کردوں کوتربیت دی جانی ہے۔ پاکستان سے ان نو جوانوں کو یہاں لایا جاتا ہے جو کس نہ کسی وجہ سے اپنے لوگوں اور اپنی حکومت سے ناراض ہیں۔ایے لوگ بری آسانی سے لا کچ میں آکر"را" کے ایجنوں کے ہاتھ لگ جاتے ہیں۔ یہاں ان کی برین واشنگ کر کے ان کے دل و دماغ میں یا کستان کے خلاف شدید نفرت مجر دی جاتی ہے اور 'موساد' اور ' را' کے ایجٹ انہیں تخ یب کاری اور دہشت گردی کی تربیت دیتے ہیں۔اس کے بعد انہیں یا کتان جیج دیا جاتا ہے جہاں وہ بیدردی سے اپنے ہی لوگوں پر موت برساتے ہیں۔بموں کے دھاکے کرتے ہیں اور تباہی و بربادی پھیلاتے ہیں۔بہرحال...' وہ ایک بار پھر خاموش ہوگئی۔اس نے اپنی ایک ٹا نگ سمیٹ کر گھٹنا اُوپر اُٹھا لیا تھا۔اس طرح اُس کی ٹانگ پر ہے کپڑا ہٹ گیا اور میں نے جلدی سے اپنا رُخ بدل لیا۔

''تعلیم ختم ہونے کے بعد مجھے''را'' کی طرف سے باقاعدہ اسائمنٹ دیئے جانے لگے۔ میں سرحد پارکر کے دومر تبہ کرا چی بھی جا بھی ہوں۔ادھر میر سے گھر والوں کو بالکل پیتنہیں تھا کہ میں کن سرگرمیوں میں مصروف ہوں۔ میں نے تو انہیں یہ بھی خرنہیں ہونے دی تھی کہ میں ''را'' کے لئے کام کر رہی ہوں۔ای دوران گو پال سنگھ میرا کزن سیکنڈ لیفٹینٹ کی حیثیت سے

فوج میں اپنی ڈیوٹی سنجال چکا تھا۔ پچھ مرصہ بعدائے شمیر شیح دیا گیا جہاں وہ لیفٹینٹ بن گیا۔
میں نے اُن دنوں ایجوکیشن کا ایک آپیشل کورس شروع کر دیا تھا۔ میرا ایک مسلمان دوست سیم
اس سلسلے میں میری مدد کر رہا تھا۔ گوپال شمیر ہے واپس آچکا تھا۔ ایک روز وہ ہمارے گھر آیا تو
میں اکیلی تھی۔ اُس کے دل میں ہوں جاگ اُٹھی اور اُس نے جھے دبوج لیا۔ اُس نے جھے روند
ڈوالا اور پھرسلیم بھی آگیا۔ گوپال کو اُس نے برا بھلا کہا تو گوپال نے اُلٹا اُس کو پھنسا دیا۔ پہلے
خودائے مارا پیا پھر پولیس کے حوالے کر دیا۔ پولیس نے سلیم پراتنا تشدد کیا کہ وہ ختم ہوگیا۔
میں اگر چاہتی تو اپنے ''درا'' کے تعلقات بروئے کارلاکر گوپال کو نہ صرف فوج ہوگیا۔
میں اگر چاہتی تو اپنے ''درا'' کے تعلقات بروئے کارلاکر گوپال کو نہ صرف فوج ہوگیا۔
لینا چاہتی تھی اورموقع کی تلاش میں رہنے گئی۔ انہی دنوں کشمیر کے حوالے ہے تمہارا اورانگوری کا
بڑا شہرہ تھا۔ تم دونوں کشمیر میں بھارتی فوج کو بے در بے نا قابل تلافی نقصان پہنچار ہے تھے اور
بڑا شہرہ تھا۔ تم دونوں کشمیر میں بھارتی فوج کو بے در بے نا قابل تلافی نقصان پہنچار ہے تھے اور
انعا مات مقرر کئے گئے۔

بالآخرتم دونوں کی گرفتاری کے لئے ایک نی پالیسی اختیار کی گئی۔ مجھے تشمیراور تمہارے بالآخرتم دونوں کی گرفتاری کے لئے ایک نی پالیسی اختیار کی گئی۔ مجھے تشمیراور تمہارے بارے میں ہریفنگ دے کر تشمیر جیجے دیا گیا۔ منصوبہ بیتھا کہ میں مجاہدہ کے دوپ میں کی نہ کی طرح تم تک رسائی حاصل کروں اور تمہیں کی چکر میں پھنسا کر وہاں سے نکال لاؤں۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ تشمیری مسلمان تشمیر میں آباد ہندوؤں پر بے پناہ مظالم ڈھارہے ہیں۔وہ ہندوؤں کو آگ لگائی جا رہی ہے، اُن کی املاک پر قصنہ کیا جا رہا ہے اور اُن کا فنل عام ہور ہا ہے۔ ہندوا پنا سب کچھ چھوڑ کر وہاں سے بھا گئے پر مجبور ہورہے ہیں۔

بولیس ہندوؤں کی جان و مال کی حفاظت کرنے میں ناکام ہوگئ تو اُن کی رکھٹا کے لئے فوج بھیجی گئی۔کشمیری مسلمان کھلی بغاوت پر اُئر آئے۔اُنہوں نے فوجی کیمیوں اور قافلوں پر حملے شروع کر دیئے۔اس سلسلے میں اُنہیں پاکتان کی کمل حمایت حاصل ہے۔ پاکتان اُنہیں وھڑ ادھڑ اسلح فراہم کررہا ہے۔

000

گوپال سنگھ نے جے پور میں میرے ساتھ جو کچھ کیا تھا اس سے مجھے اُس سے نفرت ہوگئ تھی اور پھر دہ مزے لے لے کر بتا تار ہاتھا کہ وہ تشمیر میں کس طرح مسلمان عورتوں کواپنی ہوں کا نثانہ بنا تا رہا ہے۔ اور جب میں نے تشمیر میں اپنی آنکھوں سے بیسب پچھ دیکھا تو بھارتی نوجیوں سے میری نفرت دو چند ہوگئی۔ لیکن میں ایک مثن پرنگل ہوئی تھی۔ سب پچھاپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود میں نے تہیہ کررکھاتھا کہتم تک ضرور پہنچوں گ۔

میں ڈوڈا میں اپنے ماما کے گاؤں میں تھی تو انگوری کی ہلاکت کی خبر ملی اور یہ بھی پتہ چلا کہ تم زخمی ہوکر بھا گئے میں کامیاب ہو گئے ہو۔اس سے صرف ایک روز پہلے میں نے چاچا قربان علی کے ساتھ ڈوڈا میں ایک مسلمان مجاہد سے ملاقات کر کے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ میں اس کی تحریک میں شامل ہونا چاہتی ہوں لیکن اُسے پتہ چل گیا تھا کہ میں ہندو ہوں۔ میں نے بھی اپنادھ منہیں چھپایا تھا۔اُس نے یہ کہ کرصاف افکار کر دیا تھا کہ کوئی ہندو کشمیری مسلمانوں اور اُن کی تحریک کا کتنا ہی ہمدرد کیوں نہ ہوا ہے تحریک میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔

اور پھرا گلے روزتم مجھے ہے ہوتی کی حالت میں ال گئے۔ تم شدید زخمی تھے۔ میں تمہیں غار میں لے گئے۔ میں شدید زخمی تھے۔ میں تمہیں غار میں لے گئے۔ میں تہارا علاج کراؤل میں تہاری سیوا کروں گی اور اس طرح شاید میں تمہارے توسط ہے تمہاری پارٹی اور پھرشمروز تک بہنچ میں کامیاب ہو جاؤں۔ لیکن جب مجھے بتہ چلا کہ تم ہی شمروز ہوتو مجھے اپنی قسمت پر شک آنے لگا۔ میں نے سوچا تھا کہ اپنے ماما کی مدد ہے تمہیں وہاں سے نکال لاؤل گی لیکن سے بنجانے کیا بات تھی کہ تمہارے خلاف کوئی قدم اُٹھانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔ چند روز بعد ہی میرے اندریہ احساس جاگ آٹھا کہ میں تو تم سے پریم کرنے گئی ہوں۔ پریم کی طاقت کو دین کی میں دے متی دیا گیا ہے۔ اسے کوئی طاقت شکست نہیں دے متی ۔ یہ پریم دنیا کی سب سے بری طاقت شکست نہیں دے متی ۔ یہ پریم ایسا جذبی دوست اور دشن میں تفریق کرتا ہے۔ ایسا جذبی دوست اور دشن میں تفریق کرتا ہے۔ ایسا جذبی دوست اور دشن میں تفریق کرتا ہے۔ ا

یہ بعد بہتے بو مدودی درم اور سکتا ہے کہ روحت اور کی میں ریا ہے۔ اور پھر میں نے فیصلہ کرلیا کہ تمہیں وہاں سے نکالوں گی تو ضرورلیکن اس طرح نہیں جس طرح منصوبہ بنایا گیا تھا۔ اور پھرائس روز جب چشمے کے قریب مجھے دو ہندونو جیوں نے گھیرلیا، ہندونو جیوں سے مجھے اور بھی نفرت ہوگئی۔ اور جس طرح تم نے اپنی جان پر کھیل کر اُن دو بھٹر یوں سے میری عزت اور جان بچائی اس سے میرے من میں تمہاری عزت بودھ گئ۔ قدرت بھی میراساتھ دی رہی۔ ایسے حالات بیدا ہوتے رہے کہ ہم دونوں وہاں سے دور ہٹتے قدرت بھی میراساتھ دی رہی۔ ایسے حالات بیدا ہوتے رہے کہ ہم دونوں وہاں سے دور ہٹتے

چلے گئے اور بالآخر میں تہیں یہاں تک لانے میں کامیاب ہوگئی۔لیکن میراارادہ ہرگزیہ نہیں تھا اور نہ ہے کہ تہمیں سرکار کے حوالے کروں گی۔''

''لیٹن '''' میں نے سیتا کے خاموش ہونے پر اُس کے چہرے پرنظریں جماتے ہوئے کہا۔'' ہم تو کیپٹن گو پال کو یہاں لے کر آئی تھیں اور بڑے فخر سے اُسے بتایا تھا کہ تشمیر کے سب بے خطرناک اگر وادی کو پکڑ کر لے آئی ہو۔''

ے مطرنا کہ اگر وادی کو پر سر سے ای ہو۔ ''ایسا کرنا میری مجبوری تھی۔'' سیتا مسکرائی۔'' کیٹین گو پال کو کسی طرح پیتہ چل گیا تھا کہ میں''را'' کے لئے کام کر رہی ہوں اور کسی اہم مشن پر کشمیر گئی ہوئی ہوں۔ اور پھر میں نے اُس

_ اپناانقام بھی لینا تھا۔ میں اپنی اس تو بین کو بھولی نہیں تھی۔ میراسینہ اب بھی انقام کی آگ میں جل رہا تھا۔ اُسے کوئی چارا ڈالنا ضروری تھا۔'' وہ چند کھوں کو خاموش ہوئی پھر مسکراتے ہوئے یولی۔

'' كيپڻن گوپال أس وقت آفيسرزميس ميں تقا۔ ميں نے أسے پيغام عيج كرالگ بلواليا۔ وہ مجھے دكھ كر چونک گيا۔ كئ مهينوں بعد ہمارا سامنا ہوا تھا۔ أس كے سينے ميں ايك بار پھر ہوں حاگ أشى تھى۔ ہم آفيسرزميس كے ايك الگ كمرے ميں بيٹھر ہے۔ وہ مير ساتھا پئى شام رئيس بنانا چاہتا تھا اور جب ميں نے أسے مثمہارے بارے ميں بتايا تو وہ أحجل پڑا۔ ميں نے أسے بتا ديا كہ ميں اس مثن پر شمير گئ ہوئی تھى۔ اگر ميں شمروز كو خاموثی ہے'' را'' كے حوالے كر دُوں تو كچھ مزہ نہيں آئے گا۔ ميں نے أسے لا لئح ديا كہ اگر شمروز كو خاموثی ہے تو سط سے سركار كے حوالے كيا جائے تو أسے پرموش بھی لل اس متی ہے۔ اس طرح وہ آسانی سے ميری چال ميں آگيا اور يہاں آگر جو پھے بھی ہوا وہ سبتم نے ديا ہوائيا۔''

''تیہ ناٹک رچانے کی کیا ضرورت تھی؟'' میں نے اُس کی طرف دیکھا۔

'''نائک تو یہ خود بخو د بن گیا۔ میں تو اسے صرف پھانس کریہاں لانا چاہی تھی۔'' سیتا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''ایک بات اور'' میں نے اُس کے چبرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔'' ہنو مان گڑھ میں وہ آ دمی کون تھا جس کی لاش''

''اوہ'' سیتا نے میری بات کاٹ دی۔ اُس کے ہونٹوں پرمسکراہٹ گہری ہوگئ۔''تم ابھی تک اُس واقعہ کو بھو لےنہیں ہو؟''

ا کی با اس واحدو و کے میں اور است اس اور تم اُس رات "دو آدمی کون تھا اور تم اُس رات مرے نے کہا۔ ''وہ آدمی کون تھا اور تم اُس رات کرے نے کل کرکہاں گئ تھیں؟''

رے ہے گا جہاں کا سیاں ہے چونک کرمیری طرف دیکھا۔''تو تنہیں معلوم تھا کہ میں رات کو کمرے ہے اور گئتی ۔'' ہے ہاہر گئتی ۔''

''میری آنکھ کل گئی تھی۔'' میں نے جواب دیا۔''تم کمرے میں نہیں تھیں۔ مجھے نہیں معلا م تم کتنی دیر پہلے باہر گئی تھیں؟ لیکن میرے جاگ جانے کے دیں بارہ منٹ بعد نہایت خاموثی سے واپس آئی تھیں۔اور پھر صبح بیاستی خیز انکشاف ہوا کہ گیسٹ ہاؤس میں ایک قبل ہوگیا ہے اور مقول کا گیسٹ ہاؤس سے بھی کوئی تعلق نہیں تھا۔'' میں چند لمحوں کو خاموش ہوا پھر بولا۔''وہ کون تھا اور تم نے اُسے لِ کیوں کیا تھا؟''

ون ھا اور ہے اسے ں یوں یا شاہ ''نو گویالتہ ہیں اب بھی شبہ ہے کہ اس آ دمی کو میں نے قبل کیا تھا؟'' سیتا بولی۔ اُس کے ہونؤں پر بدستور مسکر اہٹ کھیل رہی تھی۔

'' وور پر جبر کرتے ہے'' میں نے جواب دیا۔'' صبح میں نے کمرے کے قالین پرسرخ مٹی رہے ہے تھی تھیں ہے۔'' میں نے جواب دیا۔'' صبح میں نے کمرے کے قالین پرسرخ مٹی رہے تھی تھی ہے۔ ہم کھانے کے لئے جب سامنے والے لان میں گئے تھے تو تم نے جوگرز پہنے ہوئے تھے۔اور پھراس طرف کہیں مٹی نہیں تھی۔ گیسٹ ہاؤس سے چھیل طرف پھی زمین ہے اور مٹی سرخ ہے۔اور کمرے میں وہ سرخ مٹی تمہاری چپلوں کے ساتھ آئی تھی۔''

۔ ''ادہ بہت گہرامشاہدہ ہے تمہارا۔''سیتا کے ہونٹوں کی مسکراہٹ گہری ہوگئا۔ در بہر سر برائوں میں ''کا بیان کا کہ ایک کا سا

"تم بیرب کچھ کیول کررہی ہو؟" میں نے اُس کے چہرے پرنظریں جماتے ہوئے پوچھا۔ "تمہارے لئے۔" سیتا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔" میں نے کہا تھا نا کہ پریم میں ضرورت نہیں۔ برنتو احتیاط پھر بھی ضروری ہے۔ میں باہر جارہی ہوں۔تم الیی جگہ کھڑے رہنا جہاں ہے کسی ہنگامی صورتحال پر قابو پایا جاسکے۔'' جہاں ہے کسی ہنگامی صورتحال پر قابو پایا جاسکے۔''

بہں ۔۔۔ بہر ۔۔ بہر آگئے۔ میں نے کیپٹن گوبال والا وہ پستول اُٹھالیا جو سیتا نے ہم دونوں بیڈروم سے باہر آگئے۔ میں نے کیپٹن گوبال والا وہ چلا چکی تھی۔ دو تین صاف کر کے ڈرینگ نیبل پر رکھ دیا تھا۔ اس میں سے پانچ گولیاں وہ چلا چکی تھی۔ دو تین گولیاں ہی بچی ہوں گی۔ لیکن مجھے اس کی پر داہ نہیں تھی۔ خالی پستول بھی کسی پر دہشت طاری کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے۔

بذروم میں جانے سے 'پہلے سیتانے بڑے ہال کی بق بجھا دی تھی۔ ہال میں اندھیرا تھا۔ سیتامیراہاتھ کچڑ مے ختاط انداز میں چلتی رہی۔ مجھے بھی اندازہ تھا کہ ہال میں کون تی چیز کہاں رکھی ہے لیکن اس کے باوجود میں ایک کڑی سے نکرا گیا۔ گھٹنے پر چوٹ لگی اور میں بے اختیار کراہ اُٹھا۔ ''خیال سے ……'' سیتانے میراہاتھ دبایا۔'' بتی جلا دُوں؟''

« رسبیںرہے دو! ، میں نے گفتنا سہلاتے ہوئے جواب دیا۔

ای دوران گیٹ ایک بار چگر دھڑ دھڑ ایا گیا۔ انداز اب بھی وہی جارحانہ تھا۔لگتا تھا جیسے کوئی عجلت میں ہو۔ ہم دونوں ایک بار پھر آگے چل پڑے۔ برآ مدے والے دروازے کے قریب میں ہو۔ ہم دونوں ایک بار پھر آگے چل پڑے۔ برآ مدے والے دروازے کے قریب میں نے سیتا کا ہاتھ چھوڑ دیا اور چندگز دُور کھڑکی کے قریب پہنچ گیا جس کے سامنے گہرے نیلے رنگ کا دینر پردہ پڑا ہوا تھا۔

میں نے پردے کا ایک کونا سرکا کر باہر جھا نکا۔ برآ مدے میں غالباً ساٹھ واٹ کا بلب جل رہا تھا۔ برآ مدے میں غالباً ساٹھ واٹ کا بلب جل رہا تھا۔ برآ مدے کے اندراوراس کے آس پاس تو اس بلب کی روشنی معقولیت کی حد تک ٹھیک تھی لیکن اس ہے آگے بیروشنی بتدرج کمزور پڑتی چلی جارہی تھی۔ تاہم گیٹ نظر آر ہا تھا۔ سیتا نے بولٹ گرا کر دروازہ کھول دیا اور باہر نکل گئی۔ وہ صرف ایک سیکنڈ کو برآ مدے میں رئی تھی ۔ پھر سیڑھیاں اُڑ کر تیز تیز قدم اُٹھاتی ہوئی گیٹ کی طرف چلنے لگی کیونکہ اس دوران

کیٹ ایک بار پھر دھڑ ایا گیا تھا۔ گیٹ کے قریب بنج کر میتا رُک گئی۔ اُس نے پہلے جھری میں سے جھا تک کر باہر دیکھا۔ چند لمحے شاید تذبذ ب کا شکار رہی، پھراُس نے گیٹ کا ذیلی درواز ہ کھول دیا۔

میں پہتول ہاتھ میں گئے گھڑ کی ہے لگا گھڑا تھا اور یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ اگر کوئی گڑ بڑ ہوئی تو کوئی ملی پہتول ہاتھ میں گئے گھڑی ہے لگا گھڑا تھا اور یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ اگر کوئی گڑ بڑ ہوئی تو کوئی ملی قدم اُٹھانے میں ایک لمحہ کی تاخیر نہیں کروں گا۔ لیک لمحہ اُس ہے کوئی بات کی، پھر دوازہ بند کر کے بولٹ چڑ ھایا اورلڑ کی کا ہاتھ پکڑ کر تیز تیز قدم اُٹھانی ہوئی برآ مدے کی طرف آنے گئی۔ برآ مدے میں بلنب کی روشنی میں اُس لڑکی کو دیکھ کر میں چو کئے بغیر نہیں رہ سکا۔ لیکن میں زیادہ ویر تک اُس کا جائزہ نہیں لے سکا تھا کیونکہ سیتا اُسے لے کر دروازے میں داخل ہو چی تھی۔ اُس نے دروازہ میں بوئی آ متھی ہے بند کر کے بولٹ چڑ ھادیا تھا۔

بڑی طاقت ہوتی ہے۔اور میں اس پریم شکق پروشواش رکھتی ہوں۔'' وہ چند کیچے مسکراتی ہوئی نظروں ہے میری طرف دیکھتی رہی پھر بیڈ سے اُتر کروہ میر ہے! میں مین نامیں بیاد گئیں اُس نامیں میں دانوں اتبال میں انقوال میں لیے لئے اور جمہ واُٹھا کہ

رہ پیوٹ کے لئے اور چہرہ اُٹھا کہ میں ہے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں کے لئے اور چہرہ اُٹھا کہ میری آ تکھوں میں جھا نکتے ہوئے بولی۔''تم بھی ۔۔۔۔۔ ایک بار کہہ دو کہ مجھے سے پریم کرتے ہو۔ بس ایک بار کہہ دو کہ مجھے سے پریم کرتے ہو۔ بس ایک بار کہہ دو۔۔۔۔''

اُس کے پہلے کہ میں کچھ کہتا جو ملی کا پھا ٹک زورزورے دھڑ دھڑ ایا جانے لگا۔۔۔۔۔ پھا ٹک بدستور دھڑ دھڑ ایا جار ہا تھا اور رات کے سائے میں بیآ واز دُور تک پھیل رہی تھی۔ ''کون ہوسکتا ہے؟'' سیتا نے سوالیہ نظروں سے میری طرف دیکھا۔ اُس کی آٹکھوں سے وحشت سی جھلکنے لگی تھی۔

''تم جانو'' میں نے کندھے اُچکا دیئے۔''میرا تو یہاں کوئی جاننے والانہیں ہے۔ تہارا کوئی چاہنے والا ہوتو''

'' بیے مذاق کا وقت نہیں ہے ۔۔۔۔'' سیتا نے میری بات کاٹ دی۔'' رات کواس سے کون ہو سکتا ہے؟''

''نولیس بھی ہو سکتی ہے۔'' میں نے پڑسکون کہ ج میں جواب دیا۔ بجھے اپنے آپ پر جرت ہورہی تھی کہ میں اس قدر پڑسکون کیوں تھا؟ حالانکہ اس قسم کی صور تحال میں تو بجھے بدحواس ہو جانا چاہئے تھا۔'' دو گولیاں تم نے اس حو بلی کے ہال کم ہے میں چلائی تھیں۔ کیپٹن گو پال یہال ذرئح ہوتے ہوئے بکرے کی طرح بلبلاتا بھی رہا تھا۔ ممکن ہے ان گولیوں اور کیپٹن گو پال کی چینوں کی آواز اس حو بلی ہے باہر نہ گئی ہو۔ لیکن بھا گتے ہوئے کیپٹن گو پال پڑیٹ کے قریب تم نے تین گولیاں چلائی تھیں۔ اُن کی آواز سانے میں دُور تک گونی تھی۔ ہوسکتا ہے پولیس اسٹیشن قریب بی ہواور آواز تھانے تک پیٹی ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ گولیوں اور کیپٹن گو پال کی چینوں کی آواز بازگشت پیدا کرتی ہوئی فضا میں بھیلی تھی۔ اس اسٹیشن نون کردیا ہو۔''

'' پیمکن ہیں۔'' سیتا بولی۔'' لولیوں کی اواز باز کشت پیدا کری ہوئی فضا میں پیمی می۔ اس طرح پیاندازہ لگانا و شوار ہوتا ہے کہ گولی کس جگہ سے چلائی گئی تھی۔'' ''اگر پولیس نہیں تو کیپٹن گویال کے دوست ہول گے۔'' میں نے کہا۔''تم آفیسرزمیس

''اگر پولیس نہیں تو لینین کو بال کے دوست ہوں کے۔'' میں نے کہا۔''کم آفیسرز پس ہے گو پال کو بلا کر لائی تھیں۔ وہال تہمیں کسی اور نے بھی دیکھا ہوگا۔ کیٹین گو پال کے واپس نہ پہنچنے پر انہیں تشویش ہوئی ہوگی۔ ہوسکتا ہے وہ اُس کے بارے میں پوچھنے کے لئے آئ ہوں۔''

'' دمیں وہاں صرف ایک اردلی کے سامنے آئی تھی جسے پیغام دے کر میں نے کیپٹن گوپال کا الگ بلالیا تھا۔ کسی اور کی نظر مجھ پرنہیں پڑی تھی۔ بہرحال'' وہ اپنی اندرونی کیفیت پر قابا یانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔''صورتحال مخدوش بھی ہوسکتی ہے۔ پر تنہمیں چتا کرنے ک

میں اپنی جگہ پر بے حس وحرکت کھڑا تھا۔ اندھیرے میں اُس لڑکی کی تیز تیز سانسوں کی اُ آواز سائی دے رہی تھی۔ اُس کی سانسوں کی آواز سے اندازہ لگایا جاسکتا تھا جیسے بہت دُور سے ' بھاگتی ہوئی آئی ہوادرشاید کسی بات برخوفزدہ بھی ہو۔

''مہابیر!''اندھیرے میں سیتائی آواز اُنجری۔''میرے ساتھ ایک مہمان ہے۔ میں اُسے کے کر بیڈرزوم میں جارہی ہوں ۔تم بھی وہیں آ جاؤ۔''

ظاہر ہے سیتا نے یہ بات مجھ ہے ہی مخاطب ہو کر کہی تھی۔وہ اُس لڑکی کے سامنے میر ااصل نام نہیں لینا چاہتی تھی اس لئے اُس نے مجھے مہابیر کے فرضی نام سے مخاطب کیا تھا۔ وہ دونوں غالبًا دیوار کے ساتھ ساتھ چلتی ہوئی راہداری میں مُو گئی تھیں۔

اور جب میں نے بیڈروم کے دروازے میں قدم رکھا تو وہ لڑکی عین میرے سامنے تھی۔ مجھے اور میرے ہاتھ میں پستول دیکھ کرائس لڑکی کے منہ ہے ہلکی سی چیخ نگل گئیخوف سے اُس کا چہرہ دُھواں ہو گیا۔اُس کی آنگھیں وحشت سے پھیل گئی تھیں۔

ر بھات کی کراس نے دونوں ہاتھ سینے سے لیپ لئے۔ شاید وہ اپنی برہنگی چھپانا چاہتی تھی۔
لیکن وہ اپنی برہنگی چھپانا چاہتی تھی۔
لیکن وہ اپنے مقصد میں بری طرح نا کام ہور ہی تھی۔ اُس کا یہ پھٹا ہوااور مختصر لباس دیکھ کریہ بھی انداز ہ بخو بی لگایا جا سکتا تھا کہ وہ ساڑھی پہنے ہوئے تھی جو دھینگا مشتی کے دوران اُتر گئی تھی۔
بلاؤز بھی بہت مختصر تھا۔ پیٹ تو ناف تک برہند تھا ہی، بالائی جسم کی برہنگی چھپانے کی کوشش میں سینے کے اُبھاراُویر کی طرف کچھاور نمایاں ہوگئے تھے۔

وہ لڑکی وحشت زدہ می نظروں ہے بھی مجھے اور بھی سیتا کو دیکھ رہی تھی۔ سیتا نے بلنگ پر پڑی ہوئی چا دراُ ٹھا کراُس کی طرف بڑھا دی جے اُس نے جلدی ہے اسپے جسم پر لپیٹ لیا۔ ''بیٹھ جاوَ!'' سیتا نے کری کی طرف اشارہ کیا۔

'' مجھے بچالو دیدی.....!''لاکی کی آواز خوف سے کیکپار ہی تھی۔''وہ لوگن میرے کو مار ں گے۔میرے شریر کے ککڑے کر دیویں گے۔''

ر پویں گے۔ میرے شریر کے کمڑے کر دیویں گے۔'' ''ڈورونہیں!'' سیتا نے کہا۔''یہاںتم بالکل محفوظ ہو۔ کوئی تنہیں کچھنہیں کیے گا۔ کوئی ہماری اجازت کے بغیراس حویلی میں قدم نہیں رکھ سکتا۔ یہاں تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ آرام سیسٹہ جاؤ!''

وہ لو کی تجھ کھی ہوئی کری پر بیٹھ گئی۔ چادر کے اندراُس کا بدن ہولے ہولے کانپ رہاتھا۔ خونی ہے اُس کے ہونٹ بھی سفید پڑ گئے تھے۔ وہ بار بار ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی۔ سیتا اُٹھ کر بیڈ کے دوسری طرف چلی گئی جہاں سائیڈٹیبل پر پانی سے لبریز جگ اوراس کے قریب ہی ایک گلاس بھی رکھا ہوا تھا۔ اُس نے گلاس میں پانی انڈیلا اورلڑ کی کے قریب آگئی۔ ''لو۔۔۔۔جل کی لوا تہہیں بیاس لگ رہی ہوگی۔''

لڑی نے ایک ہاتھ جا در میں سے نکال کر گلاس کی طرف بڑھایا۔لیکن اُس کا ہاتھ راستے ہی میں رُک گیا اور وہ بے لبی کی بی نظروں سے سیتا کی طرف دیکھنے لگی۔

''کیا ہوا....؟''سیتانے یو حیصا۔

''مم ۔۔۔۔ میں ۔۔۔۔ میں نیج آباتی کی ۔۔۔۔۔ ہوں دیدی ۔۔۔۔''وہ ہکلائی۔ ''اوہ ۔۔۔۔!'' سیتا بولی۔'' تو اس لئے تم گلاس نہیں پکڑ رہیں ۔لیکن تم تو ہماری کری پر بیٹھی ہو۔ ہماری چا درجھی تم نے اوڑھ رکھی ہے۔''

اڑکی ایک جھکے ہے کری ہے اُتر گئی۔ اُس نے چادرجسم سے ہٹانا چاہی مگر رُک گئی۔ اُس کے چبرے برایک بار پھر خوف کے سائے اُبھر آئے تھے۔

'' دُرونہیں ۔۔۔۔۔۔!'' سینتا نے نرم لہج میں کہا۔'' میں جاتوں کی چھوٹائی بڑھائی کونہیں مانت۔ آرام سے بیٹھ جاؤ اور جل ہو۔ بیاس ہے تمہاراحلق خٹک ہور ہا ہے۔ ہونٹوں پر پہڑیاں جی ہوئی ہیں۔لیکن تم اس لئے یہ جل نہیں پی رہی ہو کہ تمہارے چھونے سے یہ گلاس نشٹ ہو جائے گا۔لو! جل بیواور نیج جاتی کا خیال دل سے نکال دو۔''

لڑکی نے عجیب می نظروں ہے اُس کی طرف دیکھا۔ وہ دوبارہ کری پر بیٹھ گئی اور چادر میں سے ہاتھ نکال کر گلاس لے لیا اور ایک ہی سانس میں سارا پانی حلق میں اُنڈیل لیا۔ سیتا نے اُس کے ہاتھ سے گلاس لے کراُس میں بچھاور پانی اُنڈیلا اور بیٹا بت کرنے کے لئے کہ وہ واقعی ذات یات پر یقین نہیں رکھتی ، اُس نے پانی کی لیا اور گلاس میز پرر کھ کر دوبارہ

ار کی کے قریب آگئی۔لؤکی اب بھی عجیب ہی نظروں ہے اُس کی طرف دیکھر ہی تھی۔ ''کیا نام ہے تمہارا؟''سیتانے اُس کے سامنے بیڈر پر پیرلٹکا کر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔ ''کلپِنا ۔۔۔۔۔ مارونام کلپنا ہے دیدی!''لڑکی نے جواب دیا۔

سیتا کچھاور کہنا ہی چاہتی تھی کہ باہر کا گیٹ ایک بار پھر دھڑ دھڑ ایا جانے لگااڑکی اُمچھل

' کر کھڑی ہوگئی۔ اُس کا چہرہ ایک بار پھرخوف ہے وُھواں ہوگیا۔اس خوف ہے چا در کا ایک کوہا اُس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ تیز سانس لینے ہے اُس کا گداز سینہ غبارے کی طرح پھول پچکہ۔ رہا تھا۔

''' دورونہیں .. تمہیں کچھنہیں ہوگا۔''ستااپی جگہ ہے اُٹھتے ہوئے بولی۔'' دوہ جوکوئی بھی ہیں اگر بری نیت ہے اس حو ملی کے دروازے پرآئے ہیں تو اپنے پیروں پرواپس نہیں جائیں گیا تم آرام سے یہاں بیٹھی رہو۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ پرنتو باہر آنے کی کوشش مت کرنا۔'' میں نے جھے اشارہ کیا اور دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ میں نے ڈریننگ نمبیل کی دراز ہے پیتول نکالا اور سیتا کے پیتھے ہی کمرے سے نکل گیا۔ اس مرتب سیتا نے ہال کی ایک بی جالی تھی اور برآمدے والا دروازہ کھول رہی تھی۔ حویلی کا گیٹ اب بھی دھڑ دھڑ ایا جارہا تھا اور اس مرتب ساتھ ہی کال بیل کی آ داز بھی پوری شدت سے گوئے اُٹھی تھی۔ اس سے میں نے اندازہ اس کے ساتھ ہی کال بیل کی آ داز بھی پوری شدت سے گوئے اُٹھی تھی۔ اس سے میں نے اندازہ کی بیٹ کو پیٹ رہا تھا اور دوسرے نے کال بیل کی بڑن پر اُٹھی رکھ دی تھے جن میں سے ایک گیٹ کو پیٹ رہا تھا اور دوسرے نے کال بیل کے بیٹن پر اُٹھی رکھ دی تھے۔

''کون ہے ۔۔۔۔۔؟'' مینا گیٹ کے قریب پہنچ کرچینی۔ میں سائیڈ میں ہو گیا اور سیتا نے بے دھڑک ذیلی دروازہ کھول دیا۔'' کون ہوتم لوگ۔۔۔۔۔کیا پاگل ہو گئے ہو جواس طرح آ دھی رات کوگیٹ پیٹ رہے ہو؟''

"معاف کرنا دیوی جی!" باہر ہے ایک بھاری آواز سنائی دی۔" ہماری چھوکری گھرے بھاگ گئ ہے۔ہم اُسے تلاش کررہے ہیں۔ یہاں کوئی ناری تو نہیں آئی تھوڑی دیر پہلے؟" "چھوکری گھر ہے بھاگ گئی ہے تو جا کر پولیس میں رپورٹ کرو۔ اس طرح لوگوں کو پریشان کرتے ہوئے شرم آنی جاہئے تہیں۔" سیتانے غصے ہے کہا۔

'''اےاے'' ایک اور غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔''جوبان کو قابو میں رکھ' جانت ناہیں ہو کس سے بات کرت ہو۔ ہمار پرشن کا جواب دیو! یہاں کوئی چھوکری تو ناہیں آوت رہی ہے؟''

''میرا جو بان قابو میں ہے۔۔۔۔ یہاں کوئی چھوکری نہیں آئی۔ جاؤیہاں ہے۔'' سیتا نے جواب دیا اور دروازہ بند کرنا چا ہاتو باہر ہے کسی نے درواز ہے میں پیرپھٹسا دیا۔وہ جوکوئی بھی تھا جوگر ہینے ہوئے تھا۔

' بنہ میں تبہار جو بان پر وشواس ناہی ہوت ہے۔ ہم تلای لیواں گے۔'' اُس شخص نے ایک مرتبہ پھرغراتے ہوئے کہا اور درواز ہے کو دھکا دینے لگا۔

ر ببار کے سین کو اشارہ کیا۔ وہ ایک طرف ہٹ گئی۔ دروازہ کھلتے ہی وہ آ دمی اندر گسس آیا۔ برآ مدے ہے آنے والی مدهم ہی روثنی میں اُس کا جائزہ بخو بی لیا جا سکتا تھا۔ اُس کی صورت دکھ کر اُسے بلا تکلف ایک چھٹا ہوا بدمعاش کہا جا سکتا تھا۔ اور وہ تھا بھی چھٹا ہوا بدمعاش۔ وہ

درمیانے قد اور کسرتی بدن کا مالک تھا۔ اُس نے جینز اور بنیان پہن رکھی تھی۔ بازوؤں کے ابھرے ہوئے مسلز صاف نظر آرہے تھے۔ دو تین دن کا شیو بڑھا ہوا تھا۔ سرکے بال لمبے تھے جنہیں چنہیں چنہیں چنہیں چنہیں چنہیں کی طرح باندھا ہوا تھا۔ اُس کے ہاتھ میں خخر تھا۔ اُس نے ابھی تک مجھے نہیں دیکھا تھا۔ اُس نے بشت سے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ تیزی سے میری طرف مُڑا۔ تھا۔ میں نے پشت سے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ تیزی سے میری طرف مُڑا۔

تھا۔ ہیں سے پہت ہے ہوئے لگتے ہو۔ چھوکری بھا گ گئی ہے اس لئے؟'' میں ''کیابات ہے مہاشے؟ بڑے تپے ہوئے لگتے ہو۔ چھوکری بھا گ گئی ہے اس لئے؟'' میں نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔

وہ اُچھل بڑا۔ ''اے!'' وہ غرایا۔'' جانت نہ ہوکس سے بات کرت ہو؟ گنگو کہت ہیں میرے کوگنگودادا۔''

سرے۔ '' گنگودادا۔۔۔۔'' میں نے پُرسکون کہج میں کہا۔'' یہاں سے جانے کا کیالو گے؟'' میں نے پتول والا ہاتھ سامنے کر دیا۔

ن ایا ہوں۔ پر درن رو رویر سے ایک ہوں۔ ''کوئی چھوکری یہاں نہیں آئیچل بھاگ!'' میں نے پیتول سے اشارہ کیا۔ '' کوئی چھوکری یہاں نہیں آئیچل بھاگ!'' میں نے پیتول سے اشارہ کیا۔

''نراج مت ہو بھایا!'' کَنگودادادونوں ہاتھ سامنے جوڑتے ہوئے بولا۔''وہ چھوکری ہمارا سب کچھ لے گیوت رےہم تو اُس کو ڈھونڈھت ہوں ۔ تو نراج نہ ہو بھایا! ہم جاتا ہوں۔ تر میں احاصال ''

اور وہ واقعی ترت یعنی فوراً ہی باہر نکل گیا۔ مجھے اُس بدمعاش سے اس شرافت کی تو تع نہیں تھی۔ سیتا نے گیٹ ہند کر کے بولٹ چڑ ھادیا اور ہم دونوں والی آ گئے۔ سیتا نے برآ مدے والا دروازہ بند کر کے لاک کیا اور اُوپر کا بولٹ بھی چڑ ھادیا۔ میں نے خود باقی دروازے بھی چیک کئے اور ہم بیڈر وم میں آ گئے۔ وہ لڑکی کلینا کمرے میں موجود نہیں تھی ۔۔۔۔ میرا دماغ بھک سے اُڑگیا۔ سیتا بھی پریشان ہوگئی۔

"'اوئے! کہاں گئی وہ تلاش کرو اُسے کہیں باہر نکل گئی تو ان بدمعاشوں کے ہاتھوں ری جا بڑگی ''

میرا خیال تھا کہ ثاید موقع پا کر کلپنا برآ مدے والے دروازے سے باہر نکل گئی تھی۔ ثاید درخوں میں کہیں چھپی ہوئی ہو۔ میں کمرے سے نکلنے کی سوچ ہی رہا تھا کہ ایک آ وازین کر ہم دونوں اُچھل بڑے۔

''میں یہاں ہوں دیدی....کھاٹ کے نیچے۔''

یہ آواز بیڈ کے نیچے ہے آئی تھی۔ میں نے جھک کر دیکھا تو بے اختیار مسکرا دیا۔ کلینا پلنگ کے نیچے چھپی ہوئی تھی۔

" وه لوگ چلے گئے باہر آ جاؤ! ابتمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔' میں نے کہا۔

وہ کہنوں کے بل رینگتی ہوئی پلنگ کے نیجے ہے نکل آئی۔ایبا کرتے ہوئے چادراُس کے جمع ہے اللہ ہوئی ہوئے جادراُس کے جم ہے اللہ ہوئی تھی۔ پلنگ کے نیچے سے نکل کر اُس نے اپنے آپ کو ذرا سا اُوپراُٹھایا تو میری نظریں اُس کے پہلے ہوئے بلاؤز کے اندر رینگ گئیں۔میرا سانس بے ربط ہونے لگا۔ میری نظری گھانیاں بڑا خوفناک منظر پیش کررہی تھیں۔

وہ اُٹھ کر گھڑی ہو گئی۔ اُس کا سانس دھوکمنی کی طرح چل رہا تھا اور چبرے پرخوف کے تاثرات نمایاں تھے۔ مجھے اپنی طرف متوجہ پا کر اُس نے اپنی برہنگی چھپانے کے لئے دونوایا ہاڑوا ایک بار پھر سینے پر لییٹ لئے۔ میں نے پانگ کے نیچ پڑی ہوئی چا در اُٹھا کر اُس کی طرف اُٹھال دی۔ اُس نے جلدی سے جا دراوڑھ لی۔

ر ہاں۔'' میہاں بیٹھو۔۔۔۔ میں تہہارے لئے جائے بنا کرلاتی ہوں۔'' سیتا نے کہا۔'' اور ہاں۔۔۔۔ ''تم یہاں بیٹھو۔۔۔۔ میں تہہارے لئے جائے بنا کرلاتی ہوں۔'' میں تہہیں دوسرے کیڑے دے دیتی ہوں، کہن لینا۔'' اُس نے وارڈ روب سے بینگر پڑنگی ہوئی ایک ساڑھی نکال کر پینگ پرڈال دی۔ساڑھی کے ساتھ بلاوُز اور پیٹی کوٹ بھی تھا۔ ایک ساڑھی نکال کر پینگ پرڈال دی۔ساڑھی کے ساتھ بلاوُز اور پیٹی کوٹ بھی تھا۔

ہیں مار ن قان کے سیاں کے ساتھ ہی آ گیا۔ ظاہر ہے میرے وہاں کھڑے رہے سیتا کمرے نے نگلی تو میں بھی اُس کے ساتھ ہی آ گیا۔ ظاہر ہے میرے وہاں کھڑے رہے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ باہر نکلتے ہوئے میں نے دروازہ بھیڑ دیا تھا۔

و کوی بواردین ھا۔ بہر سے ہوئے ہیں کے در بیا گریا گریا گرا اُسے کام کرتے ہوئے ا کین میں آ کر سیتا چائے بنانے لگی اور میں اُس کے قریب کھڑا اُسے کام کرتے ہوئے ا د کھتا رہا۔ سیتا نے چائے صرف کلینا کے لئے نہیں سب کے لئے بنائی تھی۔ میں تو اس وقت واقعی چائے کی طلب محسوس کر رہا تھا۔ اُس لڑکی کے آنے سے پہلے جب ہم باتیں کر رہے تھا ا اُس وقت مجھے نیند کے جھو نکے آنے لگے تھے۔ اُس ختہ حال لڑکی کو د کھے کر میری نیند غائب ہما اُس وقت مجھے نیند کے جھو نکے آنے لگے تھے۔ اُس ختہ حال لڑکی کو د کھے کر میری نیند غائب ہما گئی تھی اور گیٹ پر اُس بدمعاش سے نہایت مختصری ملا قات کے بعد تو نیند آنے کا سوال ہی بیا خور سے میں میں تقدیل کے جیسے دی طل محسوس کی باتھا۔

نہیں ہوتا تھااوراس وقت میں واقعی چائے جیسی چیز کی طلب محسوں کررہاتھا۔

سیتا نے تینوں کپٹرے میں رکھے۔ اُس نے دونوں ہاتھوں میں ٹرے اُٹھائی اور جھا
کرے کی طرف آگئے۔ دروازہ بند تھا۔ میں نے ہیڈل پر ہاتھ رکھ کرائے تھمایا تو دروازہ نہیں کہا تھا لیکن میری سمجھ میں نہیں آیا۔ او
کھلا۔ میں نے ہلکی ہی دستک دی۔ اندر سے کلپنا نے پچھ کہا تھا لیکن میری سمجھ میں نہیں آیا۔ او
پھرا کی منٹ بعد ہی دروازہ کھل گیا۔ کلپنا کپڑے بدل چی تھی۔ ہلکے گلابی رنگ کی ساڑھی اُس کے سانو لے بدن پرخوب چچ رہی تھی۔ وہ دُبلی تیلی سی لڑکی تھی۔ بلاوُز اُسے ڈھیلا تھا جس نے سانو لے بدن پرخوب چچ رہی تھی۔ وہ دُبلی تیلی سی لڑکی تھی۔ بلاوُز اُسے ڈھیلا تھا جس نے اُس کے سینے کا گداز جھلک رہا تھا۔

ا کلینا نے اپنے اُتارے ہوئے کپڑے پانگ کے پنچے ڈال دیئے تھے۔ سیتا نے ٹرے سائج کلینا نے اپنے اُتارے ہوئے کپڑے پانگ کے پنچے ڈال دیئے تھے۔ سیتا نے ٹرے سائج نیبل پررکھ دی اور کلینا کی طرف دیکھے کرمسکرا دی۔ ''کنٹی پیاری لگ رہی ہو۔'' وہ بولی۔

کلپنا شر ما گئی۔ اب اُس کے چہرے پرخوف نہیں تھا۔ اُسے بھی یقین ہو گیا تھا کہ اب وہ مفوظ ہتھوں میں ہے اور یہاں اُسے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ وہ کری پر بیٹھ گئی تو سیتا نے چائے کا ایک اُس کی طرف بڑھادیا اورخود بھی بلنگ کی پشت سے ممیک لگا کر بیٹھ گئی۔ میں بھی سامنے ایک کی اُس کی طرف بڑھ گیا۔ بیٹھنے سے پہلے میں نے اپنا چائے کا کپ اُٹھا کیا تھا۔ دوسری کری پر بیٹھ گیا۔ بیٹھنے سے پہلے میں نے اپنا چائے کا کپ اُٹھا کیا تھا۔

دو مری کرن چری طایع کے جسکیاں لیتے ہوئے کلینا کی طرف دیکھتے رہے جو کمپ کو دونوں میں اور سیتا جائے کی چسکیاں لیتے ہوئے کلینا کی طرف دیکھتے رہے جو کمپ کو دونوں ہاتھوں میں تھا ہے ہلکی ہلکی چسکیاں لے رہی تھی۔

ہا موں میں مصلی ہا ہے ہیں۔ ''ہاںاب بتاؤ! بیسب کیا ہے؟'' بالآ خرسیتا نے اصل موضوع چھیڑ دیا۔''تم کون ہو؟ بیدرشٹ (بدمعاش) کون تھے اور تمہیں کیوں پکڑنا جائے تھے؟''

''میں پوکھران کی رہنے والی ہوں دیدی!'' کلینا نے جواب دیا۔''میرے پتا جی دھو بی سے یہ میں اور ماتا جی بھی دن رات اُن کے ساتھ کام کرتیں۔لوگوں کے کپڑوں کی میل اُ تارکر اُنہیں اُولا کام تھا۔ ہم کپڑے تو اُ جلے کر دیتے لیکن لوگوں کے دلوں کامیل صاف کرنا ہمارے بس میں نہیں تھا۔ میں اپنے ماتا پتا کے ساتھ تھی گھاٹ پر کپڑے دھوتی اور بھی وُ ھلے ہوئے کپڑے لوگوں کے گھروں پر بھی پہنچاتی۔ میں چھوٹی عمرے ہی سے کام کررہی تھی۔ پہلے پتا ہوئے کپڑے لوگوں کے گھروں پر بھی پہنچاتی۔ میں چھوٹی عمرے ہی سے کام کررہی تھی۔ پہلے پتا جی کے ساتھ جایا کرتی تھی، بھراکیلی بھی جانے لگی۔

اس روز نیں ٹھا کر ہوں سکھ کی حویلی پر کیڑے لے کر گئ تھی۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ اس سے میری بہنچی کا زمانہ بھی شروع ہونے والا ہے۔ میں حویلی کے ڈیوڑھے میں بیٹھی ٹھا کرانی کے میری بہنچی کا زمانہ بھی شروع ہونے والا ہے۔ میں حویلی کے ڈیوڑھے میں بیٹھی ٹھا کر البیر عکھ ایک ساتھ کیڑوں کا جماب کر رہی تھی۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ ٹھا کہ اللہ علی کھا ایک طرف دیکھا بھی تھا مگر خیال نہیں کیا تھا۔ مجھے کیا خبرتھی کہ ستر سالہ ٹھا کر کی نیت میں کھوٹ ہے۔

اس تے بعد میں نے ٹھا کر بلیر سنگھ کو دھو بی گھاٹ نے چکر لگاتے ہوئے دیکھا۔ وہ دیر تک میرے پتا جی جی بیا جی بیاس کھڑا با تیں کرتار ہتا۔ با تیں تو وہ پتا جی سے کرتالیکن اُس کی نظریں میری طرف لگی ہوتیں ۔ ہم جانو دھو بی گھاٹ پر کپڑے پینچتے ہوئے ہمارا حلیہ کیا ہوتا ہوگا۔ ساڑھی کا بلو تو بدن پر نکتا ہی نہیں ۔ بھی میں بوڑھے ٹھا کر کی نظریں اپنے بدن پر چھبتی ہوئی محسوس کرتی۔ وہ کم بخت کھا جانے والی نظروں سے مجھے گھورتار ہتا تھا۔

پھر یکا یک ٹھا کر بلبیر سنگھ حو کی سے غائب ہو گیا۔ پۃ پڑا کہ وہ جیسلمیر سے آیا ہوا تھا۔
یہاں چندروزرہ کرواپس چلا گیا ہے۔ مجھے خوتی ہوئی کہ اُس بڈھے کی میلی نظروں سے نجات لل
گئھی۔ مگریہ میری خوش نہی تھی۔ چندروز بعدوہ واپس آگیا۔ اور پھر اُس کا آنا جانا لگار ہا۔ وہ
اگرشام کو جیسلمیر واپس جاتا تو صبح پھر پو کھران آ جاتا۔ اُس کے پاس موڑھی اور ڈیڑھ سومیل کا
فاصلہ کیا معنی رکھتا تھا۔ اور پھر میرے پتا جی کا دیہانت ہو گیا۔ اُنہیں گردن تو ڑتاپ (بخار)
چڑھا تھا۔ اُن کا بہت علاج کروایا مگرا یک ہفتے کے اندراندران کے جیون کا انت ہو گیا۔

اُس روز میں کپڑے لے کرحویلی گئی تو اُس بڈھے ٹھا کرنے پہلی مرتبہ جھے ہے بات کی ا میرے پتا جی کے گزر جانے کا افسوس کیا اور جھے سورو یے بھی دیئے۔اُس وقت ٹھا کر انی موجوا نہیں تھی۔ میں نے روپے لے لئے۔میرے من میں کوئی خیال نہیں آیا تھا۔ دھن وان ہم جیسے کی کاروں کو بخشش دیتے ہی رہتے تھے۔

اس کے چندروز بعدمیرا چاچا رام چند دھو بی ہمارے گھر آیا۔ رام چند دھو بی میرا سگا جا ہا نہیں ہے۔ وہ دیر تک ماتا جی سے گھسر پھسر کرتا رہااور بار بارکن اکھیوں سے میری طرف دیکھ رہا۔ اُس کی باتوں کے جواب میں میری ماتا جی بار بارا نکار میں سر ہلاتی رہیں۔

رام چند دھو بی کا گئی روز ہمارے گھر آنا جانا لگار ہا۔ مجھے نہیں معلوم کہ میری ماتا جی اور اُس اُ میں کیا تھسر بھسر ہوتی تھی؟ پرنتو مجھے لگتا تھا جیسے وہ میری ماتا جی کو کسی بات پرآمادہ کرنے کا کوشش کرر ہاتھا اور شاید ماتا جی نے ہار مان لی۔ رام چند دھو بی کھل اُٹھا۔ اُس نے میری ماتا جی کو پچھ نوٹ بھی دیئے۔ ماتا جی نے نوٹ چولی کے گریبان میں چھپاتے ہوئے کن آکھیوں سے میری طرف دیکھا بھی تھا گر میں پچھ نہیں سجھ کی تھی ۔۔۔۔۔ بیایک ہفتے پہلے کی بات ہے۔''کلپنا نے گہراسانس لیا بھر بات جاری رکھتے ہوئے کہنے گئی۔۔۔۔

کے لہراساس کیا بھر بات جاری رہے ہوئے ہے گئی۔
''اس سے اگلے روز ما تا جی مجھے لے کرجیسلمیر آگئیں۔ اُنہوں نے مجھے سے کہا تھا کہ ہم
ایک پرانے مندر کی یا ترا کے لئے جارہے ہیں۔ جب ہم جیسلمیر کے لاری اڈے پربس سے
اُئر ہے تو یہاں رام چند دھو بی ہمارے استقبال کوموجود تھا۔ اُسے دیکھ کر مجھے بڑی جرت ہوئی اُ تھی۔ وہ ہمیں ایک موٹر میں بٹھا کر ایک حویلی میں لے گیا۔ پہاڑی کے قریب یہ حویلی زیادہ بڑی نہیں تھی۔ وہ ٹھا کروں کا علاقہ تھا۔ آس یاس اور بھی بہت ہی اور بڑی بڑی حویلیاں تھیں۔ اور پھرائی شام حویلی میں بڑھے تھا کر بلیم سٹھ کو دیکھ کر پہلی مرتبہ میرا ما تھا ٹھنگا۔ میں نے

بوی کہیں تھی۔ وہ ٹھا کروں کا علاقہ تھا۔ آس یاس اور بھی بہت ی اور بوی بزی حویلیاں تھیں۔ اور پھرائی شام حویلی میں بڑھے تھا کر بلیم سے کھے کو دیکھے کر پہلی مرتبہ میرا ماتھا ٹھنگا۔ میں نے ماتا جی سے پچھے پوچھنا چاہا تو اُس نے ہنس کرٹال دیا۔ میرے دل میں کھد بدی ہور ہی تھی۔ میں ستجھ گئی کہ کسی پرانے مندر کی یاترا کے بہانے ججھے دھو کے سے یہاں لایا گیا ہے۔ دوسرے دن میں ماتا جی کے پیچھے پڑ گئی۔ میں اصل بات جاننا چاہتی تھی۔ اور پھر ماتا جی نے بیسنسنی خیز انکشاف کیا کہ ماتا جی اُس بڈھے ٹھا کر سے میری شادی کرنے والی ہیں جو عمر میں شاید میرے داوا سے بھی بڑا تھا۔ میں چیخ اُتھی۔ ماتا جی نے جکھے ڈانٹ کر چپ کرا دیا۔ وہ رام چند دھو بی کویا پاپنچ ہزار میں ججھے بچ ویا گیا تھا۔ سس میں بہت روئی ہیٹی، چیخی چلائی مگر ماتا جی پرکوئی اثر کویا پاپنچ ہزار میں مجھے بچ دیا گیا تھا۔ سس میں بہت روئی ہیٹی، چیخی چلائی مگر ماتا جی پرکوئی اثر شہیں ہوا۔ رام چند دھو بی بھی پہلے مجھے سمجھانے کی کوشش کرتا رہا کہ میں زندگی بھر عیش کروں شہیں ہوا۔ رام چند دھو بی بھی میں خیراک میں نے ضد نہیں چھوڑی تو وہ ڈانٹ ڈپٹ کرنے لگا۔ نہا کہ میں زندگی بھر عیش کروں گیا۔ میں مرتبہ میرے منے پرطمانچے بھی مار دیا۔ اور پھرایک روز ماتا جی پر بھی بیسنسی خیز انکشاف ہوگیا ایک مرتبہ میرے منے پرطمانچے بھی مار دیا۔ اور پھرایک روز ماتا جی پر بھی بیسنسی خیز انکشاف ہوگیا ایک مرتبہ میرے منے پرطمانچے بھی مار دیا۔ اور پھرایک روز ماتا جی پر بھی بیسنسی خیز انکشاف ہوگیا

کہ جارے ساتھ واقعی دھوکہ ہور ہاہے۔اُس روز ما تاجی نے رام چند دھو لی کوایک اورآ دمی کے ا

ساتھ باتیں کرتے ہوئے بن لیا تھا۔

یہ فیاکر برہمن اور اُو کِی جاتی کے لوگ ہم جیسے پنج جاتی والوں کو قریب بھی نہیں سے سیکنے دیتے۔ ہمیں ملیچے کہا جاتا ہے۔ ہمارے کیڑوں کو چھو کر گزر نے والی ہوا اُن کے کیڑوں کو بھی چھو کر گزر جائے تو وہ ناپاک ہو جاتے ہیں۔ پرنتو کسی حسین ناری کو اپنے سینے سے لگاتے ہوئے، اُن اُن کے بدن کو اپنے بدن سے مسلتے ہوئے، اُنا پور خون اُس ناری کے خون میں میں کر تے ہوئے اُنہیں احساس نہیں ہوتا کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ اس وقت نہ وہ ناری ملیچھ ہوتے ہوئے۔ اور نہ وہ دیوتا۔

روں ہے میں استعمال کے اور میر کی خوبصورتی اور میری جوانی پر ایجھ گیا تھا۔ وہ بھول گیا ''وہ بڑھا ٹھا کہ جمالتی کا ٹھا کر ہے اور میں نیجی جاتی کی ہوں۔ اُس کے من میں کھوٹ تھا، ہوس تھی۔ وہ سب کچھ بھول گیا تھا۔

رام چند دھو بی نے میری ماتا جی ہے کہا تھا کہ ٹھا کر مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ مجھے اپنی پختی بنا کر عالیشان حویلی میں رکھے گا۔ مجھے ٹھا کرانی بنائے گا۔ میں راج کروں گی۔ مگر اُس رات ماتا جی نے رام چند دھو بی کی دوسرے آ دی سے باتیں سنیں تو وہ کانپ اُٹھی۔اصل بات یہ تھی کہ وہ بڈھا ٹھا کرمیر نے خوبصورت شریہ سے اپنی ہوس کی آگ بجھانا چاہتا تھا جس کے لئے اُس نے میری ماتا جی کو پانچ ہزار روپے دے دے دیئے تھے۔ایسے دھن وانو ای کے لئے پانچ ہزار روپے دے دے دے کے تھے۔ا

ہ تا جی کورام چند دھو بی اوراُس آ دمی کی باتوں سے پتہ چل گیا کہ ہمیں دھو کے سے یہاں لایا گیا ہے۔ وہ بڑھا ٹھاکر چند روز مجھے برتا، میرے خوبصورت شریر سے اپنی ہوں کی آگ بچھا تا پھر مجھے اپنے کارندوں کے حوالے کر دیتا جوجیون بھرمیری بوٹیاں نوچتے رہتے۔

برسوں رات ماتا تی نے مجھے ساتھ لے کرحو ملی ہے بھاگنے کی کوشش کی مگر ہمیں پکڑلیا گیا۔
حولی میں رام چند دھو بی اور ماتا جی میں خوب لڑائی ہوئی۔ ماتا جی نے غصے میں رام چند دھو بی
کے کپڑے چھاڑ دیئے اور رام چند دھو بی نے طیش میں آ کر ماتا جی کے سر پرلوہے کی سلاخ سے
زور دار ضرب لگائی ماتا جی کا سر پھٹ گیا۔ بھیجہ بہہ لکلا اور ماتا جی نے تڑپ تڑپ کر جان

مجھے ایک کمرے میں بند کر دیا گیا اور حویلی پر دوخطرناک دھٹوں کا پہرہ بٹھا دیا گیا۔ میں بند کمرے میں بند کر دیا گیا اور حویلی پر دوخطرناک دھٹوں کا پہرہ بٹھا دیا گیا۔ میں بند کمرے میں بند کمرے میں بند کمرے میں آور تر پی اور تر پی اس کی بیا ہے۔ اُن دونوں عورتوں نے جھے نہلا یا دھلایا، اچھے کیڑے بہنائے اور جھے خوب بنایا سنوارا گیا۔ وہ دونوں عورتیں صورتوں ہی سے بڑی حراف لگی تھیں۔ ایک موقع پر میں نے مزاحت کی تو ایک عورت نے میری پٹائی کر دی۔

آ دھی رات کے سے مجھے ایک اور کمرے میں پہنچادیا گیا۔ ہمیں حویلی میں رہتے ہوئے گی

روز ہو گئے تھے مگریہ کمرہ میں نے پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ بہت شاندار کمرہ تھا۔ اُسے اُس بڈھے ٹھا کر کی عشرت گاہ کہنا ٹھیک ہوگا۔ دیواروں پرعورتوں کی الی بزی بزی رنگین تصویریں لگی ہوئی اُ تھیں جنہیں دیکھ کرشرم آئی تھی۔ایک عورت تو بالکل نگی بیٹھی ہوئی تھی۔

وہ دونوں عورتیں اُس وقت تک کمرے میں بیٹھی رہیں جب تک وہ بڈھا ٹھا کرنہیں آگیا۔
عورتیں کمرے سے چلی سکیں تو بڑھے ٹھا کرنے دروجہ بند کر کے کنڈ الگا دیا۔ اُس نے دارو پی رکھی تھی۔ کمرے میں آ کر بھی اُس نے دارو پینا شروع کر دی۔ کئ گلاس پی کروہ میری طرف آیا۔ میں اُس کی بنتی کرنے گئی ۔۔۔۔۔ اُس کے آگے ہاتھ جوڑے، اُس کے چنوں پر گرگئ کہ میرا جیون نشک نہ کرے۔ پر اُس نے میری ایک نہیں تی۔ اُس کے سینے میں تو ہوس کی آگ جل رہی تھی۔ اُس نے میرے شریکو پانے کے لئے میری ما تا کو پانچ ہزار روپے دیئے تھے وہ جھے کسے چھوڑ دیتا۔

آس نے میری ساڑھی تھنچ کراُ تاردی۔اور پھر میرا بلاوُز اُ تارنے لگا میں نے بنتی چھوڑ دی اورا پنے آپ کو بچانے کی کوشش کرنے گئی۔ میں چیخ ربی تھی مگر میری فریاد سننے والا کون تھا؟ میری مد دکوکون آتا؟ حویلی میں موجود دوسرے لوگ تو میری چینیں من کرخوش ہور ہے ہوں گے کہ ان کی محنت پھل ہوئی اور بڈھاٹھا کر میرے شریر کوروندر ہاہے۔

جاؤںاور پھر میں اس حویلی کے پھا نک کے سامنے اُک گئ۔ اندر برآ مدے میں روثنی دکھائی دے رہی تھی۔ بجھے وشواش تھا کہ یہاں مجھے پناہ مل جائے گ۔ اور دیدی کلپنا خاموش ہو گئی۔ اُس نے اُٹھ کرسیتا کے چرن چھو لئے ، پھر میری طرف اُرخ کر کے دونوں ہاتھ جوڑے۔ ''اگر آپ دونوں مجھے پناہ نہ دیتے تو وہ لوگ مجھے خونخو اربھیٹریوں کی طرح چیر پھاڑ دیتے۔'' ''اگر آپ دونوں مجھے پناہ نہ دیمال تہمیں کوئی خطرہ نہیں۔''سیتا نے اُس کے خاموش ہونے ۔'' رکہا۔''اُن کا خوف ذبن سے نکال دو! یہاں تم بالکل محفوظ ہو۔'' سیتا اُس سے پھھاور ہا تیں برکہا۔''ان کا خوف ذبن سے نکال دو! یہاں تم بالکل محفوظ ہو۔'' سیتا اُس سے پھھاور ہا تیں برکہا۔''اس پریشانی سے چھکارا پانے کے لئے تمہیں برکہا۔ ''اس پریشانی سے چھکارا پانے کے لئے تمہیں آرام اور گہری نیند کی ضرورت ہے۔ آؤ میں تہمیں دوسرے کمرے میں بھیج دُوں۔ بوگر ہوکر آرام سے سو جاؤ باقی با تیں ضبح ہوں گی۔'' سیتا اُسے لے کر کمرے سے نکل گئی۔ میں اپنی

جگہ پر بیٹھار ہا۔ سیتا پانچ منٹ بعد والیس آئی۔

'' دیکھاتم نے ...'' وہ میری طرف دیکھتے ہوئے ہوئی۔'' بیہ ہے ہمارا دھرم جو گئ ذات والے بٹا ہوا ہے۔ اُوکی فی زات کے لوگ اپنے آپ کو بہت پوتر اور دیوتا مجھتے ہیں۔ نبخی ذات والے اُن کی نظروں میں ملیچھ ہیں۔ وہ اُن کو چھوکر آنے والی ہوا ہے بھی بچتے ہیں۔ کیکن ہوس کی آگ جب سینے میں بھڑتی ہے تو وہ سب مچھ بھول جاتے ہیں۔ اُنہیں مید یا دہیں رہتا کہ وہ پوتر اور دیتا ہیں اور جس ناری کو وہ اپنے وجود تلے روندر ہے ہوتے ہیں وہ کم ذات اور ملیچھ ہے۔' میں گہرا سالس لے کر رہ گیا اور جواب دینے کی بجائے دیوار گیر گھڑی کی طرف دیکھنے لگا۔ میں گہرا سالس لے کر رہ گیا اور جواب دینے کی بجائے دیوار گیر گھڑی کی طرف دیکھنے لگا۔ ساڑھے بین ہے اوپر کا وقت ہور ہا تھا۔ اُس وقت میرا د ماغ بوجل ہور ہا تھا۔ میں بستر پر لیٹ گیا۔ چند کھوں بعد ہی اُس گیا۔ سیتا نے دروازہ بھیڑ دیا اور پھر وہ بھی میر سے ساتھ بیڈ پر لیٹ گئی۔ چند کھوں بعد ہی اُس گی بخیدگی رُخصت ہوگئی اور وہ ایک بار پھر تم ارتوں پر اُتر آئی!!

وه نسوانی چین کی آواز تھی

اس وقت میرے دماغ برغنو دگی می طاری تھی مگر چیخ کی آواز من کرمیں ہڑ بڑا کراُٹھ گیا اور این خواس پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے ادھر آدھر دیکھنے لگا۔ کمرے میں بتی جل رہی تھی۔ دروازہ بندتھا۔ عقبی سمت والی کھڑکی کھی ہوئی تھی۔ ہوا کے جھوکوں سے سامنے پڑا ہوا پردہ ہولے ہوئے دروازہ بندتھا۔ عقبی سمت والی کھڑکی کھی ہوئی تھی۔ ہوا کے جھوکوں سے سامنے پڑا ہوا پردہ ہولے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہو

میں نے ہونٹوں پر اُنگلی رکھ کر اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور بڑی آ بھتگی ہے بیڑ ہے اُئر کر ڈریٹک ٹیبل کی دراز ہے پہتول نکالا اور ننگے پیر دبے قدموں درواز ہے کی طرف بڑھنے لگا۔ درواز ہے بینڈل پر ہاتھ رکھ کر اُسے آ ہتگی ہے تھمانے کی کوشش کی مگر دروازہ نہیں کھلا۔ وہ لاک بھی نہیں تھا اور اُوپر کی چننی بھی نہیں لگی ہوئی تھی۔ میں نے تھوم کوسیتا کی طرف دیکھا وہ بھی اپنا شب خوابی کا لباس درست کرتی ہوئی پٹنگ ہے اُئر آئی۔

'' کیا ہوا؟'' اُس نے ہاتھ کے اشارے سے پوچھا۔ ''میراخیال ہے کوئی کلپنا کے کمرے میں موجود ہے اور اس دروازے کو باہر سے کنڈ الگا دیا ''کیا ہے۔'' میں نے سرگوشی کی۔

میرے ذہن میں بدترین خدشے جم لے رہے تھے اور نجائے جمھے یہ یقین کیوں تھا کہ کوئی حویلی میں میں بدترین خدشے جم لے رہے تھے اور نجائے کی کوشش کی جارہی ہے۔ میں عقبی دروازے کی طرف اشارہ دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ بیدروازہ ملحق کمرے میں کھلتا تھا۔ سامنے پردہ لئکا ہوا تھا۔ سیتانے پردہ ہٹا کر بردی آئے گیا۔ بیدروازہ کھولا اور ہم دوسرے کمرے میں آگئے۔ اُس کمرے کا راہداری میں کھلنے والا دروازہ محض بھڑا ہوا تھا۔ میں نے آئی سے دروازہ کھولا۔ پہلے احتیاط سے باہر جھا نکا اور پھر سیتا کو وہیں رُکنے کا اشارہ کرکے باہر آگیا۔

راہداری میں قالین بچھا ہوا تھا۔ میں نظے پیرتھا اور قدموں کی آ واز بالکل نہیں اُ مجررہی تھی۔
میں تاریک ہال میں آ گیا۔ ہال کے دوسری طرف والی راہداری کے ایک کمرے کا دروازہ کھلا
ہوا تھا۔ کمرے میں جلنے والے نائٹ بلب کی مدھم می نیلگوں روشنی باہر بھی آ رہی تھی اور اُس
کمرے سے دھینگامشتی اور خرخراہٹ کی می آ وازیں سائی دے رہی تھیں۔ میں ہال میں پڑے
ہوئے فرنیچر سے بچتا ہوا ہمکن تیزی سے آ گے بڑھا۔ دروازہ چو پٹ کھلا ہوا تھا اور اندر دوآ دی
کلینا کو قابو میں کرنے کی کوشش کررہے تھے اور کلینا پوری شدت سے مزاحمت کررہی تھی۔ ان دو
برمعاشوں میں سے ایک تو وہی گنگو تھا جو تین گھنٹے پہلے میرے ہاتھ میں پستول د کھی کرؤم د باکر
برمعاشوں میں سے ایک تو وہی گنگو تھا جو تین گھنٹے پہلے میرے ہاتھ میں پستول د کھی کرؤم د باکر

میں غنڈ وں اور بدمعاشوں کی فطرت سے واقف نہیں تھا۔ مجھے اُن کا تجربہ بھی نہیں تھا۔اس وقت میں نے گنگواور اُس کے ساتھی کو جانے دیا تھا اور مجھے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ یہ لوگ تاک میں رہیں گے اورموقع پاتے ہی واپس آ جائیں گے۔

گنگونے ایک ہاتھ کلینا کے منہ پر جمار کھا تھا اور دوسرا بازوائس کے سینے پر لیبیٹ کراُسے گرفت میں لے رکھا تھا۔ جبکہ اُس کا دوسرا ساتھی کلینا کی دونوں ٹانگوں کو قابو میں کرنے کی کوشش کرر ہاتھا اور کلینا اپنے آپ کو بچانے کے لئے بری طرح ٹانگیں چلار ہی تھی۔ میں نے مُوکر دیکھا، سیتا بھی مجھ سے دوقدم پیچھے کھڑی تھی۔ میں نے اُسے ایک ہار پھر

فاموش رہنے کا اشارہ کیا اور دروازے کے عین سامنے آگیا۔

" دورت ہے ہے..." بیں نے اُو ٹی آواز میں کہا۔" دوآ دئی ایک چھوکری کو قابونہیں کر سکتے۔" وہ دونوں بری طرح اُنچھل پڑے۔اوراس بدحواس میں کلپنا اُن کی گرفت سے نکل گئی۔کلپنا آزاد ہوتے ہی میری طرف دوڑی لیکن اُس کا پیرا پئی ساڑھی میں اُلجھا اور وہ چینی ہوئی منہ کے بل میرے سامنے گری۔

میں نے کلینا کی طرف دیکھا اور اس ایک لحد سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے گنگو کے ساتھی نے میری طرف چھلا تک لگا دی وہ گنگو کے مقابلے میں قدرے دراز قامت تھا اور اُس کا جسم بھی خاصا مضبوط تھا۔ اُن دونوں میں ایک فرق بہت نمایاں تھا۔ گنگو کے بال لمبے تھے جنہیں اُس نے چوٹی کی صورت میں بائد ورکھا تھا اور یہ دوسرا بدمعاش گنجا تھا۔

اُس کے چیری ٹھوکر میرے پہتول والے ہاتھ پر پڑی پہتول میرے ہاتھ سے چھوٹ کر چیگا دڑی طرح ہوا میں اُٹر تا ہواد ہوار کے ساتھ ایستادہ الماری کے اُدیر جا گرا۔

میں اس صورتحال سے منجل نہیں پایا تھا کہ سنج کی دوسری تھوکر میرے کھٹنے پر گئی ہیں کر اہما ہوا ایک ٹانگ پر ٹائ کررہ گیا۔ اُس کا ہتوڑے کی طرح وزنی گھونسہ میرے پیٹ پر پڑا۔ میں دوہرا ہو گیا۔ اگلا گھونسہ میری ٹھوڑی پر لگا۔ میرے منہ سے ایک اور کراہ نگی میں سیدھا ہوکراڑ کھڑ اسما۔

سیدها ہو تر تر مترا میں۔ میری زندگی اثریتے ہوئے گزری تھی لیکن بدترین دشمن کے خلاف وہ اثر انک کسی اور نوعیت کی تھی۔رائغلوں کی اثر انکی مشین گنوں کی اور گولہ بارود کی اثر انکی ہندونو جیوں سے دو بدوار انک کا موقع بہت کم ملا تھا۔ میں اگر چہ ہراڑ ائی میں سرخرور ہا تھا لیکن غنڈوں کے ساتھ اس از انکی نے مجھے دتی طور پر بدحواس کر دیا تھا۔

مخبد معاش مجھ پر تا ہوتو ڑھلے کر رہا تھا اور گنگونے ایک بار پھر کلپنا کو دیوج لیا تھا۔ وہ ہری طرح ہاتھ پیر مار دی تھی ۔لیکن اس بار ایک فرق تھا کہ اُس کی چینیں آزاد تھیں۔ مگر اُس سمے چینے کا کوئی فائدہ جبیں تھا۔ ایک تو رات کا آخری پہر تھا۔ اس علاقے میں بڑی بڑی حویلیاں اور محل فائدہ تیں ایک دوسرے سے کافی فاصلے پڑھیں اور ویسے بھی ٹھا کروں اور مہارا جوں کی حویلیوں منازیوں کی چینیں گونجی بی رہتی تھیں۔ کسی کوان چینوں پر توجہ دینے کی ضرورت بہر تھی

۔ کئے برمعاش نے ایک اور مُکا مارا۔ اس مرتبہ اُس نے میرے سرکونشانہ بنانے کی کوشش کی گئی ہوئی۔ مگر میں تیزی سے ایک طرف جمکا تو گھونسہ وزنی ہتوڑے کی طرح میرے کندھے پر پڑا اور میں کراہتا ہوا نیچ کر گیا۔ اس کے ساتھ ہی جمعے بھی پہلی مرتبہ داؤ آزمانے کا موقع مل گیا۔ میں سنے اپنے سامنے کھڑے ہوئے گئی کے دونوں پیروں کو نخنوں سے ذرا اُوپر سے زور میں سنے اپنے سامنے کھڑے ہوئے گئی کر زور دار جھٹکا دیا اور وہ لا کھڑاتا ہوا پشت کے بل گر گیا۔ میں بڑی تیزی سے اُٹھ کر

وہ اس طرح پیچھے ہٹا جیسے بکل کا زبر دست کرنٹ لگا ہوعیب سے خوف کی شدت سے اُس کا چہرہ دُھواں ہو گیا۔ آئکھیں دہشت کے مارے حلقوں سے اُبلی پڑر رہی تھیں۔

چرہ وُھواں ہو گیا۔ آئھیں دہشت کے مارے طلقوں سے اُبلی پڑرہی گیس۔
سیا شیطان میری گرفت میں پانی سے نکلی ہوئی مجھلی کی طرح تڑپ رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کے ہاتھ دوبارہ درواز بے پر نمودار ہوئی۔ وہ بردی عبلت میں لباس تبدیل کر کے آئی تھی۔ اُس کے ہاتھ میں لو ہے کی تین فٹ کمی سلاخ تھی۔ لیکن کمرے کا منظر دیکھ کروہ اس طرح رُک گئی جیسے زمین میں لو ہے کی تین فٹ کمی سلاخ تھی۔ لیکن کمرے کا منظر دیکھ کروہ اس طرح رُک گئی جیسے زمین نے اُس کے پیریکڑ لئے ہوں۔ سیتا شاید ابھی تک اس صورتحال کو بمجھ نہیں پائی تھی کہ گئگو چنجتا ہوا اپنی جگہ سے اُچھلا۔۔۔۔۔ اُس کی کار میرا اور سیتا کی طرف تھا۔ میں یہی سمجھا کہ وہ سیتا پر حملہ نہیں کیا سیتا نے بھی سنجھنے کی کوشش کی مگر میرا اور سیتا کا اندازہ بھی غلط فکلا۔ گنگو نے سیتا پر حملہ نہیں کیا تھا۔ وہ سیتا سے نکرایا اور اُسے پوری قوت سے ایک طرف دھیل کر درواز ہے کے باہر داہداری میں گرا۔ سیتا بھی درواز ہے ہے نگرا کرچنی ہوئی نینچ گری تھی۔

اس نے پہلے کہ میں کچھ بھی سکتا گنگونے اُٹھ کر راہداری میں ایک طرف چھلانگ لگا دی۔ گنجا بدمعاش ابھی تک میری گرفت میں تڑپ رہاتھا۔اُس کے زخم سے بہنے والاخون لباس کوتر کرتا ہوا پیروں کے قریب قالین پر گررہاتھا۔اُس کے تڑپنے سے خون کے چھینٹے اِدھراُدھر بھی اُڑ رہے تھے۔ میں نے تڑپتے ہوئے گنج بدمعاش کو قالین پر ڈال دیا اور دروازے کی طرف چھلانگ لگا دی۔راہداری میں جہنچتے ہی میں مُوکر ہال کی طرف دوڑا۔

میرے منہ سے ایک بار پھر گہراً سانس نکل گیا۔اُس کے پیچھے جانے کا کوئی فا کدہ نہیں تھا۔ میں واپس مُڑا، راہداری میں داخل ہوا، دیوار ٹول کر بتی جلائی اور دروازہ بند کرتے ہوئے اُس کھڑا ہوگیا اور سنج کو شبطنے کا موقع دیے بغیراً ہے اپی ٹھوکروں پر کھ لیا۔

گنجا دیر تک پٹتا رہا۔ پھراُس نے میرا پیر پکڑ کر زوردار جھنگا دیا۔۔۔۔ بیس بری طرح لڑکھڑا ہوگیا تھا۔ سنجے نے ایک گیالیکن اپنے آپ کوگر نے ہے بچالیا۔ اس دوران سنجا بھی اُٹھ کر کھڑا ہوگیا تھا۔ سنجے نے ایک دم چھلا نگ لگا کر بچھ ہے لیننے کی کوشش کی مگر میں تیزی ہے ایک طرف ہٹ گیا اور وہ اپنی ہی جھونک میں آگے جا کر الماری ہے مکرا گیا۔ ابھی وہ مستجلنے کی کوشش کر بی رہا تھا کہ میں نے پیچھے ہوئی ہوئی تھی اورائس مسنج کا سراس کے منہ ہے بڑی خوف اک چیخ نگلی تھی۔ الماری ہے مکرایا۔ اس مرتبہاُس کے منہ ہے بڑی خوف کی چوف نگلی ہوئی تھی اورائس مسنج کا سراس چا بی بھی ہوئی تھی اورائس مسنج کا سراس چا بی بھی ہوئی تھی اور جب ایک جھٹلے ہے وہ پیچھے ہٹا تو بینی بیٹا نی اور چیرے کوتر کر رہا تھا۔ اُس کا چیرہ بڑا بھیا تک ہوگی تھا۔ سیتا بھی کمرے میں گئس آئی۔ اُس نے آتے ہی گئٹو پر مملہ کر دیا اور کلپنا کو اُس کی گرفت ہوگی تھا۔ سیتا بھی کمرے میں گئس آئی۔ اُس نے آتے ہی گئٹو پر مملہ کر دیا اور کلپنا کو اُس کی گرفت ہوگی ہوئی گئی ۔ یہ چیخ کسی خوف کی وجہ ہے نہیں نگلی تھی۔ اُس کا جاری کا لباس سامنے ہے دکھل دیا۔ سیتا لڑکھڑا آتی ہوئی بیٹ کی وجہ ہے نہیں نگلی تھی۔ اُس کا جاری کا لباس سامنے ہے نکل گئی۔ یہ چیخ کسی خوف کی وجہ ہے نہیں نگلی تھی۔ اُس کا جاری کی جوئی اُس کے منہ ہوئی۔۔۔۔ اُس کا بار یک شب خوالی کا لباس سامنے ہوئی گئی ہوئی ہوئی۔۔ گیا تھا۔ اُس کی تری ہوئی۔۔۔ گیا تھا۔ اُس کا بردی ہوئی۔۔۔ گیا تھی۔ می تری کی تری کی ہوئی۔۔۔ گیا تھی۔ می تری کی تری کی کی تری کی میں تری کی تری کی کی تھی۔ می تری کی تری کی کر تھی۔ می تری کی کہ تری کی کوئی کی تری کی میں تری کی کر تری کی تری کی کر تری کر تری کی تری کی کر تری کر تری کر تری کر تری کی کر تری کر

گنگوی آتھوں میں وحثیانہ ی جیک اُتر آئی۔ وہ سیتا کی طرف لپکالیکن قالین پر پڑی ہوئی کلینا اُتھیل کر اُس کی ٹانگوں ہے لیٹ گئی۔ پینا اُتھیل کر اُس کی ٹانگوں ہے لیٹ گئی۔

'' دیدی بھاگ جاؤ!'' کلپنا چیخی۔ گنگو جھٹکے دے کر اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کرنے لگا۔ اس دوران سیتا کوموقع مل

بر میں صنبے بدمعاش کواس طرح گرفت میں لئے ہوئے تیزی سے گھوم گیا کہ تمنجامیری ڈھال بن گیا۔ اُس کا سینہ سامنے تھا اور دوسرے ہی لمحہ کمرہ اُس کی بھیا نک چیخ سے کونج اُٹھا۔۔۔۔گنگو کا مخبر دستے تک اُس کے سینے میں بیوست ہو چکا تھا۔ گنگو کا ہاتھ ابھی تک خبر کے دستے پرتھا۔ پھر

کا جائزہ لینے لگا۔ گنگواور اُس کا گنجا ساتھی اسی درواز ہے سے اندائے تھے۔ جھے چرت تھی کہ اُنہوں نے دروازہ کس طرح کھولا ہوگا حالانکہ کلپنا کے آنے کے بعد سیتا نے خودتمام درواز ہے چیک کئے تھے۔ اور پھر بات میری سمجھ میں آگئی۔ اس درواز سے میں اوپر یا نینچکوئی بولٹ نہیں تھا۔ صرف ہضی قفل تھا۔ سیتا نے یقیناً ناب دبا کر دروازہ لاک کیا ہوگا۔ لیکن کی تاروغیرہ کی مدد سے باہر سے بھی تالا کھولنا ناممکن نہیں تھا۔ گنگووغیرہ اسی طرح سے دروازہ کھول کر اندرائے تھے۔

کلینا کے چرے پر بے بناہ خوف تھا۔ آئکھیں دہشت سے جیسے پھٹی پڑ رہی تھیں۔ اُس کے بدن پر ہلکی می کیکیا ہے بھی طاری تھی۔ گنجاختم ہو چکا تھا۔ کمرے میں چاروں طرف اس طرح خون بھیرکر چھوڑ دیا گیا ہو۔

دن بھی کی بکر ہے کے گلے پر چھری پھیرکر چھوڑ دیا گیا ہو۔

دن بنہیں کا دانا'' میں گھٹنوں کر بیا اُس کو میں میٹ کا ''ا سے بھی نہیں اور گئا۔ گئا۔ دن بنہیں اور گئا۔ گئا۔

'' و رونہیں کلینا!'' میں گھٹنوں کے بل اُس کے قریب بیٹھ گیا۔''اسے ہم نے نہیں مارا۔ گنگو نے خنجر کا وار جھ پر کیا تھا گریہ ز دمیں آ گیا۔''

'' میں بھی اسے بہی سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی کہ بید دشٹ اپنے ہی ساتھی کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔'' سیتا نے کہا چرکلینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔''لاش کے سینے میں پیوست اس خنجر کو دیکھو۔۔۔۔۔ بہچانو اسے۔ اب تم اُس بڈھے ٹھا کر کی حویلی میں تھیں تو بہی دونوں بدمعاش تہماری مگرانی کر رہے تھے۔تم نے گنگو کے ہاس بی خنج ضرور دیکھا ہوگا۔ بیداُس کا خنج ہے اور بید گنجا اُس کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔ اور تم بی بھی جانتی ہو کہ تمہاری چینوں کی آواز ن کر جب مہابیراس کمرے میں داخل ہوا تھا تو خالی ہاتھ تھا۔''

'' بجھے وشواوش ہے دیدی! کہ اس غنڈ ہے کوتم میں ہے کسی نے نہیں مارا۔'' کلینا لرزتی ہوئی آواز میں بولی۔'' بجھے تو خوتی ہے کہ یہ مارا گیا اور اذبت کی موت مارا گیا۔ میں نے اسے آخری کمحول تر پتے ہوئے دیکھا ہے۔ گئی ہے رحم موت مراہے پیر انھشس۔اسے تو اس ہے بھی زیادہ اذبت تاک موت مرنا چاہئے تھا۔ پرنتو جھے اس کی بھیا نک شکل دیکھ کر ڈرلگ رہا ہے۔'' میں نے بے اختیار لاش کی طرف دیکھا۔ پھٹی بھٹی ہی تکھیں اور خون سے آلودہ چرہ واقعی بہت بھیانک ہوگیا تھا۔۔۔'' اسے دکھ کرخون آتا تھا۔

"" من تو ایک بہادرلڑی ہو۔" میں نے اُس کے چبرے پرنظریں جماتے ہوئے کہا۔" تم نے بڑے کشٹ اُٹھائے ہیں۔ جولڑ کی بوڑھے ٹھا کر اور رام چند دھونی اور گنگو جیسے بدمعاشوں کے چنگل سے نکل آئے اُسے بھلا اور کس بات کا خوف ہوسکتا ہے یہ ہے جان لاش کسی کا کیا بگاڑ سکتی ہے؟"

میں نے بیتا کی طرف دیکھا۔''اے اپنے کمرے میں لے چلو!اس کا زیادہ دیریہاں ژکنا نہیں''

" ''تم بھی چلو ……تم یہاں رُک کر کیا کرو گے ……؟''سیتانے کلینا کوسہارا دے کر اُٹھاتے ہوئے کہا۔

اُس نے ٹھیک کہا تھا۔ میرے وہاں رُکنے کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ میں نے الماری پر پڑا ہوا پہتول اُٹھا لیا اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ کلینا کی طرف دیکھتے ہوئے دیا کیک بجھے احساس ہوا کہ اُس کی ٹاکلیں کیکیا رہی تھیں اور سینا اُسے بشکل سہارا دیئے ہوئے تھی۔ جھے کلینا کی طالت پر ترس آنے لگا۔ ایک ہی رات میں وہ زندگی کے تگین ترین تجر بات سے دوجار ہوئی تھی۔ اُس کی مال کو بے دروی سے موت کے گھاٹ اُتارویا گیا تھا، اُس کی عزت نیلا می کی وراث بی مال کو بے دروی سے موت کے گھاٹ اُتارویا گیا تھا، اُس کی عزت نیلا می کی وراث نیل جائے میں کا میاب ہوئی تھی۔ گئلو وراث نے جسے شہر کے خطرناک ترین غنڈے مرتبوں (موت) کے فرشتوں کی طرح اُس کے تھا تب میں لگے ہوئے تھے۔ ہم نے اُس اپنی حو یکی میں بناہ دی تھی۔ اُس کے خطمئن ہوگئی تھی۔ اُس کا خوف دُور ہو گیا تھا۔ لیکن موت کے فرشتے بھی کمی طرح حو یکی میں گھس آئے تھے اور یہاں جو بچھ بھی ہوا تھا اُسے دیکھ کروہ وہلی گئی تھی۔ اُس پر اتنا خوف طاری ہوا تھا کہ اُس سے اے سے پیروں پر کھڑ ابھی نہیں ہوا جار ہا تھا۔

دوسری طرف سے میں نے اُس کا ہاتھ پڑلیا اور اُسے چلانے کی کوشش کرنے لگا۔لیکن کلپنا سے اپنے پیروں پر کھڑا ہی نہیں ہوا جار ہا تھا۔ میں نے ہاتھ میں پکڑا ہوا پہتول سیتا کوتھا دیا اور جسک کر کلپنا کو گود میں اُٹھالیا۔ وہ محلنے گئی۔

‹‹نَهِينَ نَهِينَ مجھے أتار دوجيجا جي! ميں چل لوں گي ــ' وه بولي _

میں سیتا کی طرف د کھے کرمسکرایا۔ اُس کے لیول پر بھی مسکان آگئے۔ کلینا ہمیں پتی پتنی ہی تجھی تھی۔

"شانت ہو شریر اڑی!" میں نے کلپنا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" مجھے معلوم ہے اس ا دنت تم اینے قدموں برنہیں چل سکتیں۔"

کلینانے میری طرف دیکھا۔ اُس کے چہرے پر حیا کی سرخی پھیل گئ۔ اُس نے شرم کے مارے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپالیا۔ سیتا میری طرف دیکھ رہی تھی۔ اُس کے ہونٹوں کی مسلم ایک ہوئٹی۔ مسلم کراہٹ کچھادر گہری ہوگئی۔

شخیج بدمعاش اور گنگو سے دھینگامشتی کرتے ہوئے کلپنا کا یہ بلا وُزبھی پیٹ گیا تھا اوراُس کا سانولا سینئر یاں ہور ہا تھا۔ میری نظریں اُس کے سینے کے گداز زیر و بم کے ساتھ متحرک ہو رہی تھیں۔ میں بار بار نگاہوں کا زاویہ بدلنے کی کوشش کرتا مگرنظریں پھر ویوں بلکہ جاتیں۔ کرے میں آر میں نے اُسے پلنگ پرڈال دیا۔ کلپنانے اب بھی چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپا رکھا تھا۔ سیتانے میری طرف دیکھا۔ اُس کی نظروں میں شوخی تھی۔ وہ دارڈ روب کی طرف بڑھ گئا اور چوٹی پرمشمل تھا۔

''کلینا!'' اُس نے کلینا کی طرف د کیھتے ہوئے کہا۔'' اُٹھوادر باتھ رُوم میں جا کر کپڑے برالوں''

کلپنا ایک جھکے سے اُٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ اُس نے کن انکھیوں سے میری طرف دیکھا اور سیتا کے ہاتھ سے کپڑے لے کر باتھ رُوم میں گھس گئی۔ چند منٹ بعد وہ کپڑے بدل کر باہر آگئی۔ اُسے اس لباس میں دیکھ کرمیر ہے منہ سے ایک بار پھر گہرا سانس نکل گیا۔ گھا گھر امنی اسکرٹ کی طرح گھنوں سے اُوپر تھا اور چولی بھی اس قدر اُو چی تھی کہ پورا بیٹ برہنہ ہور ہاتھا۔ گریبان بھی فراخ تھا۔ اس لباس میں تو اُس کے بدن سے کچھا ور بھی سیس بھو مٹے گئی تھی۔ دور میں میں تا کہ میں میں تو اُس کے بدن سے کچھا ور بھی سیس بھو مٹے گئی تھی۔

''اب میں الگ کمرے میں نہیں سوؤں گی دیدی مجھے ڈرلگ رہا ہے۔'' کلپنانے سیتا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ابٹمہیں الگ کمرے میں جانے کی ضرورت نہیں بلکہ ہم یہاں سے جارہے ہیں۔'' بنانے کہا۔

''کیا معلب؟' میں نے چونک کرسیتا کی طرف دیکھا۔

''گنگو بھاگ گیا ہے۔' سیتانے کہا۔''اس کا اپنا ہی ساتھی اُس کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔ اس سے بیتو قع نہیں کہ وہ ہمارے خلاف پولیس کو اطلاع دے گا۔ اس طرح وہ خود بھی پھش جائے گا۔ البتہ اس امکان کونظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ وہ اس بڑھے ٹھا کر بلیر سنگھ کو بتادے کہ کلینا کو ہم نے چھپار کھا ہے اور عین ممکن ہے کہ وہ ہماری حویلی پر چڑھ دوڑے۔ ہمارے پاس کلینا کو ہم نے چھپار کھا ہے اور عین ممکن ہے کہ وہ ہماری حویلی پر چڑھ دوڑے۔ ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ لاش کو غائب کر کے فرنیچر اور قالین سے خون کے دھے صاف کرسکیں۔ ہم خود بھی پولیس کے پاس نہیں جاسکتے اس طرح میں نظروں میں آجاؤں گی اور تم بھی محفوظ نہیں رہ سکو گے۔ اگر ٹھا کر بلیر سنگھ ہماری حویلی کا رُخ کرتا ہے تو سنجے کی لاش کی موجودگی ہمارے لئے مصیبت کا ماعث بن سکتی ہے۔''

'' پھر کیا ارادہ ہے؟'' میں نے سوالیہ نگاہوں ہے اُس کی طرف و یکھا۔

''صبح ہوتے ہی ہم نہاں سے نکل جائیں گے۔'' سیتا نے جواب دیا اور الماری کے اُوپر سے وہ بیگ اُ تارلیا جوہم نے پٹھان کوٹ سے خریدا تھا اور جس میں ہمارے کپڑے وغیرہ تھے۔ یہاں آنے کے بعد یہ بیگ کھولنے کا موقع ہی نہیں ملاتھا۔

یہ میں کے سائیڈ زیب کھول کر اُسے بڑا کیا جا سکتا تھا اور سیتا نے ایسا ہی کیا۔اس طرح بیگ میں اتنی گنائش نکل آئی کہ اس میں کپڑوں کے کئی جوڑے اور بھی رکھے جا سکتے تھے۔ وہ وارڈ روب کھول کر اُس میں سے کپڑے نکا لئے گی۔زنانہ جوڑوں کے علاوہ اُس نے تین چارمردانہ جوڑے بھی نکالے تھے۔

''اً رُّ کَنگو کِرُا گیا تو تمہارا راز چھپانہیں رہ سکے گا۔'' میں نے کہا۔''وہ پولیس کو بتا دے گا کہ یہاںتم سے سامنا ہوا تھا۔اس طرح پولیس تمجھ جائے گی کہ.....''

''گنگوٹو مجھے نہیں جانبا کہ میں کون ہوں۔'' سیتانے میری بات کاٹ دی۔'' وہ صرف یہی بتائے گانا کہ اُس نے اس حویلی میں ایک عورت اور ایک مرد کو دیکھا تھا۔ وہ حلیہ بھی بتائے تو

پولیس مجھے شاخت نہیں کر سکے گی۔ میں کوئی انبی ہتی تو نہیں ہوں کہ مجھے شہر کا ہر شخص بہچانتا ہو۔ اور تہہیں کون جانتا ہے مہابیر؟''سیتا نے آخر میں میرے نام پر خاص زور دیا تھا۔ وہ چند لحوں کو خاموش ہوئی پھر بولی۔''صرف چتون سنگھ ایک ایبا شخص ہے جو جیسلمیر میں میری موجودگی سے واقف ہے۔ کیکن وہ ہمارا وفادار ملازم ہے۔ ذات کا راجپوت ہے۔ اُس نے ہمارا نمک کھایا ہے وہ میرے بارے میں بھی زبان نہیں کھولے گا۔ البتہ یہاں سے جاتے ہی پہل فرصت میں اُسے صور تحال ہے آگاہ کرتا ہوگا۔''

"اس کا کیا کروگی؟" میں نے کلینا کی طرف اشارہ کیا۔

'' ظاہرے ہم اسے یہال نہیں چھوڑ سکتے۔ یہ ہمارے ساتھ جائے گی' سیتانے جواب رہا۔'' حالات کچھ بہتر صورت اختیار کریں گے تو اسے کسی محفوظ مقام پر پہنچا دیا جائے گا جہاں یہ رائھشس اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں۔'' باتیں کرتے ہوئے وہ بیگ میں کپڑے بھی رکھتی جا رہی تھی۔

''یہاں سے نکل کر کہاں جائیں گےکوئی محفوظ جگہ؟'' میں نے سوالیہ نگاہوں ہے اُس کی طرف دیکھا۔

"پول تو ہمارے لئے جیسلمیر میں بہت ی پناہ گاہیں ہیں کیکن فوری طور پرسلاوٹ پاڑے والا مکان ہمارے لئے زیادہ محفوظ رہے گا۔" سیتانے جواب دیا۔

''سلاوٹ یاڑہ؟'' میں نے اُلجھی ہوئی نظروں ہے اُس کی طرف دیکھا۔

''شہر کے ایک محلے کا نام ہے۔۔۔۔۔اس کے بارے میں تفصیل بُعد میں بتاؤں گی۔''سیتانے کہااوراینے کام میں مصروف رہی۔

کلینا کوبھی پتہ چل گیا کہ ہم یہاں سے جانے والے ہیں۔ وہ بھی ذہنی طور پر ہمارے ساتھ جانے کو تیار ہوگئی۔

ہاری تیاری مکمل ہوگئ۔ہم دن کی روشی طلوع ہونے کا انظار کرنے گھ۔منہ اندھیرے نگلنا مناسب نہیں تھا۔ کسی کی نظروں میں آئے تو ہم پر کسی قسم کا شبہ کیا جا سکتا تھا۔

میں پستول ہاتھ میں لئے ہال کمرے میں برآ مدے والے دروازے کے عین سامنے بیشا ہوا تھا۔ گنگو کے فرار کے بعد میرے خیال میں کسی بھی لحہ پچھ بھی ہوسکتا تھا اور میں غیرمختاط نہیں رہناچا ہتا تھا۔

000

یہ بیں بچیس منٹ پہلے کی بات تھی۔ سیتا کچھ در میرے پاس بیٹھی کھڑ کی ہے بیرونی گیٹ کو دیمسی رہی پھراُٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چل گئ تھی۔ میں کری پر بیٹھا باہر ویکھتے ہوئے یہی سب پچھ ویتار ہا۔ پھر میں نے پیچھے مُوکر دیکھا۔ کلپناایک صوفے پر آڑھی تر چھی مڑی اونگھ رہی تھی اور سیتا کچن میں تھی۔ میں ایک بار پھر گیٹ کی طرف دیکھنے لگا۔ مزید پندرہ منٹ بعد میں سیتا کی آواز من کیچھے مُوا۔ وہ سینٹر نیبل پر ناشتہ لگا رہی تھی۔ اُس نے کلپنا کو آواز دی تو وہ بھی مراک اُٹھ گئی۔

ربیست کی میں ہمارا آخری ناشتہ تھا۔ ذہن منتشر ہونے کے باوجود میں نے سیر ہوکر ناشتہ کیا۔البتہ چائے کی طلب باتی رہی۔سیتانے چائے کہیں اور پینے کا پروگرام بنایا تھا۔اُس وقت تھے نگر رہے تھے۔شہر میں کاروبار حیات کے ہنگاہے شروع ہو چکے تھے اور سیتا کے خیال میں ابزیادہ دیر کرنا مناسب نہیں تھا۔اُس نے اشارہ کیا اور ہم روانگی کے لئے تیار ہوگئے۔

سیتانے تمام کمروں کی بتیاں بجھا دیں۔ میں بیک اُٹھا کر برآمہ سے میں آگیا۔ اُس ایک بیک میں ہم تینوں کے کپڑے تھے۔ سیتانے برآمہ سے والا دروازہ بھی بند کر دیا اور ہم برآمہ سے سے نکل کر گیٹ کی طرف چلنے لگے۔

سیتائے پہلے پھاٹک کاڈیلی دروازہ کھول کر باہر جھانکا اور پھر ہمیں اشارہ کرتی ہوئی باہر نکل گئے۔ پہلے کلینا اور پھر میں گیٹ سے باہر آیا۔سامنے کشادہ سڑک پرٹریفک کی آمد ورفت جاری تھی۔لیکن رہائتی علاقہ ہونے کی وجہ سے یہاںٹریفک زیادہ نہیں تھی۔

ہم حویلی سے نکل کر دائیں طرف چلنے لگے۔ سیتا اور کلینا آ گے تھیں۔ میں بیک کند ھے پر لادے کی مزدور کی طرح اُن سے چند قدم پیچھے چل رہا تھا۔ سیتا اور کلینا نے ایک ہی جیسے لباس کی دولوں کے کئی دیکھے گھا گھر سے اور اُو پر مختصری چولیاں۔ یہ بڑا بجیب سالباس تھا۔ کپڑا چولی کے صرف سامنے والے جھے پر تھا جس سے سینے کا کچھ حصہ فرھکا ہوا تھا جبکہ پشت پر باریک ڈوریوں کی بندشیں تھیں۔ دونوں کی پشت بالکل بر ہندتھی ۔ لیکن دولوں نے چزیاں اوڑھ کی تھیں۔ ان سے نہ صرف پشت دھکی گئی سے باہر نکلنے سے پہلے اُن دونوں نے چزیاں اوڑھ کی تھیں۔ ان سے نہ صرف پشت دھکی گئے۔ حولی سے باہر نکلنے سے پہلے اُن دونوں کی بندلیوں کی طرف اُٹھ رہی تھیں۔ کلینا اگر چہ دُو بُلی پیلی می دیادہ میں کئی اُس کے کہ چہرے بھی جھی ہی تیا ہی میری نظریں بار بار اُن دونوں کی بندلیوں کی طرف اُٹھ رہی تھیں۔ کینا اگر چہ دُو بُلی پیلی می خیس سے بھی زیادہ میں اُس کی بندلیاں تو اُس سے بھی زیادہ خوس ناکہ بھیں۔

بمارے قریب سے اگر چدایک دو خالی ٹیکسیاں اور آٹو رکتے بھی گزرے تھے لیکن سیتانے کی کونہیں روکا۔ ضبح کے دقت چونکہ لوگ اپنے کام دھندوں پر جاتے تھے اس لئے رکتے اور شکیوں والے بھی سواریاں مل جانے کی اُمید پر ایسے علاقوں میں گھومتے رہتے تھے۔ تقریباً پہاں گز مزید پہار کر آگے ۔اُس طرف تقریباً پہاس گز مزید پہار کہ جاکر ہم بائیں طرف ایک ادر سڑک پر مُور گئے۔اُس طرف تقریباً پہاس گز مزید

دن کی روشنی ٹیھیلنے گئی۔ ریز روز میں کے بیری میں ایک یہ ایک میں کا میں کا میں کا کہ م

حویلی کے سامنے سڑک پر اکا دُکا گاڑیوں کی آوازیں بھی سنائی دیے لگیں۔ گھروں ا دودھ سلائی کرنے والوں کی سائیکلوں پر لگے ہوئے دودھ کے ڈبوں کی کھڑ کھڑا ہٹ کی آواز ا بھی سنائی دینے لگیں۔ پینتیس لا کھ کی آبادی کا شہر، گولڈن ٹی جیسلمیراپی تاریخ کی ایک ٹی ا کا آغاز کرر ہاتھا۔

میرے ذہن میں جنم لینے والے خدشات کم از کم اس وقت تک بے بنیاد ثابت ہوئے تے گئو نے نہ تو پولیس کو اطلاع دی تھی اور شاید نہ ہی ٹھا کر بلیر سنگھ سے رابطہ کیا تھا۔ اُس کے اب ہاتھوں ایک قبل ہو چکا تھا اور شاید وہ اپنے آپ کو بچانے کے لئے کسی پناہ گاہ میں جھپ گیا تھا۔ صور تحال اگر چہ ابھی تک پڑسکون اور ہمارے تق میں تھی لیکن میں غیرمخاط نہیں رہنا چا تھا۔ باہر سے آنے والی ہر آواز پر میں ہوشیار ہو جاتا۔ معاملہ صرف گنگو کا ہی نہیں تھا۔ بھا، فوج کا ایک ذمہ دار آفیسر کیپٹن گو پال سنگھ بھی اس حویلی کی زمین میں دفن تھا۔ گزشتہ رات بر ایس میں اور پھرائے والی جانا فعیب نہیں ہوا تھا۔

کیپٹن گوپال اکثر و بیشتر آوارہ عورتوں کے ساتھ دادعیش دینے کے لئے اس حویلی میں کر بہتا تھا۔ اُس کے ساتھ اُس کے دوست بھی ہوتے تھے اور ظاہر ہے وہ بھی فوجی آفیسر ہی تھے گزشتہ رات کیپٹن گوپال کی غیر حاضری سے شاید وہ یہی سمجھے ہوں گے کہ گوپال کی عورت کے کرحویلی میں آیا ہوا ہے۔ آج صبح اُس کی واپسی کا انتظار ہوگا اور جب وہ اپنی ڈیوٹی پڑنج گا تو اُس کے افسروں کو تشویش ہوگی۔ اُس کے دوستوں سے پوچھا جائے گا اور پھراُس ۔ پنچے گا تو اُس کے اُس حویلی کا رُخ کیا جائے گا اور اگر کوئی فو بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے اس حویلی کا رُخ کیا جائے گا۔ اور اگر کوئی فو بائیس موجودگی میں یہاں تک پہنچ گیا تو ہمارے لئے بہت مشکلات پیدا ہوجائیں گم

'' تہماری سوچ غلط نہیں ہے۔'' سیتانے جواب دیا۔''لیکن میرا خیال ہے وہ لوگ گوپا '' تہماری سوچ غلط نہیں ہے۔'' سیتانے جواب دیا۔''لیکن میرا خیال ہے وہ لوگ گوپا کے بارے میں پہلے چھاؤنی ہی میں پتہ لگانے کی کوشش کریں گے۔ چھاؤنی میں بعض فو افسروں کے بنگلے بھی عمیاتی کے اڈے بنے ہوئے ہیں۔ پہلے وہ اس طرف پتہ لگائیں گے۔ا اگر کسی کو حویلی کا خیال آبھی گیا تو دو پہر ہے پہلے یہاں کوئی نہیں آئے گا۔اور ظاہر ہے ہم اُ

آ گے ایک جھوٹی مارکیٹ تھی۔ اس طرف سامنے ہے آتے ہوئے ایک رکٹے کی رفتار ہمارے قریب چنج کرست ہوگئی۔ سیتانے اشارہ کیا تورکشرزُک گیا۔

ریب ک ہم مینوں آسانی ہے آٹو رکشہ میں بیٹھ گئے۔ بیک بھی پیروں کے قریب رکھ لیا گیا۔ سیتا نے ڈرائیورکور بلوے شیشن چلنے کو کہا تو رکشہ فوراً ہی حرکت میں آگیا۔

ر بلوے شیشن کے سامنے اُس وقت خاصارت تھا۔ جے پورے آنے والی ٹرین اُس وقت وہاں پیچی تھی اور پندرہ میں منٹ بعد بیکا نیر کی طرف ایک ٹرین روانہ ہونے والی تھی۔

یہ سلاوٹ پاڑہ تھا۔ جہاں آبادی کی اکثریت سلاوٹوں پر مشتمل تھی۔ ان کے علاوہ الر علاقے میں مجبور، سپاہی، بنجارے، چھیپا اور چوڑی گرذات کے لوگ بھی بکثرت آباد تھے۔
سیتا چلتے چلتے بجھے مختصر طور پر سلاوٹوں کے بارے میں بتا رہی تھی۔ پھروں پر باریک او نہایت خوبصورت نقش و نگار بنانے والی یہ ہنر مند تو م صدیوں سے یہاں آبادتھی۔ گولڈن آپر جیسلمیر) کے پیلے پھروں سے بنے ہوئے محلات اور حویلیوں پر نقش و نگار اور سنگ تر اثی الز رجیسلمیر) کے پیلے پھروں سے بنے ہوئے محلات اور حویلیوں پر نقش و نگار اور سنگ تر اثی الز رجیسلمیر) کے بیلے پھروں سے بے۔ راجستھان کے علاوہ ہندوستان کے بیشتر مندروں کی دیوارول اور ستونوں پر نازک اور حسین نقش و نگار بھی انہی سلاوٹوں کی مہارت اور محنت کے مرہون منتقبیں۔ اگریزوں نے جب ہندوستان پر قبضہ کیا تو جیسلمیر کے سلاوٹوں نے سندھ کی طرف نقل میں شروع کر دی۔ یہ لوگ پہلے حیدر آباد میں آباد ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد یہ لوگ کرا پھرکار خرف کارخ کرنے گئے۔

8رک سرمے ہے۔ پچروں پر نازک نقش و نگار اُبھار نے والے ان سلاوٹوں کا اپنا ایک مخصوص انداز ہے۔الا کے ہاتھوں میں کمال کی صفائی ہے۔ چین کو ایک خاص انداز میں پچھر پر رکھا جاتا ہے اور ہتھوڑ ا

کی نازک ضربوں سے بھر پر نازک اورخوبصورت نقش اُ بھرنے لگتے ہیں۔ کے بازک ضربوں سے بھر پر نازک اورخوبصورت نقش اُ بھرنے لگتے ہیں۔

ہم ایک اور کشادہ کل میں نکل آئے۔ یہاں بھی رہائثی مکان تھے جوعلاقے کے دوسرے مکانوں سے خاصے بڑے تھے۔ یہ خالص رہائثی علاقہ تھا۔ دُ کا نیں اِ کا دُ کا ہی تھیں۔ ہم تقریباً سوگز کا فاصلہ طے کر کے اس سڑک ہے ایک اور کشادہ اور پھر ملی گلی میں مُو گئے ۔ مجھے حیرت تھی کہ سپتا نے میل ڈیڑ ھمیل ڈورر کشہ کیوں چھوڑ دیا تھا؟ جبکہ ان کشادہ گلیوں میں گاڑیوں کی آ یہ درفت جاری تھی اور ہمارار کشہی آ سائی ہے اس طرف آ سکتا تھا۔ لیکن ذرا ساسو چنے کے بعدا نے اس سوال کا جواب بھی خود ہی مل گیا تھا۔ سیتا خاصی مختاط واقع ہوئی تھی۔ حو ملی سے نگل ر ہم رکشہ یا سیسی میں بیٹھ کرسیدھے یہاں آسکتے تھے۔لیکن محض اس خیال سے کدرکشہ یا ئیسی کے ذرّیعے ہاری منزل کا بیتہ نہ لگا لیا جائے ہم پہلے ریلو ہے سیشن گئے تھے پھر دوسر ہے ا رکٹے میں بیٹھ کرسلاوٹ یاڑہ آئے تھے اور رکشہ چھوڑ کریپیل ہی ان گلیوں میں گھوم رہے تھے۔ کین اس مرتبہ ہمیں زیادہ نہیں چلنا پڑا۔ اس پھریلی کلی میں تقریباً ہیں گز آ گے سیتا ایک مکان کے سامنے رُک کئی۔مکان کالکڑی کا دروازہ خاصا اُونچا اورا تناچوڑا تھا کہ ایک کارآ سائی ہے اندر داخل ہوسکتی تھی۔ آبنوی رنگت کی لکڑی کامحرائی درواز ہ خاصا بھاری لگتا تھا۔ اس پر بھی سنگ تراتی کی طرح دیدہ زیب نقش و نگار ہے ہوئے تھے۔ دروازے کے دونوں طرف ر بواروں کے ساتھ پھر کی ایک چوکی بنی ہوئی تھی۔ چوکی پر ایک آ دمی آ سانی سے بیٹھ سکتا تھا۔ان چوکیوں کے ساتھ ہی دیواروں کے ساتھ آ رائتی ستون ہے ہوئے تھے جن پر ہنو مان اور دوسری دیوی د بوتاؤں کی مورتیاں کندہ تھیں۔ دیواروں پر بھی پنیجے سے اوپر تک نازک اورخوبصورت نقش و نگار ہے ہوئے تھے۔ دروازے کے عین اُوپر جہاں محراب تھی ، ایک بڑا طاقچہ بنا ہوا تھا جس میں وشنو کی مورتی رکھی ہوئی تھی۔

سیتانے کال بیل کا بین دبادیا۔ میں نے بیک کندھے ہے اُ تارکر دیوار کے ساتھ چوکی پر
رکھ دیا۔گلی میں لوگوں کی آمد ورفت تھی لیکن کوئی خاص طور پر ہماری طرف متوجہ نہیں تھا۔ تقریبا
دومنٹ بعد بھاری دروازہ کھلا اورایک ادھیڑ عمر عورت کی صورت دکھائی دی۔ اتفاق ہے اس وقت
میں اور کلپنا سامنے تھے۔ وہ عورت اُ مجھی ہوئی نظروں سے باری باری ہماری طرف دیکھنے گئی۔
"کس سے ملنا ہے آپ کو؟" عورت نے میری طرف دیکھنے ہوئے شائستہ لیجے میں پوچھا۔
"ارے سے میں ہوں وُرگا! دروازہ پوری طرح کھولو۔ ہمیں اندر تو آنے دو! پھر پوچھنا
کس کو ملنا ہے۔" بیتا کی آوازس کر وُرگا نامی اُس عورت نے مزید آگے ہوکر دروازے سے
باہر جھانکا اور سیتا کود کھے کر اُتھیل بڑی۔

''سیتا دیوی آپ'' اُس کے لیج میں حمرت تھی۔''میں بڑی ابھاگیہ ہوں کہ تمہارے درشُن ہوئے۔آؤاندرآؤ! آپ بھی پدھاریئے مہاراجاندرآ جائے!'' اُس نے بات کرتے ہوئے ہم تیوں کو برنام بھی کیا۔

میں نے پہلے سیتا اور کلینا کو اندر داخل ہونے کا موقع دیا پھر بیک اُٹھا کرخُود بھی اندر داخل ہو گیا۔ وُرگانے دروازہ بند کر دیا۔ سیتا کو دیکھ کر وہ کھی جا رہی تھی۔لگتا تھا سیتا کے آنے سے اُسے بہت زیادہ خوشی ہوئی تھی۔ میں اِدھراُدھر دیکھنے لگا۔ باہر ہے معمولی نظر آنے والا یہ مکان ابلار سے کسی حویلی کی طرح۔

بہت شانداراور بہت بڑا تھا۔ دروازے ہے آگے ایک کشادہ اور پیختہ روش تھی جوسا منے ممارت کے پورٹیکو تک چوں اسنے ممارت کے پورٹیکو تک چوں اسنے ممارت کے پورٹیکو تک چوں کے کناروں پر پھولدار پودوں کی کیاریاں تھیں۔ ایک طرف کا لان نسبتاً بڑا تھا اور اُس کے عین وسط میں فوارہ بھی لگا ہوا تھا جس کے اطراف میں تین جگہوں پر بانس کی بھیچوں کے آرام دہ بینج بنے ہوئے تھے۔ ہر بینج پر دو آدمی آسانی ہے بیٹھ سکتے تھے۔ دوسرے لان میں بھی تین بینج رکھے ہوئے تھے۔ دونوں لانز کے اطراف میں ناریل کے اُونچ درختوں کی قطاریں تھیں۔ ایک دیوار کے ساتھ آہی جالی کا ایک بہت بڑا پنجرہ تھا جس میں دومور نہل رہے تھے۔

میں نے پہلی ہی نظر میں اندازہ لگالیا کہ گنجان آبادی میں ہونے کے باوجود یہ حویلی الگ تھلگ می گئی تھی۔ دائیں بائیں فصیل نما دیواریں خاصی اُو کی تھیں اوران اطراف کے مکان اُن کے پیچھے چھپ کررہ گئے تھے۔ حویلی کی عمارت دومنزلہ تھی۔ اُس کے پیچھے بھی کوئی مکان نظر نہیں آرہا تھا جس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ اس حویلی کے اطراف میں تمام مکان چھوٹے تھے۔ حویلی کی دومنزلہ عمارت بہت خوبصورت تھی۔ اُوپر کی منزل پر کئی خوبصورت محرابیں اور بالکونیاں تھیں۔ سب سے اُوپرایک بہت بڑی اورخوبصورت چھتری بنی ہوئی تھی۔ محرابیں اور بالکونیاں تھیں۔ سب سے اُوپرایک بہت بڑی اورخوبصورت چھتری بنی ہوئی تھی۔ '' درگا کی آوازین کرمیں چونگ گیا۔ اُس

'' پدھارئے مہاراجآپ زک کیوں گئے؟'' دُرگا کی آ واز من کر میں چونک کیا۔ اُس کی طرف دیکھتے ہوئے میرے ہونٹوں پر خفیف می مسکراہٹ آگئ۔ میں نے بیگ اُٹھایا اور اُن کے پیچھے بیچھے چلنے لگا۔

وسیع و عرایش پورٹیکو میں نیلے رنگ کی ایک پرانی می کار کھڑی تھی۔ یہ پرانی کاراس شاندار حویلی ہے بالکل لگا نہیں کھاتی تھی۔ پورٹیکو کے ساتھ برآ مدے تک پہنچنے کے لئے تین کشادہ سٹرھیاں چڑھنا پڑتی تھیں۔ سٹرھیاں اور وسیع وعریض برآ مدے کا فرش دودھیا ماربل کا تھا۔ برآ مدے کے کناروں پر پودوں کے کملے رکھے ہوئے تھے۔ ہرستون کے ساتھ رکھے ہوئے گلے میں بیلیں لگی ہوئی تھیں۔ اُن کی بیتیاں چاول کے دانوں کی طرح گول، ملائم اور کمی قدر کمی تھیں اور یہ بیلیں اُو پر تک ستون کے ساتھ لبٹی ہوئی تھیں۔ ماربل صرف اُس برآ مدے ہی میں نظر آ رہا تھا۔ باقی عمارت پیلے پھروں سے بیلی ہوئی تھیں۔ میں نے شہر میں اب تک جتنی بھی عمارتیں دیکھی تھیں سب پیلے بھروں سے تعمیر کی گئیں۔ میں اور شہر کی تھیں اور سینے بی تھی اور کیلی تھیں اور شہر کی تھیں اور کی تھی تھیں ایس کی تھیں اور تھیں کی تھیں اور تھیں کی تھیں اور تھیں کی تھیں

کے لئے پھر وہیں سے لائے جاتے تھے۔ رنگیتان میں یائی جانے والی پہاڑیوں کے پیلے

پھروں کی ایک خاصیت یہ تھی کہ اُن میں سونے کی طرح چمک تھی۔ اوریہ چمک بھی ماندنہیں پڑتی تھی۔اور غالبًا ای وجہ ہے اس شہر کو گولٹرن ٹی کہا جاتا تھا۔

برآ مدے کے دروازے ہے آگا تھ نٹ چوڑااور دس فٹ لمباایک کمرہ تھا اور اُس کے اندرونی دروازے کے دوسری طرف تھا اور دو اندرونی دروازے کے دوسری طرف آیک وسیع لالی یا ہال تھا ایک کمرہ دائیں طرف تھا اور دو بائیں طرف درج بائیں طرف درج کا فرنیچر سجا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ایک اور دروازہ تھا اور اُس طرف غالبًا کچن تھا۔ بائیں طرف بھی دراصل دو ہی دروازے تھے۔ ایک تو بیٹر رُوم تھا اور دوسرے دروازے سے آگے ایک کشادہ راہداری تھی۔ اُس میں بھی آسنے سامنے ایک آیک کمرہ تھا۔ یہ دونوں کمرے بھی بیٹر رُوم تھا۔

لابی کے آخریں اُوپر جانے کے لئے لکڑی کا کشادہ اور بل کھا تا ہوا گول زینہ تھا۔ زینے کے ساتھ سامنے والی دیوار کے آ دھے جے میں بڑے بڑے شیشے گئے ہوئے تھے اور باتی آ دھے جھے میں بڑے ہوا اور روشی اندر آ رہی تھی۔ اُس لابی میں بھی ایک الگ کاریٹ بچھا ہوا تھا اور آ منے سامنے والی دیواروں کے ساتھ ذرا ملکے تم کم گر آرام دہ صوفے گئے ہوئے تھے۔ میں نے بیگ قریبی صوفے پر رکھ دیا تھا۔

''اوپرآ جاؤ۔۔۔۔۔ وہیں چل کر بیت سے ''سیتانے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
میں نے دوبارہ بیک اُٹھانا چاہا تو سیتا کے اشارے پر میں نے بیگ ہے ہاتھ ہٹالیا۔ میں اور کلینا، سیتا کے ساتھ گول زینے پر چڑھتے ہوئے اُوپرآ گئے۔ اُوپر کا نقشہ بھی ویسے ہی تھا۔ فرق صرف اتنا تھا کہ یہاں برآ مدے کی جھت پر بھی ایک کمرہ بنا ہوا تھا اور اُس ہے آگے پورٹیکو کی جھت پر دبیز گھاس اُگ ہوئی تھی اور کناروں پر بھولوں کے گملے رکھے ہوئے تھے۔ زینے کے اختمام پر سامنے وسیع وعریض لائی تھی۔ مزید اُوپر جانے کے لئے دیوار کے ساتھ ماربل کی سٹرھیاں تھیں۔ ہم زینے کے سامنے لائی میں ہوتے ہوئے بائیں طرف والے ہال کمرے میں داخل ہو گئے۔ یہ وسیع وعریض کر رہا تھا۔
میں داخل ہو گئے۔ نیچے والا ہال کمرہ تو ڈرائنگ زوم کے طور پر آ راستہ تھا جبکہ یہ وسیع وعریض کمرہ بیڈر وم کا منظر پیش کر رہا تھا۔

رہ بیرود میں سربین روہ ہے۔ اس خوابگاہ کو دکھ کر میری آنکھیں مارے جیرت کے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ وسط میں ایک بہت بڑا گول بیڈ تھا جس پر بلکے گلائی رنگ کی ریشی جا در پچھی ہوئی تھی۔ بیڈکی ایک سائیڈ پر ٹیک بنی ہوئی تھی جس کے ساتھ خوبصورت تکیے رکھے ہوئے تھے۔ان تکیوں ہی سے اندازہ ہوتا

تھا کہاں گول بیڈیر نمی طرف سرہونا جا ہے اور نس طرف ہیر۔

ایک طرف بہت قیمتی اور آرام دہ صوفہ بھی آراستہ تھا جبکہ ایک دیوار کے قریب سرکنڈ ب سے بند ہوئے موڑھے بھی رکھے ہوئے تھے۔ بیڈ کے پچیلی طرف ایک شاندار بار کاؤنٹر بنا ہوا تھا جس کے پچیلی طرف دیوار کے ساتھ شخشے کی لمبی چوڑی الماری تھی جس میں لا تعداد

خوبصورت گلاس اور جام آراستہ تھے لیکن شراب کی کوئی ہوتل کہیں بھی نظر نہیں آرہی تھی۔
کھڑکیاں بھی محرابی اور کافی کشادہ تھیں جن کے سامنے ہرے رنگ کے دبیز پردے پڑے
ہوئے تھے۔اس کمرے میں داخل ہونے کے بعد سیتا نے آمنے سامنے کی دیواروں پر صرف دو
بتیاں جلائی تھیں۔ بلبوں کے سامنے شیڈ گلے ہوئے تھے اور لگتا تھا کہ روثنی دیواروں سے بھوٹ
رہی ہو۔ ماحول بڑا خواب آگیس سالگ رہا تھا۔ جیست پر تین فانوس بھی شکھے ہوئے تھے۔
درمیان والا فانوس بڑا تھا اور دائیس بائیں والے نسبتا چھوٹے۔ لیکن سیتا نے ان میں سے کوئی
فانوس جلانے کی ضرورت نہیں بھی تھی۔

سیتا بیڈ پر ڈھیر ہوگئی۔ میں صونے پر بیٹھا تو کلینا بھی میرے قریب ہی دوسرے صوفے پر کئی۔ اُس کی آنکھوں میں شدید اُلجھن تھی اور انداز میں جھیک نمایاں تھی۔ میں نے سیتا کی طرف دیکھا وہ پشت کے بل چت کیٹی ہوئی گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔ اُس کے سینے کا زیر و بم بہت ہی قیامت ڈھار ہاتھا۔ منی اسکرٹ نما گھا گھرا بھی پچھسٹ گیا تھا۔

میرا سانس تیز ہونے لگا۔ میں صوفے ہے اُٹھ کر کھڑکی کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ پردہ ہٹا کر کھڑکی کھول دی اور تازہ ہوا میں گہرے گہرے سانس لینے لگا۔ اس کھڑکی ہے سرسبز لان کا خوبصورت منظر نظر آرہا تھا۔ مجھے وہاں کھڑ ہے ہوئے چند منٹ سے زیادہ نہیں گزرے تھے کہ پیچھے ہے ایک آواز سن کر میں مُڑ گیا۔ وہ دُرگا تھی جو دروازے میں کھڑی سیتا ہے ہو چھر ہی تھی کہ ہم لوگ چائے بیس گے یا کچھ ٹھنڈالینا لبند کریں گے۔

'' چائے ہی چلے گی وُرگا دیوی!''سیتانے اُٹھتے ہوئے جواب دیا۔'' ٹیلی فون کہاں ہے؟'' پانے پوچھا۔

''مْلِیُ فُون تو نیچے ہے۔۔۔۔۔کہوتو اُو پر لا دُوں؟'' دُرگانے پوچھا۔ ''ہاں۔۔۔۔۔اُو پر لا دو! اور جائے بھی اُو پر ہی لے آنا۔'' سیتانے کہا۔

دُرگا چلی گئی۔ سیتا اُٹھ کر میرے قریب آگئے۔'' چتون عکھ کوصور تحال ہے آگاہ کرنا بہت ضروری ہے۔'' اُس نے میری طرف دیکھے بغیر کہا۔'' ایسا نہ ہو کہ وہ بے خبری میں کی مصیبت میں کچنس جائے۔''

''تہارے اطمینان پر مجھے حمرت ہورہی ہے۔۔۔۔'' میں نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے گہا۔''اُس حو بلی میں ہم اپنے بہت سے نشانات چھوڑ کرآئے ہیں جن سے جیسلمبر میں تمہاری موجودگی کا پنة لگایا جا سکتا ہے۔۔۔۔۔اور جب تمہاری تلاش شروع ہوگی تو شاید میہ جگہ بھی محفوظ نہ معہد''

میں کی چننا مت کرو!''سینانے مسکرا کر جواب دیا۔''میہ جگہ ہر لحاظ ہے محفوظ ہے۔اگر جیسلمیر میں میری موجودگی کا راز کھل بھی گیا تو کوئی سوچ بھی نہیں سکنا کہ میں اس حویلی میں آ سکتر میں ''

بجھے بیتا کے سکون واطمینان پر واقعی حمرت تھی۔ اُس نے جھے بتایا تھا کہ وہ انڈین انٹیلی جنس ''را'' کے بی ایک منصوبے کے تحت عثیر ''را'' کے بی ایک منصوبے کے تحت عثیم بڑی تھی۔ لیکن جھے وکھے کر اُس کی نیت بدل گئی۔۔۔۔ تشمیری مسلمانوں پر ہندو فوجوں کی زیاد توں کو دکھے کر بھی وہ اپنوں سے ہنفر ہوگئی تھی۔ اُس کے سینے میں پہلے بی ایک چنگاری سلگ رہی تھی۔ اُس کے سینے میں پہلے بی ایک چنگاری سلگ رہی تھی۔ اُس کے بینے میں پہلے بی ایک چنگاری سلگ رہی تھی۔ اُس نے اُس کے جھے دکھے کہ بھی کریے چنگاری جھڑک کے بعد اُس نے اُس کے بھی کو بھی کے بھی کہ سے چھاری کو بھی کے بعد اُس نے اُس کے بین کی کہ بھی کہ بھی کے بین کی کہ بھی کو بھی کے بین کی کہ بھی کے بین کی کہ بھی کے بین کے بین کی کہ بھی کی کہ بھی کی کہ بھی کے بین کی کہ بھی کہ بھی کے بین کی کہ بھی کہ بین کی کہ بھی کہ بین کی کہ بھی کہ کہ بھی کہ بھی کہ بھی کہ کہ کہ بھی کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ

ُ ڈوڈامیںاپنے ماما کی کہتی کے قریب غار کے سامنے، جہاں میں پناہ لئے ہوئے تھا، دو ہندو فوجیوں نے جب اُس کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تو بیشعلہ جوالا بن گئ اور غالبًا اُسی وقت اُس نے طے کرلیا تھا کہ ہندوفو جیوں کے خلاف اپنی جنگ شروع کردیے گی۔

جموں کے قریب مانسر جھیل کے کنارے ہندونو جی افسروں کے قبل عام میں ہمارا ساتھ دے کر اُس نے میڈ ٹابت کر دیا تھا کہ وہ واقعی ان بھیڑیوں کو اُن کی خونخواری کا مزہ چھھانا جا ہتی ہے۔ لیکن وہ مجھے میدانِ جنگ سے نکال لائی۔ وہ میری رکھشا چا ہتی تھی۔ مجھے بچانا چا ہتی تھی۔ اس کے ساتھ ہی وہ اینے کرن کو یال ہے بھی اپنی تو بین کا بدلہ لینا چا ہتی تھی۔

اُس کی والیسی چوری جھیے ہوئے تھی۔ اُس نے کسی کو اینے بارے میں اطلاع نہیں دی تھی۔

کسی کو ہوا بھی نہیں لگنے دی تھی کہ وہ جھے اپنے ساتھ لے کر واپس آ رہی ہے۔ لیکن جب ہنومان

گڑھ کے گیسٹ ہاؤس میں' ' را'' کے ایک ایجنٹ نے اُسے دیکھ لیا تو سیتا نے بڑی بے رحی سے
اُسے موت کے گھاٹ اُ تاردیا۔' ' را'' کے اُس ایجنٹ نے اپنی زبان بندر کھنے کے لئے اُس کے
حن وشاب سے لطف اندوز ہونے کی رشوت ما تکی تھی اور سیتا کا کہنا تھا کہ وہ اُسے بیرشوت
دے بھی و بی تو وہ اُس کا پیچھا نہ چھوڑتا۔ اُسے بار بار بلیک میل کرتا اور پھر کسی بھی وقت اُس
کے بارے میں دوسروں کو خبر دے سکتا تھا۔ ایسی صورتحال سے بیخنے کے لئے سیتا نے اُسے
موت کے گھاٹ اُ تارویا تھا۔

اور پھر جیسلمیر بہنچتے ہی وہ ہنگا ہے شمروع ہو گئے تھے۔ اُس نے کیپٹن گویال سنگھ سے اپنا انقام لے لیا تھا۔ وہ کیپٹن گویال کو نامرد کر کے چھوڑ دینا چاہتی تھی تا کہ وہ زندگی بھراس سزا کو یادر کھ سکے۔ لیکن کیپٹن گویال نے فرار ہونے کی کوشش کر کے خودا پی موت کو دعوت دی تھی۔ اُس کی لاش جو ملی کے پچھلی طرف گڑھا کھود کر دیا دی تھی۔

یہاں تک تو معالمہ نھیک تھا۔ کیپٹن کو پال نے قتُل کو چھپایا جا سکتا تھا۔ صبح چتون سنگھ کو بلالیا جاتا اور اگر کوئی کیپٹن کو پال کا پوچھنے آتا تو چتون سنگھ اُسے ٹال دیتا اور اس طرح ہم بھی اُس حویلی میں محفوظ رہتے۔ لیکن کلینا کے آنے سے معالمہ گڑ بڑ ہو گیا۔ ہم نے کلینا کوحویلی میں پناہ در کا تھی۔ دو غذہ ہے بھی اُس کا پوچھتے ہوئے حویلی کے پھاٹک تک آئے تھے اور میں نے انہیں بھا دیا تھا۔ اُن غنڈوں کو بھا ویے ہے ہم مطمئن ہوگئے تھے اور یہی ہماری غلطی تھی۔ اگر ہم مطمئن ہوگئے تھے اور یہی ہماری غلطی تھی۔ اگر ہم

ساہے آگئ۔ رکشہ ڈرائیور کے کنٹرول میں ندرہ سکا اور کاریے فکرا کر قلابازیاں کھاتا ہوا ایک اُسی وقت کلینا کوکہیں جھیا دیتے اور گنگو کو اندر بلا کراُسے خود کلینا کو حویلی میں تلاش کرنے کا اورآ ٹور کشے سے نگرا گیا۔ چتون سنگھ کے سراور بازور چوٹیں لکی تھیں۔خون بہدر ہاتھا اور وہ بے موقع دیتے تو وہ یقیناً مطمئن ہو جاتا اور دوبارہ اس طرف کا رُخ نہ کرتا۔ لیکن میں نے پستول کی ہوش ہو گیا تھا۔ ڈرائیور بھی زحمی ہوا تھا۔ لوگوں نے انہیں سرکاری سپتال پہنچا دیا جہاں آ دھی ز دیرائے طلے جانے برمجبور کر دیا اورائ کے دل میں شاید بیشبہ جاگزیں ہو گیا تھا کہ کلینا ای رات کے قریب چتون سنگھ کو ہوش آ گیا۔ اس دوران اُس کے سراور بازو کے ایکسرے لئے جا حویلی میں موجود ہے۔ اور پھر رات کے آخری پہر وہ اپنے سنج ساتھی کے ساتھ حویلی میں کھس مے تھے۔ تمام بڈیاں محفوظ میں۔ اُس کے زخموں کی ڈریٹک کر کے رات بھر اُسے مبتال ہی آیا۔لیکن اُسے اینے ساتھی کی لاش چھوڑ کر بھا گنا پڑا۔ مِنْ رکھا گیا۔ جُنج اُس نے اپنے عزیز دلبر سکھ کواطلاع بھجوا دی جو آج صبح آٹھ بجے کے قریب كنگوكا فرار ہو جانا ہى ہمارے لئے پریشانی كا باعث بناتھا۔ وہ مخبا اگر چه كنگو كے ہاتھوں أے مبتال سے کھر لے آیا۔ بہرحال! اُس کی حالت زیادہ تشویش تاک تہیں ہے۔ 'وہ چند

کمحوں کو خاموش ہوئی پھر بات جاری رکھتے ہوئے کہنے گئی۔ ''پیمادشہ چون سنگھ کے حق میں ہی بہتر ثابت ہوگا۔وہ اس طرح کداگر آج ہمارے آنے کے بعد ویل کی صورتحال پولیس کے علم میں آ چک ہویائس وقت پولیس وہاں پہنچ جائے تو چتون شکھ پر کوئی الزام نہیں آئے گا۔ پولیس أے پریشان نہیں کرے گی۔ وہ کل سہ پہر ہے آج مبح

آٹھ بجے تک سرکاری ہپتال میں تھااور حویلی میں جو کچھ بھی ہوا اُس کی عدم موجود گی میں ہوا۔ اس طرح أس يركوني حرف نبيس آئے گا۔'' ''ہاں ، ۔۔۔ یہ بات تو ہے۔'' میں نے گہرِاسانس لیتے ہوئے کہا۔'' کیکن پولیس دیگر ذرائع سے بھی حویلی میں ہماری موجود کی کا پید لگا سکتی ہے۔ ہم وہاں بہت سے نشان جھوڑ کر آئے ہیں۔مثلاً وہ خون آلود قالین جوہم نے حصت پر ڈال دیا تھا، ہمارے بیڈرُ وم میں بڑے ہوئے کلینا کے بھٹے ہوئے کپڑے، کلینا والے بیڈ زوم میں دھنگامشتی کے آثار اور سنج کی لاش۔ پولیس ان باتوں ہے بہت کچھا خذ کر عتی ہے۔اس کے علاوہ''

''اس کے علاوہ کیا؟''سیتانے سوالیہ نگاہوں سے میری طرف دیکھا۔ "میری اور تبهاری أنظیول کے نشان جگہ جگہ پرموجود ہیں ۔" میں نے کہا۔

''اس کے باوجودفوری طور پرہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔'' سیتا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ذرگا کی طرف دیکھنے گئی جوٹرے اُٹھائے اندرآ رہی تھی۔ سیتانے مزید کوئی بات نہیں کی۔ دُرگا بھی وہیں بیٹھ کئی۔ جائے کے دوران وہ ستا سے باتیں کرتی رہی۔ اُس سے اُس کے عالات پوچھتی رہی۔میرے اور کلینا کے بارے میں اُس نے سیتا ہے ایک لفظ بھی نہیں پوچھا تھا۔ ''تم نوگ بیٹھو! میں بھوجن کا بندوبست کروں۔ دوپہر کے کھانے پر کھل کر باتیں ہوں

گ-'' ذُرگاا بِي جَلَّه سے أَتُصْتِي ہوئے بولى۔ " رُرگا دیوی!" سیتان کہا۔ " میں یہاں نہیں ہوں کہیں بھی نہیں ہوںتم نے میرے بارے میں بائھ ہیں سا۔''

''میں نے تمہارے بارے میں کچھ سانہ تمہیں دیکھا....'' وُرگانے مسکرا کر کہا اور کمرے

مارا گیا تھا۔اُس کے سینے میں گنگو کا خنج پیوست تھا اور خنجر کے دستے پراُس کی اُنگلیوں کے نشان تھے۔ ہمیں پریشان ہونے کی ضرورت ہمیں تھی۔ ہم اس فل کے معاملے میں پولیس کو مطمئن کر سکتے تھے لیکن اس طرح سیتا کو سامنے آنا پڑتا۔ سیتا کے سامنے آنے کا مطلب یہ ہوتا کہ یہاں میری موجودگی بھی راز میں نہ رہ عتی اور اس طرح ہم ایک نئے چکر میں چینس جاتے۔ سیتا نے وہ حویلی جھوڑ دی۔اُس کے خیال میں بینی پناہ گاہ ہاریے لئے سب سے زیادہ محفوظ تھی۔لیکن میں سمجھتا تھا کہ ہم یہاں بھی زیادہ دنوں تک محفوظ ہیں رہ سکیں گے۔

دُرگا کے آنے ہے میرے خیالات منتشر ہو گئے۔ وہ نیجے سے نیلی فون لے آئی تھی۔ اُس نے نیلی فون سیٹ صوفے کے ساتھ شیشے کے ٹاپ والی ایک چھوٹی سائیڈنیبل پرر کھ دیا اور اُس کا بلگ چیجے دیوار کے ساکٹ میں لگا دیا۔

"میں چائے با کرلاتی ہوں۔" وُرگا کہتے ہوئے باہر چلی گئے۔

سیتا میرے قریب سے ہٹ کرصوفے پر بیٹے گئی اور فون کا ریسیور اُٹھا کرنمبر ملانے لگی۔ رابطة قائم ہونے میں زیادہ دینہیں لگی تھی۔ کال کسی اور نے ریسیو کی تھی لیکن تھوڑی دیر بعد چتون

''ہیلوچتون سنگھ! میں سیتا بول رہی ہوں کیسے ہو؟'' اُس نے کہا۔

جواب میں جو کچھ کہا گیا اُسے س کر سیتا کی آنکھوں میں تشویش می اُمھرآئی۔ وہ تقریباً دس منٹ تک بات کرتی رہی۔اُس نے چتون شکھ کو کیپٹن گویال کے بارے میں کچھ بتائے بغیر حو ملی کی صور تحال ہےآ گاہ کر دیا۔

'' جمھے اس حادثے کا من کر افسوں ہوا چتون سنگھ!'' وہ آخر میں کہہ رہی تھی۔''تم میری بات کا برا مت ماننا ۔ کیونکہ یہ ایک لحاظ ہے اچھا ہی ہوا۔اس طرح تم پولیس کے جھنجھٹ ہے نج جاؤ گے۔احیصاٹھیک ہے۔میری باتوں کا دھیان رکھنا! میں کسی مناسب وقت برتم سے ملنے کی کوشش کروں گی۔'' اُس نے ریسیورر کھ دیااور میری طرف دیکھنے لگی۔

'' کیا ہواکس حادثے کی بات کررہی تھیں؟'' میں نے یو چھا۔

''کل سہ پہرحویلی ہے نکلنے کے تقریباٰ ایک گھنٹے بعداُس کا ایمیڈنٹ ہو گیا تھا۔'' سیتا کہنے لکی۔'' وہ ایک آٹو رکشہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ رفتار خاصی تیزتھی۔ایک موڑیر احیا تک ہی ایک کار

کلینا اُس وقت ہے اب تک خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ اُس کے چیرے پر شدید اُ مجھن کے تاثرات تھے۔آئکھیں سرخ ہورہی تھیں۔آنکھوں کی سرخی تو شایدرات بھر جاگنے کا نتیج تھی اور اُ مجھن کے تاثرات اس بات کی عکائ کررہے تھے کہ دہ رات ہے لے کراب تک کی صورتحال کونہیں سمجھ کی تھی۔ پہلے چند گھنے اُس برسخت گراں تھے۔میرے خیال میں بچھلے چند گھنے تو کیا وہ بچھلے کئی مہینوں ہے اذبت کا شکارتھی۔

بور ما تھا کربلیر عکمہ اُس کی جوانی کو شکار کرنے کے لئے گھات لگائے بیٹھا تھا۔ وہ کی مہینوں تک اُس بوڑ ھے شکاری ہے خوفز دہ رہی تھی۔ پھر اُسے دھو کے سے یہاں لے آیا گیا۔ اُس کی ماں کو ٹھا کر سے کلینا کی شادی کا جھانبہ دیا گیا تھا اور جب حقیقت آشکارہ ہوئی تو اُس نے بٹی کو لے کر ٹھا کر کی حو بلی سے بھا گئے کی کوشش کی مگر بکڑی گئی اور رام چند دھو لی کے ہاتھوں ماری گئی اور وہیں ہے کلینا کے بدترین اہتلا کا سےشروع ہوا۔ پیراُس کی خوش فسمتی تھی کہ ہارے یاں پہنچ گئی۔اور پھر گزشتہ رات تو وہ زندگی کے شمین ترین تجربے سے دو چار ہوئی تھی۔ أس جيسي لزكيال بهت دير ميں ايسے صديات سے مجھلتي ہيں۔اور ميرا خيال تھا كەكلىنا بھي اجھي تک اُس صدے ہے نہیں سبھل سکی تھی۔ اُس کے چیرے کی کشید کی اور سراسیمکی اُس کی اندرونی کیفیت کااظہار کررہی تھی۔

"كلينا!" سيتان أس كى طرف د كيهة موئ كها-" تم رات بجر جاكى مو- زبني صدي ہے بھی دو جار ہوئی ہو جا ہوتو سو جاؤ! دو پہر کے کھانے کے سے تمہیں جگا دُول کی۔'' ''میری آنگھوں میں شدید جلن ہو رہی ہے۔ د ماغ میں دھاکے سے ہورسے ہیں۔ میں واقعی سونا چاہتی ہوں۔'' کلینا فورا ہی اُٹھ کر کھڑی ہوگئے۔'' مجھے بھوجن سے مت جگانا دیدی! بھوک پالکل نہیں ہے۔''

" آؤ میں تہمیں دوسرے کرے میں چھوڑ دُول۔" سیتا بھی اُٹھ گئی اور میں نے بھی ا بنی جگہ چھوڑ دی۔نجانے مجھے کیوں اُس کمرے میں اُمجھن ی محسوں ہور ہی تھی اور میں نسی اور جگه بینهمنا حابهتا تھا۔

ہم تینوں اُس کمرے سے نکل آئے اور لان کے آخر میں بائیں طرف والے دروازے میں داخل ہو گئے ۔ سیتا نے دروازہ پوری طرح کھول کر کھٹکا لگا دیا تا کہ وہ دوبارہ بند نہ ہو جائے ۔ جیبا کہ میں پہلے بھی بتا چکا ہوں اُوپر کی منزل کا نقشہ بھی نینچے جیبا ہی تھا۔ اُس دروازے ہے آیک کشاده اورمختصررامداری تھی۔ دائیں بائیں ایک ایک کمرہ تھااور سامنے باتھے رُوم کا دروازہ تھا۔ سیتا دائیں طرف والے کمرے کا درواز ہ کھول کرا نبدر داخل ہوگئ ادر بتی جلا دی۔ یہ بھی ایک شاندار بیڈر وم تھا۔ ڈبلی بیڈ پر ملکے نیلے رنگ کی چا در چھی ہوئی تھی۔ ملحقہ باتھ رُوم بھی تھا اور ضرورت کی ہر چیز موجودتھی۔

''تم یہاں آ رام سے سو جاؤہم سامنے والے کمرے میں ہیں۔'' سیتانے کہا۔

کلینامیری طرف دیکھ کربھجکتی ہوئی بستریر لیٹ گئی۔ سیتنا اور میں سامنے والے بیڈرُ وم میں آ گئے۔ مہ کمرہ دوسرے کمرے سے نسبتاً بڑا تھا اور اُس کی ایک کھڑ کی سے بھی لان کے ایک جھے کو ریکھا جاسکتا تھا۔سیتانے اگر چہ بی جلا دی تھی لیکن میں نے کھڑ کی کے سامنے سے بردہ ہٹا ویا اور کھڑی پوری طرح کھول دی۔ تازہ ہوا کے ساتھ کچھ دُھوپ بھی اندر آنے لگی۔ اکتوبر کے مینے کی زم دُھوپ بری ہیں لگ رہی تھی۔

میڈ کے علاوہ یہاں دوآ رام وہ کرسیاں اور ایک کوچ بھی بچھا ہوا تھا۔ میں ایک کرس کھینچ کر کھڑ کی کے قریب بیٹھ گیا۔ سیتا میرے سامنے کوچ پر پہلو کے بل دراز ہوگئی۔ باز و کی کمبنی کش پر نكاكرس منظلي يرركه ليا تفاسيتا كارُخ ميري طرف تفاييزي تو أس نے حویلي ميں داخل ہوتے بی اُ تارسینی کی۔ اس طرح اس پہلو کے بل لیٹنے سے مختصری چولی کچھ اورسٹ کررہ ممی میں اور

گداز سینے کے اُبھار جیسے چولی کی قیدے آزاد ہونے کو کچل رہے تھے۔ '' بی ذرگا دیوی کون ہے ۔۔۔۔۔ اور بیر حویلی کس کی ہے؟'' میں نے اُس کی طرف سے نظریں

ہٹانے کی کوشش کرتے ہوئے یو چھا۔ '' ذرگا دیوی'' سیتا کے منہ ہے گہرا سانس نکل گیا۔'' تم اسے میرے بتا جی کی رکھیل

که کتے ہو۔'' ''کیا……؟'' میں اُٹھل پڑا۔ ِ''تم شاید نداقِ کررہی ہو۔''_۔

"اليي باتين تو مذاق مين جھي سے نہيں کبي جاستيں۔ليكن چونكه تم نے يو چھااس كئے میں نے سیج سیج بتا دیا۔''

''اور بیرحویلی؟''میں نے دوسراسوال کیا۔

"ي بھی تا جی کی ملكيت ہے بلكھی " سيتامسرائي ـ " كئ سال پہلے بيرو يلي باجي نے دُرگا ديوي كودان كر دي تقي <u>"</u>" '' ولچیپ!''میں نے کہا۔''تم نے بتایا تھا کہ راجستھان کے ہر بڑے شہر میں تمہارے بتا

جی کے مکان اور حویلیاں ہیں۔تم نے یہ بھی بتایا تھا کہ یہ راجوں مہاراجوں کی سرز مین ہے۔ تہارے ہی کہنے کے مطابق مندسرکار نے تمام ریاسیں حتم کر کے راجوں مہاراجوں کے اختیارات سلب کر لئے ہیں اور گزارے کے لئے اُن کے الاؤلس یا وظیفے مقرر کردیتے ہیں۔ کیا تمہارے پتا جی بھی کسی ریاست کے راجہ تھے؟ اتن جائیدادتو کسی راجہ ہی کی ہوسکتی ہے۔ الیمی ثاندار حویلیاںمیری تو عقل دنگ رہ گئی ہے۔''

میتا کے ہونٹوں کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔

" تہارا اندازہ درست ہے۔" وہ بولی۔" میرے پتاجی مہاراجہ سدھرش سکھ جے پورکی بغل میں ایک چھوٹی می ریاست کے والی تھے۔ تمام ریاستوں سے اُن کے تعلقات بہت خوشگوار تھے۔ سارسکا میں اُن کے شاندار محل میں آئے دن راجستھان کے تمام راجاؤں کی

/4

Ż

وعوتیں ہوتی رہتیں۔ یہ محفلیں کئی کئی روز تک جمتیں۔ سار سکا میں میلوں وُ در تاب چسیلا ہوا بہت بڑا جنگل ہے جس میں چوہے ہے لئے کرشیر اور چیتے جیسے خونخو ار درندے بھی بکٹرت پائے جاتے ہیں۔ میرے پائی ان راجاؤں کے لئے شکار کا بندو بست کرتے اور جب تک وہ سار سکا میں رہتے اُن کی ول گئی کو ہر سامان مہیا کیا جاتا۔''وہ چند کھوں کو خاموش ہوئی پھر بات جاری رکھتے ہوئے کہنے گئی۔

''تمام راجاؤں نے پتا جی کو اپنے اپنے علاقے میں مفت زمینیں دیں۔ جن پر پتا جی نے شاندار حویلیاں تغییر کروائیں۔ پچھ قدیم حویلیاں اُنہوں نے خرید کی تھیں جن میں سے بیشتر کو بعد میں ہندسر کارنے قبضے میں لے لیا اور ملک کا بٹوارہ ہونے کے بعد جب ریاشیں ختم کر دی گئیں تو سارسکا پیلس بھی ہندسر کارنے اپنی تحویل میں لے لیا۔ پتا جی گھر والوں کو لے کرجے پور میں بھی اُن کی والوں کو لے کرجے پور میں بھی اُن کی کئی حویلیاں جوتم دیکھ چکے ہوائبی میں سے ہیں۔'' کئی حویلیاں جوتم دیکھ چکے ہوائبی میں سے ہیں۔'' کئی حویلیوں کی تعداد نہیں دُرگا دیوی کے بارے میں پوچھا تھا۔'' میں نے ناموش ہونے پر یوچھا تھا۔''

''ان کی فہرست بھی خاصی طویل ہے۔ اور ذرگا ان میں سے ایک ہے۔' سیتا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔'' حیسا کہ میں تہمیں پہلے بتا چکی ہوں کہ راجاؤں کے پاس فوجوں کولڑانے اور بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کرانے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں تھا۔ اُن کے رائ ختم ہوئے، تمام اختیار اسلب ہو گئے تو اُنہوں نے دوسر ۔ شغلے اختیار کر لئے ۔ ریچھا ور کتوں کی لڑائی، مرغ لڑانا، ریس کے گھوڑے پالنا، راگ رنگ کی تحفیس جمانا اور عورتیں پالنا اُن کے محبوب ترین مشاغل ہیں۔ جس طرح عربوں نے جم بیار کھے ہیں اسی طرح راجاؤں نے بھی خوبصورت عورتیں بھی خوبصورت عورتیں بھی خوبصورت کورتی ہی فال کر بھول جاتے عورتیں بھی اور دو چار مرتبہ برتنے کے بعد اُسے جرم میں ڈال کر بھول جاتے ہیں۔ وہ اُن کی قانونی ہیویاں ہوتی ہیں۔ کی من ہدوستان کے راج ان معاملات کو قانون اور ہیں۔ وہ اُن کی قانونی ہیویاں ہوتی ہیں۔ کوئی عورت پہندا گئی تو اُسے اپنے دل میں بھالیا۔ جی بھر گیا تو اُسے میلے کپڑوں کی طرح اُ تارکر پھینک دیا۔ اُنہیں تم رکھیل کہدلو یا داشتہ، وہ اپنے کی حق کا دعویٰ نیس کرسکتیں۔ ان کی اولا دیں دوسری چیزوں کی طرح باپ کے نام سے بھی محروم رہتی دیا۔ وہ کی طرح باپ کے نام سے بھی محروم رہتی میں۔ ورگا دیوی کا خاتھ رہی کا میں جوتا ہے۔ گراس کی داستان دوسری عورتوں میں ہوتا ہے۔ گراس کی داستان دوسری عورتوں سے ہی میں۔ ورش کی داستان دوسری عورتوں سے جس کھی کورتوں سے جس کی داستان دوسری عورتوں سے جس درگا دیوی کا خاتھ اس کے دوسر کی طرح باپ کے نام سے بھی محروم رہتی جی ۔ ورش کی داستان دوسری عورتوں میں ہوتا ہے۔ گراس کی داستان دوسری عورتوں میں ہوتا ہے۔ گراس کی داستان دوسری عورتوں سے جس کے بیں دوسری عورتوں میں ہوتا ہے۔ گراس کی داستان دوسری عورتوں میں ہوتا ہے۔ گراس کی داستان دوسری عورتوں میں ہوتا ہے۔ گراس کی داستان دوسری عورتوں میں ہوتا ہے۔ گراس کی درستان دوسری عورتوں میں ہوتا ہے۔ گراس کی داستان دوسری عورتوں سے بھی محروم رہتی جو کی کو سوالے کو کو کو کو کو کو کو کو کی کو کھوں کی کو کو کورتوں میں ہوئی کی کو کو کو کو کو کی کو کو کی کی کو کی کی کی کو کی کو کو کی کی کو کروں کی کر کے کا کر کے کی کو کی کی کی کی کی کھورتوں کی کو کر کی کو کو کی کی کو کی کو کی کی کو کی کی کی کی کو کو کی کو کی کی کو کی کو کر کی کو کی کی کی کی کر کر کی کی کو کر کی کی کو کر کی کو کر کی کو کر کر کی کو کر کر کی کی کو کر کر کی کر کر

مختلف اور دلچسپ ہے۔'' ''اور میں وہی داستان سننا چاہتا ہوں۔'' میں نے کہا۔

'' چند سال پہلے پتا جی اپنے دوستوں کے ساتھ جودھپور گئے تھے۔'' سیتنا کہنے لگی۔ جودھپور میں قیام کے دوران ایک روز وہ کیلا ناجھیل پر چلے گئے۔ بہت خوبصورت جھیل ہے۔ بہت دُور

رور ہے لوگ سیر و تفریخ کے لئے وہاں آتے ہیں۔ وہاں چندا چھے ریسٹورنٹ اور رہائتی ہول ہی ہی ہیں۔ ورگا سے بتا جی کی ملا قات جسل کنارے ایک رہائتی ہول ہی میں ہوئی تھی۔ ورگا ہے بتا جی استھ مرانا ہے آئی ہوئی تھی۔ وہ بھی کھاتے پیتے لوگ سے۔ مرانا میں سنگ مرم سے بہاڑ ہیں اور دنیا کا بہترین سنگ مرم اور ماربل انہی پہاڑوں میں ہوتا ہے۔ وُرگا کے بتا جی بھی سنگ مرم ہی کے برنس سے وابستہ تھے۔ بتا جی سے پہلی ملا قات میں بی وُرگا اُن پر مرمئی، اور پھر بید ملا قات میں بردھتی گئیں۔ وہ ایک دوسرے کے قریب آتے گئے۔ وہ لوگ ایک ہفتہ جھیل والے بوئل میں بردھتی گئیں۔ وہ ایک دوسرے کے قریب آتے گئے۔ وہ لوگ ایک ہفتہ جھیل والے بوئل میں رہے پھر شہر آگئے۔ بتا جی کا قیام تو وہاں اپنی ایک چھوٹی می جو بلی میں تا کہ بتا جی ملی ہوئی تھی۔ وہ حو بلی میں آکر بتا جی سے ملتی رہی۔ رہی۔ وُرگا کے ماں باپ نے صورتھال کی نزاکت کا اندازہ لگا لیا اور وہ وُرگا کو زیردَی مرانا والی سے ابور آئی رہی اور چوری چھپے بتا جی سے ملتی رہی۔

واپس نے نئے۔ در کا مرانا سے جے پیرا ہی رہی اور چوری چیے پیا ہی سے بی رہی۔

یوی لینی میری ما تا جی کے ہوتہ ہوئے بتا جی دوسری شادی نہیں کر سکتے تھے۔لیکن وہ دُرگا

ہے بھی دسکش ہونے کو تیار نہیں تھے۔ وہ جب بھی جے پور آتی بتا جی اُسے دوسری حو ملی میں
مخمراتے اور را تیں اُس کے ساتھ گزارتے۔ ایک روز وہ دُرگا کو ما تا جی والی حو ملی میں لے
آئے۔ ما تا جی اُسے دیکھ کر بھڑک اُٹھیں۔ ٹھا کروں اور راجہ مباراجوں کی پتنیاں اس قسم کی
صورتحال کی عادی ہوتی ہیں۔ وہ جانتی ہیں کہ ان کے پتی دوسری عورتوں کے ساتھ بھی دادعیش
دیتے ہیں۔ لیکن مید دیویاں اپنے پتوں کے ان معاملات میں بھی مداخلت نہیں کرتیں۔ دُرگا کو
د کیھ کر ما تا جی کے بھڑ کئے کی وجہ میتھی کہ وہ جے پور یو نیورٹی میں اُن کی کلاس فیلورہ بھی تھی۔
د کیھ کر ما تا جی کے بھڑ کئے کی وجہ میتھی کہ وہ جے پور یو نیورٹی میں اُن کی کلاس فیلورہ بھی تھی۔
د کیھ کر ما تا جی کے بھڑ کئے کی وجہ میتھی کہ وہ جے بور یو نیورٹی میں اُن کی کلاس فیلورہ بھی تھی۔

گریں خوب ہنگامہ ہوا۔۔۔۔ بتا بی دُرگا کوچھوڑنے پرتیار نہیں تھے۔ ماتا بی جاتی تی کہ پتا بی نے حویلی کے باہر دوسری عور تیں بھی رکھی ہوئی ہیں جن ہے وہ وقا فوقا دل بہلاتے رہے ہیں۔ انہوں نے اس شرط پر دُرگا کو برواشت کرنے کی اجازت دے دی کہ وہ اے جے پور میں نہیں رکھیں گے۔ دُرگا کے ماں باپ نے بھی اُس سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ بتا بی اُسے مکرانا جی نہیں رکھیں گے۔ دُرگا کے ماں باپ نے بھی اُس سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ بتا بی اُسے مکرانا جی نہیں کے جو اسے تھے۔ وہ اسے جیسلمیر لے آئے اور بیحویلی اُس کے سپر دکر دی۔ وہ مہینے میں ہفتہ دس دن کے لئے یہاں ضرور آتے۔ لیکن حسب عادت اُن کا دل بھر گیا۔ آمد ورفت میں ہفتہ دس دن کے لئے بولویل ہوتے گئے۔ بتا جی نے دُرگا کے ساتھ یہ مہر بانی ضرور کی کہ یہ دو بلی قانونی طور پراس کے نام منتقل کر دی اور اس کے لئے تا حیات ایک معقول رقم کا ماہانہ وظیفہ مقرر کردیا۔ اب صور تحال بیہ ہے کہ تین چارمہینوں بعد بتا جی کو جب دُرگا کی یاد آتی ہے تو چندروز کے کردیا۔ اب صور تحال بیہ ہے کہ تین چارمہینوں بعد بتا جی تھے بتا جی کے تین جا میاں ہم بہلے گئے تھے بتا جی کے لئے خصوص ہے۔ ''

''کیکن ذرگا ہے تمہارے اتنے خوشگوار تعلقات کیوں ہیں؟'' میں نے اُس کے خاموش مونی کونے ہیں۔ '' میں نے اُس کے خاموش مونی بونے پر چھا۔''اُس نے تمہاری ماں کے حق پر ڈاکہ ڈالا تھا۔ تمہیں تو اُس نے نفرت ہونی

نہیں اُبھارا نھا۔

آور پھر ڈوڈا میں سیتا ہے ملاقات ہوئی تھی۔ اُس نے مجھے ایک بی زندگی دی تھی۔ وہ مجھ سے بیار کرنے لگی تھی۔ اور پھر غار ہی میں اُس نے مجھے زندگی کی ایک بی لذت سے روشناس کرایا تھا ۔۔۔۔۔ میں اُس وقت انجانے سے جذبات کے سلاب میںِ بہہ گیا تھا اور بہت دیر بعد

کرایا تھا میں اُس وفت انجانے سے جذبات کے سیلاب میں بہد کیا تھا اور بہت دیر بعد جب واس بحال ہوئے تقے تو مجھے اس طرح بہک جانے پر افسوں بھی ہوا تھا۔ اس کے بعد بھی سیتانے ایک دومرتبہ مجھے زیر کیا تھا۔ میں اگر چدا سے بیچنے کی کوشش کرتا

ُ اس کے بعد بھی سیتانے ایک دومر تبہ مجھے زیر کیا تھا۔ میں اگر چہ اُس سے بیچنے کی کوشش کرتا رہتا تھالیکن وہ مجھے گھیر ہی لیق تھی۔ میں نے ازخود بھی ایسی کوئی کوشش نہیں کی تھی لیکن اس وقت نیا نے مجھے اسوا تھا۔ نیز کا خوار تدا اسکو اور یا ۔ تھی میں اُ سے ایسز ہے۔ میں سمیڈو کی کوشش

نجانے مجھے کیا ہوا تھا نیند کا خمار تھا یا کچھاور بات تھی میں اُسے اپنے آپ میں سمیننے کی کوشش کرر ہاتھا۔ اور پھر وہ آواز سن کر میں چونک گیا میں نے آئکھیں کھول دیں۔ اور پھر بوں لگا جیسے

گہرے گہرے سالس لینے لگا۔ جس لڑکی نے عزت بچانے کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دی تھی، جے ہم نے غنڈوں سے بچا کراپنے پاس پناہ دی تھی وہ کس طرح میری آغوش میں آنے کو مچل رہی تھی۔ گئی منٹ بعد میں اپنی کیفیت پر قابو پاسکا۔ میں نے مُورکر دیکھا کلپنا پلنگ پر گھٹوں میں سردیئے بیٹھی سسکیاں بھر رہی تھی۔ اُس کا جسم ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔ میں کھڑکی کے سامنے سے ہٹ کر اُس کے

''کپنا!'' میں نے دھیے لہج میں اُسے پکارا۔''اپنے کرے میں جاؤ! اگر سیتا نے تمہیں یہاں دکھ لیا تو نحانے کیا سمجھ گی۔''

بن کے یو بھی و بھی ہے۔ اور میں ایک ہے۔ ''میں اپنے کرے میں اکیلی ۔ ''میں اپنے کمرے میں اکیلی ۔ ''مجھے معاف کر دومہابیر جی!'' اُس نے سکی لیتے ہوئے کہا۔ ''میں اپنے کمرے میں ایکلی ۔ مجھے اپنی ۔

'' بھول جاؤاں بات کو۔'' میں نے اُس کی بات کاٹ دی۔'' کچھ نہیں بگڑا۔ اگر مجھے بروتتِ ہوش نہ آ جا تا تو بہر حال! تم اپنے کرے میں جاؤ!''

کلینانے سراُٹھا کرمیری طرف دیکھا، پانگ ہے اُتر کروہ میرے سامنے جھک گئی۔ اُس نے دونوں ہاتھوں سے میرے پیرچھوئے اور باہر چلی گئی۔ میں پچھ دیرا پنی جگہ پر کھڑار ہا۔ میرا دیاغ '' ذرگا دیوی بہت اچھی مہیلا (خاتون) ہے۔' سیتا نے مسکراتے ہوئے کہا۔'' رہی میری ماتا کے حق پر ڈاکے کی بات تو میری ماتا جی کوکس چیز کی کی ہے؟ اور دوسری عورتیں اُن کا کیا کروں؟ اور میں نے تو ویسے بھی بھی بروں کے معاطع میں مداخلت کی کوشش نہیں گی۔' وہ چند کمحوں کو خاموش ہوئی چر بولی۔'' اس حویلی میں نتقل ہونے کے بعد بھی دُرگا دیوی وقاً فوقاً ہے پور کے چکر لگاتی رہتی تھی۔ یہ جھے شروع ہی ہے بہت اچھی لگی تھی۔ یہ جب بھی جے پور آتی پا جی مجھے اُس سے ملانے کے لئے ضرور لے جاتے۔ ماتا جی کو بھی اس کا پیتہ چل گیا۔ بالآخر اُنہوں نے حالات سے مجھوتہ کرلیا۔ وہ دُرگا ہے بھی ملئے لگیس اور بھی یہاں بھی آنے لگیس۔ دُرگا مجھے عربی سے میں بودہ مال ہی بڑی ہے۔'' درگا مجھے اپنی اولاد کی طرح چاہتی ہے۔'' درگا می بارے میں میر ااندازہ بھی بہی تھا کہ اُس کی عربینیٹیس کے لگ بھگ رہی ہوگی اور درگا ہے۔'نہوں نے بارے میں میر ااندازہ بھی بہی تھا کہ اُس کی عربینیٹیس کے لگ بھگ رہی ہوگی اور درگا ہے۔ بیتا کی باتوں نے اس کی تقد بی کردی تھی۔

بی دونوں بھی رات بھر نہیں سوئے تھے۔لیکن جیرت کی بات تھی کہ ہم دونوں میں ہے کی کو ہم دونوں بیں ہے کی کو نیز نہیں آ رہی تھی۔ ہم دونوں بھی ہے گئے۔
نیز نہیں آ رہی تھی۔ ہم دو پہر تک وہیں بیٹھے با تیں کرتے رہے اور پھر دُرگا ہمیں نیچے لے گئے۔
کھانے ہیں دو تین چیزیں تھیں۔ میت آلو کی بھیجا، پالک کے کوفتے جن میں بنیر استعال کیا گیا تھا۔سزی کی ایک اور دُش تھی اور اُس میں بھی بنیر شامل تھا۔ گوشت نہ ہونے کے باوجود کھانا ہے حد عمدہ اور لذیذ تھا۔ سیتانے دُرگا کو بھی میرانام مہابیر ہی بتایا تھا۔اگر اُسے بتایا جا تا کہ میں سلمان ہوں تو شایدوہ میرے گئے گوشت بھی پکالیتی لیکن سیتا کوئی رسک نہیں لینا چاہتی کے میں متعارف کرایا تھا۔

کھانے کے بعد ستی طاری ہوگئی اور د ماغ بوجل ہونے لگا۔ میں سیتا کو وہیں چھوڑ کر اُوپر والے بیٹرز وم میں آگیا اور بستر پر لیٹا تو چند منے میں بی نیندگی آغوش میں بہنچ گیا۔
بستر پر لیٹنے سے پہلے میں نے بق بجھا دی تھی۔ آٹھ کھی تو کمرے میں اندھیرا ساتھا۔ د ماغ پر ابھی تک نیندکا خمار طاری تھا۔ میں نے آٹکھیں بند کر کے کروٹ کی تو میرا ہاتھ کی سے نگرا گیا۔ مجھے سیجھنے میں در نہیں گی کہ وہ سیتا ہوگی جو کسی وقت یہاں آ کر لیٹ گئ تھی۔ میں نے گیا۔ وہ ذرا کسمسائی تو میں نے اُسے سینے سے اُسے بازوکی لیسٹ میں کے کرا پی طرف تھنچ لیا۔ وہ ذرا کسمسائی تو میں نے اُسے سینے سے لیسٹ کر درنوں بانہوں میں سمیٹ لیا۔۔۔۔ اُس کا گداز بدن میرے سینے میں ہلچل مجانے لگا۔

د ماغ میں سنسنا ہٹ می ہونے لگی میں نے اُسے کچھاور بھنچ لیا۔ ایبا کرنے میں میرے ارادے کو کوئی دخل نہیں تھا۔ میں نے مجاہدا نہ زندگی گزاری تھی۔ میرے ہاتھ رائفلوں اور گولہ بارود سے تو بہت اچھی طرح کھیلنا جانتے تھے لیکن کسی عورت کی طرف تو میں نے بھی میلی نظر ہے بھی نہیں دیکھا تھا۔ انگوری طویل عرصہ میرے ساتھ رہی تھی۔

ہم پہاڑوں میں کئی مرتبہ ساتھ کیٹ کرسوئے تھے گرمیرے سینے میں شہوانی جذبات نے بھی سر

برآ مدے میں آگیا۔ شام کا دھند لکا تھیل رہا تھا۔ میں برآ مدے سے نکل کر فوارے والے لان کی طرف چلنے لگا۔ میں نے دبیز گھاس پر پہلا قدم رکھا ہی تھا کہ دونوں لانز کے فینسی لیمپ پوسٹوں کی بتیاں جل اُٹھیں۔ یہ بتیاں اندر ہی ہے دُرگانے جلائی تھیں۔ میں ایک لیمپ پوسٹ کے قریب بیٹے پر بیٹھ گیا اور اخبار کھول کراہیے سامنے پھیلا لیا۔

۔ ریب کی بڑی ۔ بندی اخبار تھا۔ میں ہندی بول تو سکتا تھا مگر پڑھنامیرے لئے آسان نہیں تھا۔ میں اٹک اٹک کر پڑھنے کی کوشش کرتا رہالیکن کوئی بات لیے نہیں پڑی سوائے اس کے کہ پولیس اُس حو لِی تک بہنچ گئ تھی اور سمنج بدمعاش کی لاش دریافت کر کی تھی۔

برآ مدے کی طرف سے آہٹ پاکر میں نے اُس طرف دیکھا، سیتا چلی آرہی تھی۔ اُس کا چہرہ ستا ہوا اور بال بھر ہے ہوئے تھے۔ وہ آ کھے کھلتے ہی باہر چلی آئی تھی۔

'''''' میں کچھ زیادہ ہی گہری نیندسو گئی تھی۔'' وہ میرے قریب بیٹھتے ہوئے ہوئی۔''تم ادہ۔'' وہ بات کرتے کرتے اُک گئے۔اُس کی نظریں بھی میری گود میں پڑے ہوئے اخبار پر جم گئیں۔ وہ خبر ہیڈ لائن میں تھی۔اُس نے اخبار اُٹھا کراپنے سامنے کر لیا۔ میں اُس کی طرف د کھے دہا تھا اُس کے چیرے پرسنسی اور آنکھوں میں وحشت ی چھیتی جارہی تھی۔ پوری خبر پڑھنے کے بعد ہی اُس نے سراویر اُٹھایا تھا۔

"بریرطاتم نے؟ "أس نے موص نظروں سے میری طرف د مکھا۔

''کوشش کی تھی۔'' میں نے کہا۔'' ہندی ٹھیک سے نہیں پڑھ سکتا۔صرف اتنا سمجھ سکا ہوں کہ پولیس حویلی میں پہنچ گئی ہے۔البتہ دُرگانے بچھ باتیں بتائی تھیں جو شایداس اخبار میں نہیں ہیں۔'' ''پولیس نے کپین گویال کی لاش برآ مدکر لی۔''میتانے کہا۔

''کیا....؟''میں اُمچھل پڑا۔

''میں تہمیں پوری بات بتاتی ہوں۔' سیتا نے اخبار پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔''ایک خفیہ اطلاع ملنے پر پولیس حویلی میں داخل ہوگئ تھی۔ مہارا نا دھرمیش شکھ کی حویلی میں پولیس کا داخل ہونا کوئی معمولی بات نہیں۔ وہ اطلاع ملنے کے بعد پولیس کمشنر نے حویلی پر چھاپہ مارنے کے بعد پولیس کمشنر نے حویلی پر چھاپہ مارنے کے کئے ڈی کمشنر سے اجازت حاصل کی اور پولیس پارٹی ایک مجسٹریٹ کے ساتھ حویلی پہنچ گئی۔ پہلے حویلی کے ملازم چتون شکھ کو بھی تلاش کرنے کی کوشش کی گئی تھی لیکن ناکام ہو کر پولیس بہلے حویلی کے ملازم چتون شکھ کو بھی داخل ہو گئے اور اندر سے بھا ٹک کھول دیا۔ ممارت میں داخل ہونے کے ایران میں برآ مدے والے دروازے کا تالا تو ڈیا پڑا تھا۔ یہ آج دن کے گیارہ بجے کہنے گئی۔ کی بات ہوئے کہنے گئی۔

''پولیس نے منبح کی لاش فورا ہی دریافت کر لی۔ دو یکی کی تلاش کے دوران ہمارے بیڈ روم سے اُنہیں کلینا کے اور میرے پھٹے ہوئے کپڑے بھی مل گئے اور چیت پرخون آلود قالین بھی مل گیا۔ قالین پرخون کے دھے ختک ہو چکے تھے جس سے پولیس کوشبہ ہوا کہ اُس منجے کے اب بھی سلگ رہا تھا۔ کلینا کے گداز بدن کالمس سنے میں ہلچل مجائے ہوئے تھا۔ میں نے دروازہ بند کر دیا اور باتھ زُوم میں تھس گیا۔ ٹھنڈے پانی کے عسل سے میر سے د ماغ کی بیش کچھ کم ہوگئ۔ میں دیر تک شاور کے نیچے کھڑارہا۔

جب میں نیچ آیا تو لا بی میں ذرگا ہے آ منا سامنا ہو گیا۔ مجھے دکھ کر اُس کے ہونٹوں پرا خفیف م سکراہٹ آئی۔ میں نے پہلی مرتبہ اُسے گہری نظروں سے دیکھا۔ میک اُپ کے بغیرا بھی وہ بے حد حسین تھی۔ دراز قامت، بھرا بھرا گدازجسم، چبرے کے نقوش بڑے دلفریب اور غزال جیسی موٹی آئکھیں۔ میں آٹھ دس سال پیچھے چلا گیا اور چثم تصور سے اُسے دیکھنے لگا۔ بھر پور جوانی میں تو وہ واقعی قیامت رہی ہوگی۔

بر پر ایک کی در ہے ہوشمروز؟'' وُرگا کے منہ ہے اپنا نام سن کر میں اس طرح اُچھلا جیسے میر۔ پیروں کے نیچے آگ بھڑک اُٹھی ہو۔۔۔۔۔میرا د ماغ سنسنا اُٹھا۔

''سینالا گائوشش کرے، اُس کی کوئی بات مجھ سے چیپی نہیں رہ سکتی۔'' دُرگا میر سے پچھ کئے سے پہلے ہی بول پڑی ۔''وہ تمہیں اپنے حسن کے جال میں پھنسا کر گرفتار کرنے کے لئے شمیراً سے پہلے ہی بول پڑی ہوں وہ جس کام کاعزم کر لیتی ہے اُسے ادھورا نہیں چھوڑتی۔ مجھے اُس کے اوھورا نہیں چھوڑتی۔ مجھے اُس کے ماتھ ہو۔ وہ جس طرح تمہیا واپس آنے کا پید چل گیا تھا اور یہ مجھے اندازہ لگانے میں دیر نہیں گل کہ وہ تمہیں اپنا بھگوا استھ لئے چیپتی پھر رہی تھی اس سے مجھے اندازہ لگانے میں دیر نہیں گل کہ وہ تمہیں اپنا بھگوا اللہ کے جس خصل کی داد دیتی ہوں۔'' مان چکی ہے۔ جس خصل کی داد دیتی ہوں۔'' میرا دیاغ من ہور ہا تھا۔ سوچئے بجھنے کی صلاحیتیں جیسے سلب ہو چکی ہوں۔۔۔'' میرا دیاغ من طرف دیتے تھے کی صلاحیتیں جیسے سلب ہو چکی ہوں۔۔۔'' کھڑ امتو حش نظروں سے اُس کی طرف دیتے تارہا۔۔۔'' کھڑ امتو حش نظروں سے اُس کی طرف دیتے اُس کے اُسے کی دارہ جس کی ساتھ ہوگئی ہوں۔۔۔۔'' کھڑ امتو حش نظروں سے اُس کی طرف دیتے اُس

کھڑا منو ک سروں ہے، ک کی رہے۔۔۔۔ ''پیسسید سب کچھ تمہیںسیتانے بتایا ہے؟'' بالآخر میرے ہونٹوں کوحرکت ہوئی میری آواز کیکیار ہی تھی۔

ییرن دار پیچیدی ں۔ ''بالکل نہیں'' دُرگا کے ہونٹوں کی مسکراہٹ گہری ہوگئے۔''تمہارے اُوپر جانے ۔ تھوڑی دیر بعد دہ بھی سوگئ تھی اور ابھی تک سور ہی ہے۔''

''تو پھرتہیں کیے پتہ چلا کہ۔۔۔'' '''نگ سے ہے''ئی کل زاکہ ما

''ایوننگ پیپر تے۔'' دُرگانے ایک بار پھر میری بات کاٹ دی۔''بڑی دلچیپ اور سنی ج سٹوری ہے۔ میں بتاؤں گی تو سارا سینس ختم ہو جائے گا۔ وہ اخبار رکھا ہے۔۔۔۔۔خود ہی پٹر لو!'' اُس نے صوفے کے سامنے شیشے کے ٹاپ والی کافی ٹیبل پر پڑے ہوئے اخبار کی طرفہ اشارہ کیا۔'' ایک گھنٹہ پہلے میں سبزی بھاجی لینے کے لئے بازار گئ تھی تو اخبار بھی لے آئی تھی۔ وہاں بیٹھو، میں تمہارے لئے جائے کے لئے کرآتی ہوں۔''

، میں باہر لان میں میٹھوں گا جائے وہیں لے آنا۔'' میں نے جواب دیا۔ میں

علاوہ وہاں قبل کی کوئی اور واردات بھی ہوئی تھی۔ پوری حویلی کی تلاشی لی گئے۔ گیٹ کے یاس روش کی بجری بر بھی خون کے دھ جے ملے تھے۔ ہم کینٹن گویال کی لاش کو وہاں سے تھیدٹ کر مجھلی طرف لے گئے تھے۔ پولیس جگہ جگہ خون کے دھبوں کا تعاقب کرتی ہوئی حویلی کے پچھل طرف پہنچ گئی جہاں ِ تازہ کھدی ہوئی جگہ دیکھ کر اُنہیں شبہ ہوا اور گڑھا کھود کر کیپٹن گویال کی لاش بھی برآ مدکر لی گئی۔ کیپٹن گویال کی لاش دیکھ کر پولیس اس نتیجے پر پیچی ہے کہ وہ کسی عورت کے انقام کا نثانہ بنا ہے۔ حویلی کے ایک کمرے سے ملنے والے پھٹے ہوئے زنانہ کیڑے بھی پولیس ك اس شب كو تقويت ديتے ہيں۔ پوليس نے حويلي سے لا تعداد فنگر پرنٹس محفوظ كر لئے ہيں اور سمنج كى لاش ميں بيوست حجر بھى اينے قبضے ميں لے ليا ہے۔ أن كى ربورث ملنے كے بعد بى كوئي حتى نتيجه اخذ كيا حاسكے گا۔

كيين كويال كى لاش ملنے كے بعد تھاؤنى ميں بھى اطلاع دے دى كئ اور فوج كے بعض بوے افسران وہاں پہنچ گئے تھے۔ حویلی کے ملازم چتون عظمے کو بھی دو پہر دو بج کے قریب تلاش کرلیا گیا مگر اُس نے اس سارے واقعہ سے لاعلمی کا اظہار کیا اور گزشتہ روز اینے ساتھ پیں آنے والے عادثے کے بارے میں بتایا۔ مپتال کے ذرائع نے اس امر کی تصدیق کر دی۔ کہ چتون سنگھ کوکل شام چھ بجے کے قریب زخمی اور بے ہوشی کی حالت میں لایا گیا تھا اور وہ پوری رات ہپتال رہا۔ میج آٹھ کجے کے قریب اُس کا ایک عزیز اطلاع یا کرائے لے گیا تھا۔ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کےمطابق کیٹن گویال اور شخبے کو گزشتہ رات دس بجے سے صبح حار بجے کے دوران کسی وقت موت کے گھاٹ اُ تارا گیا تھا۔ پولیس نے جے پور میں پتا جی کوبھی خبر کر

مہارانا دھرمیش سکھ کی حویلی میں دوہر فیل کی واردات نے شہر میں سنسنی پھیلا دی ہے۔ایک فوجی آفیسر کافل کوئی معمولی بات نہیں ۔انظامیہ کی مشینری اور پورے شہر کی پولیس حرکت میں آ

دی ہے۔ وہ کل دو پہر سے پہلے سی وقت یہاں پہنچ جائیں گے۔ اخبار کی اطلاع کے مطابق

''صورتحال واقعی علین ہو گئی ہے۔'' میں نے کہا۔'' گنگو اور اُس بڑے ٹھا کر کے بارے میں کوئی خبر؟''میں نے کہتے ہوئے برآ مدے کی طرف دیکھا۔ کلینا اور وُ رگا برآ مدے سے نکل کم اس طرف آرہی تھیں۔ کلینانے ٹرے اُٹھار کھی جس میں جائے کے کپ رکھے ہوئے تھے۔

''پورے اخبار میں کہیں بھی اُن دونو اِن کا کوئی ذکر نہیں ہے۔'' سیتانے جواب دیا۔ ' وہ گنجا گنگو کے ہاتھوں مارا گیا اور بیتو ممکن نہیں کو قل کی اطلاع اُس نے بولیس کو دکی ہو۔'' میں نے کہا۔''البتة اس امكان كونظر انداز نہيں كيا جاسكتا كدأس نے واپس جا كر بوڑھے مُعاكراوررام چند دھو لي كوصورتحال ہے آگاہ كر ديا ہواور اُن دونوں ميں ہے كسى نے خفيہ طور؟ يوليس كوخر كردى مو-'

" بوسكتا بتمهارا خيال درست موليكن أركا اوركلينا كقريب آجاني سه أكر

زرگا ہماری طرف دیکھ کرمسکراتی ہوئی دوسرے بینچ پر بیٹھ گئی۔کلینا نے ٹرے فوارے والے

وض کی منڈیر پر رکھ دی اور ایک کپ اُٹھا کر پہلے سیٹا کو دیا اور دوسرا کپ میری طرف بڑھا را۔ مجھے جائے دیتے ہوئے اُس کی نظریں جھی ہوئی تھیں۔ اُس نے تیسرا کپ دُرگا کے ہاتھ میں تھا دیا اور آخری کپ اُٹھا کر وُرگا کے قریب بیٹنج پر بیٹھ گئا۔ گزشتہ رات حویلی میں ذات پات ے حوالے سے سیتا کی ہایتیں من کراوراینے ساتھ اُس کاروبیدد مکھ کراُس نے بھی فوراُ ہی ذہن ہے ایسی باتیں نکال دی تھیں اور ہمارے برابر اُٹھتی بیٹھتی تھی۔ میں نے اُس کی طرف ویکھا تو

أس نے جلدی سے نظریں جھ کالیں۔ وہ نہا کر آئی تھی اور نکھری تک ملک ربی تھی۔ ''پیب کیا ہے بیتا؟'' دُرگانے چائے کی چیلی لے کرسیتا کی گود میں پڑیے ہوئے اخبار ی طرف اشارہ کیا۔ " تم نے مجھے کوں تبیں بتایا؟ کیاتم جھتی ہو کہ میں تمہاری کی بات سے اخلاف كرول كى ياتمهار ب ساتھ غيروں جيسا سلوك كرول كى .. تم نے ايسا كول سوچا سيتا؟ " سیتانے اُٹھ کر جائے کا کب حوض کی منڈر پررکھ دیا اور دُرگا کے سامنے کھٹول کے بل

> گھاس پر بیٹھ کراینا سراُس کی گود میں رکھ دیا۔ '' دُرگا ديوي' وه منمنا ئي _''تم واقعي ديوي بهو-''

ؤرگانے اپنا کے بینچ کی سائیڈ میں گھاس پر رکھ دیا۔ ایک نظر میری طرف دیکھا اور سیتا کے بالوں میں اُنگلیاں پھیرنے تکی ۔ اور پھر جھک کر اُس کے کان میں کوئی سرگوشی کی۔ ستاس طرح أجهل جيك سي بجهون ولك مارديا مو وه متوحش نظرون سے وركاكى طرف د مکھر ہی تھی۔

000

'' کیا ہوا میں نے کوئی غلط بات کہددی؟'' دُرگانے سیتا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اُس کے ہونٹوں پر خفیف می مسکراہٹ تھی۔'' کس طرح چھپاؤگی اس ہیرے کولوگوں کی نظرولا

اب میں سمجھ گیا کہ دُرگانے سیتا کے کان میں کیا سرگوشی کی ہوگی۔ سیتا نے گردن گھا کرمیری طرف دیکھا، اُس کے ہونٹوں پراب بھی مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ وہ دُرگا کے سامنے سے ہٹ گئی اور حوض کی منڈیر سے اپنا چائے کا کپ اُٹھا کرمیر نے قریب آگئی۔ ''دُرگا دیوی!'' وہ اُس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔''ہیروں کی پیچان ہرایک کوئیلر ہوتی۔ اور پھر جو محض ایسی قیمتی چیز اپنے پاس رکھتا ہے اُس کی حفاظت کرنا بھی جانتا ہے۔ اور آ جانی ہو کہ میں نے ہمیشہ این ہر چیز کی حفاظت کی ہے۔ ایک محف نے دھوکے کے بل بوتے ہا

جا ی او دیں سے بیستہ بی اور اُس کا انجام بھی تم و کیے چکی ہو۔'' سیتا نے کیٹین گو پال کا نام لئے میری ایک متاع چینی تھی اور اُس کا انجام بھی تم و کیے چکی ہو۔'' سیتا نے کیٹین گو پال کا نام لئے بغیر کہا۔ جسے وہ اپنے انتقام کا نشانہ بنا چکی تھی۔''اور یہ جھے اپنی متاع سے بھی زیادہ عزیز ہے۔' میں اپنی جان لڑا دُوں گی مگر اس پر کوئی آئے نہیں آنے دُوں گی۔''

''میں جانتی ہوں ۔۔۔'' وُرگانے اثبات میں سر ہلایا۔''لیکن سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ اُ اے کب تک دوسروں کی نظروں سے چھپاؤگی۔''

''جب تک ممکن ہوگا۔''سیتا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور میری طرف دیکھنے گئی۔ ''ٹھیک ہے۔۔۔۔۔'' وُرگانے گہراسانس لیا۔''تم وشواش لے کر میرے پاس آئی ہو اور ملم تمہارے وشواش کوٹھیں نہیں لگنے وُول گی۔اور مجھ ہے جوہو سکے گاتمہاری مدد کروں گی۔'' ''اگر مجھے وشواش نہ ہوتا تو یہاں نہ آتی۔''سیتا نے کہا۔''بہر حال! باقی باتیں بعد میں کہ وقت ہوں گی۔ اس وقت کوئی ایسا ذکر مناسب نہیں۔'' اُس نے آئھ سے کلیا کی طرف اشار ہا

کیا۔ پھر بولی۔''اس اخبار میں لکھا ہے کہ پتاجی کی حویلی میں ہونے والی در گھٹٹا کے بارے میں ا اطلاع دی جا پچکی ہے اور وہ کل دو پہر کے بعد کسی وقت یہاں پہنچ جائیں گے۔ کیا پتاجی اب بھی یہیں آگر تھہرتے ہیں ۔۔۔۔میرا مطلب ہے تمہارے پاس؟''

یں مہارے یہ جی کو شاید اب مجھ نے زیادہ دلیکی نہیں رہی۔'' وُرگانے گہرا سانس لیٹے ہوئے جواب دیا۔'' آخری مرتبہ دہ پانچ مہینے پہلے آئے تھے۔اور میرے پاس صرف ایک راج

ہوئے جواب دیا۔'' آخری مرتبہ وہ پاچ مہینے پہلے ائے تھے۔اور میرے پاک صرف ایک رائے رہے تھے۔ اُن کا زیادہ وقت جیٹھا نند کے ساتھ گزرتا ہے۔ اُس کی حویلی میں راگ رنگ کیا

محفلیں بجتی ہیںاب دیکھووہ کہاں تھہرتے ہیں؟ مجھے تو ابھی تک انہوں نے فون پر اطلاع نہیں دی۔''

ہیں دں۔ ''جیٹھا نندتو سناتھا کہ ہندوستان ہے باہر جانے والا ہے۔اُس نے شاید سوئٹڑرلینڈ میں جگہ خرید لی ہے۔ باقی زندگی وہیں گزارنے کا ارادہ رکھتا تھا۔''سیتانے کہا۔

ر میں اسٹ ورگانے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔"ایک مہینہ رہ کر واپس آ گیا۔ چٹی چری والی میوں نے اُس کخرے برداشت نہیں گئے۔ یہ ہندوستانی عورتیں ہی ہیں جوان چری والی میوں نے اُس کے خرے برداشت نہیں گئے۔ یہ ہندوستانی عورتیں ہی تیں جوان

بذھوں کے نخرے برداشت کر لیتی ہیں۔انہیں جیسے بھی نو چا کھسوٹا جائے اُف تک نہیں کرتیں۔ نکین وہ چٹی چڑی والےانہوں نے اس بڑھے کو حد ہے نہیں بڑھنے دیا اور وہ منہ لٹکائے واپس آگیا۔اب ہندوستانی عورتوں کی تعریفیں کرتے ہوئے نہیں تھکتا وہ۔'

"''کلینا نام ہے اس کا …… لا وارث ہے۔ بڑا انیائے ہوئے ہے اس پر۔'' سیتا نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہااور پھراُ سے کلینا کے بارے میں بتانے لگی۔

''میں نے اسے دو باتوں کے کارن جیوڑنا مناسب نہیں سمجھا۔' وہ کہدری تھی۔''اگراسے چھوڑ دیا جاتا تو یہ یا تو دوبارہ بدمعاشوں کے ہتھے چڑھ جاتی یا پولیس کے ۔۔۔۔۔ دونوں صورتیں ہمارے حق میں نہ ہوتیں۔ یہ ہمارے بارے میں سب پچھاُ گل دیق جس سے ہمارے لئے مشکلات پیدا ہو جاتیں۔ویے میں اس خیال ہے بھی اسے اپنے ساتھ لے آئی ہوں کہ اب اس دنیا میں اس کا ہے کون؟ کسی کے ہاتھ لگ گئ تو اس کی زندگی برباد ہو جائے گی۔'

'' کیا برتمہاری اصلیت سے واقف ہے؟'' دُرگانے بوچھا۔ '' یہ ہماری اصلیت سے واقف نہیں لیکن اسے جیجا جی کہتی ہے۔'' سیتا نے مسکراتے ر میں

ہوئے جواب دیا۔ ''بڑی بےشرم ہوگئی ہوتم'' وُرگا بھی مسکرا دی۔ '' سن : اس کی ا۔۔۔

برن جسم الموارد المحتمل الموارد المستان الموارد المحتمل الموارد المحتمل المحت

کر برتن دھونے گئی۔اور جائے بھی ای نے بنائی تھی۔'' '' کیا واقعی؟'' میتا اُٹھیل پڑی پر''بڑی خوش ذا کقتہ جائے تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ۔ ۔ تہ ہیں۔

واقعی تمہارے کا م کی ہے۔ کیکن اگر بھی پتا جی کی نظراس پر پڑگئی تو۔۔۔۔'' ''چپ رہو۔۔۔۔'' دُرگانے اُسے ڈانٹ دیا۔''اپنے باپ کے بارے میں ایسی با تیں تمہیر شو بھانہیں دیتس۔''

''باپ ہی ایبا ہوتو کیا، کیا جائے؟'' سیتا ڈھٹائی ہے مسکرا دی۔''اس کا تجربہ تو تمہیں مجمع ہے دُرگا دیوی!''

ہے ذرگا دیوی!'' ''ٹھیک کہتی ہو۔'' دُرگانے گہراسانس لیا۔''اس بڈھے کا دیسے کوئی بھروسنہیں ہے۔ مجھے اُس کا خیال رکھنا بڑے گا۔''

کلینا کے واپس آ جانے سے موضوع بدل گیا۔

''اچھا بھی ۔۔۔۔۔تم لوگ باتیں کرو میں رات کے بھوجن کی تیاری کروں۔'' دُرگا کتے ہوئے اُٹھی تو کلینا بھی اُس کے ساتھ ہی اُٹھ گئی۔

''میں بھی آپ کے ساتھ چلتی ہوں۔ کام میں ہاتھ بٹاؤں گی۔'' اُس نے کہا۔ وُرگا کچھ کتا کی بھائے مسکرا کررہ گئی۔

ہم دریتک باتیں کرتے رہے۔ ہمارے پاس صرف ایک ہی موضوع تھا۔ کل رات حوال میں رونما ہونے والے واقعات پولیس کی تقیش کس نتیجے پر پہنچے گی؟ کیپٹن گو پال کی لاگر د کھے کر پولیس کا بیہ اندازہ تو بالکل درست ثابت ہوا تھا کہ وہ کس عورت کے انقام کا نشانہ، ہے۔ بیڈرُ وم سے سیتنا اور کلینا کے بھٹے ہوئے کیڑوں سے اس کی تصدیق بھی ہوگی تھی۔ لیکن اُس سیحے کی لاش کو کہاں فٹ کیا جائے گا؟

پولیس کے لئے یہ کیس یقینا بہت بیچیدہ ثابت ہو گالیکن میرے خدشات بہر حال اپنی جگر پر موجود تھے۔ پولیس نے حویلی ہے ف تگر پرٹٹس بھی اُٹھائے تھے۔ میرے پنٹس کی تو ظاہر ہ شاخت نہیں ہو سکے گی۔لین پولیس کسی شبے کی بنا پر اگر سیتا کے پرٹٹس کو چیک کرنے کی کوشٹر کر بے تو معاملہ گڑ بڑ ہو جائے گا۔اس میں شبہ نہیں کہ پولیس بعض اوقات سامنے کی ایسی با تول کو بھی نظر انداز کر دیتی ہے جن سے فوری طور پر کوئی مثبت نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہو۔لیکن بعض اوقات بال کی کھال نکالتے ہوئے یہ پولیس والے بہت وُدر تک بہنچ جاتے ہیں۔

سیتا نے کیپٹن گویال کومردانگی ہے محروم کردیا تھا۔ کئے ہوئے عضو ہے ہی پولیس اس نتیجہ ہ کینچی تھی کہ گویال کسی عورت کے انقام کا نشانہ بنا تھا۔ کوئی الیی عورت جواپی مرضی کے خلاف کیپٹن گویال کی ہوس کا شکار ہوئی تھی۔

پی رہاں کا بروں کا حدود ہوں ہے۔ اگر کئی ذہین پولیس آفیسر نے کسی طرح یہ پہۃ چلا لیا کہ بھی سیتا کیپٹن گو پال کی زیادتی ' شکار ہوئی تھی تو گڑ بڑ ہوسکتی تھی۔ سیتا کے ساتھ وہ افسوس ناک واقعہ ہے پور میں پیش آیا تھا،

جرم تو گو پال تھا مگر اُس نے فوج میں اپنے عہدے اور تعلقات سے کام لے کر سیتا کے ایک غربہ مسلمان دوست کو پھنسا دیا تھا اور پولیس نے اُسے مار مار کر موت کے گھاٹ اُ تار دیا تھا۔
یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا۔ سیتا ہی کے کہنے کے مطابق جے پور میں اس واقعہ کو خاصی ہیں جیسلمیر اگر چہ جے پور سے ساڑھے چھ سوکلومیٹر دُور تھا مگر آج کے دور میں خبر کے دور میں جند میں جند میں جند میں جند کی جہنچنے میں چند

کینڈ ہے زیادہ مہیں لگتے۔ وہ خبر جیسلمیر کے اخبارات میں بھی چھپی ہوگی۔اوراگر کسی پولیس آفیسر کے ذہن میں وہ یاد تازہ ہوگئ تو وہ گڑھے مُر دے اُ کھاڑنے کی کوشش ضرور کرے گا۔حویلی سے ملنے والے اُنگلیوں کے نشانات کو میتا کی اُنگلیوں کے نشانات سے ملانے کی کوشش ضرور کی جائے گی۔ جے پور میں

اُس کے گھر ہے ایسی چیزیں منگوالی جائیں گی جواُس کے استعال میں رہی ہوں گی۔اور جب نثانات مل جائیں گئے گی۔ نثانات مل جائیں گے تو پولیس کو دواور دو کا نتیجہ اخذ کرنے میں زیادہ دیرنہیں لگے گی۔

دوسری طرف گنگو تھا جو فرار ہو گیا تھا۔ پوکیس کو کسی خفیہ ذریعے سے حویلی کے بارے میں اطلاع ملی تھی۔ ہوسکتا ہے پولیس کو یہ اطلاع گنگوہی نے دی ہو، یاممکن ہے وہ حویلی سے فرار ہو کر سیدھا بوڑھے ٹھا کربلبیر شکھ کے پاس پہنچا ہوا وربلبیر شکھنے پولیس کو گمنام اطلاع دے دی ہو۔ ہوسکتا ہے پولیس کو اطلاع ان دونوں میں ہے کسی نے نہ دی ہوکوئی تیبر احضرات کو ہوسکتا ہے بولیس کو اطلاع ان دونوں میں ہے کسی نے نہ دی ہوکوئی تیبر احضرات کو

سدهابور مطیحها رہبیر سکھ نے پاس بہچاہواور ہیں سکھ نے بوت کو مہا ما سلاب دے دل ہو۔ ہوسکتا ہے پولیس کواطلاع ان دونوں میں ہے گئی نے نہ دی ہوکوئی تیسر احتصرات کو حویلی میں فائر نگ بھی ہوئی تھی اور کلینا کی چینیں بھی گونجی تھیں۔کوئی الیا شخص جس نے چینوں ادر فائر نگ کی آوازیں بھی سنی ہوں، اور اُس نے گمنام رہ کر پولیس کوخبر کر دی ہو۔لیکن میں نے بدخیال بھی ذہن ہے جھٹک دیا۔ اگر کسی کو کسی گڑ بڑکا شبہ ہوا بھی تھا تو اُسے رات ہی کو پولیس کو اطلاع دے دینی چاہئے تھی آج دن کے گیارہ ہج تک انتظار کیوں کیا؟

میں جتنا سوچتا اُ تنا ہی میرا ذہن اُلجھتا چلا گیا۔ معاملہ خاصا چیدہ ہو گیا تھا۔ سیتا کواب بھی میر دخیالات ہے اتفاق نہیں تھا۔ وہ خاصی مطمئن تھی۔ اُس کے خیال میں پولیس کسی طرح بھی جیسلمیر میں اُس کی موجود گی کا سراغ نہیں لگاستی تھی۔

ہم دونوں لان ہی میں بیٹھے رہے۔اور جب کلینا نے کھانا لگ جانے کی اطلاع دی تو ہم اُٹھ کراندر آگئے۔اس وقت بھی کھانے میں دو تین ڈشیں تھیں جوسب کی سب سنر یوں سے تیار کی گئ تھیں۔ میں سنری خوروں میں پھنس گیا تھااور کئی روز سے گوشت کھانے کونہیں ملا تھا۔

ل کی میں۔ ہیں سبزی خوروں ہیں ہیں میں ایا تھا اور یں روز سے وست ھاسے و ہیں میں سا۔
کھانے کے بعد ہم لا وُرنج میں ہیٹھے دیر تک با تیں کرتے رہے۔کلپنا کچن دھونے کے بعد
صفائی وغیرہ کررہی تھی۔ اُس نے وُرگا کوئی کاموں سے فارغ کردیا تھا۔کام سے فارغ ہوکروہ
بھی ہمارے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ اُسے دکھے کرکہا جا سکتا تھا کہ اُس کے ذہن سے ہرقتم کا ڈرخوف
نگل گیا تھا اور یہاں وہ یوری طرح مطمئن تھی۔

رات کا ایک نج گیا۔ مجھے نینرا آنے گی تو میں اُٹھ کر اُوپر اُس کمرے میں آ گیا جوہم نے

یہاں پہلے ہی منتخب کرلیا تھا۔ میں بستر پر لیٹتے ہی نیند کی آغوش میں پہنچ گیا تھا۔

صبح مجھے بری طرح جھنجھوڑ کر جگایا گیامیری نیند پوری نہیں ہوئی تھی۔اس طرح جگائے جانے ہے آنکھوں میں مرچیس می لگ ربی تھیں اور د ماغ میں سنسناہٹ ہور ہی تھی۔

''اے مہابیر شکھ۔۔۔۔۔ اُٹھو! جلدی کرو'' سیتا میرے کندھے کو جھٹکا دیتے ہوئے تیز کہج یولی

'' کیا ہے۔۔۔۔؟'' میں نے خوابیدہ کہیج میں پوچھا۔'' قیامت آگئی ہے کیا؟'' ''وہ قیامت ہے بھی بڑی چیز ہے۔'' سیتا بولی۔'' پتا جی آگئے ہیں۔۔۔۔جلدی اُٹھو! بھا گو

وہ میں مت سے میں برن پیر ہے۔ میں بول یہ کی ان مصل کئی مدری موجود ہاں ہاں ہے۔'' ہاں ہے۔'' منظم میں مصل میں میں میں میں میں میں میں میں مصل کئی معرب موجود کا ساتھ میں معرب موجود کا ساتھ میں موجود کا ساتھ

میرے د ماغ میں زوردار دھا کہ ہوا اور آئھیں پوری طرح کھل کئیں۔ میں ایک جھٹکے سے اُٹھ کر بیٹھ گیا۔اور اِدھراُدھر دیکھنے لگا۔

'' کہاں ہیں تہارے پتا جی؟'' میں بدحواس میں إدهراُ دهر و میصے لگا۔

''وہ باہر کلی میں موجود ہیں۔اندرآنے ہی والے ہیں۔''سیتا نے کہا۔میرے د ماغ میں الکی اور دھا کہ ہوا۔ میں موجود ہیں۔اندرآنے ہی والے ہیں۔''سیتا نے کہا۔میرے د ماغ میں ایک اور دھا کہ ہوا۔ میں بیڈے آڑ کر جوتے پہنے لگا۔اس کے ساتھ ہی میں سوچ ر ہا تھا کہ اگر سیتا کا باپ باہر گلی میں موجود ہے تو ہم حویلی ہے کیے نکل میں گے؟ حویلی کی دیواریں بھی اتی او پی تھیں کہ ان پر چڑھنا محال تھا اور باہر جانے کا کوئی اور راستہ بھی مجھے اب تک نظر نہیں آیا تھا۔ میں نے اُٹھ کر سیتا کی طرف دیکھا۔وہ شبخوابی کے لباس میں تھی۔ بال بھرے ہوئے، چرہ ستا ہوا اور آئکھیں سرخ ہورہی تھیں۔

''جلدی آؤ!''وہ دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔

''کینا کہاں ہے؟'' میں نے کہتے ہوئے سیتا کے پیچھے چھلانگ لگا دی اوراُی لمحہ میری نظم کلینا پر پڑگئی۔ وہ درواز ہے کے سامنے راہداری میں کھڑی تھی۔اُس کے جسم پر وہی لباس تھا جو کل شام کو بہن رکھا تھا۔اُس کے بال بھی بکھر ہے ہوئے، چبرہ ستا ہوااور آ تکھیں سرخ تھیں۔ ہم سیتا کے پیچھے تیزی سے چلتے ہوئے نیچ آ گئے جہاں لائی میں دُرگا ہماری منتظر تھی۔اُس کے چہرے یہ بھی تشویش نمایاں تھی۔

پر سے پیدی کے ساتھ اسی راہداری میں آگئے جس کے مین اُوپر وہ راہداری تھی جس کے دائیں ہم دُرگا کے ساتھ اسی راہداری میں آگئے جس کے مین اُوپر وہ راہداری تھی جس کے دائیں ہارے وہ کمرے وہ کمرے وہ کمرے میں جھپا دے گی، اور میرے خیال میں بیر جمانت ہی ہوتی۔اگر یہاں کسی کمرے میں جھپانا تھا تو اُوپر والا کمرہ کیا براتھا؟ مگر دُرگا کسی کمرے کا رُخ کرنے کی بجائے سامنے باتھ رُوم میں تھی اندرآنے کا اشارہ کیا۔

میری آنکھوں میں اُلجھن ی تیر گئے۔ کیا وہ ہمیں باتھ رُوم میں بند کرنا چاہتی تھی؟ میں نے

اندرقدم رکھتے ہوئے سوچا۔ لیکن میرا پی خیال بھی غلط نگلا۔ اندرقدم رکھتے ہوئے سوچاں کی طرف کا میں شاہد تا اس کا طرف

ہاتھ اُ دم کسی کمرے ہی کی طرح بہت کشادہ تھا۔ ایک طرف سنگ مرمر کا بہت بڑا ہاتھ ثب بھی تھا اور ید ہاتھ رم کے نکڑے گئے ہی تھا اور ید ہاتھ روم جدید ترین مہولتوں ہے آ راستہ تھا۔ فرش پر سنگ مرم کے نکڑے گئے ہوئے تھے۔ تمام مکڑے پانچ ہانچ اپنچ کے ہوئے تھے۔ تمام مکڑے پانچ ہانچ اپنچ کے ہیں۔

ہوں تھے اور بڑی نفاست سے لگائے گئے تھے۔

ا کرگا باتھ رُوم کا دروازہ بند کر ہی رہی تھی کہ باہر سے کال بیل کی آ واز سنائی دی۔ وہ جلدی ہے آگے بڑھ گئے۔ دائیں طرف کموڈ لگا ہوا تھا۔ اُس کے چیچے دیوار کے ساتھ لٹش ٹینئی تھی۔ اُس نے ٹینئی کا ڈھکنا اُٹھادیا اور اندر بھرے ہوئے پانی میں ہاتھ ڈال کر پچھٹو لئے لگی۔ ٹینئی میں بھرا ہوا یانی پرشور آ واز کے ساتھ کموڈ میں بہہ گیا اور دوسرے ہی لمحہ میری آ تکھیں حیرت ہے بھیل

کئیں۔ پہلے تو میں اُسے اپنا واہم سمجھا تھالیکن وہ جو کچھ بھی تھا حقیقت تھا۔ میں متوحش نظروں سے سامنے والی اُس دیوار کو دیکھر ہا تھا جس پر فرش سے جھت تک سنگ مرمر کے مکڑے لگے ہوئے تھے۔ وہ دیوار بچ سے ثق ہورہی تھی۔ اُس کا ایک حصہ آ ہستہ آ ہستہ سر کتا ہوا بائیں طرف کی دیوار میں عائب ہورہا تھا۔ اُس دیوار میں اتناراستہ بن گیا تھا کہ ایک پہلوان تیم کا موٹا تازہ

آدی آسانی ہے اندر داخل ہوسکتا تھا۔ ہم نتیوں اُس دیوار کے دوسری طرف آگئے اور دیوار آہتہ آہتہ دوبارہ اپن جگہ پر آنے لگی۔

''جیسے ہی موقع ملا میں آنے کی کوشش کروں گی۔'' ڈرگانے کہا۔''ویسے چتا کرنے کی ضرورت نہیںیہاں تم لوگ بالکل محفوظ رہو گے۔''

دیوارا پی جگہ پرآ گئی ۔ ہیں نے گہرا سانس لیتے ہوئے سیتا کی طرف دیکھا اور پھر دیوار کو اُور پیر دیوار کو اُور پی اُوپر سے پنچ تک گھورنے لگا۔اس طرف اگر چہسنگ مرمر کے ٹکڑ نے نہیں گئے تھے، عام پلستر تھا جس پر رنگ کیا ہوا تھا لیکن اُس میں کوئی بال برابر لکیر بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی جس سے انداز ولگایا جا سکتا کہ بید یوار دو حصول میں تقییم ہو سکتی ہے۔

یہ ایک کشادہ کمرہ تھا جس میں چندٹوئی پھوٹی کرسیاں اور کچھ فرنیچر بے ترقیمی سے پڑا ہوا تھا۔ میرا خیال تھا کہ نامعلوم مدت تک ہمیں اس کمرے میں ہی قیدر ہنا پڑے گا۔ لیکن جب میں دوسری طرف گھوما تو ہائیں طرف کی دیوار میں ایک دروازہ دیکھے کرمیری آٹھوں میں چیک می اُئجرآئی۔ سیتا مجھ سے پہلے ہی اُس دروازے کی طرف قدم ہڑھا چیکی تھی۔

میں نے کلینا کی طرف دیکھا۔ اُس کے چہرے پر ایک بار پھر خوف کے سائے اُبھر آئے سے اُس دوران سیتا دروازہ کھول چکی تھی۔ اس ہے آگے ایک مختصری راہداری تھی۔ میں کلینا کا باتھ پُر کرراہداری میں آگیا۔ راہداری کے اختتام پر بال نما بڑا کمرہ تھا۔ اُس میں اوسط در ہے کا فرنچ راگا ہوا تھا۔ ایک کمرہ اُس راہداری کے دائیں بائیں تھا اور ایک سامنے۔ اس کمرے کا فرنچ راگا ہوا تھا۔ دوسری طرف بھی ایک دروازہ تھا۔

مجھے تو یہ سب کچھ دیکھ دیکھ کر حمرت ہو رہی تھی۔ سیتا کی آنکھوں میں بھی حمرت اور اُلجھن ے تاثرات نمایاں تھے۔ ہم لوگ ایک ایک کمرے میں گھومتے ہوئے کجن میں آ گئے۔ بہال، نام ننتے ہی اُڑ کئی تھی۔ کیکن'' ضرورت كابرسامان موجود تقابه

به تین بیڈ زُ ومز کا ایک مکمل مکان تھا اور اُس کی آ رانتگی اور سامان دیکھ کر انداز ہ لگایا جا سکتا تھا کہ یہاں کسی کی رہائش بھی ہے۔

۔..، کا کا کا ہاں ۔۔۔ ، سیتا نے آخری دروازہ کھولا تو میری آنکھوں میں چیک می اُبھر آئی....سامنے ایک کشادہ یختہ صحن تھا جس کے عین بیچ میں ایک گول کیاری بھی جس کے گردتین چار ایچ اُو کِی پختہ منڈیر تھی اورایں کیاری میں تکسی کا بودہ لگا ہوا تھا۔ شحن کی دیواروں کے ساتھ بھی تین تین فٹ چوڑ گی کیار ماں تھیں جن میں پھولوں کے بود ہے لگے ہوئے تھے۔سامنے والی دیوار میں وہ دروازہ تھا جوغاليًا كلي مِين كھلٽا تھا۔

سیتا اُس دروازے کی طرف بڑھی تو میں بھی اُس کے ساتھ ہی تھا۔ اُس نے دروازہ کھول اُ کر ہاہر جھا نکا، میں بھی گردن آ گے نکال کر ادھراُ دھر دیکھنے لگا۔ یہ ایک تنگ ی فلی تھی جس میں ا مکانوں کے دروازے ایک دوسرے سے خاصے فاصلے پرنظرآ رہے تھے۔ بیتمام مکان برانی طرزا کے تھے۔ درواز وں کے درمیانی فاصلے بتارہے تھے کہ بیرمکان اندرے کائی کشادہ ہول گے۔ کلی تقریباً سوگز کمبی تھی۔اس کے اختیام پر غالبًا کوئی بازارتھا۔ اِ کا دُ کا لوگوں کی آمد ورفت د کھائی دے رہی تھی۔البتہ کلی بالکل سنسان تھی۔سیتا نے دروازہ بند کر کے کیڈا چڑھا دیا اور ہم ہال کمرے میں آ گئے جہال کلینا کھڑی متوحش نظروں سے ادھراُدھرد کھور ہی تھی۔

''تمہارے باپ کوالی کیا پڑی تھی کہ راتوں رات ساڑھے چھ سوکلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے صبح سورے پیاں پہنچ گیا۔'' میں نے ایک صوفے پر جیٹھتے ہوئے کہا۔ میری مخاطب ظاہر ہے

''مہاراج دھرمیش شکھ کی حویلی میں دوافراد کاقتل کوئی معمولی بات نہیں۔'' سیتا نے جواب دیا۔''اور پھرلیبیٹن گویال سکھواُن کا بھتیجا تھا۔اُس فوجی آفیسر کے مل نے تو انتظامیہ کو ہلا کررکھا د ہا ہوگا کل کے اخبار میں تو یہی لکھا تھا کہ یا جی کو ہے پور میں اطلاع دیے دی گئی ہے اوروہ کل دو پہر تک بہنچ جائیں گے لیکن میں جھتی ہوں کہ اس درگھٹنا نے پتا جی کوبھی ہلا کرر کھ دیا ہو گا اور وہ رات ہی کو و ہاں سے چل پڑے۔''

''ہمیں تو اُنہوں نے گھرے بے گھر کر دیا ناں۔''میں نے کہا۔''کتی میٹھی نیندسور ہا تھا۔ا میراخیال ہےاہمی تو سات بھی ہیں بجے ہوں گے۔''

''سوا سات'' سیتا نے دیوار پر آویزال گھڑی کی طرف و میصتے ہوئے کہا۔''اور کیا تمہیں یہ گھرنہیں لگ رہا؟ ہر چیز موجود ہے یہاں۔اکرتم چاہوتو کسی بھی کمرے میں جا کرم

''اب اگر جاگ گئے ہیں تو دوبارہ سونے کا سوال ہی پیدانہیں ہوتا۔ نیندتو تمہارے پتا کا

''لیکن کیا؟''سیتانے اُلجھی ہوئی نظروں ہےمیری طرف دیکھا۔

''شاید ہمیں بھوکا رہنا پڑے۔ کم از کم اس وقت تک جب تک تمہارے پتا کہیں چلے نہیں عاتے ۔ اوراس وقت تک'

ا یے عقب میں کھنٹی کی آ وازین کر مجھے یوں لگا جیسے میرے سریر بم پھٹا ہو میں اپنی جگہ ہے کئی فٹ اُو پراُ کھِل پڑا تھا۔ سیتا اور کلینا بھی وحشت ز دہ سی ہو کئی کھیں۔

میں سیجل کر پیچھے مُزا تو میرے منہ ہے گہرا سانس نکل گیا۔صوفے کے ساتھ ذرا پیچھے ایک جھوٹی تیائی پر نیلی فون رکھا ہوا تھا اور اُس کی گھنٹی بج رہی تھی۔ میں اُلجھی ہوئی نظروں سے سیتیا کی طرف دیکھنے لگا۔ میدمکان پیتے نہیں کس کا تھا اور فون کال بھی نجانے کس کے لئےاجھی تك توجميں اس مكان ميں كوئي ذي رُوح نظرتہيں آيا تھا۔

سیتانے اشارہ کیا تو میں نے فون کا ریسیوراُ ٹھا کر کان سے لگالیالیکن بولا کچھ ہیں۔ دوسری طرف سے کسی کے بولنے کا منتظرتھا۔ مجھے زیادہ انتظار ہیں کرنا پڑااورا یک لمحہ بعد ہی ایک نسوائی آ واز میری ساعت سے ٹکرائی۔ 🔃

''سیتا..... میں دُرگا بول رہی ہوں۔''

''اوہ! دُرگا جی۔''میرےمنہے گہرا سانس نکل گیا۔

''مهاییر جی!'' دُرگا کی آواز سنائی دی۔''ابھی تھوڑی دیر میں راجیو نام کا ایک آدمی مكان يريبي جائے گا۔ وہ تم لوگوں كے ناشتے كھانے كابندوبست كرد ہے گا۔ يريشان ہونے كى ضرورت نہیں۔''

''شكريه دُرگا جي !''ميں نے كہا۔''تم نے جس طرِح ہميں حويلي سے نكالا تھا ميں تو يہي سمجھا تھا کہ ہمیں فاقہ ہی کرنا پڑے گا۔''جواب میں ہسی کی مللی ہی آواز سنانی دی اور پھر لائن بے جان ہونئا۔ میں نے ریسیورر کھ دیا۔

" اجبو گاندهی هارے لئے ناشتہ لے کرآ رہے ہیں۔" میں نے سیتا کی طرف ویکھتے

''تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا؟'' سیتا نے مجھے گھورا۔'' اُس کی تو را کھ بھی اب تک نیست و نابود ہو چکی ہوگی۔ پرشاید اُس کی آنماتم ہے <u>ملنے کے لئے آنے والی ہو۔''</u>

"أتما مو يا كوئى جيتا جا كما انسان" ميس نے كہا۔" ببرحال! مارے كھانے پينے كا بندوبست ہو گیا ہے۔ ابھی تھوڑی دریمیں''

میرا جمله ململ ہونے سے پہلے ہی باہر کے درواز بے پر دستک کی آواز اُ بھری تو میں اپنی جگه سے اُنچھ گیا۔''وہ آگیاہے۔'

میں باہرآ گیا۔ بیرونی دروازے کے قریب بہنچ کر کنڈ اگرانے سے پہلے میں نے دروازے ا کی جھری سے جھا تک کر دیکھا، وہ آ دمی دروازے کے بالکل قریب کھڑا تھا اور اُس کے صرف کپڑے ہی دکھائی دے رہے تھے۔ اُسی لمحہ دستک ایک بار پھر اُ بھری اور ساتھ ہی ایک بھاری آمانہ جائی دی

''مهابير جي! در واز ه کھولوراجيوآيا ہوں۔''

میں نے کنڈا گرا دیا۔ ڈرگا نے اُسے میرا نام بھی بتا دیا تھا۔ دروازہ کھلتے ہی جوآ دی اندر۔
داخل ہوا اُسے دیکھ کرمیر ہے جسم میں سننی کی ایک لہری دوڑگئی۔۔۔۔۔اُس کا قد ساڑھے چھ نٹ ہے۔
ہے بھی کچھ نکلتا ہوا تھا۔ آ بنوی رنگت، اُس نے دھوتی اور تمیض پہن رکھی تھی جس کے بٹن کھلے
ہوئے تھے۔ اُس کا چوڑا سینہ ریچھ کی طرح سیاہ بالوں سے بھرا ہوا تھا۔ شیوتو شاید اُس نے پچھ اُ
دیر پہلے ہی بنایا ہوگا اور مونچھیں رُخساروں تک پھیلی ہوئی تھیں جس سے اُس کا چہرہ خاصا
دیر پہلے ہی بنایا ہوگا اور مونچھیں رُخساروں تک پھیلی ہوئی تھیں جس سے اُس کا چہرہ خاصا

دیر پہنے ہی بنایا ہو ہ اور ہوئیں رسارری سے بین مدت سے است کا است بنات ہوئی کی طرح بڑا سا بالا اورسر پر خوفناک ہوگیا تھا۔موٹی موٹی سرخ آئنھیں، ایک کان میں چھوٹی پیتل کی ڈولی تھی جس میں گوالوں کی طرح کپڑالپیٹ رکھا تھا۔ اُس کے ایک ہاتھ میں چھوٹی پیتل کی ڈولی تھی جس میں دُودھ تھا اور دوسرے ہاتھ میں شاپنگ بیگ تھا جس میں غالبًا ناشتے کا سامان تھا۔

'' نمسکار مہابیر جی!'' اُس نے دونوں ہاتھ کسی قدر اُوپر اُٹھاتے ہوئے کہا۔'' آ دھا گھنٹہ پہلے مجھے دُرگا دیوی نے بتایا تھا کہ مہمان آئے ہیں۔ان کے کھان پین کا بندوبست کروں۔ ڈھابے پر دیر ہوگئ۔''

مر منطب پیسیان ''اچھا..... ٹھیک ہے۔ پہلے ہمارے لئے چائے بناؤ، پھر ناشتہ تیار کرنا۔'' میں نے دروازہ ا بند کرتے ہوئے کہا۔

وہ اندر داخل ہوا تو میں بھی اُس کے پیچھے ہی تھا۔ اُس نے سیتا کا نام لے کر پرنام کیا تو میں چونک پڑا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ سیتا کو جانتا تھا۔ سیتا کے منہ ہے بھی گہرا سانس نکل گیا۔ '' کئیبی ہوسیتا جی ……؟'' راجیو بولا۔''بہت عرصہ ہے درس نا ہی دیا ہو۔ پڑھائی کیسی جا

''' بنب ٹھیک ہی جارہی ہے۔'' سیتانے جواب دیا۔'' تمہیں دُرگانے یہاں بھیجا ہے نا ۔۔۔۔ اور اُس نے تمہیں کچھ تمجھا ما بھی ہوگا۔''

'''تم چینا مت کروسیتا جی!''راجیوجلدی ہے بولا۔''ہم نے سیتا دیوی کے بارے میں پچھ نہیں سنتا۔ درنتوں ہے اُسے نہیں دیکھا ہول۔''

'' ٹھیک ہے۔۔۔۔۔اب جاؤا پہلے ہمارے لئے چائے بناؤ۔'' سیتا نے کہا۔ راجیو پُن والی راہداری میں چلا گیا اور میں سیتا والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

میں ہے ہے''' میں نے کچن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پو چھا۔ '' یہ بڑی تق شے ہے۔'' میتا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔'' بچین سے ہمارے گھر میں

ر سے ہیا ہی نے دُرگا کو بیر حویلی لے کر دی تو اسے بھی ساتھ بھیج دیا۔ کتے کی طرح وفاوار سرف سرف ہے۔ جان دے دے گاپر مالک پر آنچ نہیں آنے دے گا۔ کل میں نے اسے حویلی میں نہیں ماری سے ماری کی میں بھیج دیا ہے۔''

ِی نیما تو یہی تبھی تھی کہ شاید ڈرگانے اسے واپس بھیج دیا ہے۔'' ''اگر تبہارے بتا ہے اس کا سامنا ہو گیا تو تمہارے بارے میں بتا تو نہیں دے گا؟'' میں

نے پوچھا۔ ''سبیں ۔۔۔'' سیتا بولی۔'' دُرگا نے اسے سمجھا کر ہی یہاں بھیجا ہوگا۔ اور پھر مجھے حویلی کی بحائے یہاں دیکھ کربھی بہت کچھ بچھ گیا ہوگا۔''

'' یہ مکان'' میں نے کہتے ہوئے إدهر أدهر دیکھا۔'' میں نے سنا تھا کہ محلات اور حولیوں میں زیرز مین سرنگیں اور خفیہ راستے ہوتے ہیں۔ آج پہلی مرتبد دیکھا ہے۔ میں تو سوچ مجن نیس سکتا تھا کہ''

'' ذراسکون ہونے دو۔۔۔۔ میں تہہیں یہاں کے تاریخی محلات اور حویلیوں میں خفیہ راہے اور سزنگیں دکھاؤں گی۔انہیں دیکھ کرتم اطمینان سے جیران ہوتے رہنا۔ فی الحال تو میں جیران ہو مقدماں ''سنتا نرکھا۔

رہی ہوں۔''سیتانے کہا۔ ''کس بات پر حیرت ہے تہہیں؟'' میں نے سوالیہ نگا ہوں سے اُس کی طرف دیکھا۔ ''اس مکان پر ……'' سیتا بولی۔''میں دُرگا کی حویلی میں کئی بار آئی ہوں۔حویلی میں تہہ خانوں کے بارے میں تو میں جانتی ہوں لیکن باتھ زُوم سے خفیہ راستہ اور یہ مکان …… مجھے اس کاعلم نہیں تھا۔''

''مجرتو واقعی حیرت ہے۔'' میں نے کہا۔'' تمہارے باپ کی حویلی اور تمہیں اس خفیہ راتے اعلنمد ہیں ''

''نیہ ہندوستان ہے مائی ڈیئر!' سیتا نے مسکراتے ہوئے کہا۔''اور یہ خطہ تو راجوں ایماراجوں کا ہے جہاں گدی کے لئے اپنے مخالفین کوموت کے گھاٹ آتارو ینا بہت معمولی بات جم جائی تھی۔ اقتدار بہت بری چیز ہے۔ تم ہندوستان کی تاریخ کا مطالعہ کرو گئو تمہیں پت پلے گا کہ یہاں تخت و تاج اور گدی کے لئے باپ نے بیٹے کو اور بیٹے نے باپ کوموت کے گھاٹ اُتار نے میں بھی بھی عار 'نسوس نہیں کیا۔ ہندوستان کی تاریخ میں تو محلاتی سازشیں بہت مشہور ہیں۔ برسرا قتد ارشہنشاہ یا ۔اجہ کو اپنی اولا د پر بھی بھر وسہنیں ہوتا تھا۔ اولا و، خصوصاً بیٹا بھی ہوتا تھا۔ اولا و، خصوصاً بیٹا بھی اور مرسیبت کے وقت راجہ اپنی جان خلفیہ خانوں اور سرگوں کا محمل اس کی اولا کو بھی نہیں ہوتا تھا اور مصیبت کے وقت راجہ اپنی جان بھانے کے لئے وہی خفید استعال کرتا تھا۔''

''تو گویاتمہارے باپ کوبھی اپنی اولاد پر بھروسٹہیں تھا؟'' میں نے کہا۔ ''میرے باپ کا کوئی بیٹانہیں تھا جس ہے اُسے کوئی خطرہ محسوں ہوتا۔'' سیتا نے جواب

دیا۔ ''ہم صرف دو ہہنیں ہیں۔ میری دیدی شادی کر کے امریکہ جا چکی ہے اور میں تو ویسے ہا ہے مرری لڑکی ہوں۔ اپنے باپ کی بہت لا ڈلی۔ مجھ سے اُسے کیا خطرہ ہوگا جو وہ الی با تم پالے می مجھ سے اُسے کیا خطرہ ہوگا جو وہ الی با تم پہلے ہی ہم سے جھیانے کی کوشش کرے گا؟ اور دیسے بھی ہم دونوں بہنوں کی پیدائش سے پہلے ہی ہا جی کا راج شکھان چھن چکا تھا۔ اور بیدہ یک بی ہیں 'وہ چند کھوں کو خاموش ہوئی پھر بولی۔'' مولی تو اُنہوں نے بنی بنائی خریدی تھی جو بعد میں دُرگا کو دے دی تھی۔ اگر اُنہیں اس خفیا راستہ کا پیتہ بھی تھا تو ہمیں کچھ بتانا ضروری نہیں سمجھا۔ لیکن ہوسکتا ہے دُرگا کو اس کاعلم ہو۔'' وراستہ کے بیتہ کو گوری کو جھی نہیں بتایا۔'' میں نے اُس کے خاموش ہونے پر کہا۔''و تہ ہمارے باپ کی رکھیل ہے۔ کروڑوں روپے مالیت کی بیرہ ملی اُس نے دُرگا کو بخش دی تھی درگا کو بخش دی تھی اُس نے دُرگا کو بخش دی تھی مورتخالم میں اپنے بیاؤ کا بیراستہ چھیا کررکھا ہوگا۔''

''بہت ذہین آ دمی ہو۔'' سیتا مسرائی۔''تہہارے دل میں ایسی بہت می باتیں آ سکتی ہیں اور آئی بھی چاہئیں۔لین ڈرگا کومیری ماں سے کوئی خطر دہیں ہے۔ابتدائی چند برسوں میں ما جی اُس سے چھے ناراض رہی تھیں لیکن پھر رفتہ رفتہ اُن کے دل ہے میل نکل گیا اور اُنہوں۔
جُرگا سے مانا بھی شروع کر دیا۔ ما تا جی کو اس بات کا کوئی افسوں نہیں تھا کہ پتا جی نے بیہ و ما گرگا سے مانا بھی شروع کر دیا۔ ما تا جی کو اور ایک موقع پر تو دُرگا نے حو یلی کے کاغذات ما تا جی کے چرنوں میں رکھ دیئے تھے اور حو یلی سے دستمبرداری کا اعلان کیا تھا مگر ما تا جی نے نہ تو کاغذاما لئے اور نہ بی حو یلی پر حق جتا ہے۔''

''ہوں ۔۔۔۔'' میں نے گہراسانس لیا۔''لیکن دُرگانے بیر از اب تک کیوں چھپائے رکھا؟' ''ہوسکتا ہے اسے بھی بات کرنے کا موقع ہی نہ ملا ہو۔'' سیتا نے جواب دیا۔''لیکن گل سمجھتی ہوں کہ اگر اس کے دل میں کوئی کھوٹ ہوتا تو آج بھی ہمیں اس راز ہے آگاہ نہ کرئی بلا پتا جی کی نظروں سے بچانے کے لئے ہمیں کی اور طریقے سے حویلی سے نکالنے کی کوشش کرتی۔' ہماری با تیں جاری تھیں کہ راجیو چائے لے کرآگیا۔ اُس نے ہم تینوں کے سامنے اہکا ایک کی رکھا اور ہمارے سامنے ہی فرش پرآلتی یالتی مار کر بیٹھ گیا۔

ہیں ہے وقا مراد ہا ہوں۔ کلپنااتی دریتک ڈری سہی بیٹی رہی تھی کیکن آب ایک بار پھراُس کا خوف بندر تک کم ہو۔ لگا۔ راجیوسیتا ہے باتیں کرر ہاتھا اور وہ دلچیں ہے باتیں سن رہی تھی۔

''راجیو!''سیتانے چائے کا گھونٹ بھرنے کے بعد راجیو کی بر ہندتو ند کی طرف اشارہ کیا ''سب سے پہلےتم جاکرکوئی کرتہ پہنواوراس تو ندکو چھپاؤ جسے دیکھ کرڈرلگ رہاہے۔'' ''لوس لوسیتا جی کی باتاں۔'' راجیو نے ہنس کر کہا۔''سیتا جی! سارا جیون تو تم نے راجیو اس تو ند پرکھیلتے ہوئے بتایا ہے۔اب ڈریگنے لگا تیرےکو۔''

وید پریے ہوئے بہایا ہے۔ آب درے تھا گرے د۔ میرے منہ میں چائے بھری ہوئی تھی۔ راجیو کی اس بات پر میں اپنی ہنسی صبط نہیں کر سکا ا

منہ میں بھری ہوئی چائے کا فوارہ چھوٹ گیا اور سامنے بیٹھا ہوارا جیوبی اُس کی زدییں آیا تھا۔ سیتا اور کلینا بھی قبقہے لگانے لگیں۔ راجیو نے معصومیت سے جو بات کہہ دی تھی وہ اُس کا منہومنیں جانتا تھا۔ وہ سرسے کیڑا اُ تارکر اپنا چہرہ پونچھنے لگا جہاں میرے منہ کی چائے گری تھی۔ سیتا بڑی مشکل سے اپنی ہنمی پر قابو پاسکی تھی۔ راجیو ہونقوں کی طرح ہمارا منہ تک رہا تھا۔ اُس کی سمجھ میں نہیں آسکا تھا کہ اُس نے کیا غلط بات کہددی تھی۔

ی است ''کیا ہوا آپ لوگوں کو؟'' وہ باری باری ہمیں گھورتے ہوئے بولا۔'' کیا کہہ دیا ہم نے؟'' ''تم یہ کہنا چاہتے تھے کہ میں بحپین میں تمہاری گود میں تھیلی ہوں۔'' سیتا نے کہا۔

'' ہاں ہم تو یہی کہت ہوں۔'' راجیو بولا۔

ببرلنے کا موقع بھی نہیں ملاتھا۔

'' مُرتم نے تو یہ کہددیا کہ اپنا جیون تمہاری تو ند پر کھیلتے ہوئے بتایا ہے۔ بھی اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ میں جوان ہونے کے بعد بھی''

" (رام رامرام رام _ ' راجیو کانوں کو ہاتھ لگا تا ہوا اُٹھ گیا۔ ' یہ کیا کہدرہی ہوسیتا جی؟ آخ تو ہاری بٹیا ہو اچھا ہم ناشتہ بنانے جارہے ہیں۔ ' وہ یکن کی طرف چلا گیا۔ اُس کے جانے بعد بھی ہم دیر تک ہنتے رہے۔

ُ جائے پینے کے بعد ہم نے ایک بار پھر تیوں بیڈرُ ومز میں جھا نکا۔ تینوں کے ساتھ اٹنج باتھ تے۔ ہم ایک ایک کمرے میں گھس گئے۔

تقریباً نو بچے ہم نے ناشتہ کیا۔اس کے تھوڑی دیر بعدراجیوسودالینے کے لئے بازار جانے لگا تو بیناً نو بچے ہم نے ناشتہ کیا۔اس کے تھوڑی دیر بعدراجیوسودالینے کے لئے بازار جانے لگا تو سینا نے اُسے مرغی کا گوشت ہے۔ اپ اُدیرحرام کررکھا تھالیکن بیشتر لوگ بکرے یا مرغی وغیرہ کا گوشت بھی نہیں کھاتے تھے۔ ہم لوگوں نے وہی کپڑے بہتے ہوئے تھے جوکل رات ہمارے جسموں پر تھے۔ سیتا نے شب خوالی کا لیاس بہن رکھا تھا۔ شبح اس قدر افراتفری میں وہاں سے بھاگے تھے کہ کیڑے

گیارہ کیج کے قریب راجیو واپس آگیا۔ وہ کچھ پھل بھی لے آیا تھا۔ اُس نے پھل دھوکر پلیٹ میں ہمارے سامنے رکھ دیئے اور خود کچن میں جا کراپنے کام میں مصروف ہوگیا۔ ہم پھل کھاتے ہوئے خوش گپیوں میں مصروف تھے کہ ایک اندرونی راہداری سے دُرگا کو برآ مد ہوتے کھی کر ہم سب ہی چونک گئے۔ میر بے ذہن کوایک جھٹکا سالگا کہ اچپا تک دُرگا کہاں ہے آگئ۔ لیکن پھر میرے منہ ہے گہراسانس نکل گیا۔ مجھے وہ خفیدراستہ یاد آگیا۔

ارگا کے ہونوں پر خفیف م سکراہٹ تھی۔ وہ سیتا کے قریب بیٹھ گئی۔

''تم تینوں سے سوری بھی!''وہ میری طرف دیکھتے ہوئے بولی۔''تم لوگوں کواچا تک ہی 'بال سے نکالنا پڑا۔اگر چندمنٹ کی تاخیر ہو جاتی تو معاملہ گڑ بڑ ہو جاتا۔اور ہاں ناشتہ کیا مانہ ع'' ''اُس نے شادی کر لی ہے۔'' وُرگا نے مسکراتے ہوئے بتایا۔''یہ ان دنوں کی بات ہے جب دوسال پہلےتم آخری مرتبہ یہاں سے ہوکر گئی تھیں۔تمہارے جانے کے چندروڑ بعد ہی اُس نے شادی کر کی تھی۔''

ر الحساسة بيات ہے۔ ابھی اُس کی گردن نا پق ہوں۔ اُس نے بیہ بات ابھی تک مجھ نے جھائے رکھی ۔۔۔۔لیکن پہلے اس مکان کے بارے میں بتاؤ۔''سیتا بولی۔

ے پھپاتے رہے۔ اسکان تھا کہ نیچ کی دیواریں بھی تڑوا کر میں اس مکان کوحو کمی میں شامل کرلوں گی۔ ''میراخیال تھا کہ نیچ کی دیواریں بھی تڑوا کر میں اس مکان کوحو کمی میں شامل کرلوں گی۔ لیکن پھراچا تک ہی ایک اور خیال آیا اور میں نے اس میں وہ خفیہ راستہ بنالیا۔اس کے لئے میں نے کاریگر جودھ پور سے منگوائے تھے اور لاکھوں روپے خرچ ہوئے تھے۔ راجیو کے علاوہ کی اورکواس مکان اور اس خفیہ راستہ کا پہتنہیں ہے۔''

''اس کا مطلب ہے تم پتا جی سے ڈرنے لگی ہو''سیتانے اُسے گھورا۔

''تمہارے پتاجی ہے کیوں ڈرنے گی۔'' دُرگانے کہا۔''خوف تو مجھے اپنوں ہے آنے لگا ہےجنہیں کی سال بعدعزت کا خیال آیا ہے۔''

' ''میں سمجی نہیں'' سیتانے اُسے گھورا یہ

''جبتہ ہارے بنا جی سے ملاقات ہوئی تھی تو میری منگنی ہو چکی تھی۔' دُرگا کہنے لگی۔'' ہے تو وہ ہمارے خاندان کالیکن اُس وقت وہ ایک چھوٹا آ دمی تھا۔ اُس کے ماں باپ کی مالی حالت بھی بہت مُزور تھی۔ وہ ہم تھیتا تھا کہ میں نے دولت کے لالج میں مہاراج کو اپنے حسن کے جال میں بھی اراج ہے۔ وہ ہر قیمت پر جھے حاصل کرنا چا ہتا تھا مگر ایک تو وہ مہاراج سے ڈرتا تھا اور پھر احماسِ مُتری میں بھی مبتلا تھا۔ اُس کا خیال تھا کہ اُس کے پاس بہت می دولت ہوگی تو میں تہارے بنا جی کوچھوڑ کر اس کے پاس چلی جاؤں گی۔ اُس نے دن رات محنت کی ، پچھوٹر لا بھی ہوگی ہوگیا کے اور آج اُس کے پاس دولت کی ریل پیل ہے۔تقریباً دو ہی سال پہلے وہ جیسلمیر منتقل ہوگیا گئے اور آج اُس کے پاس دولت کی ریل پیل ہے۔تقریباً دو ہی سال پہلے وہ جیسلمیر منتقل ہوگیا گئے در اِن فادل میں ایک چھوٹی می حو لمی بھی خرید کی تھی۔ ایک دومر تبداُس نے دبے لفظوں میں اپنے من کی بات کہنے کی کوشش کی مگر میری طرف سے کورا جواب من کر دبے لفظوں میں اپنے من کی بات کہنے کی کوشش کی مگر میری طرف سے کورا جواب من کر دبے لفظوں میں اپنے من کی بات کہنے کی کوشش کی مگر میری طرف سے کورا جواب من کر دبے لفظوں میں اپنے من کی بات کہنے کی کوشش کی مگر میری طرف سے کورا جواب من کر دبے لفظوں میں ایک جو اس کی بات کہنے کی کوشش کی مگر میر کی طرف سے کورا جواب من کر دبے لفظوں میں ایک جو اس کی بات کہنے کی کوشش کی مگر میر کی طرف سے کورا جواب من کر دبے لفظوں میں ایک جو بالے کہنا کے کا کوشش کی گوشش کی بات کہنے کی کوشش کی بات کہنا کی جو بالے کی کوشش کی بات کہنا کی کوشش کی گورا جواب من کر بات کہنا کے کورا جواب من کر بات کہنا کو بات کہنا کو کوشش کی کوشش کی بات کہنا کی کوشش کی بات کہنا کو کو بات کو بات کہنا کی کوشش کی بات کہنا کی کوشش کو کوشش کی کوشش ک

''اوه' سیتا بولی۔''تم نے پتا جی کو بتایا؟''

''میں تمہارے پتا جی کو نبتا کر پریشان نبیس کرنا چاہتی تھی۔'' ڈرگانے جواب دیا۔''ان دنوں میں تمہارے پتا جی کو نبتا کر پریشان نبیس کرنا چاہتی تھی۔'' ڈرگانے جواب دیا۔''ان دنوں میں سیر مکان خرید چکی تھی اور اچا تک ہی میرے ذہن میں خیال آیا کہ کیلاش جیسے آدمی کا کوئی بھر مسلم سیس میں رات وہ غنڈوں کو لے کرحویلی پر چڑھ آئے۔اس لئے میں نے بھر اراز داری سے اس مکان اور حویلی کے درمیان یہ خفیہ راستہ بنوالیا۔ اور آج پہلی بارسی منتوں میں بیراستہ استعال ہواہے۔''

''اورکیلاشمیرامطلب 'ہےتمہارامنگیتر؟''سیتانے پوچھا۔

'' ناشتہ کرلیا۔اوراب تو دو پہر کے کھانے کا انتظار ہور ہاہے۔'' میں نے کہا۔ ''ڈیڈی گئے؟'' سیتانے یو چھا۔

''ہاں ۔۔۔۔۔۔ تقریباً آدھا گھنٹہ پہلے گئے ہیں۔'' دُرگانے جواب دیا۔''وہ رات ایک ہا ج پورے روانہ ہوئے تھے۔ ناشتہ اُنہوں نے یہاں پر ہی کیا تھا۔ یہ تو غنیمت ہے کہ اُن سا آنے کی اطلاع دو تین منٹ پہلے مل گئ تھی۔'' چندلمحوں کو دُرگا خاموش ہوئی پھر ہوئی۔'' دراام ہوا یوں کہ اُن کے گارڈز کی آگے آنے والی گاڑی جو یلی کے درواز سے پر پہنچ گئ تھی اور ایک گارڈ نے دروازہ کھلوانے کے لئے کال بیل بجادی تھی۔ اور سے بھی اچھا ہوا کہ تمہارے بتا بی گا گاڑی گئی کے موڑ پر دودھ والی ایک بک آپ سے ٹکرا گئ تھی۔ اُس بے چارے کے دودھ کے سارے کین اُلٹ گئے۔ معالمے کو سلجھانے میں تمہارے بتا جی کو چند منٹ کی دیر ہوگئ ۔ اگرا حادثہ نہ ہوتا تو تم لوگوں کو وہاں سے نگلنے کا موقع نہ ملتا۔''

'' پتا جی کہاں گئے ہیں؟''سیتانے ایک اور سوال کیا۔

''بولیس ہیڈ کوارٹر۔۔۔۔'' دُرگانے جواب دیا۔'' پہلے وہ ٹیلی فون پرمختلف لوگوں سے رابطہ اُ کے اس سلسلے میں معلومات حاصل کرتے رہے اور پھر آ دھا گھنٹہ پہلے پولیس ہیڈ کوارٹر گئے ہیں۔'' ''واپس آئیں گے یا۔۔۔۔۔؟'' سیتا نے سوال ادھورا چھوڑ دیا۔

'' آج کی رات وہ جیسلمیر میں ہی رہیں گے۔'' وُرگا نے جواب دیا۔'' یہ نہیں بتایا کہ رات کو یہاں رہیں گے یا کسی دوست کے ہاں تھہریں گے۔لیکن بہر حال تم لوگوں کو آج رات اس مکان میں گزار نی پڑے گی۔''

سیتا اپنے باپ کے بارے میں کچھاور باتیں پوچھتی رہی۔ پھر بولی۔''ایک بات اور ڈ دیوی!'' اُس نے نظریں دُرگا کے چبرے پر جما دیں۔''یہ اس مکان کا کیا چکر ہے۔۔۔۔۔اور خفیہ راستہ؟ پہلے تو تم نے بھی اس کا ذکر نہیں کیا تھا۔''

''تم کَنْے'عرصے بعد یہاں آئی ہو؟'' وُرگانے پوچھا۔ ''تقریباً دوسال بعد۔''سیتانے جواب دیا۔

ر بنا المسلم ال

· کیا مطلب؟ "سیتانے أے گھورا۔

" تقریبا ڈیڑھ سال پہلے راجیونے مجھے بتایا کہ یہ مکان بک رہا ہے۔ قیمت اگر چہ زیادہ اُ لیکن میرے پاس رقم موجود تھی۔ میں نے خرید لیا۔ راجیواس کی میں رہتا ہے۔ اس نے سا۔ والا مکان کرائے پر لے رکھا ہے۔ کیا اُس نے تہیں کچھ بتایا نہیں ؟''

" كچينبيں كيكن وہ تو تمهارا خدمتگار ہے۔ أس نے الگ مكان كيول ليا؟ " سيتا

يو حيما_

راجیوکی سادگی پرہم بے اختیار ہنس پڑے۔ ، ''تم نے اپنی شادی کی بات کیوں چھپائیہمیں بتایا کیوں نہیں؟''سیتا نے کہا۔ ''تم نے بتانے کامِ وقع ہی کب دیا سیتا دیوی؟'' راجیو نے کہا۔

''وہ سامنے والے گھر میں رہتی ہے نا؟'' سیتانے کہا۔'' کھانا تیار ہو جائے تو اُسے لے کر آئے۔۔۔۔۔وہ کھانا ہمارے ساتھ کھائے گی۔''

ں۔ ''اچھا بٹیا۔۔۔۔۔ لے آؤں گا اُسے۔ پر میں نے اُسے تمہارے بارے میں پچھ نہیں بتایا۔'' د۔ زکما

'''کوئی بات نہیں'' سیتانے مسکراتے ہوئے کہا۔''میں خود ہی بتا دُوں گی کہ اس سے پہلے میں تہاری تو ند پرکھیلا کرتی تھی۔''

ب من ہمیں اسپیتیا ہے۔ ''سیتا جی!''راجیو چیخ اُٹھا۔''وہ مجھے گھرے نکال دے گی۔'' ''ڈرتے ہوائی ہے؟''سیتانے اُسے گھورا۔

''وہ میری جورو ہے۔''' وہ رُوٹھ گئ تو میرا گھر برباد ہو جائے گا۔'' راجیو کی آواز رو دینے تھی

"اچھاجاؤا پنا کام کرو! کچھنیں کہوں گی اُس ہے۔ میں تو نداق کررہی تھی۔''سیتانے مسکراتے ہوئے کہا۔

رہے ، بوتے ہا۔ ''مجھے معلوم تھا کہ تم مذاق کرر ہی ہو۔'' راجیو نے کہااور کچن کی طرف چلا گیا۔

ہم دریتک اُس کی سادگ کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔

رات کے کھانے پر لا جوتی بھی موجود تھی۔ وہ تمریس راجیو سے کم از کم بندرہ سال جھوٹی تھی۔ یکی کوئی چومیس پخیس سال کی تھی۔ دھان بان می ، پہلے ہونٹ اور تیکھے نقوش، اُس کے حسین ہونے میں کوئی شبہ تبیس تھا۔ کھانے کے بعد بھی وہ کائی دیر تک ہمارے پاس رہی۔ دُرگا کی طرف سے اطلاع ہمیں تصبح ہی ملی تھی، بلکہ قبح سات بجے وہ خود بی آئی تھی اور ہمیں این ساتھ حویلی میں لے گئ تھی اور ہمیں این ساتھ حویلی میں لے گئ تھی اور ناشتہ ہم نے وہیں کیا تھا۔

'''تمہارے پاجی صبح چار بجے یہاں کے گئے تھے۔ دو چارروز بعد شاید پھرواپس آئیں گے ایک دن کے لئے۔'' دُرگانے سیتا کی طرف د کیھتے ہوئے کہا۔

''یہال ہوا کیا؟ وہ تو بتاؤ!''سیتانے پوچھا۔ اُس کی طرح میں بھی صورتحال سے واقف ہونے کے لئے بے چین تھا۔

''تمہارے پتا جی بہت غصے میں تھے۔'' دُرگانے جواب دیا۔'' اُنہوں نے اس درگھٹنا کی ساری ذمہ داری کیپٹن گو پال پر ہی ڈال دی ہے جوخود بھی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے۔'' وہ چنر کھول کو خاموش ہوئی اور پھر سیتا کے باپ سے حاصل ہونے والی معلومات سے ہمیں آگاہ کرنے گی

'' وہ یہیں ہے ۔۔۔۔۔جیسلمیر میں۔'' وُرگانے بتایا۔'' بھی بھی بھی بھی سی جگہ سامنا ہو جاتا ہے۔ دھمکیاں تو ہر باردیتا ہے گرآج تک کسی دھمکی پڑمل نہیں کر سکا۔'' '' وْرا حالات پُرْ سَکُون ہو لینے دو۔۔۔۔ اُس ہے بھی نمٹ لیس گے۔'' سیتا نے کہا۔ وُمِ

دُرگانے دو پہر کا کھانا ہمارے ساتھ ہی کھایا۔ اس کے بعد بھی وہ ہمارے پاس بیٹھی رہی۔ ''تم یہاں بیٹھی ہو، ایبانہ ہوکہ پتا جی واپس آئیں تو گیٹ کی گھنٹیاں بجا بجا کر پریشان ہا میں''ستان نیکہا۔

بین میں نے تمام بندوبت کرر کھے ہیں۔" دُرگا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔" میں حوالی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔" میں حوالی میں ایک ایساں کی میں ایک ایساں کی میں ایک ایساں کی ایساں کی میں ایک ایساں کی میں ایک ایساں کی میں ایک ایساں کی میں ایک اندرونی راہداری والے دروازے کے اُوپر کی ہوئی گھٹی کی طرفہ اشارہ کیا جس کے ساتھ ہی ایک سرخ بلب بھی لگا ہوا تھا۔

ورگا چائے کا گپ میز پررگھ کراندر کی طرف لیکی۔ میں اور سیتا بھی اُس کے ساتھ ہی آگا گئے تھے۔اس کمرے میں بہنچ کر دُرگانے سونچ بورڈ پر ایک سونچ آن کر دیا اور اس کے ساتھ والا سونچ آف کر دیا۔ سامنے والی دیوارش ہوگئ۔ دُرگا ہماری طرف ہاتھ ہلاتی ہوئی اُس میں داخل ہوگئی اور چند سینڈ بعد ہی وہ خفیہ راستہ بند ہوگیا۔ہمیں دونوں طرف سے اس خ راتے کے میکنزم کا پہتہ چل گیا تھا۔

ہم دوبارہ آنگن میں آ گئے اور چائے پینے لگے۔

تقرٰیا ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بجی۔ ستانے دوڑ کرریسیور اُٹھالیا۔ وہ دُرگا ہی کی گا تھی۔ سیتا نقریبا دومنٹ تک بات کرتی رہی، پھرریسیورر کھ دیا اور میرے سامنے آ کر کرتیا بیٹھ گئی۔

'' ذُرگا بتار ہی تھی کہ پتا جی بہت غصے میں ہیں۔ وہ آج رات ہی کسی وقت جے پورے ا روانہ ہو جائیں گے۔ وہ بعد میں ہمیں تفصیل سے سب چھ بتائے گیے۔''

جائے کے خالی کپ ابھی میز پر پڑے ہوئے تھے۔ راجیو کچن میں رات کے کھاتے تیاری کرر ہاتھا۔ وہ کپ اُٹھانے کے لئے آیا تو سیتا کواجا نک ہی جیسے کوئی بات یادآ گئی۔ ''یں سید جد ا'' ہوزاس کر جہ سر برنظمیں جماتے ہوئے بولی۔''چ بڑاؤ۔۔۔۔۔ا

''ارے راجیو....!'' وہ اُس کے چہرے پرنظریں جماتے ہوئے بولی۔'' بچے بتاؤ ۔....ام تمہاری تو ندیرکون کھیلتا ہے؟''

''لا جونتی '''راجیو'کے منہ سے بے اختیار نکلا، پھروہ ایک دم گڑ بڑا گیا۔''وہوہ

جى!بات يە ہے كە،

طرح إدهراُ دهرمنه مارتے پھررے ہیں۔ سرح

جون عکھ کو میں بہت سیدھا سادھا سمجھتا تھالیکن وہ بہت چالاک ثابت ہوا تھا۔ اُس کے بیان نے ساری کہانی ہی بدل کرر کھ دی تھا۔

بیان نے ساری کہانی ہی بدل کرر کھ دی تھی اوراس کہانی میں سیتا کا نام تک نہیں آیا تھا۔

''مہاراج نے حویلی کی نگرانی کے لئے اب تین اورآ دی رکھے ہیں اور اُنہیں شختی سے حکم دیا ہے کہ جو بھی شخص حویلی میں داخل ہونے کی کوشش کرے اُسے گولی سے اُڑا دیا جائے۔'' وُرگا نے آخر میں کہا۔

''اں کا مطلب ہے کہ اب ہم اس حو ملی کا رُخ نہیں کر سکتے۔' سیتا نے کہا۔ '' ظاہر ہے۔'''' وُرگا نے سر ہلایا۔'' آگر تمہیں اپنی موجودگی راز میں رکھنی ہے تو اُس حو ملی میں قدم رکھنا بھی خطرناک ہوگا۔''

" دالیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم کب تک اس طرح جیپ کر بیٹے رہیں گے؟" میں نے اُن کی باتوں میں مداخلت کرتے ہوئے کہا۔" میں تو اب تک یہ بین سمجھ سکا کہ سیتا مجھے یہاں اُن کی باتوں میں مداخلت کرتے ہوئے کہا۔" میں تو اب تک یہ بین سمجھ سکا کہ سیتا مجھے یہاں لے کر کیوں آئی ہے۔ کیا محض"

''دھیرج۔۔۔۔۔ دھیرج۔۔۔۔'' سیتا ہاتھ اُٹھا کر بولی۔ اُس نے کن اُٹھیوں سے کلینا کی طرف دیھا۔ میں سمجھ گیا کہ وہ اُس کی موجودگی میں کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔'' یہاں آ کرتم گھائے میں نہیں رہو گے۔''وہ بولی۔''وقت آنے پرسب کچھ بمجھ جاؤ گے۔''

''سیتا ٹھیک کہہ ربی ہے۔۔۔۔'' دُرگا نے اُس کی حمایت کرنتے ہوئے کہا۔'' یہاں بھی تمہارے کرنے و بہت کچھ ہے۔ سیتا نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے۔ بات اگر صرف پریم کی ہوئی تو سیتا تمہیں جیسلہ پری کہ بجائے کہیں اور لے جاتی شملہ، ڈلہوزی، نیمی تال یا کوئی اور ایسی جگہ جہال کوئی فطرہ نہ ہوتا۔ لیکن میتمہیں ایک خاص مقصد سے یہاں لے کرآئی ہے اور تم یہاں رہ کرانے کے بہت کچھ کر سکتے ہو۔۔۔۔ مگر تھوڑ اانظار کرو! دُھول ذرا بیٹھنے دو۔۔۔۔مطلع صاف بونے دو۔''

اُس وقت کلینا کی موجودگی میں کھل کرکوئی بات نہیں ہوسکی تھی لیکن شام کو لان میں چائے کے دوران کھل کر بات کرنے کا موقع مل گیا۔ کلینا اُس وقت اندر کسی کام میں مصروف تھی۔ بات ہندوستان اور پاکستان کے تعلقات سے شروع ہوئی تھی۔ پاکستان کو آزاد ہوئے تریمین سال ہو چکے ہیں گر ہندوستان نے آج تک پاکستان کے وجود کو دل سے تعلیم نہیں کیا۔ آئی گواہ ہے کہ ہندوستان کو جب بھی موقع ملا اس نے پاکستان کو نقصان پہنچانے کی بھر پور فرش کی سسس بھالیوں نے غداری کی تو ہندوستان نے اُن کا بھر پورساتھ دیا اور پاکستان کے وقت کا کا کھر پورساتھ دیا اور پاکستان کے دلیش بنادیا۔

عن درسے کے سرن کو جات دیں ہوئے۔ ہنرو ذہنیت سے کون واقف نہیںان کی گھناونی سازشیں اس جھے کے امن کے لئے نیشر بی خطرہ بنی رہی ہیں۔ اس کے توسیع پسندانہ عزائم سے کون واقف نہیں؟ پہلے آ سام کو اس کے مطابق حویلی کے ملازم چون سنگھ نے مہاراج دھرمیش سنگھ (سیتا کا باپ) کو بتاویا تھا کہ کیبٹن گویال دوسر نے نوجی افسروں کے ساتھ اکثر یہاں آتا تھا۔ وہ عورتوں کو بھی لے کو آتے تھے۔ بعض اوقات دو تین گھنٹہ رہ کر چلے جاتے تھے اور بعض اوقات رات یہیں گزار کو تھے۔ ہفتے اور اتو ارکی درمیانی شب تو یہاں خوب ہڑ بونگ ہوتی تھی۔ رات بھر راگ رنگ کی محفل جمتی تھی۔ کیبٹن گویال اور اُس کے فوجی دوست بھی ننگے ہوکر ناچتے تھے۔ یہ ہنگامہ مسج تک جاری رہتا تھا۔ اور پھر وہ لوگ سارادن مرے ہوئے کتوں کی طرح پڑے رہتے تھے۔ چتون شکھ نے بتایا کہ اُس شام بھی کیبٹن گویال اپنے دو فوجی افسر دوستوں کے ساتھ آگا

تھا۔ اُن کے ساتھ دولڑ کیاں بھی تھیں ۔ کیپٹن گو پال نے چنقن سنگھ کوچھٹی دے دی اور وہ اپنے کزن کے گھر کی طرف جاتے ہوئے راستے میں حادثے کا شکار ہو گیا اور رات بھر ہپتال میں میں اُن سیجے معامر نہیں تیاں اُس کی مصرحہ دگی میں جد ملی میں کہ بھاتھا

پڑار ہا۔اُسے بچھ معلوم نہیں تھا کہ اُس کی عدم موجودگی میں حویلی میں کیا ہوا تھا۔ چتون سنگھ کے اس بیان سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا تھا کہ یا تو کیپٹن گویال اوراُس کے دوستولوا

میں جھڑا ہوا تھا جس ہے گو پال اپنی جان ہے ہاتھ دھو بیٹھا۔ دوستوں نے اُسے حویلی کے پھڑا طرف زمین کھود کر دفن کر دیا، یا وہ کسی عورت کے ہاتھوں مارا گیا۔ممکن ہے گو پال ہے کوئی بدلا لینے کے لئے اُس کے فیوجی دوستوں نے بھی اُسی عورت کا ساتھ دیا ہو جس نے کسی تیز دھا

آلے سے گوپال کومردانی سے محروم کیا تھا۔ ایک نظریہ پیجی تھا کہ جب وہ نوجی آفیسر گوپال کے کریا کرم سے فارغ ہوئے تھے تو اُلا وقت وہ بدمعاش کسی طرح حویلی میں گھس آئے تھے۔ شاید اُن لڑکیوں کی وجہ سے گوپال کے دوستوں اور بدمعاشوں میں معرکہ ہوا تھا جس میں ایک بدمعاش مارا گیا اور دوسرا بھاگ گیا، فوجی آفیسر بھی ان عورتوں کے ساتھ حویلی سے بھاگ گئے۔ عورتوں نے حویلی چھوڑنے ہے پہلے کپڑے بھی بدلے تھے۔ حویلی کے ایک بیڈروم سے دوعورتوں کے پھٹے ہوئے کپڑے کے شجے جس سے یہ تیجہ زکالا گیا کہ حویلی میں آنے والی عورتوں کی تعداد دو تھی۔

حویلی میں پائی جانے والی گنج بدمعاش کی لاش کی شاخت ہوگئ تھی۔ وہ بازار حن اللہ مشہور بدمعاش کے ساتھ دیکھا جام م مشہور بدمعاش رنگا تھا۔ پچھلے تین چار روز ہے اُسے گنگو نامی بدمعاش کے ساتھ دیکھا جام تھا۔ پولیس کو شبہ تھا کہ اُس رات گنگو ہی رنگا کے ساتھ تھا۔ اس کے بعد ہے گنگو غائب تھا الا پولیس اُسے تلاش کر رہی تھی۔ پولیس کو ان دوعورتوں کی بھی تلاش تھی جو اُس رات کیپٹن گو پالا اور اُس کے دوستوں کے ساتھ حویلی میں آئی تھیں۔اور اُن فوجی افسروں کو بھی تلاش کیا جارہا آ جوکیپٹن گو پال کے ساتھ رنگ رلیاں منانے کے لئے حویلی میں آتے رہتے تھے۔

پولیس ہیڈ کوارٹر میں مہارانا کی ملاقات ایک اعلیٰ فوجی آفیسر ہے بھی ہوئی تھی جو کیپٹن **گو بالا** اور دوسر بے فوجی آفیسروں کا دفاع کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور مہارانا نے اُس کی دھمکیولا ہے مرعوب ہوئے بغیر اُسے وارننگ دی تھی کہ وہ اپنے افسروں کو بٹاڈال کر رکھیں جو کتوں **اُ**

ہڑپ کیا، پھرسکم اور بھوٹان پر طاقت کے بلی ہوتے پر تسلط جمایا۔''گوا'' پر پنج گاڑے۔کشمیرا فوج کشی کی ،مگر کشمیری حریت پسندوں نے ہندوؤں کی حاکمیت کوتسلیم کرنے ہے انکار کردہ 🕽 کشمیری عوام کے مطالبہ آ زادی کو قابل گردن زدن جرم قرار دیا گیا۔ اس قوم پرظلم و بربری_کا کے وہ پہاڑ ڈھائے گئے کہ ہلا کواور چنگیز خان جیسے ظالم اور جابرلوگوں کی رُوح بھی کا نپ گُلا گی۔ ہندوستان نے مظلوم کشمیریوں پر دہشت اور بربریت کی انتہا کر دی کہ کوئی بھی انسان| رُ وح فرسا مظالم كود كيم كرخاموش نبيل ره سكتا -

ا کے تو ہندوستان نے یا کستان کے وجود کوشروع دن سے بی دل سے تسلیم نہیں کیا ا دوسرے مظلوم تشمیری عوام ہے یا کستان کی ہمدر دی بھی ہندوستان کو کھل گئی اور یا کستان کواس سزادیے کے لئے بھارتی حکمران شروع ہی ہے گھناؤنی سازشوں میں مصروف رہے۔ پاکتا کا ایک حصہ الگ کر کے بھی اُن کا کلیجہ ٹھنڈانہیں ہوا۔وہ اب بھی یا کستان کے وجودکومٹانے ی

ہندوستان نے پاکتان میں ایخ ایجنٹوں کا جال کچسلا رکھا ہے۔ تخریب کاری ، بموں ۔' دھا کے اور دہشت گردی ہے اُس نے پاکستان کی سلامتی کوخطرے میں ڈال رکھا ہے۔ پاکستا کے مختلف شہروں میں اگر چہ بھارتی انٹیلی جنس ایجیسی'' را'' کے بے شارتر بیت یافتہ ایجنٹ مو

ہیں لیکن تخریب کاری اور وہشت گردی کے ذریعے خوزیزی کے لئے وہ زیادہ تر پاکٹا ِ وں کوآ لہ کار بناتے ہیں۔ کسی بھی ملک میں ایسے بےضمیرلوگوں کی کمی نہیں جو پیسے کی ِ خاطرِ ملک تو کیا اپنی ماں کا ہ ہاشندوں کوآلہ کاربناتے ہیں۔

کرنے ہے بھی بازنہیں آتے۔ پاکتان میں بھی ایسے بے تمیر لوگوں کی کی نہیں ہے جو پینے 🎚 لا کچ میں آ کر'' را'' کے آلہ کاربن جاتے ہیں۔ایسے لوگوں کو دہشت گردی اور تخریب کار کیا یا قاعدہ تربیت دی جانی ہے۔

''اور بیتر بیت راجستهان میں دی جاتی ہے ۔۔۔۔'' سیتا کہدر ہی تھی۔

''عورت اور دولت کے لا کچ میں اپنے دیش کا سودا کرنے والے بے ضمیر لوگوں کوسندھا طرف ہے سرحد پار کر کے راجستھان بہنچا دیا جاتا ہے جہاں مختلف کیمپوں میں اُنہیں تخریج کاری اور دہشت گردی کی تربیت دے کر واپس جیج دیا جاتا ہے۔ ان کیمپول میں اُن کیآآ طرح برین واشنگ کر دی جاتی ہے کہ اُن کے دلوں میں اپنے دلیش یا اپنے لوگوں کے ا بمدردی حتم ہو جاتی ہے۔ انہیں جلاد بنادیا جاتا ہے اور وہ داپس جاکرایے ہی ہے گناہ لوگول

موت برساتے ہیں۔ بے گنا ہوں کوخون میں نہلا دیا جاتا ہے اور سر کول پر اُن کی لاشیں بچھا

سیتا خاموش ہوگئی۔ بیمیرے لئے ایک نیا انکشاف تھا۔۔۔۔میرےجسم میں سنسنی کی لھا تھیلتی جلی جارہی تھیں۔

«بهارتی حکر انوں کی تخریب کاری اور دہشت گردی کی پالیسی اب یا کستان تک محدود نہیں ، ری '' بینا کہدر ہی تھی۔'' را'' نے ایکِ اورخوفناک منصوبہ بنایا ہے۔ اور وہ منصوبہ یہ ہے کہ تانی نو جوانوب کے دریعے جمول اور تشمیر میں وسیع پیانے پر تخریب کاری اور دہشت گردی فی واردا تیں کرائی جائیں۔ تشمیریوں کو جب یہ پتہ چلے گا کہ اُن کے ہدرد بن کرآنے والے، ن میں گھل ال جانے والے پاکتانی اُن پرموت برسارہ ہیں تو اُنہیں پاکتان سے بھی نفرت ہو جائے گی۔ پاکستان اور تشمیر بول میں اختلا فات بڑھیں گے جن کا فائدہ ہندوستان ألل على التيلى المنصوبي كاايك اورخوفناك ببلويه به كداسرائيلي التيلي جنس "موساد" ك

ہ ہیں ان نو جوانوں کوتخ یب کاری اور دہشت گردی کی تربیت دے رہے ہیں۔'' مجھے رگوں میں اپنا خون جمتا ہوامحسوں ہونے لگا بیمنصوبہ واقعی بہت خوفناک تھا۔ اگر یر سازش کامیاب ہوگئ تو تشمیری عوام یا کستان کی حمایت اور جدر دی سے بھی محروم ہو جائیں گے اور یہ بے گناہ اور معصوم لوگوں کی سرزمین، جنت نظیر وادی ہمیشہ سمیشہ کے لئے متعصب ہندوؤں کے انقام کی آگ میں جلتی رہے گی۔

''نہیں نہیںاییانہیں ہونا جائے۔'' میرے منہ سے بےاختیار نکلا۔ "توابتم سمجھ گئے ہو گے کہ میں تہہیں جیسلمیر کول لائی ہوں۔" سیتانے میری طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔

'' یہ کیمی کہاں ہے؟'' میں نے پو چھا۔

سیتا کے ہونٹوں پر خفیف م سکرا ہٹ آگئی۔ اُس نے دُرگا کی طرف دیکھا اور پھرمیرے برے پر نظریں جمادیں۔سیتا اُن کیمپوں کے بارے میں بتارہی تھی جہاں یا کستان سے اغواء کے لائے ہوئے نو جوانوں کی برین واشنگ کر کے اسرائیلی''موساد'' کے ایجنٹ انہیں

گزیب کاری اور دہشت گردی کی تربیت دے رہے تھے۔ میں خاموش بیٹا اُس کی باتیں من رہا تھا اور میرے رگ ویے میں سنسنی کی لہریں می دوڑ

000

نہارے گروہ میں کھس جاتا۔تم اُس پر اعتماد کرتے اور موقع پا کر وہی تمہاری پیٹھ میں چھرا گون دیتا تہمیں یہال لانے کا مقصد ہی یہ ہے کہ ایبا موقع ہی نہ آنے دو۔ آزادی کی تح یکوں کو نقصان ہمیشیہ غداروں نے پہنچایا ہے اور غداروں کو شناخت کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اور جب شاخت ہوئی ہے تو تحریک کو نا قابل تلافی نقصان پہنچ چکا ہوتا ہے۔مشرقی یا کتان کی ہٹال تمہارے سامنے ہے۔ اگر چیخ مجیب الرحمٰن غداری نہ کرتا تو مشرقی پاکستان بنگلہ دیش نہ بنا۔ اُس نے آخری وقت قرآن پر ہاتھ رکھ کرفشم کھائی تھی کہ وہ ڈھا کہ پہنچتے ہی اینے لوگوں کو سمھائے گا اور انہیں بتائے گا کہ یا کتان ایک رہے گا تو مضبوط رہے گا۔ یا کتان کی سلامتی ہی میں ان کی بقا ہے۔کیکن ڈھا کہ پہنچتے ہی وہ سب کچھ بھول گیا۔اُس نے پاکستان کے خلاف اتنا ز ہرا گا جس کی مثال نہیں ملتی ۔ مکتی باہنی کو آشیر باد دیا اور اُس مکتی باہنی نے مشرقی پاکستان میں مغرُبی پاکستان کے باشندوں پر اس فدرظلم کئے کہ ہٹگر کی رُوح بھی شرمندہ ہوگئی ہوگی۔ بے گناہوں کے قمل عام سے خون کے دریا بہا دیئے اور وہ لیے گناہ دھوکے میں اپنوں ہی ہے۔ مارے گئے۔ یہی سب چھے تشمیر میں ہو گا۔مشرقی پاکتان میں بھی ہندوؤں کی سازش کام کررہی ^ہ تھی ادر کشمیر میں بھی الیی ہی گھناؤنی سازش کے ذریعے خون کے دریا بہائے جائیں گے۔ تشميريوں كو تنها كرديا جائے گا۔ پاكتيانى تمهارے اپنے ہیں۔ وه تشميركو آزاد ديكھنا چاہتے ہیں۔ انہیں تم لوگوں ہے تیجی ہمدردی ہے لیکن جب یا کتائی نو جوان ہی تم لوگوں پر موت برسائیں گے تو کتنا وُ کھ ہوگاتم لوگوں کواور وہ یا کتائی نو جوان بھی پنہیں جانتے ہوں گے کہ وہ کیا کر رہے ہیں؟ اُن کی تو یہاں برین واشنگ کر دی گئی ہو گی۔اُن کے دیاغ تو یہودیوں اور ہندوؤں کے طالع ہوں گے۔ وہ لوگ وہی کریں گے جو اُنہیں کہا جائے گا۔لیکن ایسانہیں ہونا جاہے۔ کشمیر کی تحریک آزادی کو کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہئے۔ یہ جذیبے سردنہیں ہونے چاہئیں۔ صرف وہی قومیں زندہ رہتی ہیں جواپنا حق جھیننا جانتی ہوں ۔ تشمیری اینا حق لینے کی کوشش کر رہے ہیں اور مجھے وشواش ہے کہان کی کوششیں ضرور کامیاب ہوں گی لیکناگر بھارت کی ین ٔ سازش کامیاب ہوگئ تو سب چھٹم ہو جائے گا۔مٹ جائے گاسب چھ'

احماران فاممیاب ہو ق توسب پھر م ہوجائے گا۔مٹ جائے گاسب پھر '' مجھے بتاؤ وہ کیمیہ کہاں ہے؟'' میں نے کہا۔

''راجستھان میں ایک نہیں بہت سے کیمپ ہیں جہاں پاکستان سے اغواء کئے ہوئے نوجوانوں کو تخ یب کاری اور دہشت گردی کی تربیت دی جا رہی ہے۔'' بیتا نے کہا۔'' انہیں نرینگ دے کر سرحد پار پاکستانی شہروں میں بھیج دیا جا تا ہے جہاں وہ اپنی سرگرمیاں جاری سکتے ہوئے ہیں۔ کیکن ایک کیمپ ایسا ہے جہاں اسرائیلی انٹیلی جنس ایجنسی ''موساد'' کے ماجھ اُن لوگوں کو خاص ٹریننگ دے رہے ہیں جنہیں جموں اور کشمیر نمینا بھی جائے گا۔ یہ گروپ ابھی ابتدائی مرطع میں ہے۔ ابھی صرف ان نوجوانوں کی ہرین انتخاب ہورہی ہے۔ جونو جوان اس مرطع میں کامیاب ہوں گے انہیں اگلے مرطلے کے لئے انتخاب ہورہی ہے۔ جونو جوان اس مرطع میں کامیاب ہوں گے انہیں اگلے مرطلے کے لئے انتخاب ہورہی ہے۔ جونو جوان اس مرطع میں کامیاب ہوں گے انہیں اگلے مرطلے کے لئے انتخاب ہورہی ہے۔ جونو جوان اس مرطلے میں کامیاب ہوں گے انہیں اگلے مرطلے کے لئے انتخاب ہورہی ہے۔ جونو جوان اس مرطلے میں کامیاب ہوں گے انہیں اگلے مرطلے کے لئے انتخاب ہورہی ہے۔ جونو جوان اس مرطلے میں کامیاب ہوں گے انتخاب ہوں کے کیا جو انتخاب ہوں گے انتخاب ہوں کے کہائے کا کہ کامیاب ہوں گے کامیاب ہوں گے کہائیں کیا کہائیں کیا کہائیں کیا کہائی کیا کہائی کیا کہائیں کیا کہائی کیا کہائیں کیا کہائی کی کر بین کیا کہائی کیا کہائی کیا کہائی کامیاب ہوں گے کہائیں کیا کہائی کیا کہائیں کیا کہائی کیا کہائی کے کہائی کیا کہائی کیا کہائی کیا کہائی کیا کہائیں کیا کہائی کے کہائی کیا کہائی کیا کہائی کیا کہائی کیا کہائی کے کہائی کیا کہائی کیا کہائی کیا کہائی کی کرفت کی کر بیا کیا کہائی کیا کہائی کی کر کیا کہائی کی کر کیا کہائی کیا کہائی کیا کہائی کیا کہائی کے کہائی کیا کہائی کی کر کر کیا کہائی کیا کہائی کیا کہائی کیا کہائی کیا کہائی کی کر کر کرنے کیا کہائی کیا کہائی کیا کہائی کیا کہائی کی کرنے کیا کہائی کی کرنے کیا کہائی کی کرنے کی کرنے کی کرنے کی کرنے کیا کہائی کی کرنے کی کرنے کی کرنے کرنے کرنے کرنے کی کرنے کرنے کی کرنے کی کرنے کرنے کرنے کر

شد بدسردی کی ایک اہر تھی جو میری ریڑھ کی ہڈی میں برقی روکی طرح دوڑ رہی تھی۔اللہ رگوں میں خون تو جیسے تجد ہوکررہ گیا تھا۔ د ماغ پر سنا ٹا ساچھا گیا۔

ہرت ہی خون تو جیسے تجد ہوکررہ گیا تھا۔ د ماغ پر سنا ٹا ساچھا گیا۔

ہرت ہی خوفناک منصوبہ تھا۔ پاکتانی نوجوان تشمیر جا میں گے۔کوئی ان پر شبہ نہیں کرے گاہ انہیں اپنا سمجھ کر اُن کے لئے اپنے گھروں کے دروازے واکر دیئے جا میں گے اور ان کی خدم ما خاطر میں کوئی کی نہیں چھوڑی جائے گی۔ اور جب یہی نوجوان اُن کی عورتوں کو بے آبرو کر ہو نے اُن کے گوروں کو بے آبرو کر ہو گے، اُن کے گوروں کو بے آبرو کر ہو گا۔ اور جب کی اور اُن کے لئے موت کے فرضتے بن جا می گا۔ اور جب کے تو اُن کے دلوں میں پاکتان کے لئے نفرت بدر اور جا اُن کی داور اس طرح پاکتان اور کشمیری عوام ایک اعتادی کی بیٹا جو سیع اور گھری کا داراس طرح پاکتان اور کشمیری عوام ایک دوسرے ہے دور ہوتے جا میں گا۔ اور اس کا فائدہ بھارت اُٹھائے گا۔

''الیا ہونا بھی نہیں چاہئے۔'' سیتا نے میرے کندٹ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ مجھے کہا۔ معلوم وہ کب اپنی جگہ ہے اُٹھ کرمیرے قریب آ کر بیٹھ گئ تھی۔''اگر الیا ہو گیا تو سب پچھ نہا جائے گا۔ تمام قربانیاں رائیگاں جائیں گا۔ آزادی کی ساری تحریکیں فتم ہو جائیں گا۔ شہیدہا کی رومیں تڑپ آفیس گا۔ الیانہیں ہونا چاہئے۔۔۔۔۔ بالکل نہیں ہونا چاہئے۔'' ''دنہیں ہوگا۔۔۔۔ بالکل نہیں ہوگا۔'' میں نے کہا۔'' مجھے بتاؤ! وہ کیمپ کہاں ہے؟ میں بتاہ

وُوں گا اُے۔'' ''دھیرج۔۔۔۔۔وھیرج۔'' سیتانے میرا کندھا دبایا۔''اب یہ بات تمہاری تبجھ میں آگئی ہوا کہ میں تمہیں یباں کیوں لائی ہوں۔کشمیر میں رہ کرتم بھارتی سیناؤں کے خلاف کڑتے رہے ایک کو مارتے تو اُس کی جگہ دیں اور آجاتے اور یہ سلسلہ چتا رہتا۔ پھر کوئی پاکستانی نوجوال منت کیا جائے گا۔ اور جن پرشبہ ہوگا کہ اُن کے کام کے نہیں ہیں یا وہ آگے چل کر اُن کے لیا مخکلات پیدا کریں گے اُنہیں گولی ہے اُڑا دیا جائے گا۔ اُس کیمپ کا وجود کشمیر کے لئے بہتا مخلات پیدا کریں گے اُنہیں گولی ہے اُڑا دیا جائے گا۔ اُس کیمپ کا وجود کشمیر کے لئے بہتا بڑا خطرہ بن گیا ہے۔ تہبارے لئے اس کیمپ کو تم کرنا ضروری ہے۔ لیکن اس کے لئے جوش کی نہیں ہوش کی ضرورت ہے۔ اس کیمپ کو تاہ کر کے تم اپنے دیش کی ایسی خدمت کرو گے جیے تاریخ میں ہمیشہ یا در کھا جائے گا۔''

ی میں ہمیشہ یا در تھا جائے گا۔ میرے دہاغ میں دھاکے ہے ہورہ تھے۔ سیتا''را'' کی ایجنٹ تھی۔ وہ ایک منصوب اس برقرار رکھنے کے لئے ہر سال کروڑوں روپے کا بجٹ خرچ ہورہا تھا۔ اُس کے گفت مجھے گرفتار کرنے کے لئے میران کروڑوں روپے کا بجٹ خرچ ہورہا تھا۔ اُس کے گفت مجھے گرفتار کرنے کے لئے میران کی ایکن مجھا ہے ہے ہزاروں فوجی مارے گئے تھے اور سیتا اپنے انتقام کی آگ بجھانے کے لئے بھارتی حکمرانوں کی میں پھنسانے کی بجائے خودمیری محبت کا شکار ہوگئے۔ اور پھراُس نے بید کچپ انکشاف کیا صف صدی کی محنت پر پانی پھیردینا چاہتی تھی۔

سینا ''(ا'' کی ایجن کی حیثیت ہے بچھے گرفتار کرنے کے لئے کشمیر گئی تھی۔ وہ مجھ تک پہنچ گئی اور میرے عشق میں مبتلا ہوگئی۔ وہ مجھے وہاں ہے لیجی آئی تھی۔ اُس نے کیپٹن گوپال کو قتل کر کے اپنی ہے عزبی کا بدلہ بھی لے لیا تھا۔ اس کے بعد سب پچھ ختم ہو جانا چاہئے تھا۔ وہ مجھے لے کرکسی اور پڑسکون جگہ پر چلی جائی اور مجھے یہ باور کرانے کی کوشش کرتی کہ آگ اور فون کھیل میں پچھ بیس رکھا۔ کشمیر یول کولڑ نے دو۔ ہم میدانِ جنگ ہے بہت وُور پڑسکون طرف نہیں۔ آوُ! ہم سب پچھ بھول کر پریم کے گیت گائیں اور ایک جگہ پر آگئے ہیں جہال کوئی خطرہ نہیں۔ آوُ! ہم سب پچھ بھول کر پریم کے گیت گائیں اور ایک دورسرے کی محبت میں موگی۔ اُس نے وہشت گردی کی بات کر کے میرے جذبات کو اور مہیز کیا تھا۔ سینے میں دبی ہوئی چنگاری کو بوادے کر بھڑ کا یا تھا۔ سینے میں دبی ہوئی چنگاری کو بوادے کر بھڑ کا یا تھا۔ ایسا کیوں تھا؟ کیا واقعی وہ کشمیرکو ایک گھناوئی سازش سے بچانا چاہتی تھی یا گئی میں نے میں مقصد جو اُس کے بیا میں تھی دواس کے ایسا مقصد جو اُس کے کشمیرکی قیت سے بھی زیادہ اہم تھا؟''

سیتا ایک سابق راجہ کی بیٹی تھی۔ سازشیں ان راجاؤں کی فطرت کا خاصہ تھیں۔ وہ اپنی راست کی وسعت اور اقتدار کو شخکم کرنے کے لئے ایک دوسرے کے خلاف سازشوں کے تانے بانے بنتے ہی رہتے تھے۔ اور سیتا بھی ایک راجہ ہی کی بیٹی تھی جس ہے اُس کا راج پاٹ مجنن گیا تھا۔ سیتا اُس راجہ کی بیٹی تھی۔ سازش کے جراثیم اُس کے خون میں بھی ہوں گے لیکن دوائی کیا بات تھی جس کے لئے وہ اپنے ہی دیش کو داؤ پر لگانے کوئی ہوئی تھی ؟

میں جیسے جیسے سوچتا گیا میراذ ہن اُلجستا گیا۔کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ ''کیا سوچ رہے ہو ۔۔۔۔ کہاں کھو گئے؟'' سیتا کی آواز س کر میں چونک گیا۔ میرے خیلات منتشر ہو گئے ۔

''اوہ کھنہیں '' میں نے جواب دیا۔''تمہاری باتوں نے مجھے بری طرح الجھا دیا این

''ال میں کون می اُلجھن ہے مہابیر!'' اس مرتبہ دُرگانے لب کشائی کی۔ وہ جس طرح

کے تحت مجھے گرفتار کرنے کے لئے تشمیر گئی تھی۔ وہ اتفاق سے مجھ تک پنتی گئی تھی۔ لیکن مجھے اپنے جال میں پھنسانے کی بجائے خود میری محبت کا شکار ہو گئی۔ اور پھراُس نے بید کچیپ انکشاف کیا کہ اُسے بھارتی فو جیوں سے شدید نفر ت اور تشمیری مسلمانوں سے ہمدردی ہے۔ وہ تشمیریوں کو مظلوم اور بھارتی فو جیوں کو ظالم اور غاصب بجھتی تھی۔ اُس نے سب پچھا پنی آئی تھوں سے دیکھا تھا۔ خود بھی ایک فوجی کے سم کا شکار ہوکرا پنی عزت تھو بیٹھی تھی۔ ویران پہاڑوں میں دواور ہندہ فوجیوں نے اُسے بچالیا تھا۔
فوجیوں نے اُسے مال غنیمت سمجھ کرلوشنے کی کوشش کی تھی لیکن میں نے اُسے بچالیا تھا۔

سیتا کے جذبات کچھ اور شدید ہو گئے تھے۔ اپنی محبت اور اپنے ظوص کا یقین دلانے کے جذبات کچھ اور شدید ہو گئے تھے۔ اپنی محبت اور اپنے ظوص کا یقین دلانے کے جگے ہیں جہاں کوئی خطرہ نہیں۔ آن اس نے جھے اپنی سپردگی میں دے دیا تھا۔ اور پھر جموں میں مانسر جھیل کے کنارے رنگ جھے ہیں جوئے بھارتی فوج کے اعلی افسروں پر مجاہدین کے ساتھ حملے میں حصہ لے کرائی اس دوسرے کی محبت میں کھوکر جیون بیتا ویں نے یہ خابت کر دیا تھا کہ اُسے بھارتی فوجیوں ہے واقعی شدید نفرت اور تشمیری مسلمانوں ہے گردی کے کیمپ کی بات کر کے میرے جذ ہم مدری ہے۔ وہ مجھے میرے ماد کی کھر اور تھا؟ کیا وا گئی تھی کہ مجھے تشمیر کے محاذ سے دوسرے دل میں قدم قدم پر سیتا کے بارے میں اُس کے من میں کچھ اور تھا؟ وہ کوئی خاص شہبات جنم لیتے رہے۔ مجھے ہر لیحہ یہ دھڑکا لگا رہتا کہ وہ کی بھی وقت مجھے کی اتھارٹی کے لئے تی میا ایک سابق راجہ کی بیٹی تھی۔ سابق راجہ کی بیٹی تی بیٹی تھی۔ سابق راجہ کی بیٹی تھی۔ ساب

سیتا مجھے جیسلمبر لے آئی۔ راستے میں ہنومان گڑھ کے ایک گیسٹ ہاؤس میں'' را' کے اُل
ایک آ دی نے اُسے دیکھ لیا۔ سیتا میری اورا پی آمد کوفنی رکھنا چاہتی تھی۔ اُس نے'' را'' کے اُل
ایجنٹ کوموت کے گھاٹ اُ تار دیا اور مجھے لے کر جیسلمبر پہنچ گئی۔ اور یہاں اُ بلے ہی روز اُل
نے اپنے کزن کیپٹن گوپال کو بیدردی سے موت کے گھاٹ اُ تار دیا۔ اس طرح اُس نے اپنا
انقام لے لیا بلکہ ایک بار پھر یہ ثابت کر دیا کہ اُسے بھارتی فوجیوں سے کوئی ہمدردی نہیں۔
کیپٹن گوپال کے قبل کے فور اُ ہی بعد کلپنا والا واقعہ پیش آگیا اور جمیس وہ حویلی چھوڑنی پڑی۔ سیٹا
مجھے اس طرح حفاظت میں لئے ہوئے تھی جیسے میں ہی اُس کے لئے سب کچھ ہوں۔ اور کل قوائی جان بھی لا اور کیا۔
اُس نے دُرگا کے سامنے کہ بھی دیا تھا کہ وہ میرے لئے اپنی جان بھی لا اور کیا۔
اُس نے دُرگا کے سامنے کہ بھی دیا تھا کہ وہ میرے لئے اپنی جان بھی لا اور کیا۔

میری وجہ سے سیتا ابنوں کو نا قابل تلافی نقصان بہنچا چکی تھی۔ اُس نے اپنے کزن کیٹی فا گو پال کوموت کے گھاٹ اُ تار دیا۔ مانسر جھیل کے کنار سے کئی اعلیٰ فوجی افسروں کوموت کی نیٹ شروع ہے ہماری گفتگو میں حصہ لے رہی تھی اس ہے اندازہ لگایا جاسکیا تھا کہ وہ پہلے ہی سر کچھ جانتی تھی۔''سیتا تو تہہیں ایک موقع فراہم کر رہی ہے۔' وہ کہدر بی تھی۔''اگرتم نے ذہازہ ال اور عقل مندی کا ثبوت دیتے ہوئے اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اُس کیمپ کو تباہ کر ہا اور اس سازش کو بے نقاب کر دیا تو تم اپنے کشمیر کے لئے بہت بڑا کا رنامہ انجام دے سکو گے۔ بھارت کو عالمی تقید کا سامنا کرنا پڑے گا۔ وقی طور پر اس کی توجہ بٹ جائے گی اور کشمیر میں جاری آزادی کی تحریک ایک ایسے سلاب کی صورت اختیار کر جائے گی جے روکنا بھارتی سیناؤل کے لئے ممکن نہیں ہوگا۔'' ''اور پھر ہم تمہمارے ساتھ چلیں گے۔'' سیتا نے اُس کے خاموش ہوتے ہی کہا۔'' کشم

''اور پھر ہم تمہارے ساتھ چلیں گے۔'' سیتا نے اُس کے خاموش ہوتے ہی کہا۔'' کھم تمہاری طرح میر ابھی خواب بن چکا ہے۔ہم دونوں ایک ساتھ اُس سرز مین پر قدم رکھیں گے کتنااچھا لگےگا۔''

میں نے سیتا کی طرف دیکھا۔ اُس کے ہونٹوں پرمسکراہٹ تھی اور پھر اُس نے وُرگا کم موجودگی کی پرواہ کئے بغیر میری طرف جھیک کرمیرے سینے پرسرر کھ دیا۔

میں گڑ بڑا سا گیا..... میں نے کن انکھیوں ہے دُرگا کی طرف دیکھا، اُس کے ہونٹول! مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

ر بہت یں برق کا ق ق ہے۔'' وُرگانے کہا۔''ہم تمہارے ساتھ ہیں۔اورتم جانتے ا ''بیمت سمجھنا کہ تم اکیلے ہو گے۔'' وُرگانے کہا۔''ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ میں پورے وشوا آ جب نیت صاف ہوتو دنیا کی کوئی طاقت بڑھتے ہوئے قدم نہیں روک سکتی۔ میں پورے وشوا آ سے کہ سکتی ہوں کہ تم سے سیتا کا پریم اور وطن ہے تمہاری محبت ضرور رنگ لائے گی۔وطن وُور وطن کی سیوا کے اس محاذ پربھی کامیا بی تمہارے قدم چوہے گی۔''

دوروں کی یواسے ہی فار پر مل کی خدمت اور آزادی کے لئے رائفل اُٹھائی تھی۔'' میں نے سینا کام ''میں نے اپنے وطن کی خدمت اور آزادی کے لئے رائفل اُٹھائی تھی۔'' میں نے سینا کام اپنے سینے سے ہٹاتے ہوئے کہا۔'' رائفل اب میرے ہاتھ میں نہیں رہی لیکن یہاں بھی آگا مجھے موقع مل رہا ہے تو میں اس سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش ضرور کروں گا خواہ اس کے جا میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔لیکن میں اس کیپ کے بارے میں ذرااور تفصیل سے جا حابتا ہوں۔''

کپوہا،وں۔ '' دیش ہے محبت کا جذبہ اتنا سچا اور اتنا شدید ہوتو طوفان بھی راستے نہیں روک سکتا۔'' ڈا نے کہا۔'' سیتا تہمیں اس کیمپ کے بارے میں بتائے گی۔تم لوگ باتیں کرو، میں اور جائے ہا کرلاتی ہوں۔''

و و خالی آپ اُٹھا کر برآمدے کی طرف چلی گئی۔ سیتا اُٹھ کرایک بار پھرمیرے سامنے وا جنچ بر بیٹھ گئی۔

ی پر بیھ ں۔ ''تم اُس کیمپ کے بارے میں کچھ بتا رہی تھیں؟'' میں نے سوالیہ نگاہوں ہے اُس طرف دیکھا۔

''وہ کیمپ یہاں سے تقریباً دس میل کے فاصلے پرواقع ہے۔''سیتا کہنے گی۔''راجستھان کے تاریخ بہت ولچسپ ہے اور جیسلمیر کی تاریخ ولچسپ ترین۔ بیشہرراجستھان کے تمام شہروں بیں قدیم ترین ہے۔ اس کی بنیاد 1156ء میں بھٹی حکمرانوں نے رکھی تھی اور اسے راجتھان کا بہلا دارالخلافہ ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔ اس کا قدیم نام لودروا تھا۔ ہر طرف سے ریت کے نیلوں میں گھر اہوا پیشہرزیا دہ عرصہ تک آباد نہ رہ سکا۔ بعد میں آنے والے بھٹی خاندان کے مکمرانوں ہی نے وہاں سے دس گیارہ میل وُورکھلی جگہ پرایک اور بستی بسانا شروع کر دی جہاں بیٰ وافر مقدار میں موجود تھا۔ بیستی آباد ہوتی چلی گئی اور لودروا اُجڑ تا چلا گیا۔ نئی بستی جیسلمیر نے نام سے ایک شہر کی صورت اختیار کر گئی اور لودروا وقت کے توادث کا شکار ہوکر کھنڈروں میں تبدیل ہوگیا۔ چاروں طرف سے ریت کے ٹیلوں میں گھرے ہوئے لودروا کے کھنڈرات آج بھی موجود ہیں۔ ریت کے بعض ٹیلے تو چھوئی بھاڑیوں کی طرح تھوں ہو چکے ہیں جبکہ بیشتر ملے ایسے ہیں جو ہوا سے اپنی جگہ تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ ہوا سے ریت پر ایسی ایسی جیس دیسے ہیں وجود میں آجاتے ہیں کہ جنہیں دیکھر کھوں دنگر دہ جاتی ایسی کھرے والے دیت پر ایسی ایسی جو ہوا سے ریت پر ایسی ایسی کے بین دیکھر کھول دی کور عقل دنگر دہ جاتی دیتے ہیں۔ ہولے دیت پر ایسی ایسی کے کہنے میں دیکھر کھول دنگر دہ جاتی دیلے درجے ہیں۔ ہولے دیت پر ایسی ایسی کھی کور عقل دنگر دہ جاتی ہیں۔ جو ایسی نے جود میں آجاتے ہیں کہ جنہیں دیکھر کھول دنگر درہ جاتی ہے۔

طرف سیاحوں کی آمدورفت پر پابندی لگا دی گئ اوران قدیم کھنڈرات کوشہر ممنوعہ قرار دے دیا گیا۔اوروہ ملاقہ فوج کے حوالے کر دیا گیا۔اوگ یبی جمجھتے رہے کہ ان کھنڈروں میں شاید کوئی بہت برا خزانہ دریا فت ہوا ہے اوراس علاقے کوفوج کے حوالے کرئے سیاحوں کی آمدورفت پر پابندی لگا دی گئی ہے کیکن میں جانتی ہوں وہاں کیا ہے۔'وہ چند کمحوں کے لئے خاموش ہوئی پھر بات جاری رکھتے ہوئے کہنے گی۔

لودروا کے کھنڈرات پہلے سیاحوں کی توجہ کا مرکز ہے ہوئے تھے۔لیکن چند سال پہلے اس

'' بجھے ایک مرتبہ وہاں جانے کا موقع ملا تھا جب'' را'' کی طرف ہے بجھے ٹریننگ دی جا رہی تھی۔ ان دنوں فوج کی گرانی میں وہاں جگہ جگہ تھیراتی کام ہور ہا تھا۔ کھنڈرات اپنی جگہ موجود تھے۔ اُن کے بچ میں ایسی چھوٹی چھوٹی نئی عمارتیں بھی معرض وجود میں آ رہی تھیں جن کا مقد مقداُس وقت میری سجھ میں نہیں آ سکا تھا۔ مجھے ایک ہفتہ وہاں رکھ کر جے پور واپس بھیج دیا گیا۔ یہ تو مجھے بہت بعد میں معلوم ہوا کہ وہاں دہشت گردی کی تربیت کے لئے ایک جدیرترین کیا۔ یہ تو مجھے بنایا گیا ہے۔ یہاں سے تربیت حاصل کرنے والوں کو سری لئکا اور پاکستان بھیجا جاتا۔ پاکستان کی طرح بھارتی حکمرانوں نے سری ذبح میں بھی طوبل غرصہ سے پنگابازی شروع کررکھی ہائی خربیت دی سے سے بری لئکا کے باغیوں کو بھی بہاں تخریب کاری، دہشت گردی اور گوریا اجنگ کی تربیت دی

جائی ہے جو والیں جا کرا ہے ہی جمروں نیں آگ اور خون کا کھیل تھیلتے ہیں۔ اُس کیمپ کے علاوہ راجستھان میں اور بھی بہت ہے کیمپ ہیں جہاں پاکتانی نو جوانوں کو 'بشت گردی اور تخریب کاری کی ٹریننگ دی جاتی ہے۔ بھارتی تھمرانوں نے طے کر رکھا ہے کُر پاکتان میں امن اور شانتی نہیں ہونے دیں گے اور یہی وجہ ہے کہ آج تک پاکتان میں

سارا دباؤ عوام پر ہے۔ مہنگائی کے عفریت نے عام آدی کا جینا حرام کر رکھا ہے۔
بیروزگاری بھی بڑھتی جارہی ہے۔ پڑھے لکھے نو جوان یا تو منشات یا جرائم کی طرف مائل ہوا
رہے ہیں۔ وہ چوری، ڈیمینی اور راہزنی کی واروا تیں کرنے پر مجبور ہیں اور ایسے ہی مایوں
نو جوان غیر ملکی ایجنٹوں کا آسانی ہے آلہ کار بن جاتے ہیں۔ ''را'' کے ایجنٹ پورے پاکستان
میں بھیلے ہوئے ہیں۔ ان میں خوبصورت لڑکیاں بھی ہیں جو ایسے نو جوانوں کو تلاش کر کے
میاستی ہیں۔ چند چھوٹی جھوٹی آزمائٹوں کے بعد جب ان ایجنٹوں کو یقین ہو جاتا ہے کہ شکار
ان کے مطلب کا ہے تو اس کے گرو جال نگ کر دیا جاتا ہے۔ بعض کو بلیک میلنگ ہے بھانیا
جاتا ہے اور بعض کو حمین عورتوں، شراب اور دولت کا لا کی دے کر شکنج میں جگڑ لیا جاتا ہے۔
جان کے دہنوں میں اپنے ہی ملک کے خلاف نفرت اور تعصب کا زہر بھر دیا جاتا
کی جاتی ہے۔ اُن کے ذہنوں میں اپنے ہی ملک کے خلاف نفرت اور تعصب کا زہر بھر دیا جاتا ہے اور دول بھر آنہیں تخ یب کاری اور وہشت گردی کی تربیت دے کر والیں بھیج دیا جاتا ہے اور دول بھر آنہیں تخ یب کاری اور وہشت گردی کی تربیت دے کر والیں بھیج دیا جاتا ہے اور دول بھر آنہیں تخ یب کاری اور وہشت گردی کی تربیت دے کر والیں بھیج دیا جاتا ہے اور دول بھر آنہیں تخ یب کاری اور وہشت گردی کی تربیت دے کر والیں بھیج دیا جاتا ہے اور دول بھر آنہیں تخ یب کاری دول جاتا ہے۔

اپوں ان کے سے مداب بن جائے ہیں۔

پیچھ عرصہ پہلے بھارتی حکم انوں نے جموں وکشمیر کے حوالے سے ایک نئی پالیسی اختیار کی۔
پالیسی نہیں گھناؤنی سازش ۔۔۔۔ اس کی تفصیل میں تہہیں بتا چکی ہوں کہ کس طرح پاکستانی
نو جوانوں کو تخریب کاری کی تربیت دے کر کشمیر بھیجا جائے گا اور اُن کی سرگر میوں ہے کس طرق کشمیر یوں کے دلوں میں پاکستان نے نفرت پیدا کی مبائے گی۔ دونوں کے تعاقبات بگر بھی گئے تو ان کا فاکدہ بھارت کو پنچے گا۔

راجستھان میں مختلف مقامات پرتخ یب کاری اور دہشت گردی کی تربیت کے ڈیڑ ھسو ہے زیادہ کیپ ہیں۔ تشمیر کے حوالے سے نئی پالیسی کے تحت بھارتی حکمرانوں نے اسرائیلی انگل جنس ایجنسی'' موساد'' سے مدد لینے کا فیصلہ کیا۔ موساد پہلے بھی مختلف معاملات میں'' را'' کی 44 کرتی رہی ہے۔'' موساد'' کوالیی تخ بی سرگرمیوں کا نصف صدی کا تجربہ ہے۔ تخریب کاری'

رہشت گردی اور ایسی ہی گھناؤنی سازشوں سے اپنا وجود برقر ار رکھا ہوا ہے۔''موساد' کے ماہرین کے معاہدے کے بعد اُنہیں یہاں بلالیا گیا۔ ان یہودی ماہرین نے راجستھان کے مخلف کیمپوں کا دورہ کر کے ڈیڑھ سونو جوانوں کو متحب کیا جنہیں لودروا کے اس کیمپ میں پہنچا دیا گیا۔ چھ مہینے پہلے اس کیمپ میں تر بیتی پروگرام شروع ہو جانا چاہئے تھا گر وہاں ایک مندر کی وجہ نے آئل پڑل نہ ہوسکا۔''

بہت وی پر ہے۔۔۔۔۔؟''میں نے اُلجھی ہوئی نظروں ہے اُس کی طرف دیکھا۔

" ہاں ۔۔۔ ' ہیتا نے اثبات میں سر ہلایا۔ ' وہاں ایک بہت بڑا جین مندر ہے۔ اُس علاقے پر سیاحوں کے لئے پابندی گئے سے پہلے جین کے بعض پیروکار مندر کی یا ترا کے لئے جاتے رہے تھے۔ پابندی گئے کے بعد جین مندر کمیٹی نے جے پور ہائی کورٹ میں رث دائر کر دی۔ یہ کیس صرف پانچ مہینے چل سکا۔ سکیورٹی کے نقط نظر سے ہائی کورٹ نے یا تریوں کی آمدورفت پر تو پابندی عائد رکھی البتہ یہ اجازت دے دی کہ دو پنڈت یا پجاری مندرکی دکھے ہمال کے لئے وہاں رہ علت ہیں۔ وہ مندر کھنڈر گر کے شروع ہی میں ہے۔ اس کے آس پاس صرف تین چار چھوٹی جمارتوں کے کھنڈر ہیں۔ اُس کیمپ کی انتظامیہ نے ایک بہت کمی اور آونجی دیوار کھڑی کر کے اس جین مندر کو کیمپ سے بالکل الگ کر دیا ہے۔ مندر میں رہنے والکوئی خض پہیں جان سکتا کہ اس دیوار کے دوسری طرف کیا ہور ہا ہے۔ '

"أس كيب تك كي بينيا جاسكات،" مين أني ستاك فاموش بون يربوجها-

''جب کسی کام کا ارادہ کرلیا جائے تو اس کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ نکل بی آتا ہے۔''سیتا نے مسکراتے ہوئے کہا۔'کیمپ کا رُخ کرنے سے پہلے ہمیں شہر میں چند چھوٹے کام کرنے ہوں گے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے تم شہر کے راستوں سے مانوس ہو جاؤ۔ اس طرح تہمیں یہاں کی پچھ تاریخی ممارتیں دیکھنے کا موقع بھی مل جائے گا۔ اور میرا خیال ہے تم یکام کل بی سے شروع کر دو۔''

''لعنی میں اکیلاً؟'' میں سیتا کی اس تجویز برگز برا سا گیا۔

''یبال تمہیں کوئی جانتا تو نہیں کہ تم کون ہو۔ پینیس لا کھی آبادی میں کون تم پر توجہ دے گا؟'' سیتانے کہا۔'' میرا باہر نکلنا فی الحال خطر ناک ہوگا۔ کلینا کو بھی تمہار ہے ساتھ نہیں بھیجا جا سکتا۔ البتہ دُرگا تمہارا ساتھ دے سکتی ہے۔''وہ خاموش ہوکر برآمدے کی طرف دیکھنے لگی۔ میں سنتے۔ نیجی گردن گھما کر دیکھا، کلینا ٹرے اُٹھائے چلی آربی تھی جس میں چائے کے تین کپ تھے۔ اُن کے پیچھے بی دُرگا بھی تھی۔

الکی ایس ہور ہی ہیں؟'' دُرگانے ایک بینچ پر ہیٹھتے ہوئے یو چھا۔

''مہابیر کھلی فضا میں رہنے کا عادی ہے۔۔۔۔۔۔و کی کی قید ہے اس پر بوریت طاری ہونے گی ہے۔'' سیتانے کہا۔'' بیشہر کی سیر کرنا چاہتا ہے۔ تہہارے ساتھ۔'' ''میرے ساتھ۔۔۔۔'' وُرگا بنس پڑی۔'' مجھے بڑی خوشی ہوگی۔ مگر دو جار دن رُک جاؤا مہاراج کی حویلی والا معاملہ ذرا ٹھنڈا پڑجائے۔ ہوسکتا ہاس دوران مہاراج خود بھی ایک دن کے لئے یہاں آ جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ میں تو تمہارے ساتھ باہر کی سیر کر رہی ہوں اور پیچھے مہاراج یااس کا کوئی آ دمی یہاں پہنچ جائے۔ایی صورت میں سیتا کے لئے پریشانی ہو سکتی ہے۔'' ''ٹھیک ہے۔۔۔۔۔دو چارروز بعد ہی سہی۔'' میں نے کہتے ہوئے کلپنا کے ہاتھ سے چائے کا کپ لیا۔ کلپنا اپنے لئے چائے نہیں لائی تھی۔ اُس نے ایک کپ سیتا کو دے دیا اور دومرا دُرگا کو اور حوض کی منڈ بر پر بیٹھ کر پانی سے کھلنے گئی۔ اُس نے ایک کپ سیتا کا دوسرا جوڑا پہن رکھا تھا جو اُس پر بہت اچھا لگ رہا تھا۔

یا مادوسی پی ہات ہے۔ چائے کے دوران ہم مختلف موضوعات پر باتیں کرتے رہے۔ کلینا حوض کی منڈیر پر بیٹھی پانی سے کھیلتی ہوئی بار بارکن آکھیوں سے میری طرف د مکھرر ہی تھی۔

مہارانا دھرمیش نگھ ج آ کر شام کو واپس چلا گیا تھا۔اور جمیں وہ پورا دن دوسرے مکان میں گزار ناپڑا تھا۔

مہارانا نے پولیس کی تفتیش سے بیہ کہہ کر اپنا دامن چھڑا لیا تھا کہ وہ روز روز جے پور کے یہاں نہیں آسکتا۔ البتہ پولیس کسی مزید تفتیش کے لئے کسی وقت حویلی میں داخل ہونا جا ہے آ چقوں سنگھاُن کی خواہش کا احترام کرے گا۔

پیون محمان می موان کا کوئی راسته متعین نہیں کر سکتی تھی۔ کیپٹن گوپال سنگھ کے قبل کے حوالے بولیس ابھی تفتیش کا کوئی راسته متعین نہیں کر سکتی تھی۔ کیپٹن گوپال سنگھ کے قبل کے حوالے سے فوج کا پولیس برخاصا دباؤ تھا، لیکن پولیس ابھی تک اندھیر ہے ہی میں ٹا مک ٹو کیاں مار رہ گا تھی۔ نہ تو گئگو کا سراغ ملا تھا اور نہ ہی پولیس ان دوعورتوں کا سراغ لگا بھی کیے شخص جبارہ وار پولیس ان دوعورتوں کا سراغ لگا بھی کیے شخص جبارہ وار پولیس ان دوعورتوں کا سراغ لگا بھی کیے شخص جبارہ وار پولیس نے بعض ایسی عورتوں کی میں تھی ۔ البتہ پولیس نے بعض ایسی عورتوں کو میں تھیں۔ البتہ پولیس نے بعض ایسی عورتوں کو میں تھی اور نہیش دوتو سوسائی گرازتھیں اور ایک سمی دولت مندھا کر کی بٹی تھی۔ لیکن اُن تینوں نے اُس رات جائے واردات سے اپنی عدم موجودگی کا ثبوت فراہم کر دیا تھا۔ دوالیس کی تغییس میں آفیسروں کا جی بہلا رہی تھی۔ اُس رات ایک نائٹ کلب میں تھیں اور تیسری فوجی میس میں آفیسروں کا جی بہلا رہی تھی۔ اس طرح پولیس کی تغییش اپنی جگہ ہے ایک اپنی بھی آئے نہیں بڑھ تھی تھی۔ اس طرح پولیس کی تغییش اپنی جگہ ہے ایک اپنی بھی آئے نہیں بڑھ تھی تھی۔ اس طرح پولیس کی تغییش اپنی جگہ ہے ایک اپنی جھی آئے نہیں بڑھ تھی تھی۔ اس طرح پولیس کی تغییش اپنی جگہ ہے ایک اپنی جھی آئے نہیں بڑھ تھی تھی۔ اس طرح پولیس کی تغییش اپنی جگہ ہے ایک اپنی بھی تھی تھی۔ اس طرح پولیس کی تغییش اپنی جگھی آئے نہیں بڑھی تھی۔ اس طرح پولیس کی تغییش اپنی جگھی آئے نہیں بڑھی تھی تھی۔ اس طرح پولیس کی تغییش اپنی جگھی آئے نہیں بڑھی تھی۔ اس طرح پولیس کی تغییش اپنی جگھی آئے نہیں بڑھی تھی۔ اس طرح پولیس کی تغییش اپنی جگھی تھی تھیں۔ اپنی بھی تھی تھی تھی تھی تھی۔

میں اس خوبصورت حولی کی قید میں واقعی بور بلکہ بیزار ہو گیا تھا۔ اور دُرگانے بھی میری اللہ میں اس خوبصورت حولی کی قید میں واقعی بور بلکہ بیزار ہو گیا تھا۔ اور دُرگانے بھی میری اللہ کیفیت کو بھانپ لیا اور اُس نے وعدہ کیا کہ آج وہ مجھے گھمانے کے لئے لیے جائے گی۔

اُس روز موسم بھی خوشگوار تھا۔ آسان پر بادل تھے اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ دو پہر کم کھانے کے تھوڑی ہی ویر بعد دُرگا تیار ہونے کے لئے اپنے کمرے میں چلی گئی اور تقریباً المہا

گھٹے بعد جب وہ باہرنگلی تو اُسے دیکھ کر میں سانس لینا بھول گیا۔ اور پلک جھپکے بغیر اُس کی

'' کہاں کھو گئے؟'' دُرگا نے میرے چہرے کے سامنے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا۔ '' ماضی میں ……!'' میرے منہ ہے بے اختیار نکلا اور پھر سیتنا اور دُرگا کے قبقہوں کی آواز من کر میں جھینے ساگیا۔

'' وُرگا جی اِخیال رکھنا ۔۔۔۔ یہ میری امانت ہے۔''سیتا نے اپنی ہنسی پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ وُرگا اُسے گھور کررہ گئی۔

ذرگا مجھے لے کرخفیہ راستے سے حویلی کے عقبی مکان میں لے آئی اور مجھے عقبی گلی میں نکال دیا۔" آگے بازار میں بائیں طرف مُوکر چلتے رہنا۔ میں تنہیں اُس طرف ملوں گل۔" اُس نے گلی میں اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

سی سمجھ گیا کہ دُرگا مجھے ساتھ لے کرحویلی کے گیٹ سے نہیں نکلنا جا ہتی تھی تا کہ کوئی دیکھ نہ لے۔ بیا حتیاط بہرحال اچھی تھی۔ میں گلی میں چانا ہوا تقریباً سوگز آگے بازار میں بائیں طرف مرگا اور فت پاتھ پر مہلنے والے انداز میں چلنے لگا۔ خاصا بڑا اور بارونق بازار تھا۔ میرے دل کی دھز کن بے ربط ہور ہی تھی حالا نکہ مجھے کوئی نہیں جانتا تھا۔ یہاں میرا صورت آشا کوئی نہیں تھا کین نجانے میرے دل میں یہ خوف کیوں تھا جیسے اچا تک ہی در جنوں رائفلیں مجھے زد پر لے لین نجانے میرے دل میں یہ خوف کیوں تھا جیسے اچا تک ہی در جنوں رائفلیں مجھے زد پر لے لین گل گی ۔ لیکن میرے در چانا ہوا تقریباً ایک فرا نگ آگے نکل چکا تھا۔ پھر نیلے رنگ کی ایک کار پیچھے سے میرے قریب آ کر در کی اور ایک نوانی آ وازیائی دی۔

''مهابير.....آجاؤ!''

میں نے جھک کر دیکھا۔ وہ دُرگاتھی جو ڈرا ئیونگ سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اُس نے جھک کر دروازے کے لاک کی ناب اُٹھا دی۔ میں نے دروازہ کھولا اور اُس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دُرگانے سیدھے ہوتے ہوئے گاڑی آگے بڑھا دی۔ بیکار دیکھنے سُس پرانی سِ لگی تھی لیکن اُس کا انجن بہترین حالت میں تھا اور آواز پیدا کئے بغیر چل رہا تھا۔

^{درگا} بلکی رفتار سے گاڑی چلا رہی تھی۔ ساتھ ہی وہ مجھے راستوں اور مشہور عمارتوں کے

بارے میں بتاتی جارہی تھی۔

''سب سے پہلے ہم شہر کے زیریں جھے کی طرف جائیں گے۔'' وُرگانے ایک سڑک ہو گاڑی موڑتے ہوئے کہا۔''اس طرف چند تاریخی حویلیاں ہیں جنہیں دیکھنے کے لئے لا تعداو ساح آتے ہیں۔ ان میں سالم سکھ کی حویلی، نقال جی کی حویلی اور چووُں کی حویلیاں خاص مشہور ہیں۔ انہیں تو قدیم طرز تعمیر کا شاہ کار کہا جا سکتا ہے۔'' اُس نے گاڑی ایک اور سڑک پر موڑ دی اور اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بولی۔''تہمیں بیہ جان کر چیرت ہوگی کہ انگریزوں نے اپنی حکومت کے آخری دور میں ان حویلیوں کو اُ کھاڑ کر انگلتان لے جانے کا منصوبہ بنایا تھا۔ لیکن اس دوران ہندوستان کوسر کار انگلشیہ سے آزادی مل گئی اور پہلی ہندسر کارنے ان حویلیوں کو قومی ورث قرار دے دیا۔''

ایک اور سوک پر موڑکر اُس نے کارروک لی۔ سامنے ہی چووک کی حولیاں تھیں۔ اُن تک پہنچنے کے لئے ہمیں ایک چوڑی گلی تک پیدل چلنا پڑا۔ وہ پانچوں حولیاں واقعی فن تعمیر کا حسین ترین شاہ کارتھیں۔ پانچوں حولیاں ساتھ ساتھ تھیں۔ اُن میں لگے ہوئے پھروں پر نہایت خوبصورت نازک جالیاں اور حیرت کی بات خوبصورت نازک جالیاں اور حیرت کی بات خوبصورت نازک جالیاں اور حیرت کی بات پھی کہ اُن حولیوں کی تعمیر میں کہیں بھی سیمنٹ، چونے یا کسی اور مسالے کا استعمال نہیں کیا گیا تھا۔ پھروں کو تراش کر ایک دوسرے سے اس طرح جوڑا گیا تھا کہ کہیں کوئی معمولی سارخہ وکھائی نہیں دیا تھا۔

اُس وقت لا تعداد ملکی اور غیر ملکی سیاح و ہاں موجود تھے اور اُن کی طرح میں بھی جرت ہے انسانی ہاتھوں سے بنائے ہوئے یہ شاہ کار دیکھ رہا تھا۔ دُرگا مجھے ہاتھ سے پکڑ کر ایک حویلی کے اندر کا منظر اس سے بھی زیادہ حسین تھا۔ اس وقت میں نے محسوس کیا کہ بعض سیاح انسانی ہاتھوں سے بنائے ہوئے اس شاہ کار کے علاوہ میرے پہلو میں قدرت کے اللہ حسین شاہ کار کو بھی دیکھ رہے تھے جس کا نام دُرگا تھا۔ ہم دونوں ایک ستون کے قریب کھڑ۔ اُس پر بنے ہوئے خوبصورت تقش و نگاہ دیکھ رہے تھے کہ کسی کیمرے کی فلیش گن جیکی سے ایکھ اس پر بنے ہوئے خوبصورت تقش و نگاہ دیکھ رہے تھے کہ کسی کیمرے کی فلیش گن جیکی سے ایکھ

لحہ کو میری آنگھیں چندھیا ہی تئیں۔ وہ غالبًا کوئی مقامی سیاح تھا جس نے تصویر تھینچی تھی۔ میں اُس خص کی طرف بڑھا مگر دُوا نے میرا ہاتھ کچڑ لیا۔''جھوڑ ورہنے بھی دو! اُس نے اپنے شوق کے لئے تصویر تھینچی ہے ہمارا کیا جائے گا؟''اُس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہمارا لیا جائے ہے؟ ''ان کے ''رائے ہوئے ہوئے۔ ہم دونوں وہاں سے نکل کر دوسری حویلی میں آگئے۔ بیحویلی بھی پہلی حویلی کی طرح حسیا تھی اور ڈرگا مجھےان حویلیوں کے بارے میں بتار ہی تھی۔

ی اوروروں کے بن رمیدن کے بوٹ کی بیات کی ہے۔ '' پتووُں کی میہ حویلیاں 1800ء سے 1860ء کے درمیانی عرصہ میں بافنا خاندان نے آگا کروائی تھیں۔ بیاخاندان پانچ بھائیوں پر مشتل تھا۔ ہر بھائی نے اپنی ضرورت اور عیش و آرا

ہ نظرر کھتے ہوئے اپنی اپنی حویلی تغییر کروائی اور ان حویلیوں میں اب بھی اس خاندان کے لوگ آباد ہیں۔ پتوا تجارت بیشہ تھے۔ اُن کی تجارت سندھ، افغانستان، سنٹرل ایشیا اور دوسری طرف جین تک پھیلی ہوئی تھی۔ یہ لوگ افیون، سونا چاندی، گرم مصالحے اور ہر اُس چیز کی تجارت کرتے تھے جس سے منافع کی توقع ہو۔ یہ لوگ اس قدر مالدار تھے کہ اور ھے پور اور جیسلمیر کے راجواڑے بھی اُن سے بڑی بڑی رقمیں سود پر اُدھار لیتے تھے۔ اس طرح ان لوگوں نے راجواڑوں ہے بھی بہت کمایا۔''

میں بڑی توجہ ہے دُرگا کی با تیں من رہا تھا۔لیکن نجانے کیا بات تھی کہ میں اپنے آپ میں ایک بجیب کی بے چینی محسوں کرنے لگا تھا۔ مجھے بار باراُس تصویر کا خیال آرہا تھا جواُس آدمی نے بھینی محسوں کرنے لگا تھا۔ مجھے بار باراُس تصویر کا خیال آرہا تھا جواُس آدمی ہے۔ نے مینی تھی۔اُس کے ساتھ ایک عورت اور دو بیج بھی تھے۔اُس آدمی پراگر چہ کوئی شہنیں کیا جا سکتا تھا لیکن نجانے کیوں میں اپنے آپ میں بے نام می بے کلی محسوں کرنے لگا تھا۔اگر دُرگا مجھے نہ ردکتی تو میں اُس شخص سے کیمرہ چھین کرفلم ضائع کر دیتا۔ میں حویلیوں میں گھومتا ہوا اب بھی اُس شخص کی تلاش میں ادھراُدھ نگاہیں دوڑار ما تھا۔گر وہ شخص مجھے دوبارہ فظر نہیں آیا۔

بھے نہ دوی تو میں اس عص سے بیمرہ چین کرلیم ضائع کر دیتا۔ میں حویلیوں میں ہومتا ہوا اب بھی اُس خص کی تلاش میں اِدھراُدھر نگائیں دوڑار ہاتھا۔ گر وہ خص مجھے دوبارہ نظر نہیں آیا۔

ہم چوؤں کی حویلی سے فارغ ہوکر سالم سکھے کی حویلی میں آگئے ۔ قلعے کے پھیلی طرف واقع سالم سکھی کو یلی بھی آگئے ۔ قلعے کے پھیلی طرف واقع کا کھی کی حویلی بھی ایک بہنچنے کے لئے ہمیں کئی تنگ کا کھی اور ڈو ہے ہو ہے سورج کی کا کھیول سے گزرنا پڑاتھا۔ اُس وقت آسمان پر پادل جھٹ گئے تھے اور ڈو ہے ہو ہوت سورج کی الودائی کرنوں میں حویلی کی چھتریاں جھلملا رہی تھیں ۔ بیحویلی ایک اُو نیچ چبوتر بے برتھیمر کی گئی آگی ۔ نیچ ہے کئی قدر تنگ مگر اُوپر جا کر بالکونیوں اور چھتریوں کی صورت میں پھیلتی چلی گئی ۔ جیسلمیمر کے مخصوص پہلے پھروں سے بن ہوئی اس حویلی کی دیواروں اور ستونوں پر جاذبی گئی ہے۔ سالم سنگھا پنی اس سات منزلہ حویلی سے قلعے تک ایک بل تغیمر کرانا چاہتا تھا مگروہ ایسا گئی ہے۔ سالم سنگھا پنی اس سات منزلہ حویلی سے قلعے تک ایک بل تغیمر کرانا چاہتا تھا مگروہ ایسا کئی ک

میں ذرگا کوسیا حوں کی ایک ٹولی کے پاس چھوڑ کرآگے بڑھتا چلا گیا۔ یہاں کا ماحول چوؤں کا حولی چوؤں کا حولی ہوئیں کی حولی سے بالکل مختلف تھا۔ اندر ہو کا عالم طاری تھا۔ لبی لبی لبی راہداریاں اور غلام گردشیں اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ ان کے بوٹ کی کھڑ ایک بحث میں ایک تنگ می گول پولال کی پھڑ پھڑ ایٹ ماحول پر عجیب می وحشت طاری کئے ہوئے تھی۔ میں ایک تنگ می گول پر چڑھتا ہوا اُوپر بالکونی میں چلا گیا۔ سورج ڈوب چکا تھا اور باہر بھی ملکجا اندھیرا پر پھیلا کیا۔ سورج ڈوب چکا تھا اور باہر بھی ملکجا اندھیرا پر پھیلا را تھا۔ میں نے بالکونی سے جھا نکا تو حو یکی کے گیٹ کے قریب دو تین سیاح کھڑے تھے اور سامنے والی گلی سنسان سری تھی۔

میں واپس جانے کے گئے مُوا تو ایک کونے سے سسکیوں کی آوازین کر چونک سا گیا..... میں نے اُس طرف دیکھا، مگر اندھیرے میں کچھنظرنہیں آیا۔ میں اُسے اپناواہمہ تبجھ کرآ گے بڑھ میری پیثانی پر پسینے کے قطرے اُمجراؔ ئے تھے۔میراطل خٹک ہوگیا تھا۔۔۔۔زبان سو کھ کر کانے کی طرح تالومیں چیجنے لگی۔'' کیاتم اُسے جانتی ہو۔۔۔۔؟''میری آواز میں بھی ہلکی سی کیکپاہٹ آ گئی تھی۔

'' پھر کیا ہوا؟'' میں نے بے اختیار پو چھا۔

اُس کی نظریں ایک بار پھر میرے چہرے پر مرکوز ہو گئیں۔اس بار بھی اُس کی بلکوں کو جنبش بن ہوئی تھی۔

''سالم سنگھ جب جوان ہوا تو اُسے اُس کے باپ کی چھوڑی ہوئی جگہ پر یاست کا دیوان مقرر کردیا گیا۔' کنیا کماری نے سرسراتی ہوئی آواز میں کہنا شروع کیا۔ دیوان سالم سنگھ بہت نرم گفتار تھا۔ اُس کا شریع بھی عورتوں کی طرح نرم اور نازک تھا۔ وہ جین تھا۔۔۔۔۔۔ یہا من اور شانتی کا دھرم ہے۔ کسی ذی رُوح کو دُ کھ پہنچا نا اس دھرم میں بہت بڑا پاپ سمجھا جا تا ہے۔ جانوروں تک سے نری اور رحم کا سلوک جین دھرم کی تعلیمات کا ایک خاص پہلو ہے۔ اس تعلیم کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ دات کو شمع نہ جلائی جائے تا کہ کوئی پروانہ اُس میں جل کر اپنی جان نہ دے دے کین سالم سنگھ کو دھرم ہے کوئی دلچہی نہیں تھی۔ وہ اپنے آپ کواس کے اصولوں کا پابند نہیں دے کہتا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اُس میں بہت می تبدیلیاں رونما ہونے لگیں ریاست کا ذریراعظم) ہونے کے ساتھ ساتھ اُس میں بہت می تبدیلیاں رونما ہونے لگیں ریاست کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے اُس نے بہت جلد راجہ فائدہ اُٹھاتے ہوئے اُس نے بہت جلد راجہ فائدہ اُٹھاتے ہوئے اُس نے بہت جلد راجہ مول ران کو بے دست و یا کر دیا اور ریاست کے ساہ وسفید کا مالک بن بیٹھا۔

سالم سگھانسان سے بھیٹر یا بن گیاوہ بہت ظالم آدی تھا۔ اُس نے رعایا کو بھی اپنظلم و مجالم است کو سیان شروع کر دیا۔ اپنے باپ کے لل کا انقام لینے کے لئے اُس نے شاید ریاست کو بات بنانا شروع کر دیا۔ اپنے باپ کے لل کا انقام لینے کے لئے اُس نے مفلوج ہوکر رہ گیا تھا۔ باوہ براہ کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ راجہ مول راج اُس کی گئی کے سامنے مفلوج ہوکر رہ گیا تھا۔ اُسے بھیون تھا کہ سالم سنگھ کے مظالم بڑھتے جارہے تھے۔ تا جروں پر تو اُس نے اُسے بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔ سالم سنگھ کے مظالم بڑھتے جارہے تھے۔ تا جروں پر تو اُس نے

گیا۔ لیکن سٹر ھیوں کے قریب پنجی کر شعطک گیا۔۔۔۔۔سکیوں کی آواز پھر سنائی دی تھی۔۔ میں نے مُوکر اُس طرف دیکھا تو سینے میں سانس رُ کتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔۔۔قدیم راجستھائی لباس میں ملبوں ایک لڑکی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ اگر چہشام کا اندھیرا تھا گر اُس کا چہو صاف نظر آرہا تھا۔ اُس کی آنکھوں میں بے بناہ اُدای تھی۔ وہ ہلکی ہلکی سکیاں بھر رہی تھی۔ میرے ذہن میں فورا ہی خیال آیا کہ شاید وہ کوئی سیاح ہے جوابی قیملی کے ساتھ اس حویلی میں آئی ہوگی اور بچھڑ گئی۔ وہ اندھیرے سے ڈر کر یہاں بیٹھ کر وو نے لگی تھی۔ یا ہوسکتا ہے وہ کوئی گائیڈ لڑکی ہواور اُس کے ساتھ بھی پچھالی ہی صور تحال پیش آئی ہو۔

'' کیا بات ہے لڑکی کیوں رور ہی ہو؟'' میں نے اُس کے قریب پہنچ کرزم اور ہدر دانا لہجے میں یو چھا۔

ا کی چیک کی گیلوں کی بھاری جھالر آنکھوں پر سے اُٹھائی اور عجیب می نظروں سے میری طرف دیکھا۔''کیاسب لوگ چلے گئے؟'' اُس کی آواز میں عجیب ساتر نم تھا۔

'' ہاںسب چلے گئے۔'' میں نے بدستور نرم کہجے میں جواب دیا۔'' تم کون ہوکر کے ساتھ آئی تھیں؟''

ی سه ن ین. وه خاموش رهی اور ملکیس جھیکے بغیر میری طرنی و کیھتی رہی۔

''میرا خیال ہےتم اپنی فیلی کے ساتھ آئی تھیں اور اُن سے بچھڑ گئی ہو۔۔۔۔۔ یا تم کوئی گاگا ہو کن لوگوں کے ساتھ آئی تھیں؟'' میں نے پھر پوچھا۔

روں میں کی ہے ساتھ نہیں آئی یہیں رہتی ہوں میں۔'' لڑکی نے جواب دیا۔ اُس کا نظریں میرے چہرے پرمرکوز صیں اور اُس نے بلیس اب بھی نہیں جھپکی تھیں۔

رین پر سے پہر سے پہر سے پہر اور سنسان حیال میں مطلب سے بیٹ میں اُجاڑ اور سنسان حیال میں اُجاڑ اور سنسان حیال م میتر بیری م

''ہاں' اُس نے جواب دیا۔ اُس کے ہونٹ کانپ رہے تھے اور آ واز میں ہگی اُلگا تھر تھراہٹ تھی۔''میرا نام کنیا کماری ہے میں اس حو ملی میں رہتی ہوں۔ سالم سکھنے کھے اپنی خوابگاہ میں طلب کیا۔ میں اُس کے دروازے تک تو آگئ پھر خوفز دہ ہو کر بھا گُنگل ۔ ہم جانتی تھی وہ میرے ساتھ کیا کر ہے گا۔ وہ خوبصورت لڑکیوں کو اپنی خواب گاہ میں بلاتا ہے، راہ بھر اُن کے شریر کونو چنا ہے، جہنچوڑتا ہے اور صبح اُس کی لاش ملتی ہے جو ملی کی کسی ویران مگر میں ا میں جانتی تھی وہ میرے ساتھ بھی یہی کر ہے گا میں ڈر کر بھا گُنگی۔ سالم سکھے کے آ دمیا نے مجھے پکڑنے کے لئے میرا پیچھا کیا۔ میں دوڑتی رہی۔ اندھیری راہداریوں میں مجھے باہا راستہیں ملا۔ میں یہاں چھپ کر بیٹھ گئی۔''

و در تمہیں کس نے اپنی خواب گاہ میں طلب کیا تھا۔۔۔۔؟'' میں نے بے اختیار پو چھا۔ سوگا کی ایک لہر میری ریڑھ کی ہڈی میں سرایت کرتی چلی گئی۔۔۔۔۔سردی محسوں ہونے کے باہی كاوه حقيقت تقى ياميس نے جاگتے ميں كوئى خواب ديكھا تھا يا وقت مجھے بيجھے لے كيا چه کهیں بہت دُ ور ماضي میں!

مر اذہن بری طرح اُلجھ گیا تھا۔ شاید ہمارے د ماغ میں کچھا لیے خلیے موجود ہیں جوگزرے انعات کی ذہنی تصویر بھی اُ تار کتے ہیں۔ شاید جو پھر گزرتا ہے مرتانہیں ہے۔ ہمارے آس یُں دُ هند لے دُ هند لے نقوش کی صورت میں ،خواب جیسی سلیف حالت میں موجود رہتا ہے۔

درگا کی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔ وہ مجھے اپنے آس پاس نہ پا کر پریشان ہورہی تھی۔ میں نے اپنے حواس جمع کئے اور تیزی سے سٹرھیاں اُرْ تا ہوا نیچے آگیا۔ مجھے چیرت کا ایک اور هيكالكا جب مين حويلي مين داخل جواتها تو رامداريان تاريك اورسنسان تهين _ اور جب کنیا کماری نے تیزی سے پلٹ کرمیری طیرف دیکھا۔ اُس کی آنکھوں میں عجیب سی چکا وربے بالکونی ہے جھا تک کر دیکھا تھا تو اُس وقت بھی حویلی کے دروازے کے سامنے دوتین اُدی دکھائی دیئے تھے، اور سامنے والی کلی سنسان پڑی تھی۔لیکن اس وقت حویلی میں بہتے ہے

دُرگا مجھے نظر آء مُنی وہ پریشانی ہے مجھے تلاش کرتی ہوئی ادھر اُدھر گھوم رہی تھی۔ اور پھر

ں نے بھی جھے دیکھ لیا اور تیز تیز قدم اُٹھائی ہوئی میرے قریب آگئ۔

"ارےکہال غائب ہو گئے تھےتم مہابیر؟" اُس نے میراباز و پکڑلیا۔

"أوير چلا كيا تھا..... " بين نے سيرهيوں كى طرف اشاره كيا۔ ''میں تو پریشان ہو گئی تھی۔'' دُرگا بولی۔'' آوُ! اب واپس چلیں۔اب اتنا وقت نہیں ہے کہ

رنی اور حویلی دیکھیں۔ کہیں بیٹھ کر تھوڑی دیر آ رام کرتے ہیں۔''

حویلی میں موجود سیاح بھی واپس جارہے تھے۔ میں دُرگا کے ساتھ باہر کی طرف چل پڑا۔ ل نے اب بھی میراایک ہاتھ بکڑ رکھا تھااور بعض لوگ مُڑ مُڑ کر ہماری طرف دیکھیر ہے تھے۔ حویلی کے باہر آ کر میں زک گیا اور گردن اُٹھا کر اُوپر بالکوئی کی طرف و یکھنے لگا۔

''کیا ہوا ۔۔۔۔کیا دیکھ رہے ہو؟'' وُرگانے پوچھا۔

المراس ماتھ ایک عجیب ی بات ہوئی ہے۔ " میں نے جواب دیا۔ میں أے كنيا كمارى ^{۽ بارے} ميں بتائے ہوئے جھجڪ رہا تھا كہوہ ميرانداق أڑائے گي۔

"كياسس" أس في سواليه نكامول سے ميرى طرف ديكھا۔

یم چند کمیح خاموش کھڑا اُوپر ہالکونی کی طرف دیکھنا رہااور پھر جھجکتے ہوئے اُس پراسرار منے کے بارے میں بتانے لگا جس نے میراد ماغ تھما کرر کا دیا تھا۔

اور وہی ہوا جس کا مجھے اندیشہ تھا، ' وُرگا نے ہلکا سا قبقہہ لگایا۔ اور پھر اپنے ہاتھ کی

مظالم کی انتہا کر دی ۔ وہ خوفز دہ ہوکر را تو ن کو اندھیر ے میں شہر سے بھا گئے لگے مگر سالم سنگھ 🌡 ہرکارے ہرطرف تھلے ہوئے تھے۔ جان بچا کر بھا گنے کی کوشش کرنے والے بے ثارلوگ 🕻 وہ خاموش ہوگئ میں بھی خاموثی ہے اُس کی طرف دیکھتا رہا۔ وہ اپنی جگہ ہے اُٹھا آ پالکونی کے قریب جا کھڑی ہوئی۔ میں اب بھی خاموش تھا۔ پالآخراس نے خود ہی کہنا شروع کیا۔ ﷺ تی ہے۔ حساس دیاغ کا انٹینا نی وی کی لہروں کی طرح انہیں گرفت میں لے کر دماغ کی

"راجه مول راج گھٹ گھٹ کرمر گیا۔ اُس کے بیٹے کج شکھنے راج گدی سنجال فی او سکرین پر لاسکتا ہے..... اُس نے موقع یاتے ہی ٹیبلی فرصت میں بری ہوشیاری سے سالم شکھے کوئل کروا دیا۔اس طررا جيسلمير كے لوگوں كو ديوان سالم سكھ كے ظلم وستم ہے نجات ل گئے۔''

''مگرتم بیسب کچھ کیسے جانتی ہو؟'' میں نے بے اختیار ہو کر پھر اپناو ہی سوال وُ ہرایا۔ تھی اوراُس کی بلکوں کواب بھی سبش نہیں ہوتی تھی۔

''میں سالم سنگھ کی کنیز ہوں ۔۔۔'' اُس کے ہونٹوں سے سرسراتی ہوئی می آ وازنگلی۔'' اُس کے اور سے کسی کو سے سرسراتی ہوئی می آ وازنگلی۔'' اُس کے موجود تھے۔ راہداریاں بالکل تاریکے نہیں تھیں تاہم ملکجا سااندھیرا تھا۔لیکن دُور ہے کسی کو یلے جاؤ اُس کے آ دمی میرا پیچھا کر رہے ہیں۔ اُنہوں نے دیکھ لیا تو تمہیں بھی مار ڈالیں کھ کر شاخت کیا حاسکتا تھا۔

میں پیچھ کہنے کی بیجائے اُس کی طرف دیکھتار ہا۔اس ساری گفتگو کے دوران اُس نے ایک مرتبہ بھی بللیں نہیں جھیلی تھیں۔ ایک انجانے خیال سے میرے پورےجم میں سنسی کی لہر ا تھیلنےلکیں۔اُس کی نظریں میرے چہرے برمرکوز تھیں۔اُس کی آنکھوں کی جبک بڑھتی جارہا تھی اور میر ہے د ماغ میں سنسناہٹ بڑھتی جا رہی تھی ۔ میرا ذہن تاریکی میں ڈوینے لگا.....الل

پھرمیرےاندر کھڑے رہنے کی بھی سکت نہیں رہیاور میں اس جگہ بیٹھتا جلا گیا....

وہ آواز بہت دُورے آئی ہوئی محسول ہورہی تھیکوئی میرانام لے کر پکارر ہاتھا۔ ''مهابیر.....مهابیر کهان هوتم.....؟''

دُور ہے آئی ہوئی بیشیریں اور مترنم آواز کا نوں میں رس کھولتی ہوئی محسوس ہورہی تھی۔ 🖈 نے آتھےیں کھول دیں۔ میں بالکونی ہے چند گز وُورسٹرھیوں کے قریب ایک ستون سے ٹیک لگائے اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ میری ٹانلیں سامنے کو پھیلی ہوئی تھیں۔

وہ آ واز ایک بارپھر سائی دیاس مرتبہ میں نے بہجان لبا۔ وہ دُرگا کی آ وازتھی جوجو گا

کے کیلے جیے میں کسی جگہ ہے مجھے پڑکار رہی تھی۔ میں نے اُٹھنے کی کوشش کی۔ میری ٹاہمیا کانپ رہی تھیں مجھے اپنے پیروں پر کھڑا ہونے میں کچھ وقت لگ گیا۔ میرے د ماغ ٹلا

آ ندھیاں سی چل رہی تھیں ۔ راہداری سنسان پڑی تھی ۔ وہاں کسی ذی رُوح کا وجود ہمیں قلا

اُس کے قدموں کے نشان تک نظر ہیں آ رہے تھے۔ وہ کہاں گئ؟ ا

ہیں۔ بس ذرا ہوشیار بنے کی ضرورت ہے۔'' ''اُس لڑکی نے کس خوبصورتی سے مجھے بیوتوف بنا دیا۔'' میں نے کہا۔'' اُس نے کتنی ٹاندار کہانی گھڑی تھی۔ میں تو اُس کی باتوں کے سحر میں کھوکر ماضی میں بہنچ گیا تھا اور بیمحسوں کرنے لگا تھا جیسے سب کچھانی آنکھوں سے دکھور ہاہوں۔''

رے ماں سے باب کی ایک میں ایک کے جال میں کیے چنتے ؟''وُرگانے کہا۔''وہ پہر جسکے بغیتے ؟''وُرگانے کہا۔''وہ پہر جسکے بغیر مسلسل تمہاری طرف دیکھتی رہی تھی جس کا مطلب تھا کہ دہ باتوں کے دوران تمہیں فرانس میں لینے کی کوشش کررہی تھی۔اور مالاً خراس میں کامیاب ہوگئے۔''

''ارے بھول جاؤسب کچھ۔'' دُرگانے ہاتھ اسٹیئر نگ ہے اُٹھا کرمیری ران پر مارا۔''بس آئندہ ذرامخاط رہنا۔'' میں اُٹھل پڑا۔ مجھے دُرگا ہے اس بے تکلفی کی تو تع نہیں تھی۔ اُس نے ہاتھ ہٹا کر دوبارہ اسٹیئر نگ پر رکھ لیا۔

اگلے چوک پر ہماری گاڑی ٹریفک جیم میں پھنس گئی۔گاڑیوں کے ہارنوں کی آوازوں سے کان پڑی آوازوں سے کان پڑی آواز سن کی نظر آ کان پڑی آواز سنائی نہیں و بے رہی تھی۔ تنگ سابازار تھا اور اسٹر بقک میں منظر آ رہے تھے، کار یں بھی ، اُونٹ گاڑیاں اور گدھا گاڑیوں کے علاوہ آٹو رکشہ اور سائیکل رکتے بھی نظر آ رہے تھے۔ پنہ چلا کہ آگے چوک پر ایک بڑا مال بردارٹرک فٹ باتھ سے نکرا کر اُلٹ گیا تھا جس کی وجہ سے راستہ بلاک ہو گیا تھا۔ سڑک کے فٹ پاتھ دُکانداروں نے اپنا سامان پھیلا کھرر کے تھے جس سے ٹریفک میں مزیدرکاوٹ پیدا ہوگئی تھی۔

دُرگانے اپنی کار بردی مشکل ہے ہجوم سے نکال کرایک تنگ می گلی میں موڑ دی۔ بعض جھوٹی گاڑیاں اور آٹو رکٹے اس گلی ہے بھی نکلنے کی کوشش کر رہے تھے۔ عبیب می ہڑ بونگ مجی ہوئی می۔جس کوجس طرف راستہ نظر آتا اُس طرف اپنی گاڑی گھسائے لئے جارہاتھا۔

تقریباً آدھے گھنے بعد کی ننگ گلیوں کے چگر کاٹ کر بالآخر ہم ایک اور بازار میں نکل اُٹے۔اور پھر مختلف سرمکوں پر گھو منے کے بعد مین بازار میں پننچ گئے ۔ دُرگا اِدھراُدھر د کمیے رہی گا-اور بالآخراُس نے ایک بہت بڑے شاپنگ سنٹر کے سامنے کار روک کرانجن بند کر دیا اور انی طرف کا شیشہ چڑھانے گئی۔ میں نے بھی اپنی طرف کی کھڑکی کا شیشہ چڑھا دیا اور درواز ہ گول کرنے اُتر آیا۔

ٹائنگ سنٹر بہت بڑا تھا۔ سینکڑوں وُ کا نیں تھیں جہاں ہرفتم کا مال بھرا ہوا تھا۔ وُرگانے الک اللہ ہوا تھا۔ وُرگانے الکہ اللہ التھ نندھے پر لئکے ہوئے پرس پر رکھا ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ سے میرا ہاتھ تھا م کروہ بڑی تان سے شاینگ سنٹر میں واخل ہوئی۔

مرینگر میں، میں نے کچھ بڑی وکا نیں دیکھی تھیں لیکن اس قتم کا اتنا بڑا شاپنگ سنٹر وہاں مرینگر میں، میں اندر داخل ہو کر حیرت بھری نظروں سے ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ روشنیوں سے اُنگر میں اندر داخل ہو کر حیرت بھری نظروں سے پشت ہے میری پیثانی کوچھوتے ہوئے بولی۔ ''تمہاری طبیعت توٹھیک ہے نامہابیر؟'' ''ہاں میںٹھیک ہوں۔'' میں نے اُس کا ہاتھ ہٹا کر إدھراُدھر دیکھا۔ بعض لوگ عجیب می نظروں سے ہماری طرف دیکھ رہے تھے۔''وہ شاید میراواہم تھایا میں نے جاگتی آٹھوں سے کوئی خواب دیکھا تھا۔''

ں رب ریب ہے۔ وہ در اور ہمدتھا نہتم نے جاگتے میں کوئی خواب دیکھا تھا۔'' دُرگا نے مسکراتے استان کا کہ کا کہ کا استان کا استان کا استان کا استان کا کہ کا کا کہ کو اس کا کہ کا کہ کا کہ کا کہ کا کہ کا کہ کہ کا کہ کہ کا کہ کہ کا کہ کا کہ کہ کا کہ ک

'' کیا مطلب؟'' میں نے اُسے گھورا۔

''اس علا نے میں خوبصورت گائیڈلڑ کیاں گھوئتی رہتی ہیں جوسیا حول کو بیوتوف بنانے کے الے ایسے ڈرا ہے کرتی رہتی ہیں۔ وہ بھی کوئی گائیڈلڑ کی ہوگی جو تہمیں بیوتوف بنا گئے۔''
''لیکن وہ غائب کہاں ہوگئ؟'' میں نے اُبجھی ہوئی نظروں سے اُس کی طرف دیکھا۔
''متم نے کہا ہے نا کہ اُس کی آنکھوں میں عجیب می چبک اُبھر آئی تھی اور تمہارا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا تھا اور تم وہیں بیٹھ گئے تھے۔ اور پھر تمہاری آنکھ میری آواز سے کھلی تھی۔'' دُرگا

''ہاں یہ درست ہے۔'' میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ دور اداری میں میں میں نتو یہ گر '' پر کل نے سند، مسکرا ترجو

'' وہ لڑکی یقیناً بیناٹزم جانتی ہوگی۔'' دُرگانے بدستورمسکراتے ہوئے کہا۔'' اُس نے تمہیں بیناٹائز کر دیا تھا۔ ذراا نی جیسیں ٹول کر دیکھو! وہ تمہیں کوئی چت تو نہیں لگا گئی؟'' بیناٹائز کر دیا تھا۔ ذراا نی جیسیں ٹول کر دیکھو! وہ تمہیں کوئی چت تو نہیں لگا گئی؟''

میں چند کیے ذرگا کو گھورتار ہا۔ وہ میرا مذاق اُڑار ہی تھی۔کین اُس کے دوبارہ کہنے پر جب میں نے اپنی جیبوں کوٹٹولا تو میرے منہ ہے بے اختیار گہرا سانس نکل گیا۔ وہ پراسرارلز کی کنیا کماری واقعی مجھے چیت لگا گئی تھی۔۔۔۔میری جیبیں خالی تھیں۔

گنجان آبادی والی تنگ می گلیوں سے گزر کر ہم اُس کشادہ گلی میں آگئے جہاں ہماری کالہ کھڑی تھی۔ کر کا تھی ہے۔ کر کر گرائی کالہ کھڑی ہے۔ کر کر گرائیونگ سیٹ سنجال لی اور میں پنجر سیٹ پر بیٹھ گیا۔ کار گلیوں سے نکل کرا کیک بارونق سڑک پرآگئی۔ شام کا اندھیرا گہرا ہو چکا تھا اور بازار میں برقی قمقوں کی رنگ روشنیاں جگمگا اُٹھی تھیں۔ میں اپنی سیٹ پر خاموش بیٹھا بھی سا ہے اور کمجھی کھڑکی سے باہرد کیھے لگتا۔

ر کیا ہوا مہابیر ' دُرگانے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔'' تم یکا یک خاموش کیوں ہو ''کیا ہوا مہابیر'' دُرگانے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔'' تم یکا یک خاموش کیوں ہو نے ؟''

ہے: '' کیچ نہیں'' کیچ بھی نہیں ہوا۔'' میں نے گہراسانس لیتے ہوئے کہا۔ ''سمجھ گئی۔'' ورگا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئ۔'' تم نے اس واقعہ کا ضرورت سے زیا^{وں} ہی اثر لیا ہے۔ارے بھول جاؤ اس بات کو۔ بڑے شہروں میں اس قتم کے واقعات رونما ہو فی

جگرگاتی وُ کانوں میں گا ہوں کی بھر مارتھی اور گا ہوں میں زیادہ تعداد عورتوں کی تھی۔ بیشتر عورتیں ساڑھیوں میں ملبوس تھیں۔ بہت می عورتیں راجستھانی لباس میں بھی نظر آ رہی تھیں۔ بعض عورتوں کے ساتھ مر دبھی تھے۔کین وہ سب اُلو کے پٹھے لگ رہے تھے۔کسی نے بچے کو گود میں اُٹھا یا ہوا تھا اور کوئی سامان اُٹھائے بیگھے بیچھے بیچھے چل رہا تھا۔

دُرگا جھے لے کر گارمنٹس کی ایک بہت بزدی دُکان میں داخل ہوگئ۔ یہاں خواتین کے ملبوسات بھی تھے اور مردانہ بھی۔ دونوں پورشن الگ الگ تھے۔ شوکیس میں میں صرف ساڑھیاں اور زنانہ راجستھانی ملبوسات ہی ڈسپلے کئے ہوئے تھے۔ صرف ایک شوکیس میں ایک ڈئی پرمردانہ راجستھانی لباس ڈسپلے کیا ہوا تھا۔ اُس دکان میں زیادہ گا بک زنانہ ملبوسات والے شعبے میں تھے اور ظاہر ہے خریدار بھی عورتیں ہی تھیں۔ دُرگا مردانہ ملبوسات والے شعبے کے ایک کا وُنٹر کے سامنے رُک گئی۔ اس طرف بھی پچھ گا بک تھ لیکن ایک سیلڑ مین فورا ہی ہماری طرف متوجہ ہوگیا۔
مامنے رُک گئی۔ اس طرف بھی پچھ گا بک تھ لیکن ایک سیلڑ مین فورا ہی ہماری طرف اشارہ کرتے دان کے سائز کی پچھ شرکس اور پپینٹس دکھاؤ!'' دُرگا نے میری طرف اشارہ کرتے

میں گڑ بڑا سا گیا۔ سکز مین فورا ہی اِنجی ٹیپ سے میری کمرادر گردن ناپنے لگا اور پھر اُس نے ہمارے سامنے پینٹوں اور شرٹوں کا ڈھیر لگا دیا وُرگا نے اپنی پبند سے میرے لئے چھ پینٹس اور چھیشرٹس منتخب کیس اور مجھےٹرائی ڑوم کی طرف دھکیل دیا۔

اس طرف سے فارغ ہو کر دُرگانے زنانہ شعبے سے سیتا اور کلپنا کے لئے بھی کچھ کپڑے خریدے۔اُن میں زیادہ تر ساڑھیاں اور راجستھائی لباس تھے۔

تقریباً ایک گفتے بعد ہم اُس دُکان سے باہر نکلے۔ دوسری دُکانوں سے پہُو اور چیزیں بھی خریدی گئیں۔ جب ہم شاپنگ سنٹر سے باہر نکلے تو ساڑھے آٹھ نُج رہے تھے۔ تمام سامان پھیل سنٹ پر ڈال دیا گیا۔ کارایک بار پھر مختلف سڑکوں پر گھو منے گئی اور بالآخر دُرگانے کار رام باغ روڈ پر واقع عالیشان رام گڑھ پیل ہوئی کی یار کنگ میں روک لی۔

بہت شاندار ہوئل تھااور اُسے غالباً جیسلمیر کا سب سے بڑا ہوئل ہونے کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ فائیوا سٹارر ہائش سہولتوں کے علاوہ یہاں ایک شاندار ریسٹورنٹ، بار رُوم سنب اور سوئمنگ پول بھی تھا۔ اس فتم کے ہوٹلوں میں وہی لوگ آسکتہ تھے جن کی جیبوں میں نوٹ مجلتے تھے۔ ایسے ہم ریسٹورنٹ میں آگئے۔ یہ شام کا ابتدائی مرحلہ تھا۔ لوگ آنا شروع ہو گئے تھے۔ ایسے ہوٹلوں میں اصل رونق تو دس گیارہ بجے کے بعد و کیسنے میں آتی ہے۔ اس وقت بھی بہر حال لوگوں کی معقول تعداد وہاں موجودتھی۔

ہم ایک میز کے قریب پہنچ تو ایک باور دی ویٹر نے جلدی ہے آگے بڑھ کر ہمارے گئے کرسیاں گینچ دیں۔ بیٹھنے کے بعد دُرگانے کا فی کا آرڈر دے دیا۔ ''سیتا پریثان ہورہی ہوگی۔۔۔۔ خاصی دیر ہوگئی ہے ہمیں گھرسے نکلے ہوئے۔'' میں نے

_{ن گا} کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

'''''کافی پی کر چلتے ہیں ۔۔۔۔۔ ویسے میں نے سیتا کو بتا دیا تھا کہ ہمیں دیر ہو جائے گی۔'' وُرگا نے جواب دیا۔

اور پخر باتیں کرتے کرتے وہ چونگ گئی۔۔۔۔ وہ میرے پیچھے کی کود کھے رہی تھی۔ میں نے مُرد کر اُس کی طرف دیکھا۔ ایک دراز قامت آ دمی خونخو ارنظروں سے دُرگا کی طرف دیکھے رہا تھا۔ اُس کے ساتھ بھی ایک عورت تھی اور اُس نے بھی دُرگا کی طرح نیلی ساڑھی پہن رکھی تھی۔ ''کون ہے بیآ دمی؟'' میں نے دُرگا ہے یو چھا۔

'' کیلاش''' وُرگانے جواب دیا۔ میں سمجھ گیاوہ وُرگا کا سابق منگیتر تھا۔

'' ڈررہی ہو؟''میں نے ڈرگا کے چبربے پرنظریں جمادیں۔

''ڈرے میری جوتی'' وُرگانے خالص عورتوں کے انداز میں کہا۔'' یہاں اگر اس نے کوئی برتمیزی کی تواہے بچھتانا پڑے گا۔''

ویٹر نے ہمارے سامنے کافی سروکر دی۔ کافی چیتے ہوئے میں نے ایک بار پھر چیچے مُوکر ادر ادھراُدھر دیکھا، کیلاش نظرنہیں آ ما تھا۔

تقریباً آ دھے گھنٹے بعد ہم ریسٹورنٹ سے باہر آ گئے۔ میں نے کوئی غیر معمولی بات محسوس نہیں کی تھی۔ ہم وسیع وعریض برآ مدے سے نکل کر پار کنگ کی طرف آ گئے۔ اور پھر اچا تک ہی دوآ دمیوں نے کسی طرف سے نکل کر ہمارا راستہ روک لیامیرے منہ سے گہرا سانس نکل گیا اور میں باری باری اُن دونوں کے چہروں کو تکنے لگا!!

000

ادر عورتوں نے دُرگا کو پرنام کیا تھا۔ وہ بھی معززین ہی تھے۔ آ کے بیچھے خود وہ دُرگا کوطوا کف سمجھ کو گالیاں دیتے ہوں کے مگر اُس کے سامنے تو وہ لوگ اُس کا احترام کرنے پر مجبور تھے۔
کیا ٹی خودسا منے نہیں آیا تھا مگر اُس نے دوغنڈ نے بھیج دیئے تھے۔ اور ان غنڈوں کا انتظام بھی اُس نے شاید ٹیلی فون کے ذریعے کیا تھا۔ اُن دونوں غنڈوں کو سامنے دیکھ کر دُرگا کی آئی ہوں میں وحشت می بھر گئی۔۔۔۔۔ اُس نے میرا ہاتھ تھام لیا۔ میرے دل کی دھڑکن بھی تیز ہو گئی۔ چندروز پہلے میں سیتا کی حویلی میں دوغنڈوں سے نمٹ چکا تھا اور مجھے بچھ آئیڈیا ہو گیا تھا کہ اِسے لوگوں ہے کی طرح نمٹنا جا ہے۔
کہا سے لوگوں سے کی طرح نمٹنا جا ہے۔

تہ ہے ۔ ہم نے اُن سے پنج کر آگے نظنے کی کوشش کی۔ دُرگا کی گاڑی پیچھے کھڑی تھی۔ ہم دو کاروں کے پچے گزر کر آگے نکل گئے ۔لیکن وہ دونوں غنڈ ہے بھی اس طرف آگئے اور عین اُس وقت ہارارات روک لیا جب دُرگا اپنی کار کے قریب پہنچ رہی تھی۔

"کیا گر بر ہے دُرگا دیوی ؟" داڑھی والے نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔" اُس بدھے ہے جی بھر گیا جواس لونڈ کے کساتھ لئے گھوم رہی ہو؟"

عیں ہر یا ہوں کو مدے و ماط ہے ۔ و اون ہو. ''شٹ اَپ!'' وُرگانے اُسے جھاڑ دیا۔'' راستہ چھوڑ ومیرا...... ورنہتم جانتے ہو میں کیا کر '

"د جمیں کون نہیں جانبا دُرگا جی!" اُس شخص نے جواب دیا۔ "دبہت اُونے در ہے گی طوائف ہو جو صرف مہارا یا دھرمیش سنگھ کے کھونے سے بندھی ہوئی ہو چزتو واقعی غضب کی ہو۔ ای لئے تو اُس بڈھے نے خوش ہو کرتمہیں وہ حو ملی بخشش میں دے دی۔ اگر کو ملے پر بنیٹھی تو تمہارا جیون انت ہوجانے پر بھی اتنی دولت جمع نہیں کر سکتی تھیں۔ "

''بند کرویہ بکواس!'' دُرگانے چیختے ہوئے اُس پر ہاتھ اُٹھادیا۔ وہ تھیٹر مارنا چاہتی تھی مگر اُس غنٹے نے اُس کا ہاتھ بکڑلیا۔

'' زیادہ غصہ مت دکھاؤ وُرگا دیوی!'' وہ غرایا۔''ایک بار ہمارے ساتھ چلی چلو..... چودہ طبق روثن نہ کردیئے تو دریودن کا نام بدل کے رَ '' تَنْ بَنْہُ مِنْ اِسْ سِیمانہ

''تم ضرورت سے زیادہ تھلتے جا رہے ہو اُگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

''اپنی جگہ پر کھڑارہ لونڈ ہے!''موخچھوں وا۔ میں نے اُس کی طرف دیکھا اور اُسے سوچ 'بیے اُس کے پیٹ میں زور دار گھونسہ رسید کر د تو تو نہیں تھی۔ میں سمجھ گیا تھا کہ اس قسم کی لڑا اگر مُل نے پہل کر دی تھی۔

وه غنڈہ کراہتا ہوا دو ہرا ہوا تو میں نے گھٹنے

وہ دونوں صورتوں سے چھٹے ہوئے ہی لگتے تھے۔ وہ دونوں قد میں برابر ہی تھے ۔۔۔۔۔گرساڑھے پانچ کے اُد پرکوئی نہیں تھا۔ ایک نے جینز اور نیلے رنگ کی ٹی شرٹ پہن رکھی تھی، سر کے بال تیل میں چیڑ ہے ہوئے تھے اور چیھے کی طرف بنے ہوئے تھے۔ مانگ درمیان میں تھی۔ اُس کی داڑھی سفنڈ تھی مگر اُد پر کو اُٹھی ہوئی موقیعیں بڑی خطرناک تھیں۔دائیں آ تھے کے اُد پر تقریباً ایک اِنچ کمبازتم کا پرانا نشان تھا۔ اُس کے ایک کان میں سونے کی بال تھی جو کان کی لوسے چیکی ہوئی تھی۔

دوسرے نے بیل باٹموشم کی پتلون اور میرون کلر کی اُونجی شرٹ پہن رکھی تھی جس کے اُوپ والے دوبٹن کھلے ہوئے تھے اور گلے میں سونے کی چین صاف نظر آ رہی تھی۔اُس کے چہرے پرمونچھیں نہیں تھیں البتہ مخل کٹ گول چھوٹی واڑھی تھی۔سرکے بال بے تحاشہ بڑھے ہوئے تھے جنہیں قالومیں رکھنے کے لئے اُس نے الاسٹک کا ایک اِنچ چوڑا بینڈ لگارکھا تھا۔

آ دھا گھنٹہ پہلے دُرگانے ریسٹورنٹ میں اپنے سابق منگیتر کیلاش کو دیکھا تھا۔کیلاش کو دیکھا کر دُرگا پریشان ہوگئ تھی۔ اُس کا خیال تھا کہ وہ کوئی بدتمیزی ضرور کرے گا اور میں نے بھی اینے آپ کوکسی ناخوشگوارصورتحال سے نمٹنے کے لئے تیار کرلیا تھا۔

میراید خیال تو درست نکلاتھا کہ وہ یہاں ایسی کوئی حرکت نہیں کرے گا۔اس میں شبہ نہیں کہ وہ دُرگا کو ہر ہے انجام کی دھمکیاں دے چکا تھا۔لیکن وہ اس حقیقت سے بھی پوری طرح واقف تھا کہ دُرگا مہارانا دھرمیش سکھی رکھیل ہے۔ بڑے لوگوں کی داشتاؤں کو بھی ایسے معاشر سمبی بری عزت حاصل ہوتی ہے۔ اُن کا بھی احترام ہوتا ہے اور اُنہیں بھی ایک معزز مقام عاصل ہوتا ہے۔

یہ تو میں دکھھے چکا تھا کہ جتنی دیر ہم ریسٹورنٹ میں بیٹھے رہے تھے اس دوران تین چارآ دمیولا

ں پ دوڑا دوسری طرف دوه غنڈه شاید اُس

جرت زدہ ی نظروں نے میر کی طرف د کیور ہاتھا۔ دُرگانے اُس کے کنفیوژن سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی۔ پہلے اُس نے دوسرے ہاتھ میں پکڑا ہوا پرس غنڈے کے منہ پر مارا اور پھر اپنا ہاتھ چھوڑ دیا اور ایک جھکے سے اپنی کلائی چھڑا کر دُرگا پر پل پڑا۔ اُس پر شاید جنون طاری ہو گیا تھا۔ اُس نے دُرگا کی ساڑھی تھنجے دی اور اُس کے بلاوُز پر ہاتھ ڈال کر زور سے اپنی طرف تھا۔ اُس نے دُرگا کی ساڑھی تھنجے دی اور اُس کے بلاوُز پر ہاتھ ڈال کر زور سے اپنی طرف تھیے۔۔۔۔۔۔دُرگا نے ایک بار پھراُس کی کلائی پردانتِ گاڑ دیئے۔

: پیسسور ہوں ہے ہیں ہوں رہ میں ہوں کے باتھ ہے۔ اُرگا کا بلاوُز تو اُس کے ہاتھ ہے چھوٹ گیالیکن اس مرتبہاُ س غنڈے نے وُرگا کے بال لئے ہیں: میں یہ جھنکہ ورپیز ماگا

کپڑ گئے اور زور زور سے جھٹکے دینے لگا۔ میں مرخجہ میں اور سے جھٹکے دینے لگا۔

میں مونچھوں والے سے بھڑا ہوا تھالیکن اس دوران بچھے دُرگا کی مدد کرنے کا موقع مل گیا۔ میں نے پیرکی ایک زوردار تفوکر داڑھی والے کی پنڈلی پر مار دی ہڈی پر چوٹ پڑنے سے وہ بلبلا اُٹھااور ایک ٹانگ پر ناچ کررہ گیااُس نے دُرگا کے بال چھوڑ دیئے تھے۔

مو کچھوں والے غنڈے کو اس دوران سنبطنے کا موقع مل گیا۔ اُس نے مجھے گرفت میں لے کیا۔ اُس نے مجھے گرفت میں لے کیا۔ لیا۔ میں نے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کی تو میری پوزیشن کچھاور نازک ہوگئی۔مو کچھوں والے نئے مجھے کچھاس طرح گرفت میں لیا تھا میرا سر نیجے تھا اور ٹائگیں اُو پر سسا اُس نے میر کیا کمر کو بانہوں کے شکنج میں جکڑر کھا تھا۔میرا سرزمین سے تقریباً آٹھ اِنچے اُو پر تھا اور یوں لگ

رہا تھا جیسے جسم کا سارا خون دہاع میں جُنع ہور ہا ہو۔۔۔۔۔۔
اُس غنڈ ہے نے مجھے کسی قدر اوپر اُٹھا کر نیجے کی طرف جھٹکا دیا، میرا سر پختہ فرش سے ظرایا۔ میرا دہاغ جسنجھنا اُٹھا، آنکھوں کے سامنے نیل پیلی چنگاریاں تی ناچنے لگیں۔۔۔۔۔غنڈ ب نے ایک بار پھر مجھے اُوپر اُٹھایا اور دوبارہ میرا سرفرش سے نکرانا چاہتا تھا لیکن اس مرتبہ میں نے اُسے موقع نہیں دیا اور دونوں پیراس کی گردن پر لپیٹ دیئے ۔وہ گردن چھڑا نے کے لئے زور تھا ہے سرجھنگنے لگا۔ میں نے ٹا ٹکوں کو زور دار جھٹکا ،یا۔وہ غنڈہ پہلو کے بل نیچے گرا۔ میں نے میں بوتی سے اپنی ٹائکیں اُس کی گردن سے الگ کیس اور اُٹھ کراُس کی کھو پڑی پرز وردار ٹھوکر میں بوتی سے اپنی ٹائکیں اُس کی گردن سے الگ کیس اور اُٹھ کراُس کی کھو پڑی پرز وردار ٹھوکر

حاصل ہوتا ہے وبلبلا اُٹھا۔ پیتو میں دکھے چکا سرے غنڈ کے طرف متوجہ ہو گیا جو دُرگا کورگیدر ہاتھا۔ میں نے اُس کا

مجھ پر اُس وقت جنون طاری ہور ہاتھا اور میں نتیج کی پرواہ کئے بغیر پلٹ پلٹ کر اُن دونوں غنڈوں پر حملے کرر ہاتھا۔ وہ اپنے آپ کو بہت بڑے غنڈ ہے سجھتے تھے۔ اُنہوں نے لونڈ اسمجھ کر میرانداق اُڑ ایا تھا اور بیلونڈ ا اُن کے لئے قہر بن گیا تھا۔

اُن دونوں کے ناک اور ہونٹوں سے خون بہنے لگا تھا اور اب وہ میر امقابلہ کرنے کی بجائے اِئی جان چھڑانے کی کوشش کررہے تھے۔ وُرگا کوشاید وہ بھول ہی گئے تھے جسے وہ اُٹھانے کے لئے آئے تھے۔ جمھے جیرت تھی کہ اٹنے بڑے ہوئل کے پارکنگ ایریا میں اتنا زور دار ہنگامہ ہو رہا تھا اور ابھی تک کسی کو خبر نہیں ہو کی تھی۔ اس کی وجہ شاید بیتھی کہ پارکنگ بلاٹ گیٹ سے مٹ کر بہت فاصلے پر تھا اور اتفاق ہے اس وقت کوئی نئی گاڑی ہوئل میں داخل نہیں ہوئی تھی اور نہیں کوئی ہوئل میں داخل نہیں ہوئی تھی اور نہیں کوئی ہوئل سے جانے کے لئے یارکنگ کی طرف آیا تھا۔

اں مار دھاڑیں ایک غنٹرے کا ہاتھ ایک بار پھر دُرگا کے منہ پر بڑگیا۔اس مرتبہ دُرگانے کا مختلف کی سے کوشش رائیگان نہیں گئی۔لائی مختلف کا کہنے کا منطقہ کی گئی۔لائی کی کہنے کا بیان کی چینوں کی آوازین کی گئی۔ چندلوگ دوڑتے ہوئے باہر آگئے اور اِدھر اُدھر و کیھنے کی اُدی چینے ہوئے پارکنگ کی طرف دوڑ پڑے۔اُن میں دو میکول کے سکیورٹی گارڈ زبھی تھے۔

وہ دونوں غنڈے اب بھا گئے کے چکر میں تھے۔ اُن میں ایک تو کسی طرح اپنے آپ کو چھڑا کر مقبی دیوار کی طرف بھاگ کھڑا ہوا، دوسرے نے بھی کوشش تو کی مگر وہ اپنے آپ کو میری گفت سے چھڑا نے میں کامیاب نہیں ہوسکا۔ میں اُسے نیچے گرا کر اُس کی ٹا نگوں سے لیٹ گیا اور ُرگا نے بھی اُس کے سر پرسینڈل برسانے شروع کردیئے تھے۔ اور ُرگا نے بھی اُس کے سر پرسینڈل برسانے شروع کردیئے تھے۔

پانچ چھآ دمی دوڑتے ہوئے پارکنگ میں پہنچ گئے۔ کمبے ترشکے دوسکیورٹی گارڈ زسب سے اسکے تھے۔ دونوں کے ہاتھوں میں پستول تھے۔ ایک نے تو وہیں رُک کر پستول اُس غنڈے کی محمول کی میں پستول تھے۔ ایک نے تو وہیں رُک کر پستول اُس غنڈے کی محمول کی طرف دوڑا محمول دی اور دوسراعقبی دیوار کی طرف دوڑا منہاں دوسراغنڈ ادیوار پر چڑھ چکا تھا۔ گارڈ نے فائز کر دیا مگر وہ غنڈہ دیوار کے دوسری طرف بنائل لگا چکا تھا۔ گارڈ بھی دیوار پر چڑھ گیا، لیکن پھر اُئر کر واپس آگیا۔ وہ غنڈہ شاید اُس منظم کی تارکی میں غائب ہو چکا تھا۔

دونوں سکیورٹی گارڈز نے پہلے تو اُس غنڈے کی خوب اچھی طرح دھنائی کی تھی جے می - نے کپڑاتھا پھراُسے دونوں طرف سے پکڑ کراُٹھا دیا۔ ہوٹل کا مینجر بھی اس ہنگاہے کی اطلاع دوڑتا ہوا و ہاں پہنچ گیا۔ وہ فوراُ ہی دُرگا کی طرف متوجہ ہوگیا۔ دُرگا کی حالت کافی تا گفتہ ہمگی۔ لباس بھٹ گیا تھا۔۔۔۔۔ بال بکھر گئے تھے۔

''کیا ہوا۔۔۔۔ بیکون ہے؟''مینجر نے غنڈے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا جس کے ناک اور منہ سے خون بہدر ہاتھا۔

''میں اپنے دوست کے ساتھ کافی پی کر واپس جارہی تھی کہ یہاں اس نے اپنے ایک الا ساتھی کے ساتھ ہماراراستہ روک لیا۔'' دُرگانے ہتایا۔'' پیلوگ جھے زبردی اُٹھالے جانا چاہے تھے۔میر اید دوست مزاحمت نہ کرتا تو وہ اپنے مقصد میں ضرور کا میاب ہوجاتے۔''

''دوسرا کہاں ہے؟''مینجر نے اس مرتبہ گارڈ زمے پوچھا۔ میں میں میں کا ایک کارڈ زمے کوچھا۔

''وہ بھاگ گیا سر۔۔۔۔!''ایک گارڈ نے جواب دیا۔''اس کو اِن شریمان نے پکڑر کھا۔' اُس نے میری طرف اشارہ کیا۔

'' پیغنڈ ہے ہوٹل میں داخل کیسے ہوئے؟''مینجر بولا۔

''ہم لوگ اندر کی ڈیوٹی پر تھے سرا بیتو باہر والے گارڈز بتائیں گے کہ یہ اندر کیے آئے۔ تھے۔''اُس گارڈنے جواب دیا۔

'' ٹھیک ہے۔۔۔۔۔اسے اندر لے چلو!''مینجر نے کہا پھر دُرگا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا. '' آپ بھی تشریف لائے دُرگا دیوی! جو کچھ بھی ہوا مجھے اس کا افسوں ہے۔''

پ ن سریت لا ہے۔ روز میں آگئے۔ زخمی غنڈ ہے کو ایک طرف قالین پر بٹھا دیا گیا۔ ایک گالا نم لوگ مینجر کے دفتر میں آگئے۔ زخمی غنڈ ہے کو ایک طرف قالین پر بٹھا دیا گیا۔ ایک گالا اُس پر پستول تان کر کھڑ انہو گیا۔

میرانجلا ہون بھی بھٹ گیا تھا جس سے خون رِس رہا تھا۔ مینجر نے المماری سے فرسٹ اللہ میرانجلا ہونٹ بھی بھٹ گیا تھا جس سے خون رِس رہا تھا۔ مینجر نے المماری سے فرسٹ اللہ کری پر بھا کر میرا ہونٹ صاف کر کے بینڈ تئ لگا دی۔ وُرگا ایک کری پر بھا اپنی کیفیت پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اُس کا بلاؤز بھٹ گیا تھا اور اُس نے ساڑھی۔ اُس کا بلاؤز بھٹ گیا تھا اور اُس نے ساڑھی۔ اُس شہر کا بینا سینہ ڈھک رکھا تھا۔ تین چار اور آ دمی بھی کمرے میں موجود تھے۔ وہ سب اس شہر کا معززین تھے اور وہ سب لوگ دُرگا کو بھی انھی کھی طرح جانتے تھے۔

ایک بار پھرساری کہانی وُ ہرائی گئے۔

''نگھیک ہے دُرگا جی !''مینجر نے دُرگا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔''اب صور تحال ہے ہی آ اگر پولیس میں رپورٹ آپ کی طرف ہے تصوائی جائے تو آپ کی بھی کھینچا تانی ہوگی۔ ہو ملک ہے یہ خبرس کر مہارانا بھی ناراض ہوں۔ وہ پہلے ہی اپنی حویلی میں ہونے والے واقعہ خ پریثان میں اور ہم اُنہیں مزید پریثان نہیں کرنا چاہتے۔ اور یقیناً آپ بھی ایسانہیں چاہا گی۔'' وہ چند لمحوں کو خاموش ہوا پھر بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا۔ ''یہ کوئی ایسی معمولی بان

بھی نہیں جے نظرانداز کر دیا جائے۔ میں فون کر کے پولیس کو بلوالیتا ہوں ادر بہتر ہوگا کہ اس معاملے سے پولیس ہی کو نمٹنے دیا جائے۔آپ حضرات کا کیا خیال ہے؟'' اُس نے کمرے میں موجود دوسرے لوگوں کی طرف ویکھا۔

'' آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں مسٹر گردھاری!'' ایک آ دمی نے گویا سب کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا۔ دوسروں نے بھی تائید میں سر ہلا دیئے۔

''تو یہ طے ہوا کہ اس معاملے سے آپولیس کو بی نمٹنے دیا جائے۔''مینجر گردھاری نے اس مرتبه دُرگا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔'' آپ شانت رہے گا دیوی جی! ان لوگوں کوسز اضرور ملگی''

''تو پھر ۔۔۔۔'' دُرگانے چند کمحوں کی خاموثی کے بعد کہا۔''تو پھر میر ااور میرے دوست کا نام

نہیں آنا چاہئے۔''

''آپ کو پریشانی سے بچانے کے لئے ہی تو ہم نے بیسوجا ہے۔''مینجر نے کہا۔''ویسے آپ نے شریمان جی کا تعارف نہیں کرایا۔''

''' بیمیری دیدی کے دیور ہیںآج ہی مکرانا ہے آئے ہیں۔اپنے ایک دوست کے ہاں تھبرے ہوئے ہیں۔ بیمپلی مرتبہ یہاں آئے ہیں اور آتے ہی بید درگھٹنا پیش ہوگئے۔''

'' ویری سیڑ!''میٹر نے کہا۔ اور ایک بار پھر ہم دونوں سے اس واقعہ کی معذرت کرنے لگا۔ پھر بولا۔'' آپ جائے دیوی جی! آپ کوآرام کی ضرورت ہے۔ اگر آپ پیند کریں تو میں اپندوگریں تو میں اپندوگری میں آپ کے ہمراہ کر دُوں؟''

'' تہیںاس کی ضرورت نہیں۔'' میں نے کری سے اُٹھتے ہوئے کہا۔'' ایسے دو چار لوگوں کے لئے تو میں اکیلا ہی کافی ہوں۔''

دُرگانے کری چھوڑ دی۔ اس کے ساتھ ہی مینجر اور دوسر بےلوگ بھی اُٹھ کر کھڑ ہے ہو گئے۔ سب نے ہاتھ جوڑ کر دُرگا کو پرنام کیا۔ مینجر تو پار کنگ تک ہمارے ساتھ آیا تھا۔ وہ بار بار معذرت کر رہاتھا۔

دُرگا کی حالت ایم نہیں تھی کہ وہ گاڑی چلا سکتی۔اس لئے ڈرا ئیونگ سیٹ میں نے سنجال لما اور دُرگا کپنجرز سیٹ پر ہیٹھ گئے۔ میں زیادہ اچھی طرح ڈرا ئیونگ نہیں جانتا تھا مگرا تنااناڑی بھی نہریت

ہوٹل کی پارکنگ سے گاڑی نکال کر میں سڑک پر لے آیا اور ڈرگا کے کہنے پر اُسے بائیں طرف موڑ دیا۔ ڈرگا مجھے ایسے راستے بتاری تھی جہاں ٹریفک زیادہ نہیں تھا۔ وہ اپنی سیٹ پر بار بار پہنو بدل رہی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ اُسے بچھاندرونی چوٹیں لگی ہوں گی جن میں غالبًا اب تکیف شروع ہوگئی تھی۔

الك مرتبائس نے پہلو بدلاتو ساڑھى كاپلو ڈھلك كرينچ لنك گيا۔ أس وقت ميں نے بھى

لمرن متوجه ہوگئی۔

'' مہابیر کا جواب درست ہے۔'' دُرگانے بھی مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔''لفزا ہو گیا تھا۔ باقی تفصیل بعد میں۔'' دُرگا ساڑھی سنجالتی ہوئی اندر چلی گئی۔ اس کے دومنٹ بعد میں بھی سیتا اور کلینا کو حیران و پریشان چھوڑ کر بیڈر وم میں آگیا۔

میں تقریباً ایک گھنٹے بعد اپنی مرمت کر کے اور لباس بدل کر باہر آیا تو ذرگا ہال کمرے میں میں تقریباً ایک گھنٹے بعد اپنی مرمت کر کے اور لباس بدل کر باہر آیا تو ذرگا ہے ساتھ میٹھی ہوئی تھی اور کلینا کچن میں تھی۔ دُرگا نے شب خوابی کا لباس ، بش شرک اور بامامہ بہن رکھا تھا۔ شرک کا اوپر والا بٹن کھلا ہوا تھا۔ دُرگا کے بائیس رُخسار پر نیل سا پڑگیا تھا جس پر اُس نے شایدکوئی کریم لگا لی تھی۔ وہ ہار بار دایاں پہلو بھی د بار ہی تھی۔

سیتا بڑی توجہ سے دُرگا کی باتیں من رہی تھی۔ میں صوفے پر بیٹھا تو وہ اُٹھ کرمیرے قریب آ گئے۔'' دُرگا جی نے مجھے سب بتا دیا ہے۔'' وہ ایک بار پھر مجھے ٹو لتے ہوئے بول۔' آج تم نے دُرگا جی کے سامنے میری لاح رکھ لی۔تم نے ثابت کر دیا کہ میراانتخاب نلطنہیں ہے۔''

''مہابیر واقعی بہت ہمت والا ہے۔'' وُرگانے مسکراتے ہوئے کہا۔''اوراکر آج یہ ہمارے ساتھ نہ ہوتا تو صور تحال پچھاور ہی ہوتی۔اب بات میری سمجھ میں آگئی ہے کہ تشمیر میں بھارتی سرماؤں پر تمہارے نام کی دہشت کیوں ہے۔ تم دوبدولڑ اکی میں اسنے زیادہ خطرناک ہوتو جب رائفل تمہارے ہاتھوں میں ہوتو تم تو قیامت بن جاتے ہوگے۔''

'' مجھے افسوں ہی رہے گا کہ سیتا نے میرے ہاتھوں سے رائفل چھین لی۔'' میں نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

سیتا کی آنکھوں میں اُداس بھر گئی۔''پریثان کیوں ہوتے ہو؟'' وہ میرے چہرے کو تکتے ہوۓ بوگ ۔''میدان جنگ نہ ہی لیکن یہاں بھی تم اپنے محاذ پر ہو ۔۔۔۔۔۔ اور سیتا تمہارے ساتھ ہے۔ یہاں رہ کرتم جو کچھ بھی کرو گے وہ تمہارا بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔تم ابھی تھے طور پر اندازہ نہیں لگا سکتے لیکن یہ ایک کامیا بی عاصل کرنے کے بعد تم کشمیر میں جنگ کا نقشہ بدل دو گے۔ اُدتمہارا یہ کارنامہ ڈھکا چھپانہیں رہے گا۔ کشمیر کا بچہ بچہ جان لے گا کہ آزادی کا پر چم بلند کرنے الوں میں تمہارا بھی ہاتھ ہے اور ۔۔۔۔''وہ کلینا کو آتے دکھے کرخاموش ہوگئی۔

'' کھانالگاؤں دیدی بارہ بجنے والے ہیں۔'' کلینانے قریب آ کر کہا۔ ''ہاں لگا دو! بھوک لگ رہی ہے۔'' دُرگا بولی۔

''آئی مارکھانے کے بعد بھی پیٹ نہیں بھرا دُرگا جی؟'' سیتنا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''بہت زبان چلنے گل ہے تمہاری'' دُرگانے اُٹھتے ہوئے کہا۔

، ''ایک با تیں تم سے نہیں تو اور کس ہے کروں گی وُرگا جی؟'' سیتا اُٹھ کراُ س ہے لیٹ گئ۔ اُک کِےاس طرح کیٹنے ہے وُرگا بےاختیار کراہ اُٹھی۔

کھانے کے بعد ذرگا کو دہ گولڈن سیب یاد آ گئے جو ہوٹل جانے سے پہلے ہم نے بازار ہے ·

اُس کی طرف دیکھا۔ اُس کا بلاؤ زھپتھڑ ہے کی طرح جھول رہا تھا۔ میری نظر اُس کے عمیلا سینے پر پڑی تو میرا دل اُچھل کرحلق میں آگیا۔اسٹیئرنگ پرمیری گرفت ڈھیلی پڑگئی اور گاڑئ سڑک پرلہراگئی۔۔۔۔۔

'' گاڑی سنجالو!''' دُرگا چیخی ₋

میں فوراً ہی حواس میں آگیا اور اگر اسٹیئرنگ نہ سنجال لیتا تو گاڑی سڑک کے کنارے ورخت سے نگرا جاتی۔ دُرگا میری طرف دیکھ کرمسکرار ہی تھی۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اُس نے فوراً ہی ساڑھی کے پلوسے سیدڈ ھانپ لیا تھا۔

اُس بازار میں داخل ہوتے ہی میں نے پہچان لیا۔ جب حویلی سے الگ الگ نظے تھا۔ میں پہیں سے دُرگا کے ساتھ گاڑی میں بیٹھا تھا۔ میں نے کار کی رفیار کم کی تو دُرگا بول پڑی۔ ''اس وقت ساڑھے دس نج رہے ہیں۔ ہماری گلی میں سناٹا ہوگا۔ تہہیں یہاں اُترنے کی ضرورت نہیں۔ میرے ساتھ ہی چلو!''

میں نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ اُس بازار میں زیادہ تر راثن اوراناج کی وُکا نیں تھیں۔ بہت می وُکا نیں بند ہو چکی تھیں، اِکا وُکا کھلی ہوئی تھیں یا نچلے در ہے کے ایک دوریسٹورنٹ تھے جہاں پرمشورآ واز میں فلمی گانوں کے ریکارڈ چل رہے تھے۔

دُرگا کے کہنے پر میں نے کار دائیں طرف ایک کشادہ گلی میں موڑ کی اور سوگز کا فاصلہ طے آگر کے اُسے ایک بار پھر دائیں طرف کی گلی میں موڑ دیا۔ دُرگا نے ٹھیک کہا تھا۔ حویلی والی گلی مجل اس وقت سناٹا تھا۔ میں نے بچا ٹک کے سامنے کارروک کر ہارن بجایا۔ دومنٹ بعد پچا ٹک مجل ایک مربعہ اپنچ کی ایک کھڑکی ہے کسی نے جھا ٹک کر دیکھا اور پھر پچا ٹک کھل گیا۔ میں کاراً اندر لیتا حلا گیا۔

پیانک سیتا نے کھولا تھا۔ گاڑی اندر داخل ہوتے ہی اُس نے پھائک بند کر دیا اور جملا وقت میں اور دُرگا کار سے اُتر رہے تھے اُسی وقت گیٹ کی طرف سے آتی ہوئی سیتا اور لالا سے کلپنا بھی ہمارے قریب پہنچ گئی تھی۔ ہماری حالت و کھے کر وہ دونوں اُ کھیل پڑیں۔ کلپنا کے چہرے پرتو ہوائیاں کی اُڑنے گئی تھیں۔

" ' ' ' ' ' ' نہیں ہوا دُرگا جی؟'' سیتا باری باری ہماری طرف دیکھتے ہوئے بولی۔'' تم ٹھیکا اُ ہونا۔۔۔۔۔؟'' وہ مجھے ٹٹو لنے گل۔'' بیسب کیا ہوا۔۔۔۔ کسے ہوا؟''

ا برناست و من و ک ک یہ ب یک و ک کے اس کا خواب دیا جا سکتا ہے۔'' میں نے مسکرانے کا کا جواب دیا جا سکتا ہے۔'' میں نے مسکرانے کا کوشش کرتے ہوئے کہا۔ مسکرانے کی کوشش میں ہونٹ کی تکلیف کی وجہ سے میرے منہ علی ہونٹ کی تکلیف کی وجہ سے میرے منہ علی ہونٹ کی تکلیف کی وجہ سے میرے منہ علی ہونٹ کی اختیار کراہ نکل گئے۔'' تمہارے پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ لفزا ہو گیا تھا۔ اور دوسر میں دیا جائے گا۔'' سوالوں کا جواب بعد میں دیا جائے گا۔''

''وُرگا جیتم ہی بتاؤ! میسب کیا ہے تمہاری کیا حالت ہور ہی ہے؟'' سیتا وُرگا ا

خریرے تھے۔

"'اوئے ……میری تو مت ہی ماری گئی۔''وہ کری سے اُٹھتے ہوئے بولی۔''میں نے ہار سے پھل اورتم لوگوں کے لئے کچھ چیزیں خریدی تھیں۔گاڑی میں رکھی ہوئی میں ابھی لے کرا ہوں۔مہابیر! تم میرے ساتھ آؤ۔'' میں میز سے اُٹھا تو سیتا بھی اُٹھ گئے۔وہ پیچھے نہیں رہنا چا ہتی تھی۔ جم باہر نکلے تو دُرگا پور

میں میز ہے اُٹھا تو سیتا بھی اُٹھ گئی۔ وہ چیچے ہیں رہنا چاہتی تھی۔ ہم باہر نکلے تو دُرگا پور میں کھڑی ہوئی کار کا بچھلا دروازہ کھول چکی تھی۔ میں نے اور سیتا نے بچھلی سیٹ پر ہے ہ چیزیں اُٹھالیں اوراندرآ کرصوفوں کے درمیان قالین پر ڈھیر کر دیں اور ہم لوگ بھی قالین پر بیٹھ گئے۔

'' کلینا! تم بھی آؤ..... برتن بعد میں سمیٹ لینا۔'' وُرگانے اُسے آواز دی۔

کلینا بھی ہمارے قریب آ کر بیٹھ گئ۔ دُرگانے سب سے پہلے وہ چیزیں نکالیں جو کلینا کے لئے خریدی گئی تھیں۔ اُن میں تین ساڑھیاں اور تین جدید تراش کے راجستھانی لباس تھے۔ کلا کے چبرے سے اُس کی خوثی کا اندازہ لگایا جاسکتا تھا۔ مارے عقیدت کے وہ بار بار دُرگا کے ہم چھورہی تھی۔ اس کے بعد سیتا کی چیزیں اُس کے حوالے کی گئیں۔ سیتا بھی اس قدرخوش ہوا کہ وہ دُرگا سے لیٹ گئی اورائے زور سے جھنچ لیا۔ دُرگا کراہ اُٹھی۔

''سوری دُرگا جی!''سیتانے اُسے جھوڑ دیا۔'' مجھےمعلوم نہیں تھا کہتم زخی زخی ہورہی ہو۔'' دُرگانے جواب میں مسکرانے پر ہی اکتفا کیا تھا۔

اور پھرمیرے لئے خریدے گئے کیڑے بھی اُنہیں دکھائے گئے۔

''اورتم دُرگا جی' سیتا اُس کی طُرف دیکھتے ہوئے بول۔''تم نے اپنے لئے کچھ نہیں بیدا؟''

''میرے پاس اتنے کپڑے ہیں کہ روزانہ دو دو جوڑے بھی تبدیل کروں تو سال بھر **میں فتر** نہ ہوں۔''

''اورایک جوڑاتو کم ہو گیا ناں۔' سیتا بولی۔''میرامطلب ہے وہ ساڑھی جوتم پھڑ وا آئی ہو۔'' ''یہ درگھٹنا بعد میں پیش آئی تھی۔ بہر حال! موقع ملے گا تو اپنے لئے بھی تمہاری پہندے ایک ساڑھی خریدلوں گی۔'' ڈرگانے جواب دیا۔

سیتا اور کلینا دیر تک چیزوں کو اُٹھا اُٹھا کر دیکھتی رہیں۔ پھر سیتا میری طرف دیکھتے ہوئ بولی۔''اس لفؤے نے قطع نظر آج کا دن کیسار ہا۔۔۔۔کہاں کہاں گئے تھے! کیا کچھ دیکھا؟'' ''چند حویلیاں دیکھی ہیں جنہیں فن تعمیر کا شاہ کار کہا جا سکتا ہے۔'' میں نے جواب دیا۔ ''میں بتاتی ہوں۔۔۔'' دُرگا جلدی ہے بولی۔ اُس کے ہونٹوں پر شوخ سی مسکر اہد اُمج آئی تھی۔'' سالم سکھی ایک کنیز ہے بھی اس کی ملا قات ہوئی تھی۔'' میں نے دُرگا کو گھور کر دیکھا گروہ اس وقت تفریح کے موڈ میں تھی۔۔

''اوہو۔۔۔۔'' سیتا نے میری طرف دیکھا۔' 'کئی تن وہ ۔۔۔۔ بہت بوڑھی ہوگئی ہوگی۔ دو {ھائی سوسال ۔۔۔۔'یْ

'' بالکل جوان تھی وہ'' وُرگانے اُس کی بات کاٹ دی۔'' تمہاری اور کلینا کی طرح۔ خوبصورت بھی تم جیسی ہوگی۔اس لئے تو بیا پناسب کچھ ہار گئے۔''

'' کہاں ہے وہ حرافہ میں اُس کے بارے میں سب کچھ جاننا چاہوں گی۔اُس کی ٹائلیں توڑؤوں گی، اُس کی آئکھیں کچھوڑ وُول گی اور''

''اُس کی آنکھوں ہی میں تو سب کچھ ہے۔'' وُرگانے ایک بار پھراُس کی بات کاٹ دی۔ اور چند کمحوں کی خاموثی کے بعد مزے لے لے کرمیرے ساتھ سالم سنگھ کی حویلی میں پیش آنے والا واقعہ بنانے لگی۔

میں اپنی بیوتوفی پرشرمندگی اور ندامت ی محسوس کر رہا تھا اور سیتا اور کلینا قیقیے لگار ہی تھیں۔ ہم رات کو بہت ویر تک با تیں کرتے رہے۔ پھر کلینا اور سیتا قالین پر بھری ہوئی چیزیں سنجالنے لگیس اور میں اُٹھ کر بیڈر وم میں آگیا۔ ہونٹ کے علاوہ میرے جم کے بعض دوسرے حصوں میں بھی تکلیف ہور ہی تھی۔ بائیں کندھے میں تکلیف زیادہ تھی۔ میں بستر پر لیٹتے ہی ہاتھ سے کندھا دباتے وباتے سوگیا۔

میری آنکھ صبح دریہ سے کھلی تھی۔ سیتا بھی میرے بیٹہ پرسور ہی تھی۔ میں پچھ دریاتک خاموش لیٹا سامنے والی دیوار کو گھورتا رہا، پھر گھڑی کی طرف دیکھا۔ دس نئ رہے تھے۔ میں نے سیتا کو جگانے کی کوشش کی مگروہ کروٹ بدل کرسوگئے۔''کیا ہے۔۔۔۔۔سونے دونا!''وہ نیند میں بڑبڑائی۔ میں نے اسے چھوڑ دیا اور ہاتھ رُوم میں گھس گیا۔

سیتنا گیارہ بیج کے قریب بیدار ہوئی تھی۔ ظاہر ہے ہمارے پاس سونے کے علاوہ اور کام بی کیا تھا۔ دیر تک سوتے رہیں اور رات کو دیر تک دنیا جہاں کی باتیں کرتے رہیں۔ میں ہال کے کمرے میں آیا تو کلپنا قالین پربیٹھی سبزی بنارہی تھی اور دُرگا صوفے پربیٹھی اخبار دیکھ رہی گئے۔ کلپنا مجھے دیکھ کرچائے بنانے کے لئے اُٹھ کر کچن میں چلی گئے۔

> ''کوئی خاص خبر؟''میں نے سوالیہ نگاہوں سے ڈرگا کی طرف دیکھا۔ ''خاص تونہیں کہ سکتے لیکن الحسہ خبریں میں ''ن گل زمسکرا۔ ترج

'' خاص تونہیں کہہ سکتے لیکن دلچیپ خبریں ہیں۔'' ڈرگانے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ''مثلاً؟'' میں نے بوجھا۔

''رات کورام گرھ پیکس ہے جس غنڈے کو پولیس کے حوالے کیا تھا اُس نے بیاعتراف کر اُلیا ہے کہ کیلاش نے اُنہیں مجھ پرحملہ کرنے کے لئے کہا تھا۔ اُن کامنصوب تو مجھے اغواء کرنے کا تھا بیکن اُنہیں کیلاش ہے ہے تھم بھی ملاتھا کہ کسی وجہ سے اغواء میں ناکام ہونے کی صورت میں مجھے بیکن اُنہیں کیلاش ہوئی پھر بولی۔ 'وہ چند کمحوں کو خاموش ہوئی پھر بولی۔ 'وئی کردیا جائے۔' وہ چند کمحوں کو خاموش ہوئی پھر بولی۔ 'پیلس نے کیلاش کو بھی پکڑلیا تھالیکن اُس نے کوئی الزام قبول کرنے سے انکار کردیا۔ پولیس

_{ای با} تیں ہوتی رہی ہیں مگرمہاران<u>ا</u>نے بھی ایسی باتوں پرتوجہ نہیں دی۔'' ہ ہیں۔ ''لیکن اس مرتبہ تو معاملہ کچھ شکین نظر آتا ہے۔'' میں نے کہا۔'' یہ دونوں خبریں ایک ساتھ چین میں ۔۔۔ اس کا چھانہ کچھاٹر تو ہوگا۔''

'' ذریکھا جائے گا ۔۔۔۔ مجھے اِس کی پرواہ نہیں۔'' ڈرگانے کندھے اُچکا دیئے۔ "ویے تہاری طبیعت اب لیسی ہے؟" میں نے پوچھا۔

"بهت جلدی خیال آگیا....." وُرگام سکرا دی۔ "تم لوگ تو سو گئے تھے مگر میں رات بھر

تکف ہے کراہتی ربی۔ شبح حار بجے کے قریب میں نے کلپنا کو جگایا۔ اُس نے کڑوے تیل میں ہلدی ملاکر ماکش کی تو کچھ سکون ملا۔ ذرا دیکھوتو یہاں سوجن ہورہی ہے کیا؟''وہ میری طرف بیر مورد کربیر کی اس وقت أس نے وہی رات والاسلینگ سوٹ پہن رکھا تھا۔ اُس نے دونوں باتھوں ہے بش شرف کو پکڑ کر أو پر أٹھا دیا۔ أس كى پشت بالكل برہند ہوگئی۔ ميرے

دل کی دھڑ کن تیز ہوگئی۔ دائمیں شولڈر بلیڈ پر نیلا سا دھبہ تھا اور وہ جگہ واقعی سوجی ہوئی تھی۔ دُرگا اتھ موز کر انگیوں ہے اُس جگہ کو چھونے کی کوشش کررہی تھی۔

میں نے اُنگیوں ہے اس جگہ کو ٹٹولاتو دُرگا کے منہ سے سسکاری می نکل گئی۔ میں نے کلپینا کو کن کی طرف ہے آتے و کیھ کرؤر گاکی شرٹ نیچے ھیچے دی۔

''نیل پڑ گیا ہے۔۔۔۔'' میں نے کہا۔'' دو تین روز کڑو ہے تیل اور ہلدی کی بالش سے ٹھیک وجائے گا۔ ایسی چوٹوں کے لئے ہمارے ہاں یہی علاج ہوتا ہے۔ ہلدی در د کو صبحق ہے۔''

" إلمهين تواليي باتون كاخاصا تجربه موگا-'' وُرگامسرائي _ 'ہاں میں نے بھی بہت چوٹیس کھائی ہیں۔'' میں نے جواب دیا۔

ای دوران کلینِا نے ہم دونوں کے سامنے کافی ٹیبل پر جائے رکھ دی اور قالین پر بیٹھ کر الرد سنری بنانے لگی۔ میرا خیال تھا کچن کی طرف ہے آتے ہوئے اُس نے مجھے ڈرگا کی پیٹھ

باٹھ پھیرتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ وہ سر جھکائے سبزی بناتے ہوئے مسکرار ہی تھی۔ میتا اُس روز دو پہر کے کھانے کے وقت بیدار ہوئی تھی۔اگر اُسے جھنجھوڑ کرنہ جگایا جاتا تووہ

آمیر ثام تک سوتی رہتی۔ اور کچرا ی رات وس بجے کے قریب ہے پورے سیتا کے پتاجی کا فون آ گیا۔ میں اور سیتا بداون کے قریب بیٹھے ہوئے تھے مگر ہم میں ہے کی نے فون کی طرف ہاتھ ہیں بر ھایا تھا۔

الأركاك نيسيوكي تهي وه يندره ميس من تك كل رات موتل مين بيش آن والع غنده الله کے واقعہ کے بارے میں بات کرتی رہی، اور پھر میں نے أے بيہ کہتے ہوئے سار

ا ہے با قاعدہ گرفتار کرنا چاہتی تھی لیکن یہاں اُس نے بھی سوسائی میں پچھ جگہ بنار کھی ہےاُ ہ کے چندحواری آڑے آ گئے۔ اُن میں ایک سابق ریاستِ جیسلمیر کا سابق ویوان ہے۔ ظام ے اُس کا اثر ورسوخ اے بھی ہے۔ اُس کی وجہ ہے کیلاش کرفتاری ہے نگے گیا۔'

''اور کیا تمہارا مہارانا کچھنہیں کرے گا؟'' میں نے یو جھا۔''وہ تو سابق مہاراجہ ہے۔اُن

ك تو ديوان سے زيادہ تعلقات ہونے جا ہميں۔''

'' میں مہارانا کو اس معالمے میں نہیں گھیٹنا جا ہتی تھی۔'' ڈر گانے جواب دیا۔'' کیلاڑ اگر چہ بہت عرصہ ہے میرے راہتے میں آنے کی کوشش کر رہا تھالیکن میں نے مہارا نا کو بھی کچ نہیں بتایا۔ لیکن اب تو بات سامنے آگئ ہے۔مہارانا کو بھی پنتہ چل جائے گا۔ اور ظاہر ہے اُمر کے بوچھنے پر مجھے سب کھ بنانا پڑے گا اور مہارانا خاموش نہیں بیٹھے گا۔ وہ تو کیلاش کو مجھر کی طرح چتلی میں مسل کرر کھ دے گا۔''

' 'متہیں شروع ہی میں مہارانا کو بتا دینا چاہئے تھا۔'' میں نے کہا۔'' اُسی وقت کیلاش کا بندوبست ہوجاتا تو ہات یہاں تک نہ پہچتی۔''

" میں نہیں چاہتی تھی کہ کوئی ہنگامہ ہو ... " وُرگا بولی۔" لیکن بہرجال اس معالمے نے م اُٹھایا ہےتو کچھکرنا ہی پڑے گا۔ کیلاش کواپنے جرم کی سزا بھلنی پڑے کی۔ وہ سمجھتا ہے کہاُک نے کچھ دولت جمع کر لی ہے تو اس کے اندر بہت شکتی آگئی ہے۔''

''اور دوسرے غنڈے کا کیا ہوا؟'' میں نے بوچھا۔''وہ گیڑا گیا یانہیں؟''

'''نہیں بولیس اُسے تلاش کرر بی ہے۔'' دُرگانے جواب دیا۔''اس کے علاوہ ایک الا

'' وہ کیا؟'' میں نے سوالیہ نگاہوں ہے اُس کی طرف دیکھا۔

''اخبارات بڑے لوگوں کے بارے میں سکینڈل بنانے میں موقع کی تلاش میں رہے| ہیں ۔'' دُرگا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔'' کل رات تم میرے ساتھ تھے اورتم نے غنڈولا مار مار کرلہولہان کر دیا تھا۔ اخبار والوں نے میرے اور تمہارے چچ نا طے جوڑنے کے لئے بڑگا| دلچیپ سرخیاں لگائی ہیں۔مثلاً میہ کہ دُرگا دیوی کے ساتھ وہ سور ما کون تھا جس نے شہر کے الا نا می کرا می بدمعاشوں کا بھر کس نکال دیا کیا وُرگا دیوی بوڑ ھے مہارانا ہے اُ کتا چکی ہے؟ کِج

مہارانا دھرمیش سکھے دُرگا کے ساتھ کسی نو جوان کو برداشت کر لے گا؟ وغیرہ وغیرہ وغیرہ''باٹ' کرتے ہوئے دُرگا کے ہونؤں پرخفیف ی مسکراہٹ آگئ تھی۔

''بہت خوش ہورہی ہو۔'' میں نے کہا۔'' ہ خبرتمہارے مہارانا تک بینچ گئی تو وہ تم سے آگا نو جوان کے بارے میں ضرور یو چھے گا۔''

وہ مجھے یہاں اکیلا نہ جھوڑ تا۔میری ٹگرانی کے لئے نسی کو یہاں ضرور رکھا ہوتا۔اس سے پہلے'ا

تو ایسے ہی ہیں۔ امبیں تو اخبار بیچنا ہے۔ تمہارے بارے میں بھی تو کئی بارایس باتیں لکھ کے ین ایک کی تھی ۔ کسی دوسرے کواس سلسلے میں مورد الزام نہیں تھہرایا جاسکتا تھا۔ میں۔ ہاں ہاں میں سمجھ رہی ہوں۔ٹھیک ہےحویلی والے معاملے میں مجھے کوئی زیادہ حانکاری نہیں ہے۔بس اخبار ہی ہے پیۃ جلتا ہے۔ویسے مجھے وشواش ہے کہ یولیس کچھ کہیں کر سكے كى اور يدمعامله تھپ ہو جائے گا۔ ہال ٹھيك ہے جرام جى كى-'' أس نے ريسور رکھ دیا۔ سیتنا اور میں سوالیہ نگا ہوں ہے اُس کی طرف دیلھنے لگے۔

" تمبارے پا جی بھی کسی کے چھے پر جائیں تو اُسے چھوڑتے ہیں۔ "اُس نے سیتا کی طرف و یکھتے ہوئے کہا۔'' پہلے تو ور کیاش کو جان سے مار ڈالنے کی بات کررہے تھے پھر کھنے گگے کہ وہ اُسے شہر ہے ہی نکلوا دیں گے۔''

''اس قتم کے لوگوں کو تو واقعی شہ ہے نہیں دنیا ہی ہے نگال دینا چاہئے۔'' سیتا نے اپنے ہا ہے کی حمایت کی ۔ میں نے خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا تھا۔ وہ دونوں دیر تک اس موضوع پر ما تیں کرتی رہیں۔

تین چارروز گزر گئے ہم لوگ عمی طور پرجو یلی کے قیدی بن کررہ گئے تھے۔ وُرگا ہی وہ واحد ہتی تھی جس کا حویلی کے باہر آنا جانا تھا۔ کلینا اس لئے باہر نہیں جاعتی تھی کہ وہ معاملہ ابھی تک دبا ہوا تھا۔ کنگوابھی تک مفرور تھا۔ یا تو وہ شہر نے بھاگ گیا تھا یا شہر ہی میں کسی جگہ چھا ہوا تھا اور پولیس اُسے تلاش کرنے میں ناکام رہی تھی۔ رام چند دھو بی اور بوڑھا تھا کر ظاہر ہے اس شہر میں تھے۔ بیاندیشہ بہرحال موجود تھا کہ اگر کلینا حویلی سے باہر نکلی تو دیکھ نہ لی جائے۔ سیتا بھی فی الحال باہر نہیں نکانا جا ہتی تھی۔میرے لئے فی الحال کوئی خطرہ نہیں تھا۔ کیونکہ شمروز کی حثیت ہے مجھے کوئی نہیں جانتا تھا۔ میں آزادی ہے تھوم پھرسکتا تھا مگر ہوئل والے ہنگا ہے ہے گڑ بڑ ہو گئی تھی جس وجہ ہے میں باہر نکلنے ہے گریز کرر ہاتھا۔اور یوں بھی بگڑ ہے ہوئے چو کھنے کے ساتھ ماہر نکلنا مجھے اچھانہیں لگتا تھا۔

دوروز اور گزر گئےاور پھرید دلچیپ خبر سننے میں آئی کہ چند مسلح ڈاکوؤں نے کیلاش کی حو ملی پرحملہ کر دیا تھا۔ بیحملہ رات کے وقت ہوا تھا۔ کیلاش کے دوست بھی موجود تھے اور کرائے کی عورتوں کے ساتھ رنگ رلیاں منائی جار ہی تھیں ۔ڈاکوؤں نے کیلاش اور اُس کے دوستوں کو كوئى نقصان نهيس پهنچايا تھا۔ كيلاشِ كو كن بوائنك پر لے كر أس كى تجوري خالى كروالى تھى اور گھير كا سارا قیمتی فرنیچر اور قالین وغیرہ آئنن میں ڈھیر کر کے آگ لگا دی گئی تھی۔ دلچیسی کی بات میکھی کہ تمام سامان کیلاش اور اُس نے دوستوں ہی ہے اُٹھوا کر باہر ڈھیر کروایا گیا تھا۔ سامان پ گھاسلیٹ چیٹرک کر اُسے آگ بھی کیاش ہی کے ہاتھوں لگوائی گئی تھی۔ اور وہ ڈاکو جاتے ہوئے اُن متنوں عورتوں کو بھی ساتھ لے گئے تھے۔ ستم برآ ں کیلاش جب اس واقعہ کیا ر پورٹ لکھوانے تھانے پہنچا تو ساری بات سننے کے بعد پولیس نے نقدی اور زیورات لو کے جانے کی تو نامعلوم ڈاکوؤں کے خلاف رپورٹ درج کر کی لیکن قیمتی ساز وسامان کو نذر آئش

تے مانے کی رپورٹ نہیں لکھی کیونکہ پولیس کے مطابق سامان کو آگ کیلاش نے خود اینے اں ہے اگلے روز رات کے وقت کیلاش کے ساتھ ایک اور افسوس ناک واقعہ پیش آیا بض نامعلوم لوگوں نے اُس کے دفتر کا تالا تو ژ کرتمام فرنیچراور فائلیں وغیرہ باہر نکال کر آ گ

ہمیں گفتگو کے لئے ایک نیا موضوع مل گیا تھا۔ ممکن ہےلوگ ان وارداتوں کو ہراسرارسمجھ رے ہوں لیکن ہادے لئے اس میں کوئی پر اسراریت مہیں تھی۔ سیتا کے پتاجی نے یہ طے کر ایا نا کہ اُس کو اُس کی گتاخی کی سزادیں گے اور اُسے اس شہرہے بھا گنے پر مجبور کر دیں گے اور بہارانا دھرمیش سنگھ کے اس منصوبے پڑمل شروع ہو چکا تھا۔

میرا چوکھٹا ٹھیک ہو گیا تھا اور کوئی تکلیف بھی نہیں رہی تھی۔اور پھراُس روز میں نے ایک بار برو کی سے نکلنے کا فیصلہ کر لیا۔ میں اینے ساتھ کلینا کو بھی لے جانا جا ہتا تھا۔ کلینا زندگی بھر تو ویل میں قید ہو کرنہیں روعتی تھی۔ میں جا ہتا تھا أیے لے کر باہر نکلوں وہ کسی کی نظروں میں آئے اور جو ہونا ہے وہ ہو جائے ۔ سر پرتلوار لکی ہوئی تھی اس سے تو نجات مل جائے گی۔

سیتااور دُرگا میری اس تجویز سے منفق تھیں لیکن کلپنا کے چہرے پر ہوائیاں ہی اُڑنے لکی قیں۔ لیکن بہرحال وہ میرے ساتھ جانے کو تیار ہوگئی۔ کلینا نے نئے کپڑوں میں ہے ایک وزاپہنا تھا۔ چولی، گھا گھر ااور چزی۔ اس لیاس میں وہ واقعی بہت حسین لگ رہی تھی۔ چزی أُنِ كُلْ صرف فيشن كے طور پر استعال ہوتی تھی ليكن اس كا ايك فائدہ پہ بھی تھا كہ اس ہے

ہم جب خفیہ رائے سے بچھلے مکان میں آئے تو سیتا بھی ہمارے ساتھ تھی۔ وہ ہماری طرف لھ کربار ہارمسکرار ہی تھی۔

''واپس آؤگے نا؟'' أس نے ميري طرف جيكتے ہوئے سرگوشي كي۔ ''کیاِ مطلب؟'' میں نے اُسے گھورا۔'' کیاتم جھتی ہو کہ میں کہیں بھاگ جاؤں گا؟''

فونگھٹ نکال کر چیرہ جھیایا جا سکتا تھا۔

الکونی جروسہ نمیں، "سیتامسکرائی ۔ اِل کلینا بہت حسین لڑکی ہے۔ اس کے لئے ایک الناجی ہو چکا ہے۔۔۔۔کیا پیتہ تم اے لے کر کہیں بھاگ جاؤ اور میں یہاں بیٹھی تمہارا انظار

بارین ''اگر بھی بھاگنے کی ضرورت پیش آئی تو تم بھی میرے ساتھ ہوگیفکر مت کرو۔'' میں

ام دروازہ کھول کر پچھلی گلی میں نکل گئے۔ سیتا اُس وقت تک دروازے میں کھڑی رہی بئک ہم گلی سے نگل کر بازار کا موڑنہیں گھوم گئے۔ پچھ دُ ورتک ہم لوگ پیدل چلتے رہے بھر ^{ى سا}ايك ئىكسى زُكوا لى اور ہم دونو ں پچپلى سيٹ پر بيٹھ گئے ۔

بدل چلا جائے لیکنِ ایک خالی نیکسی ہمارے قریب آ کرِرُک گئی۔ میں نے پیدل چلنے کا اراد '' کہاں جانا ہے مہاراج؟'' ڈرائیور نے اپنے سامنے لگا ہوا آئینہ درست کرتے ہوئے کہا. ہیں۔ ہنزی کر دیا۔ ویسے بھی ان پارکوں میں، چھتریوں میں اور کنوؤں اور تالا بوں میں گھوم گھوم کر کلینا تھے گئے تھی۔ اور میرا خیال تھا کہ شہر کے تھی اچھے سے ریسٹورنٹ میں بیٹھ کر کافی یا جائے پئیں ا اور پھرحویلی کا رُخ کریں۔

میں نے دروازہ کھول کر کلینا کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ سیٹ پر بیٹھ کر دوسری طرف سر کنے لگی۔ مر نیسی میں میٹھنے کے لئے جھکا ہی تھا کہ نجانے کس طرف ہے ایک آ دمی میرے أو پر آگرا..... أس آدى نے مجھے پکڑ كرايك طرف تھينچا، پيٹ پرزوردار گھونسه مارا اور زوردار دھكا دے كر گرا

دیا..... نکیسی اس دوران حرکت میں آ چکی تھی۔ دروازہ کھلا ہوا ہی تھا۔ مجھے دھکا دینے والاشخص نکست میں میں میں آ جگی تھی۔ روڑ تا ہوائیکسی میں بیٹھ گیا دروازہ دھڑ سے بند ہوا اور تیکسی کی رفتار ایک وم تیز ہوگئی میں نے کلینا کی پیخ جھی سن تھی۔

میں ایک دم بدحواس ہو گیا۔ مجھے تو تع نہیں تھی کہ میرے ساتھ اس قتم کا کوئی واقعہ پیش آ سکتا ے۔ یہ کوئی سنسان اور ویران جگہ نہیں تھی ،تفریح گاہ تھی۔ سڑک پر بیمیوں لوگ کھڑ ہے تھے اور اتنے لوگوں کی موجود گی میں کسی لڑکی کوچھین کر لے جانے کی کوشش واقعی دیدہ دلیری تھی لیکن مجھ سے کوئی چیز چھین لینا معمولی بات نہیں تھی۔ ابھی چند روز پہلے ہی تو ایسی کوشش میں دو غندے میرے ہاتھوں اپنا بھرتہ بنواچکے تھے۔

مجھے اعتراف ہے کہ اس اچا تک صورتحال نے ایک لحد کو میرے حواس مخل کر دیے تھے۔ میں ایک جھٹکے ہے اُٹھ کر کھڑا ہو گیاتیکسی بہت دُورنکل چکی تھی ۔ لوگ عجیب ہی نظروں سے مری طرف دیکھ رہے تھے۔ میں نے ادھراُدھرد یکھا۔ایک آ دمی موٹر سائیکل شارٹ کررہا تھا۔ اُل کے قریب شایداُس کی بیوی کھڑی تھی۔ میں دوڑ کراُس کے قریب بہنچ گیا۔

''بھائی صاحب پلیز!'' میں نے ساجت کی۔''غنڈ بے میری پتنی کو اُٹھا کر لے گئے یں۔موٹر سائیکل مجھے دے دیں وعدہ کرتا ہوں ایک گھنٹے ہے پہلے پہلے اس جگہ واپس لے

یہ وہ کوئی شریف آ دمی تھا۔ اُس نے موٹر سائیکل میرے حوالے کر دی۔موٹر سائیکل شاری ہو پُلامی۔ میں نے سیٹ پر ہیٹھتے ہی ہینڈل سنجالا اور پیرے کیئر بدلتے ہوئے ایکسی لیٹر کرپ فمادی۔ مجھے تشمیر کے پہاڑوں میں موٹر سائیکل چلانے کا تجربہ تھا اور بدتو ہموار سرک تھی۔ ' نینک جھی زیادہ نہیں تھا۔ میں موٹر سائیکل کی رفتار بڑھا تا چاا گیا۔

وہ میسی آ گے والے چوک سے بائیں طرف گھوم چکی تھی۔ اُس چوک پر بہج کر میں نے بھی ' پیأدوسوگز کا فاصله تقارییس با ئیک کی رفتار بره ها تا چلا گیا۔

'' کہیں بھی لے چلو بھایا!'' میں نے جواب دیا۔''ہم تو اس شہر میں نئے آئے ہیں سروا تفریح کرنے جہاں دل جاہے لے چلو'' ''ینوژی کی حویلیاں.....؟'' '' وہ سب ہم دکیھ چکے ہیں۔'' میں نے ڈرائیور کی بات کاٹ دی۔''کسی تفریح کی جگہ لے

چلو....گھو منے کھرنے کی مگہہ'' '''سجھ گیا مہاراج ... آپ کوسپر کرنی ہے۔'' ڈرائیورنے کہتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھادی۔ تیلسی شہر کی مختلف سر کوں پر ہلکی رفتار سے دوڑتی رہی اور ڈرائیورسی ماہر گائیڈ کی طرح

راستوں اور عمارتوں کے بارے میں ہماری معلومات میں اضافہ کرتا رہا۔ اُس نے کئی مرتبہ کی عمارت ہائسی چوک پرٹیلسی روکی تھی اور اُن جگہوں کے بارے میں بڑی تفصیل سے بتایا تھا۔اور بالآخرشہر کے مختلف علاقے تھمانے کے بعد وہ ہمیں امر ساکر لے گیا۔ یہ وسیع وعریض علاقہ تالا بون، جھونی جھونی مصنوی جھیلوں، کنوؤں اور خوبصورت چھتر یوں پر مشتمل تھا۔ کُل خوبصورت بارک تھے۔ یہ چھتریاں دراصل راجاؤں اور مہاراجاؤں کی سادھیاں تھیں۔ خوبصورت قبرستانجس جگه کسی راجه کی چتا جلائی گئی تھی وہاں چبوترہ بنا کرخوبصورت بارہ دری اور اُس کے اُویر نہایت خوبصورت جھتری بنا دی گئی تھی۔ لا تعداد چھتریاں تھیں اور بیہ چھتریاں یعنی راجوں مہاراجوں کا قبرستان لوگوں کے لئے ایک بہترین تفریح گاہ بن گئے تھیں۔"

ہم بہت دریتک مختلف جگہوں بر گھومتے رہے۔ کلینا چزی کا گھوٹگھٹ نکا لے میرے ساتھ جڑ کر چل رہی تھی ۔بعض لوگ مشکرا مشکرا کر ہماری طرف دیکھ رہے تھے۔ہم ایک یارک **میں** بینچ پر بیٹھ گئے۔ بڑی چہل بہل اور رونق تھی۔ میں نے ایک ٹھیلے سے بھیل یوری منکوا لی۔ یو عاث کھانے کے لئے کلینا کو گھونگھٹ اُٹھانا پڑا تھا۔ای دوران ایک پاری جوڑا ہمار ہے قریب آ مربیٹھ گیا۔ بیلوگ بمبئی سے آئے ہوئے تھے۔مرد کی عمر پچاس اورعورت کی بینتالیس کے

' نئ نئ شادی ہوئی ہے! ' عورتِ نے پہلے کلینا اور پھر میری طرف د کی ستے ہوئے کہا۔ کلینا کا چیرہ سرخ ہو گیا۔ اُس نے کن انکھیوں ہے میری طرف دیکھا۔ میں نے یاری عورت کی طرف دیکھتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اکھی جوڑی ہے نجرنہ لگے۔'' یاری عورت مسکرادی۔

ہم تقریباً ایک گھنٹہ وہاں بیٹھے رہے اور پھراُ ٹھ کر ایک طرف کو چل دیئے۔سورج غروب ہونے والا تھا..... چہل پہل میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ کلینا نے بھیل یوری کھانے کے گئے گھونکھٹ اُٹھایا تھا تو دوبارہ چنزی کو چہرے پر ڈالنے کی ضرورت نہیں مجھی تھی۔

ہم سڑک پر آ گئےکلینا اب بے جھےک ہی ہو کر چل رہی تھی۔میرا خیال تھا کہ دُور تک

فیکسی ایک اورسرک بر گھوم گئ تھی اور مجھے اندازہ لگانے میں وشواری پیش تبیں آئی کہ یہ سرک شہر سے باہر جانے والی تھی۔ آبادی بتدریج کم ہوتی جا رہی تھی اور سامنے بہت وُور يباژياں نظرآ رہي ھيں۔

میرے اور ٹیکسی کے درمیان فاصلہ بھی بتدریج کم ہوتا جار ہاتھا۔ آبادی اب پیچیے رہ گئے تھی۔ سڑک ہے ہٹ کر دُور دُور اِ کا دُ کا حِیمونی حِیمونی عمارتیں یا احاطے سے نظرآ رہے تھے۔ وہ نیکسی سڑک ہے اُتر کرایک الی ہی عمارت کے سامنے رُک گئی جس کے گرد بہت لمباچوڑاا حاطہ تھا۔ نیکسی رُ کتے ہی پہلے ڈرائیور نیچے اُٹر ااور پھر دوسرے آ دمی نے نیچے اُٹر کر کلینا کو باہر تھنچے لیا اور أس تقيينة موئ احاطے كے بھائك كى طرف دوڑنے لگا۔ كلينا چيخة موئے مزاحت كردنن تھی۔احاطے کالکڑی کا بھا ٹکٹوٹا ہوا تھا۔ وہ لوگ بھا ٹک میں داخل ہو چکے تھے۔

میں نے موٹر سائیل بھا ٹک کے سامنے روک لی اور اُسے جھوڑ کر دوڑتا ہوا بھا ٹک میں واخل ہو گیا ایک طرف بہت لمبا چوڑا شیر بنا ہوا تھا جس کے سامنے بڑے بڑے بیلے

بقم وں کے انار لگے ہوئے تھے۔شیڈ کے ساتھ ایک مختصری عمارت تھی اور وہ دونو ں غنڈ ے کلینا کواس عمارت ہی میں لیے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔ بیانداز ہتو میں نے پھا ٹک میں وافل

ہوتے ہی لگا لیا تھا کہ وہ عمارت ویران تھی اور مجھے بیا ندازہ لگانے میں بھی دُشواری پیش مہبل آئی کہ اس شیر میں بھی چھر کا منے اور تراشنے کی مشینیں گی ہوں گا۔

اُن دونوں میں ہے کسی کے پاس ریوالور یا پستول جیسا کوئی ہتھیار نہیں تھا۔ اگر ہوتا تو مجھے راستے ہی میں گرانے کی کوشش کی جانی یا اب آیب آنے سے روکا جاتا۔ وہ مجھے بڑی آسانی ہے گولی کا نشانہ بنا سکتے تھے کیکن اُس کے پاس ریوالوریا پستول ہیں تھا۔

ایک غنڈہ کلینا کو تھینچتے ہوئے ویران ممارت کے اندر لے جانے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ ڈرا ئیور نے لیے کھل والا جاتو نکال لیا اور مجھے رو کئے کے لئے تن کر کھڑا ہو گیا۔

میں دُور ہی ہے سی طاقتورسیرنگ کی طرح اُچھلا اور ہوا میں اُڑتا ہوا اُس کے اُویر جا گرا۔ میراایک پیراُس کے منہ یراور دوسرا اُس کے سریرلگا۔ وہ چیختا ہواپشت کے بل گرا۔ اُس کا سر ایک بھر سے نگرایا.....اس کے منہ سے نکلنے والی دوسری سی بڑی خوفناک تھی۔اُس کی کھویڑی بچھر سے فکرا کریاش یاش ہوگئ تھی۔ میں بھی اُس کے قریب ہی گرا تھا۔ کیکن دوسرے ہی لمحہ اُٹھ کر اُس بدمعاش کی طرف لیکا جو کلینا کو تھنچتا ہوا عمارت کی سٹرھیوں کے قریب پہنچ چکا تھا۔ عمارت ایک أو نیچ چبوتر بے پر بنی ہوئی تھی اور پھر کی جار کشادہ سٹرھیاں تھیں ۔ کلینا ایک سٹرھی یراڑ کئی اور وہ محص اُسے اُو پر کھینچنے کی کوشش کررہا تھا۔

أس نے شايدا بے ساتھي كا انجام ديكھ ليا تھا۔ وہ كلينا كوچھوڑ كرشيڈ كي طرف بھاگ كھڑا ہوا۔ میں نے بھی اُس کے بیچھے دوڑ لگا دی۔ اُس وقت کلینا کی بیخ ہونی آ واز میری ساعت ے

«مہابیر! کیژلواہے مار ڈالو بیرام چند دھو بی ہے۔ اس نے میری ماں کو مار ڈالا

تو وه رام چند دهو بي تھا پہلے تو ميں يہي سجھتا رہا تھا كه أس رات ہونل ميں جوغنڈ ه میرے ہاتھوں بٹ کر بھاگ گیا تھا یہ اُس کے ساتھی ہوں گے۔لیکن معاملہ کچھاور فکلا تھا۔ سورج غروب ہو چکا تھا اور شام کا آند حیرانھیل رہا تھا۔ رام چند دھو بی شیڑ میں بڑے بڑے بقروں کے پیچھے چھپنے کی کوشش کررہا تھالیکن میں نے اُس کی گردن دبوج کی اور اُسے مارتا ہوا

یباں اُس کا داؤ چل گیا۔ وہ مجھے زمین پر گرا کرمیرے سینے پرسوار ہو گیا اور دونوں ہاتھوں ے میرا گلا گھونٹنے کی کوشش کرنے لگا مگریی نے اُس کی بیکوشش کامیاب نہیں ہونے دی ادراُے دُوراً چھال دیا اور پھراُے سنجھنے کا موقع دیئے بغیر میں نے اُسے دبوج لیا۔

"تم سجھتے تھے کہ اس طرح کلینا کو لے دوڑو گے؟" میں نے اُس کا گلا دباتے ہوئے کہا۔ "تم نے اس کی مال کو مار ڈالا تھا اور اس کی زندگی بھی برباد کرنے کی کوشش کی تھی۔تم انسان نیں بھٹر ئے ہو جہیں جینے کا کوئی ادھ کارنیس ے تہاری شامت ہی آئی تھی جو اس دت تم نے کلینا کو اغواء کرنے کی کوشش کی تھی۔ گنگو کہاں ہے؟ جلدی بتاؤ ورنہ تمہارا گلا هُونِث دُ ول گا۔''

'ببِ بتا تا ہوں۔'' رام چند دھو بی کے حلق سے کھٹی کھٹی ہی آواز نکلی۔ میں نے اُس

كے كلے يركرفت ذهيلي كر دى۔ ' وه وه ام چند دهوني بولا۔ ' وه رام ويوڑے ميں والع كالى كے برانے مندر ميں چھپا ہواہے۔''

''اوروہ بوڑ ھاٹھا کروہ کہاں ہے؟'' میں نے پھر پوچھا۔

''دهوه اپنی حویلی میں ہے۔'' رام چند دھو بی نے جواب دیا۔

''وہ دونوں تو پولیس کی گرفت میں آئی جائیں گے۔ گرتمہیں پولیس کے حوالے نہیں کیا ا بائ گائم کلینا کی مال کے ہتھیارے ہو۔ اس کی سزائمہیں ہم دیں گے۔'

رام چند دھو بی نے اچا تک ہی مجھے پیرول سے دھلیل کر پیچھے کرا دیا۔ میں ریت برگرا اور شیخ کی کشش کررہاتھا کہ رام چندوھو بی کی خوفناک جیخ سن کر چونک گیا اور پھر دوسرے ہی لھہ یر^{ن کنیٹ}یال سلگ انتھیں _ کلینا ایک طرف کھڑی رام چند دھو بی کو دیکھے رہی تھی جس کا سر کچلا جا لْلَقِهَا عَلَيْنَا نَے اُس کے سریر جو پھر مارا تھا وہ بھی اُس کے قریب ہی پڑا تھا اورخون سے تر ہو

یلینا نے بڑی ہمت سے کام لیا تھا۔ وہ ایک بڑا سا پھر اُٹھائے موقع کی تاک میں تھی اور المرابع على الله في المرديا تعا وه أس كى مان كا قاتل تفا اور أس في بدله لي اليا المراوراب وہ ایک طرف کھڑی دہشت زدہ ی نظروں سے رام چند دھوبی کی لاش کو دیکھتے

ہوئے تھرتھر کا نب رہی تھی۔

یس کلینا کی ظرف بڑھا تو وہ دوڑ کر مجھ سے لیٹ گئی۔ وہ کسی انجانے خوف سے تقرقر کانپ ربی تھی۔ میں نے اُسے اپنی بانہوں میں سمیٹ لیا اور اُس کا کندھا تھیتھانے لگا۔

'' ڈرونہیں'' میں اُسے سلی دے رہاتھا۔''سپٹھیک ہوجائے گا۔''

وس باره منك بعد بى كلينا اين نوف پر قابو پاسكى تھى ۔ أس وقت اندهيرا يچھ گهرا ہو گيا تھا۔

میں کلینا کا ہاتھ پکڑ کرا حاطے سے باہر لے آیا۔موٹر سائیکل ریت پرگری ہوئی تھی۔ میں نے اُٹھا کر کک لگاتے ہوئے انجن شارٹ کیا اور کلینا کواپنے پیچھے بٹھا لیا۔ وہ پہلی مرتبہ موٹر سائنگل پر بیئی تھی۔ اُس نے مردوں کی طرح ایک پیرایک طرف اور دوسرا دوسری طرف رکھا تھا۔ اُس

نے میرے ساتھ چےٹ کر دونوں بانہیں میرے سینے پر لپیٹ لی تھیں۔ ہمیں یارک کے قریب پہنچنے میں چند من سے زیادہ نبیں گلے۔ وہ آدی اپنی بیوی کے

ساتھ دہاں موجود تھا۔ میں نے موٹر سائیکل اُس کے حوالے کرتے ہوئے اُس کاشکریدادا کیا اور بنایا کہ وہ بدمعاش میری پنی کوایک سنسان سڑک پر پھینک کر بھاگ گئے تتھے۔

میں کلینا کو لے کر ایک آٹو رکشہ میں بیٹھ گیا۔ میں نے رکشہ ایک بارونق بازار میں ایک ریسٹورنٹ کے سامنے زکوالیا اور کلینا کو لے کرریسٹورنٹ میں ایک قیملی سیبن میں بیٹھ گیا۔ کلینا اب بھی دہشت زدہ ی تھی لیکن چائے پینے کے بعد اُس نے اپنی کیفیت پر بڑی حد تک قابو پالیا۔

ریسٹورنٹ سے نکلتے ہوئے دروازے کے ساتھ ہی نیوز اسٹینڈ پر ایک میگزین د کمھ کر میں رُک گیا۔میگزین کے سرورق پر پٹوڑی کی ایک حویلی کی تصویر میں نے پہیان کی اور بغیر کمی ارادے کے وہ میگزین خریدلیا۔ حویلی تک واپس جانے کے لئے بھی میں نے آٹو رکشہ کو ترجیح

زرگا اورسیتا ہماری حالت دیکھ کر چونک گئیں اور پھر آنہیں وہ سب کچھ بتانا پڑا۔ کلینااب بھی خوفز دہ تھی۔ دُرگا اُٹھ کراُس کے پاس آئل ادراُسے اپنے سینے سے لیٹالیا۔

اُس رات ہم دریتک اس موضوع پر باتیں کرتے رہے۔سیتا نے میز پر سے و، حیکزین اُٹھا ليااور پھرايك دم تيخ أھي۔

''اوه دُرگا جی په دیکهو!میگزین میں تمہاری تصویر ـ''

یملے وہ رسالہ دُرگانے دیکھا اور پھرمسکراتے ہوئے میری طرف بڑھا دیا۔ پورے صفحہ کی رنگین نضورتھی۔ وہ پتوؤں کی حویلی میں نفیس ستون کے قریب کھڑی تھی۔ میرا چہرہ بھی نمایاں تھا۔ستون پرتقش ونگار اور دُرگا کے حوالے ہے کیبین تھا۔'' قدرت اورانسائی ہاتھوں کی خطاطی

پیقسور د کھ کرمیرےجم میں سنسنی کی لہر دوڑ گئی!

زُرگا کی عمرا گرچہ پنیتیں نمال کے لگ بھگ تھی۔ وہ میک اپ کے بغیر بھی بہت حسین لکتی تھی۔لیکن اُس روز ملکے سے میک اپ ہے اُس کاحسن اس طرح نکھر آیا تھا کہ میرا دل بھی دھز کنا بھول گیا تھا۔ اللّٰہ میاں نے شاید أے خاص طور پر اپنے ہاتھوں ہے بنایا تھا۔ اُس روز جب میں اُس کے ساتھ گیا تھا تو لوگ مُو مُر کِر اُس کی طرف دیکھتے تھے اور پتووُں کی حویلی میں

أَن فَوْلُو كُرافرن بِهِي أَس مَا زُليا تَفااورتصور صَيْح لي تَعي اُس فوٹو گرافر کے ساتھ ایک عورت اور دو بیج بھی تھے۔ ہوسکتا ہے وہ بھی دوسرے لوگوں کی طرح سیر وتفری کے لئے یہاں آیا ہواور اُس نے بیتصویر شوقیہ طور پر صنی کی ہو لیکن جب بیت سور ڈیویلپ ہو کر اُس کے سامنے آئی تو اُس نے سوچا ہوگا کہ اِس تصویر کوئسی رسالے میں

چپنا جائے۔ اور شایداس خیال ہے أس نے بيقورياس رسالے كو بھيج دى تھي۔ بدرسالہ قدیم فن تعمیر اور پھروں پر تقش کاری کے حوالے ہے ہی مضامین اور تصاویر شائع

کرتا تھا۔ اور اُس کے سرورق پر پتوؤں کی حویلی کی تصویر دکھے کر ہی میں نے خرید لیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ اس رسالے کے مضامین پڑھنے سے راجستھان کی قدیم عمارتوں اور مختلف شہروں کے بارے میں میری معلومات میں اضافہ ہوگا اور مجھے بہت کچھ جاننے کا موقع ملے گا۔ مگر اس رمالے میں پہتصویر و کھے کرمیرا و ماغ گھوم گیا تھا.....اگر صرف ڈرگا کی تصویر ہوتی تو میرے کئے پریشانی کی کوئی بات نہ ہوتی لیکن اس تصویر میں میرا چہرہ بھی صاف نظر آر ہاتھا۔

'کیابات ہےتم یہ تصویر د کھے کریریشان کیوں ہو گئےاچھی نہیں گی کیا؟' میں ڈرگا كَ أَوَازَ نَ كُرْ جِونِكُ كَيا - مِيرِ بِ خيالات منتشر ہو گئے ۔

''تصویر بہت انچھی ہے۔۔۔۔تم واقعی قدرت کا ایک حسین شاہکار ہو۔'' میں نے کہا۔''لیکن می^{ں اس تصویر کی اشاعت کے بعد آنے والے حالات کی تصویر دیکھنے کی کوشش کررہا ہوں۔اور} وه تصویر جس قدر بھیانک ہوگی اُس کا اندازہ لگانا دُشوار ہے؟''

"كيا مطلب؟" وُرگانے أنجهي بموئي نظروں ہے ميري طرف ديكھا۔ميري بات بن كرسيتا جى چونك ^كئى تھى_

مطلب بعد میں بتاؤں گا....اس وقت تو میں کلینا کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔'' میں نے جواب دیا۔ ''بتہیں اس کا مطلب بھی سمجھانا پڑے گا۔'' دُرگا بولی۔

آئکه أنفا كرنبين و نکيه سکتاب "

۔ تھوڑی دیر تک خاموثی رہی پھر دُرگانے کلپنا کوسونے کے لئے اُس کے کمرے میں بھیج دیا اور میری طرف دیکھتے ہوئے یولی۔

''اں لڑکی کے ساتھ عجیب وغریب واقعات پیش آ رہے ہیں۔اُس رات مہارانا کی حویلی میں اُسے اُٹھانے کی کوشش میں اُس کے سامنے ایک قبل ہو گیا اور آج دوآ دمی اور مارے گئے۔ وہ پہلے ہی خوفز دہ ہے۔ہمیں اس کے سامنے ایس باتیں نہیں کرنی حیا ہمیں۔''

''اُس کے سامنے ایس باتیں کرنے کی ضرورت ہے۔'' میں نے کہا۔''اُسے معلوم ہونا چاہئے کہ بیسب پچھائس کے لئے ہور ہاہے۔ہم کوئی پیشہ در قاتل نہیں ہیں کہ لوگوں کوموت کے گھاٹ اُتارتے پھریں۔اُس کے اندر بھی تو پچھاعتاد پیدا ہو۔''

''کی میں اعتاد پیدا کرنے کا پیطریقہ کچھ عجیب سانہیں؟'' دُرگانے مجھے گھورا۔ ''عجیب تو ہے۔۔۔۔۔نیکن ہمیں ایبا کرنا پڑے گا۔'' میں نے جواب دیا۔

''اچھا چھوڑ و ' سسیہ باتیں بعد میں ہوں گی۔'' وُرگانے بات کا رُخَ بدلتے ہوئے کہا۔''تم میری اس تصویر کے بارے میں بات کر رہے تھے اور تم نے پچھ خدشات کا اظہار کیا تھا۔'' اُس نے میگزین کی طرف اشارہ کیا۔

۔ ''ہاں ۔۔۔۔'' میں سنجل کر بیٹھ گیا۔''اس تضویر میں تمہارے ساتھ میرا چہرہ بھی بہت واضح نظرآ رہا تھا۔'' میں نے میگزین کھول کرتصویر کی طرف اشارہ کیا اور انہیں اپنے خدشات سے آگاہ کرنے لگا۔

ڈرگا نے تو شایداس بات کوزیادہ سنجیدگی ہے نہیں لیالیکن سیتا کی آٹھوں میں تشویش اُ بھر کُن تھی۔

''کینمیرا خیال ہے کہ شمیر کی پولیس، بھارتی فوج یا انٹیلی جنس کے پاس تمہاری کوئی تصویر نیس ہے۔''سیتانے کہا۔

''یا پنے آپ کوتسلی دینے والی بات ہے۔'' میں نے کہا۔''اگر اُن کے پاس میری کوئی تصویر بوتی تو سینئز وں باراخبارات میں جھپ چکی ہوتی۔اور میں اس طرح آزادی سے نہ گوم راہ باراخبارات میں جھے بائی فیس تو بہت سے لوگ جانتے ہیں۔ضروری بہت کہ تغییر میں مجھے بہائی فیس تو بہت سے لوگ جانتے ہیں۔ضروری بیس کہ پولیس، فوج یا انٹیل جنس ہی کا کوئی آدمی مجھے بہا نتا ہو۔ یہ تصویر لوگوں کی نظروں میں تو آئ اُن اور اُن میں میرا کوئی دشمن بھی ہوسکتا ہے۔'' میں خاموش ہو کر باری باری دونوں کی شرف دونوں کی اور اُن میں میرا کوئی دشمن ہوتے ہیں۔ ہارے ہاں بھی ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جن کی دونوں کو ملک وقوم کا نہیں صرف اور میں بار بارنقصان اُنھاتے رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ملک وقوم کا نہیں صرف اور میں اپنا ذاتی مفادعزیز ہوتا ہے۔ اگر کی ایسے ہی شخص نے میری یہ تصویر دیکھی تو وہ انعام میں اپنا ذاتی مفادعزیز ہوتا ہے۔ اگر کی ایسے ہی شخص نے میری یہ تصویر دیکھی تو وہ انعام سے اللہ کی میں پولیس، فوج یا انٹیلی جنس سے رابطہ کر سکتا ہے۔''

''کلینا بھی ہماری طرح دشمنوں میں گھری ہوئی ہے۔'' میں نے جواب دیا۔'' آج ہے ہا دن میر ہے ساتھ نکل تھی اور اتفاق ہے رام چند دھو بی کی نظروں میں آگی۔ وہ دنیا کا سب بر امتی آ دی تھا جس نے دن و یہاڑے اُسے اغواء کرنے کی کوشش کی اور میر ہے نہیں بلکہ کلینا ہو کہ ہاتھوں مارا گیا۔ رام چند دھو بی اکیلانہیں تھا۔'' میں خاموش ہو کر کلینا کی طرف و کیمنے کا ''اس کا اصل دشمن تو وہ بوڑھا تھا کر ہے جو اُسے حاصل کرنا چا ہتا ہے اور اُس پر ہزاروں رو خرج کر چکا ہے۔ گنگو بدمعاش کے ساتھی کے تل کی وجہ سے شاید وہ دبک کر بیٹھ گیا ہے۔ لیکنی معاملہ جیسے ہی شدندا ہوگا یا اُسے پتہ چلے گا کہ کلینا ای شہر میں ہے تو وہ اُسے حاصل کرنے کی دوبارہ کوشش کرے گا۔''

'' میرے خیال میں ایبانہیں ہوگا۔۔۔'' بیتا نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔''اُنہ جب بید پھ چاگا کہ درام چندرھولی بھی اس چکر میں مارا گیا ہے تو شایدوہ بیشہر ہی چھوڑنے کا کوشش کرے۔''

''میں ایسانہیں سمجھتا۔''میں نے جواب دیا۔''یہ بڈھے جوہوتے ہیں نابہت ضدی ہو۔' ہیں۔اور پھر ٹھا کرجس نے کلپنا کے لئے اپنی عزت تک داؤیر لگا ڈالی۔ کلپنا تو واقعی الی فی ہے کہ اس کے لئے دو چار قل بھی کئے جا سکتے ہیں۔اگر چہتین قل اب تک ہو چکے ہیں مگر مگر سمجھتا ہوں کہ معاملہ یہاں نہیں رُ کے گا۔ گنگو بھی ای شہر میں موجود ہے اور ٹھا کر بھی۔اس۔ پہلے کہ اُن کی طرف سے کی ردم کی کا ظہار ہو ہمیں اُن کی طرف قدم بڑھادینا چاہئے۔'' پہلے کہ اُن کی طرف ہے ہو؟''سیتا نے مجھے گھورا۔

''جب تک کلینا کے دشمن ختم نہیں ہو جاتے بیہ سکون سے نہیں رہ سکے گی۔'' میں نے جواب دیا۔ ''اوہ ……!'' سیتا نے گہرا سانس لیا۔'' تمہارا مطلب ہے کہ اب ٹھا کر اور گنگو کو بھی ختم کر اساریزی''

'' ہاں ہے۔ ندر ہے گابانس نہ بج گی بانسری۔'' میں نے کہا۔ ''

'' ثین قل ہو چکے ہیں ۔۔۔'' سینانے میر یے چبرے پرنظریں جماتے ہوئے کہا۔'' دولل الا کرنا چاہتے ہو۔۔۔۔اس کے بعدا گر کوئی اور ایسانحض سامنے آگیا تو۔۔۔۔؟''

ر ''میراخیال ہے اور کوئی سیتا کوئبیں جانتا۔'' میں نے اُس کی بات کاٹ دی۔''اگر ہمیں کا ہا سے واقعی ہمدردی ہے تو ہمیں اس کی حفاظت کوئیتنی بنانا ہوگا۔ یا پھر ہم بیر کر سکتے ہیں کہ ہم الک کی سر کھشا ہے ہاتھ اُٹھالیں اور اسے ابھی اور اسی وقت یہاں سے چلتا کر دیں۔'' کی سر کھشا ہے ہاتھ اُٹھالیں اور اسے ابھی اور اسی وقت یہاں سے چلتا کر دیں۔'

'' دُنہیں نہیں …… میں نہیں جاؤں گی یہاں ہے۔'' کلینا جلدی سے بولی۔اُس کے چہرے یراب بھی خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔

پر ہب میں وقت میں ہوت ہیں۔ ''ہمہیں یہاں ہے کوئی نہیں : کال رہا۔'' وُرگانے اُسے ایک بار پھراپنے ساتھ لپٹالیا۔''آ اس لڑکی کومزید خوفز دہ کرنے کی کوشش مت کرومہا ہیر! جب تک ہم زندہ ہیں کوئی اس کی طرف

''تہہاری بات میں وزن ہے ۔۔۔'' وُرگا گہرا سائس لیتے ہوئے ہوئی۔''لیکن میں زیار پریشان اس کئے نہیں ہول کہ اس فتم کے میگزین کتنے لوگ پڑھتے ہیں، میرا خیال ہان کا تعداد اُنگیوں پر گئی جاسکتی ہے۔ آج کل تو شوہز کے میگزین ہی چلتے ہیں۔ اُن میں ایکٹر ایوں کی بردی خوبصورت نیم عریاں رنگین تصاویر بھی ہوتی ہیں اور اُن کے بارے میں دلچہ معلومات بھی۔ ایسے میگزین کون خریدنا یا پڑھنا پہند کرتا ہے؟ بیتو صرف بُک شالوں کی زینو بن کربی رہ جاتے ہیں۔لیکن پھر بھی میں بجھتی ہوں کہ ہمیں مخاط تو رہنا ہی پڑے گا۔''

''ہاںہم تومخاط رہیں گے۔لیکن میرے خیال میں ہے ہمارے ہاتھ سے نکل کچے ہیں۔'' میں نے جواب دیا۔

ورگانے میری ہر بات غور ہے تی تھی۔ اُسے پھت تویش بھی ہوئی تھی۔ اُس نے جھے مخالا رہے کا مشورہ بھی دے دیا تھا۔ کیکن میرے خیال میں وہ اس معاملے میں زیادہ سنجیدہ نہیں تھی۔ شاید وہ بھی تھی ہوکہ اس تصویر کے ذریعے ہمارا سراغ لگانا ممکن نہیں ہوگا۔ پولیس اورا نٹملی جن اُشاید وہ بھی بعض معمولی باتوں پر گڑھے مُر دے اُ کھاڑ بھینتی ہے۔ اور یہ تو بہت معمولی ہی باتھ تھی۔ اُنہیں صرف یہ کرنا تھا کہ دبلی میں میگزین کے دفتر سے یہ معلوم کر کے کہ یہ تصویر انہیں کہاں سے ملی تھی؟ آیا اُن کے اپنے فوٹو گرا فر نے کھینچی تھی یا کسی فری لانسر نے اُنہیں فروخت کی کہاں سے ملی تھی؟ آیا اُن کے اپنے فوٹو گرا فر کوئی بھی ہوائی سے آسانی سے بہتہ چلایا جا سکتا تھا کہ اُس نے یہ تصویر کب اور کہاں تھینچی تھی۔ اور ذرگا تو اس شہری معروف ہستی تھی۔ اُسے تلاش کرنا زیادہ مشکل نہ ہوتا۔ کہاں بھی جائیں اس کے بارے میں دُرگا کو بھی نہ بتایا جائے۔ لیکن ہوسکتا ہے میرے یہا نہ بھی ہو اُس کہ جائیں اس کے بارے میں دُرگا کو بھی نہ بتایا جائے۔ لیکن ہوسکتا ہے میرے یہا نہ لیگی جہاں بھی جائیں اس کے بارے میں دُرگا کو بھی نہ بتایا جائے۔ لیکن ہوسکتا ہے میرے یہا نہ تھی کہا تھا کہ لوگ گھی ہو۔ ذرگا نے تھیک کہا تھا کہ لوگ گھی نہ بیا تھا کہ لوگ گھی ہو۔ ذرگا نے تھیک کہا تھا کہ لوگ گھی اس کو بیلی کو جھیل کہا تھا کہ لوگ گھی نہ بیات نہیں تھی۔ اُسے تاریخ اور قدیم فن تغییر سے کوئی دلچیں ہو۔ ذرگا نے تھیک کہا تھا کہ لوگ گھا اور قدیم فن تغییر سے کوئی دلچیں ہو۔ ذرگا نے تھیک کہا تھا کہ لوگ گھا کہ لوگ گھا کہ لوگ گھا کہ لوگ گھا کہ لیک گیا۔

ا سر پیوں میں رہا دور ہیں ہے ہیں۔ اگلے روز میں شہم دیں بجے کے قریب بیدار بواتو دُرگا بازار سے سودا وغیرہ لے آئی تھی۔ ممز پراخبار بھی رکھا ہوا تھا۔ میں نے وہ اخبار اُٹھا لیا۔ پہلے صفحہ پر ہی وہ خبرتھی۔ اس کے ساتھ دام چند دھو کی اور اُس کے ساتھی نمیکسی ڈرائیوراور ٹیکسی کی تصویر بھی چھپی تھی۔ ٹیکسی ڈرائیور کی تصویر ف پیچانی جارہی تھی لیکن رام چند دھو کی کا چبرہ نا قابل شناخت تھا۔ کلپنا نے پھر سے اُس کا سرا ^{الا} طرح کچل دیا تھا کہ اُس کا چبرہ قابل شناخت نہیں رہا تھا۔

اس خبرکواخبار نے اپنے مخصوص رنگ میں شائع کیا تھا۔ اس کے ساتھ ایک اور خبر بھی گا،
امر ساگر سے ایک لڑک کو زبردی اغواء کر لیا گیا تھا۔ مینی شاہدوں کے بیانات بھی چھا ہے گا
تھے۔ اُن کے مطابق وہ لڑکی شادی شدہ تھی اور اپنے پی کے ساتھ سیر کرنے آئی تھی کہ اُنظمی کہ اُنظمی کے میں اغواء کر لیا گیا۔ لڑکی کے پی نے ایک موٹر سائیکل پڑئیسی کا پیچھا کیا تھا۔ اُن مما

کوئی بھی ٹیکسی کا نمبر نوٹ نہیں کر سکا تھا۔ اُنہیں یہ بھی علم نہیں تھا کہ وہ نوجوان اپنی پتنی کو اُن غنڈوں سے چھڑانے میں کامیاب ہو سکا تھا یا نہیں؟ البتہ اخبار نے اپنے طور پر ان دونوں خبروں میں تعلق جوڑنے کی کوشش کی تھی۔

برورٹ کے مطابق شہرے ؤوران ویران احاطے کے باہر جہاں ٹیسی کھڑی تھی قریب ہی رہت پر موٹر سائیکل کے بہیوں کے نشان بھی پائے گئے تھے۔ رپورٹ نے قیاس آ رائی کی تھی کہ مکن ہے اُس لڑکی کا پی موٹر سائیکل پر اُن غنڈوں کا پیچھا کرتا ہوااس ویران احاطے تک پہنچ گیا ہواور وہ دونوں غنڈے اُس کی موٹر سائیکل پر اُن غنڈوں کا پیچھا کرتا ہوااس ویران احاطے تک پہنچ کیا ہواور وہ دونوں غنڈے اُس کخص کا پیچھا کیا تھا۔ اور میرا خیال تھا کہ اب وہ اس بیان نہیں تھا جس کی موٹر سائیکل پر میں نے ٹیکسی کا پیچھا کیا تھا۔ اور میرا خیال تھا کہ اب وہ اس سے رابط بھی نہیں کرنے گا۔ وہ بچھ گیا ہوگا کہ وہ دونوں غنڈے میرے ہاتھوں مارے گئے تھے اور اس واردات میں اُس کی موٹر سائیکل استعمال ہوئی تھی۔ پولیس اُسے پرشان کا حتی تھی۔ اور ظاہر ہے وہ این گردن نہیں پھنسوانا چاہےگا۔

دُرگا گچن میں تھی ۔ ٹیچھ دیر بعد وہ بھی میرے پاس آئر بیٹھ گئ اور ہم دونوں اخبار کی اُس خبر برے کرنے لگے۔

'''تم تو داقعی بڑے ظالم ہو۔''وہ میری طرف دیکھتے ہوئے مسکرائی۔''تم نے ان دونوں کا کیا حشر کر دیا۔۔۔۔۔اس کی تو صورت ہی پہچانی نہیں جاتی۔'' اُس نے اخبار میں رام چند دھو بی کی ناقابل شناخت تصویر کی طرف اشارہ کیا۔

'' بیرام چند دھو بی ہے۔'' میں نے جواب دیا۔''ظلم کا مقابلہ تو طاقت سے ہی کیا جا سکتا ہے۔اگر میں ایسانہ کرتا تو تم سوچ سکتی ہو کہ وہ لوگ کلینا کا کیا حشر کرتے۔''

ہم کافی دیر تک اس موضوع پر باتیں کرتے رہے۔ وہ دن بڑا بوریت میں گزرا۔ کلپنا تو دن بھراپنے کمرے میں پڑی رہی تھی۔ کل والے واقعہ سے وہ بہت زیادہ خوفز دہ ہوگئ تھی اور اُسے بخار بھی ہو گیا تھا۔ میں بھی ایک مرتبہ اُسے دیکھ کرآیا تھا در بیتنا اور دُرگا تو بار بار اُس کے کمرے کے چکر لگار ہی تھیں۔ شام کو میں پھر سیتا کے ساتھ اُس کے کمرے میں چلا گیا۔ کلپنا کی باتوں سے پتہ چلا کہ اب وہ گنگو اور ٹھا کر سے خوفز دہ تھی۔ اُسے یقین تھا کہ ٹھا کر اُس کا چھے نہیں چھوڑے گا۔ وہ اس وقت تک محفوظ تھی جب تک اس حویل میں تھی۔ اور ظاہر ہے وہ زندگی بھر حویلی کی دیواروں میں قید ہو کرنہیں رہ سکتی تھی۔

''اکرتم چاہوتو ہم تمہیں کہیں اور چھوڑ دیں؟'' میں نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''یہاں سے دُورکسی دوسرے شہر جہاں تمہارے کوئی رشتہ دار ہوں جہاں تم اپنے آپ کو 'تفوظ کھے سکو''

''میں اپنے آپ کو صرف یہاں سرکشت مجھتی ہوں۔ آپ لوگوں کے پاس۔'' کلینانے باری باری ہم دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔''اس کے علاوہ میرے لئے کوئی جگہ محفوظ نہیں۔ میں

''اودروا کمپ جانے کا کوئی پروگرام تم نے بنایا یا نہیں؟'' میں نے جائے کی چسکی لیتے ہوئے سیتا کی طرف و یکھا۔اس وقت اس حساس موضوع پر بات کرتے ہوئے میں نے کلپنا کی موجودگی کی بھی پرواہ نہیں کی تھی۔تھوڑی دیر پہلے کمرے میں اُس سے جو با تیں ہوئی تھیں اس سے میں نے اندازہ لگالیا تھا کہ اگر وہ میری اور سیتا کی اصلیت سے واقف ہو بھی گئی تو اس راز کو سنے میں ہی چھیائے رکھے گی۔

" " میں مجھتی ہوں اب ہمیں زیادہ دیر نہیں کرنی چاہئے۔" سیتا نے جواب دیا۔" اودروا الے مندر کی دیکھ بھال جین دھری ہمیٹی کے ذہبے ہاور سید کمیٹی چند پنڈتوں پر مشمل ہے۔ان میں دو پنڈتوں کا تعلق جیسلمیر ہی ہے ہے۔ وہ دونوں جیسلمیر کے جین مندر میں ہوتے ہیں۔ ان کے کسی طرح یہ معلوم کرنا پڑے گا کہ لودروا والے مندر تک کس طرح رسائی ہوسکتی ہے۔" " کیا وہ تمہیں آسائی سے بتا دیں گے؟" میں نے اُلجھی ہوئی نظروں سے اُس کی

ُ '' نہیںاس کے لئے ہمیں کوئی حکمت عملی اختیار کرنی پڑے گی۔'' سیتا نے جواب دیا۔ ''اور مجھے یقین ہے کہ میں اُن سے بہت کچھا گلوالوں گی۔''

"اور به جین مندر کہاں ہے؟" میں نے یو جھا۔

''زیادہ دُورنہیں ہے۔۔۔۔'' سیتا نے جواب دیا۔''ہم کل دن میں وہاں جا کر اُن دونوں پنڈتوں میں ہے کسی کو تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔''

"تمميرا مطلب ہے كہ تم جاؤ گى؟" ميں نے كہا۔

''حیب کر بیٹھے رہنے ہے تو کام نہیں چلے گا۔ باہر نکلنا ہی ہوگا۔' سیتا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔اور پھروہ بتانے لگی کہ جین مندر جانے کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا جائے گا۔''

''لین اگر کسی نے تمہیں بچپان لیا تو؟'' ''میں اپنے چہرے پر ایسی تبدیلی لانے کی کوشش کروں گی کہ میرا کوئی جاننے والا بھی مجھے ''تا کی حیثیت سے ثناخت نہ کر سکے۔'' سیتانے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

میں نے اُس سے تفصیل جانے کی کوشش نہیں گی۔

اگے روز دُرگانے مجھے جلدی جگا دیا۔ سیتا گزشتہ رات میرے کمرے میں نہیں سوئی تھی۔
میں اُٹھ کر باتھ رُوم میں تھس گیا اور تقریباً پون گھنے میں تیار ہو کر جب میں کمرے سے نکل کر
راہداری میں آیا تو دُرگا کے ساتھ ایک عورت کو کھڑے د کھے کر چونک گیا۔۔۔۔۔ وہ کوئی بجارت تھی۔
اُل نے بھولدار کپڑے کی چولی اور گھا گھرا پہن رکھا تھا۔ لیکن اُس نے اُو پر سیندوری رنگ کی
ایک چادراس طرح اوڑھ رکھی تھی کہ جسم کا بچھ حصہ آگے اور پچھ بیچھے سے اس چا در میں جھپ گیا
ایک جادراس طرح اوڑھ رکھی تھی کہ جسم کا بچھ حصہ آگے اور پچھ بیچھے سے اس چا در میں حجب گیا
اُنٹ سے عین وسط میں بالوں کا جوڑا تھا، کا نوں میں بُند سے اور دونوں کلا ئیوں میں سونے کے
اُنٹ سے ہے۔ اُس کی آئے کھیں گہری نیلی اور پیٹائی پر کشکا بنا ہوا تھا۔

جہاں بھی جاؤں گی وہ مجھے ڈھونڈ نکالیں گے۔اور پھر میرااب آپلوگوں کے سواہے بھی کون؟ مجھے اپنے پاس ہی رہنے دیں۔ میں جیون بھرآپ لوگوں کی سیوا کرتی رہوں گی۔'' ''ہم زبر دی تہمیں کہیں نہیں بھیجیں گے۔'' میں نے کہا۔''تم ہمارے ساتھ رہنا چاہتی ہوتو

ہمیں کوئی اعتراض نہیں ۔ لیکن ان چند دنوں کے دوران تم نے اندازہ لگالیا ہوگا کہ ہم کانوُل بھرے راستے پر چل رہے ہیں ہمارے چاروں طرف موت کے سائے منڈ لا رہے ہیں اور آگے چل کر تو ہماراراستہ اور بھی وُشوار ہوجائے گا۔ کیا تم اس راستے پر ہماراساتھ دے سکو گی؟'' ''کوشش کروں گی مہاہیر جی!'' کلینا نے جواب دیا۔''لیکن میں ایک بات کا آپ کو وشواش دلاتی ہوں۔ آپ کے اعتاد کو بھی تھیں نہیں جہنچنے وُوں گی۔ جیون دے دُوں گی پراپ

''نو پھریہ ڈرخوف کیسا؟'' میں نے اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔''صرف دو لاشیں دیکھے کر مہیں بخار چڑھ گیا۔ تم تو ویسے بڑی بہادرلڑ کی ہو۔ تم نے کل رات جس طرح رام چند دھو بی کا سرکچلا تھا اُس پر مجھے بڑی حیرت ہوئی تھی۔ زیادہ حیرت اس بات پر ہور ہی ہے کہ بڑ جسس میں اور میں نہیں میں تابیں طرح ذنہ سال کی کیا ایک ہزار جڑ گیا ''

کارن آپ لوگوں پر کوئی آپج نہیں آنے دُوں کی ۔''

تم جیسی بہادرلڑی نے اپنے آپ پراس طرح خوف طاری کرلیا کہ بخار چڑھ گیا۔'' ''کل میں بالکل ٹھیک ہو جاؤں گی مہابیر جی۔۔۔۔!'' کلپنا نے مسکرانے کی کوشش کرتے

ہوئے کہا۔

میں کچھ در کلینا ہے باتیں کرتار ہا پھر باہر آگیا۔ سیتا و ہیں بیٹھی رہی تھی۔ اس وقت شام کا جھٹیٹا تھا۔ مجھے چائے کی طلب ہور ہی تھی۔ میں نے بچن میں جھا نکا، دُرگا وہاں نہیں تھی۔ میں اُس راہدازی میں گھسا جہاں ایک بیڈرُ وم دُرگا کے استعمال میں تھا اور دوسرا خالی پڑا تھا۔ میرا خیال تھا کہ دُرگا اپنے کمرے میں ہوگی اور میں اُسے چائے کے لئے کہہ کر باہر لان میں چلا حاوُں گا۔

میں دُرگا والے کمرے کا دروازہ کھول کر بے دھڑک اندر داخل ہو گیا۔ مگر پہلا قدم اندر رکھتے ہی جیسے زمین نے میرے پیر پکڑ گئے ہوںدُرگا باتھ رُوم سے نہا کرنگی تھی۔ اُس کے بدن پرمخضر سا تولیہ لپٹا ہوا تھا۔ میں تیزی ہے باہر نکلا اور دروازہ بند کر کے تیز تیز قدم اُٹھا تا ہوا باہر لان میں آ کرایک کری پر ڈمیر ہو گیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ میرے اس طرح بے دھڑک کمرے میں گھس آنے پر دُرگانے اگر چہ کی روِمل کا اظہار نہیں کیا تھالیکن مجھے اپنی اس حرکت برندامت ہورہی تھی۔ مجھے اس طرح بے دھڑک کمرے میں داخل نہیں ہونا چاہئے تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد سیتا کی آواز من کر میں نے آئکھیں کھول دیں اُس کے ساتھ کلپنا بھی تھی۔ اس کے پندرہ ہیں منٹ بعد دُرگا بھی جائے بنا کر لے آئی۔ اُس نے میکسی قسم کا ڈھیلا ڈھالا لباس پہن رکھا تھا اور سر پر تولیہ پگڑی کی طرح بندھا ہوا تھا۔ میری طرف جائے کا کب بڑھاتے ہوئے اُس کے ہونوں پر معنی خیز مسکراہٹ آگئ تھی۔

وہ سیتائقیاُس کے گال کسی قدر پھولے پھولے سے تھے۔اُس کےان پھولے ہوئے گالوں اور گہری نیلی آنکھوں کی وجہ سے پہلی نظر میں تو میں بھی اُسے نہیں پہچان سکا تھا۔ سیتا میری طرف د کھے کرمسکرا دی۔

''بہت خوب ''' میں نے کہا۔'' پہلی نظر میں تو میں بھی تہمیں نہیں بیجان سکا تھا۔'' '' پچ بتا نا '''' سیتا نے کہا۔'' کیا ایسی حسین گو پی د کھے کر کوئی پنڈ ت یا بچاری اپنی زبان پر یوں کہ سکتا ہے؟''

'' میں تو سنجھتا ہوں کہ وہ اپنے آپ پر قابونہیں رکھ سکے گا۔'' میں نے جواب دیا۔ '' چلوتم لوگ ناشتہ کر لو!'' وُ رگانے کہا۔'' زیادہ دیر ہوگئ تو مندر میں یاتر یوں کی جھیڑ لگ جائے گی اورتم لوگ کسی پنڈت سے اطمینان سے بات نہیں کر پاؤ گے۔''

ہم میز پر بیٹھ گئے اور دُرگانے ہمارے سامنے ناشتہ لگا دیا۔ ناشتے کے بعد دس بجے کے قریب دُرگانے ہمیں حویلی کے خفیہ راہتے ہے پچپلی گلی میں نکال دیا۔

َ ہُم گل سے نکل کر سڑک پر آ گئے۔ بازار میں رونق تھی۔ میں نے جینز اور ٹی شرٹ پہن رکھی تھی۔ ٹی شرٹ بینٹ سے باہرتھی ، بیروں میں ہوائی چپل تھی۔ ہمیں چونکہ مندر کے اندر جانا تھا اس لئے میں نے جوگرزنہیں بہنے تھے اور سیتا نے بھی سینڈل ہی پہن رکھے تھے۔

میرااور اُس کا ساتھ عجیب ساتھالیکن میرے خیال میں یہاں کوئی بھی بات عجیب نہیں تھی۔ اور بقول شخصے یہاں سب چلتا تھا۔ سامنے ہے آنے والے لوگ سیتا کو دیکھ کر پرنام کے لئے دونوں ہاتھ اُٹھا دیتے اوربعض لوگ اُسے کھا جانے والی نظروں سے گھور کررہ جاتے۔

تھوڑی دُور چلنے کے بعد ہمیں ایک آٹو رکشہ مل گیا جس نے دس منٹ میں ہمیں جین مندر پہنچادیا۔شہر میں اگر چداور بھی جین مندر تھے لیکن سب سے بڑا مندریبی تھا جہاں ہم آئے تھے۔ اور سیتا کے خیال میں پنڈت بھولے ناتھ سے اس مندر میں ملاقات ہو سکتی تھی یا یہاں سے اُل

کا پہتہ معلوم ہوسکتا تھا۔ رکشہ چھوڑ کر ہمیں نگ می گلیوں میں کچھ دُور تک پیدل چلنا پڑا تھا۔ مندر کے سامنے والی گل کسی قدر کشادہ تھی اور یہاں سے وہاں تک لا تعداد دُکا نمیں تھیں جن میں ہار، چھول، نار ہل ہ مٹھائیاں، مور تیاں اور الی ہی لا تعداد چیزیں بھری ہوئی تھیں۔ یاتری انہی دُکا نوں سے بہ چیزیں خرید کر مندر میں چڑ ھا وا چڑ ھاتے تھے۔ دُکا نوں کے علاوہ گلی میں لا تعداد تھیلے بھی تھے جن پر یہی سب کچھلدا ہوا تھا۔

ں پر ہی جب میں ہور کہ اور کہ ہوتا ہوں کے عالیشان گیٹ تک پہنچنے کے لئے سنگ مرمر کی تما مندر کا چبوتر ہ بہت اُونچا تھا۔ اُس کے عالیشان گیٹ تک پہنچنے تک لاتعداد بھکاری بیٹے کشادہ سٹرھیاں تھیں۔ سٹرھیوں کے دونوں طرف اُوپر سے نیچے تک لاتعداد بھکاری بیٹے بوئے تھے۔ اُن میں کچھ تو واقعی ایسے تھے جومعذور تھاور کوئی کا منہیں کر سکتے تھے۔ لیکن بہت سے بڈحرام بھی تھے جنہیں اس مندر سے مفت میں کھانے کوئل جاتا تھا اور یہی لوگ الی جگہوں

ر ہیں تر اشی کی واردا تیں بھی کرتے تھے۔

' شیرهیوں کے اختتام پرسنگ مرمر ہی کا بہت کشادہ چبوترہ تھا۔ اُس ہے آگے مندر کا گیٹ تھا جس کے دونوں طرف بہت بڑے اور بہت اُو نچے ستون تھے۔ ان ستونوں پرنقش کاری کا بڑا فی بصورت کا م تھا۔ چبوتر ہے پر بھی اور مندر کے اندر بھی یا تریوں کی بھیر تھی۔ گیٹ کے دونوں طرف ایک ایک آ دمی بیٹھا ہوا طرف جو تے رکھنے کی جگہ تھی۔ جوتوں کی نگرانی کے لئے دونوں طرف ایک ایک آ دمی بیٹھا ہوا تھا۔ ہم دونوں نے دونوں طرف ایک ایک آ دمی بیٹھا ہوا تھا۔ ہم دونوں نے مندر کود کھر ہا تھا۔ اُس روز دُرگا اُٹھا اُٹھا کر پرنام کررہے تھے اور میں جرت زدہ می نظروں سے مندر کود کھر ہا تھا۔ اُس روز دُرگا کے ساتھ میں نے جتنی تاریخی محمارتیں دیکھی تھیں وہ فن تعمیر کا شاہکار تھیں۔ اُن میں پتجروں پر نش کاری کا کام دیکھر میں عش عش کر اُٹھا تھا۔ مگر وہ ممارتیں اب اس مندر کے سامنے مجھے تیج

بہت وسیع وعریض ہال تھا۔ جیت بہت اُو کی تھی اور لا تعداد سنگ مرمر کے بڑے بڑے بڑے سنون تھے۔ ہرستون کا پھیلا وَ اتنا بڑا تھا کہ جھے جیسے تین تین آ دمی بھی ہاتھ سے ہاتھ ملا کراُ سے بانبول کے گھیرے میں نہیں لے سکتے تھے۔ سنگ مرمر کے ان ستونوں پر نقش کاری کا اتنا بار یک اور حسین کا م تھا کہ دکھے کر عقل دنگ رہ جاتی تھی۔ انہی پھروں پر جگہ جگہ مورتیاں بھی تراثی ہوئی تھی۔ فرش سے لے کر جیست تک کہیں ایک اِنچ بھی ایس جگہ نظر نہیں آتی تھی جو خالی ہو۔ اُو پر جادوں طرف کشادہ مالکوناں تھیں۔ فرش سے ایک حیات تھیں۔ فرش سے ایک جھی ایس جھیں۔ فرش سے ایک جو خالی ہو۔ اُو پر جادوں طرف کشادہ مالکوناں تھیں۔

اُس مرکزی ہال میں عین سامنے سنگ مرمر ہی کے چبوتر بے پر ایک بہت بڑی مور تی تھی۔ یہ مورتی بھی سنگ مرمر کے بہت بڑے پھر کوٹر اش کر بنائی گئی تھی۔ میں جمرت سے بیسب پچھ 'کھر ہا تھا۔ سیتا مجھ سے چندگز آ گے نکل گئی تھی۔ اُس نے پیچھے مُڑ کر دیکھا اور مجھے آ گے آنے کا

یاتر یوں کا بہت رش تھا۔لوگ اس جین مندر کی یاتر اکے لئے بہت وُوروُ ور ہے آتے تھے۔ سیتا ایک پجاری کے قریب رُک گئے۔ وہ پجاری شکل ہی سے پچھ بدمعاش قسم کا لگتا تھا۔ درمیانہ قد، گٹھا ہوا جسم ، گنجا سر اور سرخ آٹکھیں۔ گلے میں رنگ برینگے موتیوں کی گئی مالائیں تیمں۔وہ بڑی گہری نظروں ہے سیتا کود کمچر ہاتھا۔

'' پنڈت بھولا ٹاتھ کی کے درش کہاں ہوں گے مہاراج؟'' سیتا نے دونوں ہاتھوں سے پنام کرتے ہوئے کھا۔

''یہاں پہلی بارا ؓ ئی ہو؟'' بچاری نے اُس کی بات کا جواب دینے کی بجائے سوال کر ڈالا۔ ''جی مہاراج!'' سیتا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔''بہت دُور سے مندر یاترا کو آئی ہوں۔ بنرت بھولا ناتھ جی کے درش بھی کرنا جاہتی ہوں۔''

''جمیں ہی بھولا ناتھ کیوں نہیں سمجھ گیتیں؟ اس طرف چلوتو ہم تہمیں اپنے درش کرا دیں۔''

یجاری نے آنکھ سے ایک طرف اشارہ کیا۔

ببری کے سے من میں کھوٹ انھا۔ کمبخت مندرجیتی پوتر جگہ پر کھڑا تھا اور اُس کے من میں کھوٹ بھراہوا تھا میر اول تو چاہاتھا کہ اُس کی گردن مروڑ وُوں مگر میں کوئی نیا ہنگامہ کھڑا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ''مہاراج ۔۔۔۔'' سیتا نے نا گواری نظروں ہے اُس کی طرف دیکھا اور آ گے بڑھ گئ۔ میں نے اُس بچاری کی طرف دیکھا۔ اُس کے چیرے پر بڑا وحشیانہ بین ساتھا۔ اُس نے

سرخ آنھوں ہے میری طرف دیکھا۔ میں کندھے اُچکا تا ہواستا کے پیچھے چل پڑا۔ پنڈت بھولا ناتھ کو تلاش کرنے میں زیادہ و شواری پیش نہیں آئی تھی۔ اُس کی تلاش میں ہم نے مندر کے بہت ہے جھے گھوم لئے تھے اور مجھے جرت ہور ہی تھی۔مندر کا مرکزی ہال بہت بڑا تھا جہاں ایک چبوتر ہے پر بھگوان کی مورتی بھی نصب تھی۔ تکسی اور جگیہ پراس قسم کی مورتی نظر نہیں آئی تھی۔ لیکن عمارت میں لا تعداد راہداریاں اور غلام گروشیں تھیں۔ کئی بڑے بڑے کمرے تھے۔ دو تین کمروں میں، میں نے بعض پنڈتوں اور پجاریوں کو جاپ میں مصروف

ایک پجاری جمیں اُس کمرے میں لے گیا جہاں پنڈت بھولا ناتھ موجود تھا۔ وہ اس مندرکا پر وہت تھا اور اُس کی شان ہی نرالی تھی۔ وہ اس وقت راجہ اندر بنا بیٹھا تھا ۔۔۔۔۔ پنڈت بھولا ناتھ کی عمر پینتالیس اور پچاس کے درمیان رہی ہوگی۔ بھاری بھر کم جسم اور قد مناسب ہی تھا۔ گنجا سر، ماتھ پر کشکا، کانوں میں سونے کی پالیاں اور ایک کلائی میں سٹیل کے تین چار کڑے تھے۔ گلے میں آ بنوی لکڑی کے موتیوں کی مالاتھی۔ پنڈت کی اپنی رنگت بھی آ بنوی ہی تھی۔ وہ کلین شیو تھا اور لگنا تھا جیسے کچھ دیر پہلے ہی شیو بنا کر آیا ہو۔

پنڈت بھولا ناتھ کے چہرے پراُس پجاری کی طرح وحشیانہ پن نہیں تھا جوہمیں راستے ہمل ملا تھا۔ وہ ایک گدی پر براجمان تھا اور ایک گاؤ تکیے سے نیک لگا کر ایک ٹانگ آ گے کو پھیلا رگا تھی۔ وہ رمرا گھٹنا کھڑا تھا۔ اُس کے إردگردحسین گوپیوں کا میلا لگا ہوا تھا۔ اُن میں دوعور تمل الی بھی تھیں جن کا تعلق مندر سے نہیں تھا۔ اُن میں سے ایک نے قیمتی ساڑھی پہن رکھی تھی اور وہ پنڈت کی ٹانگ دبا رہی تھی۔ اُس نے چولی اور گھا گھرا پہن رکھا تھا۔ وہ دونوں اس طرح بیٹھی ہوئی تھیں کہ فراخ گریباں سے اُن کے پینے جھا تک رہے تھے۔ ایک گو پی پنڈت بھولا ناتھ کے سر پر بہت ہولے ہولے چپی کر رہی تھی۔ ایک اور کی خبی لیتا اور وہ گلاس تھا۔ وہ وقفے وقفے سے گلاس پنڈت کے ہونوں سے ایک اور تی دیتے۔ بونوں سے لیک وربی تھی ایک رہی تھی۔ ایک اور کی بیٹرت کے ہونوں سے ایک اور گھر تی ۔ ینڈت ایک چھی گیاں ہٹا لیتی۔

مندروں کے بارے میں، میں نے بہت کچھن رکھا تھا اور آج اپنی آنکھوں سے دیکھرا تھا۔ یہ مندرواقعی عیاثی کے اڈے تھے۔ دنیا کی کوئی بھی قوم اپنی عبادت گاہوں کے تقدی کوال طرح پامال نہیں کرتی مسلمان، عیسائی، سکھ، یہودی اور ہرقوم اپنی عبادت گاہوں کے تقدی کا

خیال رکھتی ہے۔ اور ہندوا پی عبادت گاہوں کوعیا تی کے اڈے کے طور پر استعال کرتے ہیں۔ یہاں شراب بھی پی جاتی ہے اور عور تو ل کے ساتھ رنگ رلیاں بھی منائی جاتی ہیں۔ گو پیاں مندر کی سیوک کہلاتی ہیں لیکن میہ دراصل پنڈتوں اور پجاریوں کی سیوا کرتی ہیں۔ اُن کی ہوس کی آگٹھنڈی کرتی ہیں۔

اُس کمرے میں دو بجاری بھی تھے۔ایک دروازے کے قریب دیوارے ٹیک لگائے کھڑا ادنگھ رہا تھالیکن میرے خیال میں وہ آنکھوں میں باریک می جھری پیدا کئے سب پچھ دیکھ رہا تھا۔ دوسرا بجاری کمرے کے دوسری طرف دیوار کے قریب آلتی پالتی مارے بیٹھا ہوا تھا۔ اُس کی آنکھیں بھی بندھیں لیکن میں مجھتا تھا کہ وہ آنکھیں بند کئے بھی بیسب بچھ دیکھ رہا تھا۔ میں ایک طرف کھڑا ہوگا اور ستا نے جس کرینا تا تھے کے جاری جھو رہے اور

میں ایک طرف کھڑا ہو گیا اور سیتا نے جھک کر پنڈت بھولا ناتھ کے جرن جھوئے اور دونوں ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا۔

''میں آپ کے درش کو بہت دُور ہے آئی ہول مہاراج!'' وہ اُس کی طرف دیکھتے ہوئے بول۔'' مجھے آپ کا آشیر باد چاہئے۔''

'' کیا چاہتی ہو ۔۔۔۔۔؟' پنڈٹ بھولا ناتھ نے پوچھا۔اُس کی آواز بڑی پاٹ دارتھی۔ ''میں مندریا تراپر نکلی ہول مہاراج!'' سیتا نے جواب دیا۔''میں نے اپنا جیون مندروں ادرآپ جیسے مہاپرشوں کے لئے وقف کر دیا ہے مہاراج۔''

'' بیمور کھکون ہے؟'' پنڈت بھولا ناتھ نے میری طرف اشارہ کیا۔ '' بیمور کھکون ہے؟'' پنڈت بھولا ناتھ نے میری طرف اشارہ کیا۔

'' بیمیرا پی ہے مہاراج!''سیتانے جواب دیا۔''مہابیر نام ہےان کا۔'' '' تو دھرم سے واقف نہیں ہے۔'' پنڈت نے کہا۔'' تو نہیں جانتی کہ مندر سیوا وہی کر سکتی ہے جو کنواری ہو۔ کوئی شادی شدہ ناری گو پی نہیں پن سکتی۔''

''میں کنواری ہوں مہاراج!''سیتانے کہا۔

''کیا کہنا جا ہتی ہو؟'' پنڈت نے اُسے گھورا۔''وہ تہارا پتی ہے اور تم کنواری کیسے ہو کمتی ہو؟''

''مہاراج'' سیتا نے ایک بار پھر ہاتھ جوڑ دیئے۔'' مجھے بچپن ہی سے دھرم، مندر اور آب جیسے مہا پرشوں کی سیوا کا شوق تھا۔ میری شادی ہوئی تو میں نے سہاگ رات ہی کو اپنے بڑا سے اپنے من کی بات کہددی تھی۔ میرے بڑی نے مجھے چھوا تک نہیں۔ پڑی کے ہوتے ہوئے بھی کی کاری بول مہاراج!''

'' کیا جا ہتی ہو؟'' پنڈت بھولا ناتھ نے یو جھا۔

''میں مندروں کی مارا کے لئے نگلی ہوئی ہوں مہاراج!'' سیتانے جواب دیا۔'' سنا ہے بہال سے پچھ وُورلودروا میں بھی ایک بہت قدیم مندر ہے۔لیکن مجھے بتایا گیا کہ اُس طرف مار ہوں کو جانے کی اجازت نہیں۔ میں اُس مندر کی مارا کے لئے آپ کی آگیا لینے آئی ہوں مار ہوں کو جانے کی اجازت نہیں۔ میں اُس مندر کی مارا کے لئے آپ کی آگیا لینے آئی ہوں

مهاراج!"

کر کمرے ہے باہرآ گیا۔

نپڑت بھولا ناتھ لودروا مندر کے نام پر چو تک گیا۔ اُس نے پہلے میری طرف دیکھا، بھرسیتا کی طرف دیکھنے لگا۔ سیتا اس دوران اپنا حربہ استعال کر چکی تھی۔ وہ دوزانو ہوکر کسی قدر آگو جھی بیٹھی تھی۔ اُس نے بڑی ہوشیاری ہے اپنے اُوپر سے چا در ہٹا دی اور وہ منظر دیکھ کر میں اُچھل پڑا۔۔۔۔۔ سیتانے جو چولی پہن رکھی تھی اُس کے سامنے کے رُخ پر کپڑانہیں تھا جالی تھی۔ اور جالی ہے اُس کا سینہ یوری طرح برہنہ ہور ہا تھا۔

نیتا نے چندسکنڈ کے توقف ہے جا درا پنے جسم پر درست کر لی۔اُس کا انداز ایباتھا جیسے یہ سب کچھا تفاقیہ طور پر ہوا ہومگریہا تفاق اپنا کام کرگز را تھا۔

'' جھے زاش مت سیح مہاراج!'' وہ پنڈت کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔''میں بہت دُور دلیش ہے آئی ہوں۔لودروامندر کی یاتر اضر در کروں گی۔''

''لودروا مندر کی یاتر ا پر ہماری طرف ہے کوئی پابندی نہیں ہے۔'' پنڈت بھولا ناتھ نے کہا۔'' یہ یابندی تو سرکار نے لگار کھی ہے۔''

'' بچھے نراش مت کیجئے مہاراج'' سیتا نے ہاتھ جوڑتے ہوئے جا درایک بار پھر سر کا دی اور جھلک دکھا کر جا در درست کر لی۔

'' کوئی و چار کرنا پڑے گا۔'' پنڈت بھولا ناتھ بولا۔ پھر دروازے کے قریب کھڑے ہوئے ۔ پچاری کومخاطب کیا۔''موتن داساس ناری کو ہمارے بوجاوالے استھان پر لے جاوُ!'' سیتا کھل آتھی۔ وہ پنڈت کے سامنے سے اُٹھ کرمبری طرف آگئی اور وہ پچاری ہمیں لے

ہم وہاں سے تیسر ہے کمرے میں داخل ہو گئے۔ یہ کمرہ زیادہ بڑانہیں تھا۔ ایک طرف چبوتر ہے پر بھگوان کی مورتی رکھی ہوئی تھی۔اُس کے آگے تازہ چھولوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔لوبان کی خوشبو کمرے میں بھیلی ہوئی تھی۔سیتا مورتی کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہوگئی اور میں اُس پچاری موتن داس کے ساتھ دروازے کے قریب ہی کھڑا رہا۔

تقریباً دس منٹ بعد سامنے کی دیوارش ہوئی اوراُس میں پیدا ہونے والے خلاسے پنڈت محولا ناتھ کو برآ مد ہوتے و کیے کر میں چو نئے بغیر نہیں رہ سکا۔ اس مندر کا یہ پہلا خفیہ راستہ تھا جو میری نظروں میں آیا تھا اور مجھے یقین تھا کہ یہاں اور بھی ایسے بہت سے خفیہ راستہ ہوں گے۔ پنڈ ت بھولا ناتھ نے مورتی کے سامنے کھڑ ہے ہوکر ہاتھ جوڑ ہے اور گردن گھما کر میر ب قریب کھڑ ہے ہوئے موتن واس کو آنکھ سے اشارہ کیا۔ میں نے اُس کا اشارہ دیکھ لیا تھا لیکن انجان بنا کھڑا رہا۔ موتن واس نے کچھ کھے بغیر میرا باز و کیڈلیا اور کمرے سے باہر آگیا۔ اُس کے ہونوں پر بڑی معنی خیز مسکراہٹ تھی۔

موتن داس دروازے کے سامنے کھڑار ہااور میں إدھراُ دھر گھوم پھر کرمندر کے ستونوں ادر

ر بواروں پر کاشی کاری کا کام دیجشار ہا۔مندر میں یاتر یوں کی تعداد بڑھ گئ تھی۔

ر باروں پارٹ بھولا ناتھ نے جس طرح سیتا کو الگ کمرے میں پہنچایا تھا اس سے میں اُس کا مطلب مجھ گیا تھا۔ لیکن مجھے سیتا کی طرف ہے کوئی پریشانی نہیں تھی۔ وہ پوری تیاری کر کے آئی تھی۔ اُس کے ساتھ زبردی بھی نہیں کی جا سکتی تھی کیونکہ میں چا ہتا تھا کہ وہ دوآ دمیوں کے قابو میں آنے والی نہیں تھی۔ اور ینڈے بھولا ناتھ تو اکیلا تھا۔

لیکن میرے ذہن میں بیے خدشہ بھی تھا کہ اگر سیتا کو دہاں ہے کسی اور کمرے میں لے جایا گیا جہاں اُس کے اور گر گے بھی ہوئے تو سیتا کیا کر سکے گی اور میں اُس کی کیا مدد کر سکوں گا...... لیکن بہر حال سیتا اپنی حفاظت کرنا جانی تھی۔ مجھے اُس کی طرف سے زیادہ پریثان ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔

میں مندر میں إدهر أدهر نهلتا رہا۔ آدها گھنٹہ گزر گیا۔ میں اس وقت ایک ستون کے سامنے کھڑا کا تی کاری کے کام اور اُس پھر پر تراثی ہوئی ایک مورتی دیکھی رہا تھا کہ اپنے کندھے پر۔ ہاتھ کا دباؤمحسوں کر کے چونک گیا۔ میں نے مُو کر دیکھا۔ وہ سیتا تھیاُس کے ہونٹوں پر فنیف کی مسکراہٹ تھی۔

''چلو ۔۔۔۔اب چلیں۔'' اُس نے سرسراتی ہوئی آواز میں کہا۔

ہم دونوں مندر سے باہر آ گئے ۔ شیر هیاں اُتر کر بائیں طرف والی گلی میں مُوڑ ہے ہی تھے کہ اُن پجاری نے ہماراراستہ روک لیا جس سے شروع میں ملاقات ہوئی تھی

'' دیوی جی!'' وہ سیتا کے چبرے پر نظریں جماتے ہوئے بولا۔ اُس کے ہونٹوں پر بری مکروہ می مسکراہٹ تھی۔'' ہمارے بھی درشن کر لیتی تو اچھا تھا.....تمہاری تمام آشا میں پوری ہوماتیں۔''

سیتانے بلا تو قف اُس کے منہ پر چانٹا رسید کر دیا چانٹا اس قدر زور دارتھا کہ اُس کی آواز بھی اُ بھری تھی اور وہ پجاری بھی لڑ گھڑا کررہ گیا تھا۔ آس پاس کے لوگ گھوم کر اُس طرف 'پیکھنے لگے۔ پجاری گال سہلاتا ہوا سیتا کی طرف بڑھا اُس کی آٹکھیں تو پہلے ہی سرخ 'میں۔ چانٹا کھا کرخون اُ تر آیا۔ میں تیزی ہے اُس کے سامنے آگیا۔

''مبائے۔۔۔۔۔!'' میں نے اُس کے چبرے پرنظریں جماتے ہوئے کہا۔'' تمہاری کوئی اور آثا ہوتو میں پوری کر وُوں؟'' سیتا اُس پجاری کو بے نقط سنا رہی تھی۔ دو تین آدمی آگے آگئے۔اُنہوں نے صورتحال کی نزاکت کا اندازہ لگا لیا تھا۔ وہ پجاری کو پکڑ کر کھینچتے ہوئے ایک طرف لے گئے۔

ہم گلیوں ہے نکل کرسڑک پر آ گئے۔ ''

''اب کیا پروگرام ہے؟'' میں نے پوچھا۔ '

''اب گھر بی چلیل کےاس طرح پھرناٹھیک نہیں۔''سیتانے جواب دیا۔ میں نے سیتا

کی طرف دیکھا کچھ بال اُس کے جوڑے ہے نکل کر بکھر گئے تھے۔ چبرے کا میک اَپ بھی کچ_{و ، دب} پھیکا پڑ گیا تھا۔ وہ ایک ہاتھ بار بار چا در کے اندر سینے پر لے جار ہی تھی۔

میں نے ایک آٹو رکشہ روک لیا۔ یہی سواری ہمارے لئے سب سے زیادہ محفوظ کی۔ رکٹر تیزی ہے سرکوں پر دوڑتا رہا۔ بازار میں گلی کے موڑ سے پہلے ہم نے رکشہ چھوڑ دیا اور جب گل میں داخل ہوئے تو تیسرے مکان سے ایک بوڑھا آ دمی اور دوعورتیں با ہرنگلیں۔ اُن کے ساتھ دو بچے بھی تھے۔ مرداورعورتوں نے ہاتھ اُٹھا کرسیتا کو پرنام کیا۔

وُرگا کے خدمت گار راجیو کا مکان اُس مکان کے سامنے تھا۔ میں نے اپنے مکان کا زُنِ کرنے کی بجائے راجیو والے مکان کا دروازہ کھٹکھٹا دیا۔ دستک کے جواب میں ہمارے والے مکان کا دروازہ کھل گیا۔

" بي بيد كيا بهوا؟" ميرى آنكهون مين تشويشِ أيجرآ كي-

''میں پنڈت بھولا ناتھ سے آشر باد لینے گئی تھی۔'' سیتا نے جواب دیا۔''جوان الا خوبصورت لڑکیوں کو آشیر باد دینے کا ان پنڈتوں اور پجاریوں کا یمی طریقہ ہے۔ کمبخت نے بھو کے بھیڑئے کے طرح دانت گاڑھ دیئے اور چھوڑنے کا نام بی نہیں لے رہا تھا۔'' ''پنڈت سے بات کیا ہوئی؟ میرا مطلب ہے۔۔۔۔۔''

'' تُمَّ باہر چلو میں تھوڑی دیر میں آگر بتاتی نہوں۔'' سیتانے میری بات کا منے ہوئے کہا۔ میں کمرے سے نکلا تو سیتانے دروازہ بند کر لیا۔ میں بال کی طرف جانے کی بجائے کلپا والے کمرے میں آگیا۔وہ آنکھیں بند کئے لیٹی تھی۔میراخیال تھا کہ وہ سور ہی ہے۔ میں والپلا مُرْ نا چاہتا تھا کہ کلپنا کی آ وازین کرزک گیا۔

> ''میں جاگ رہی ہوں مہاہیر جی!'' ''میں میں کی بار نہ سی کا بار کی ہے ہیں۔

میں نے مُو کر اُس کی طرف دیکھا۔ کلینا کے ہونٹوں پر اگر چہ خفیف می مسکراہٹ تھی کلیانا ا اُس کا چبرہ ستا ہوا سالگ رہا تھا۔ میں اُس کے بیڈ کے قریب آگیا۔ کلینا نے اُٹھنے کی کوشش کافو

, وبارہ ڈھیر ہوگئ۔ میں نے اپنا ہاتھ اُس کی طرف بڑھا دیا۔ اُس نے میرا ہاتھ پکڑا تو میں ہوئی۔ چونک گیا ۔۔۔۔ مجھے یوں لگا جیسے د ہکتا ہواا نگارہ میرے ہاتھ پرر کھ دیا گیا ہو۔ وہ اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ میں نے اُس کی پیپٹانی کوچھوکر دیکھا۔ بیٹانی بھی تپ رہی تھی۔ اُسے تیز بخارتھا۔

''ارے ۔۔۔۔۔ کمہیں تو تیز بخار ہور ہا ہے۔ لیٹ جاؤ ۔۔۔۔ میں دُرگا کو بلا کر لاتا ہوں تا کہ تہارے دواداروکا کوئی بندوبست کیا جائے۔'' میں نے اُسے ہاتھ سے پکڑ کر دوبارہ لٹا دیا۔
کلینا نے میری طرف دیکھا۔ اُس کی آنکھوں میں بھی سرخی بھری ہوئی تھی۔ میں جب وہاں ہے بننے لگا تو کلینا نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔''میرے پاس بیٹھ جاؤ مہا ہیرجی! تھوڑی دیر کو۔۔۔۔۔' اُس کے لیجے میں نجانے کیابات تھی کہ میں انکار نہیں کر سکا اور بلیگ کی پٹی پر میٹھ گیا اور اُس

کا ہاتھ بکڑ کر سہلانے لگا۔ میرا خیال تھا کہ وہ مجھ سے بچھ کہنا چاہتی تھی۔لیکن اُس نے آئکھیں بذکر لیں۔ میں ہولے ہولے اُس کا ہاتھ سہلاتا رہا۔ اور پھر میں نے آہٹگی ہے اُس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔کلینانے آئکھیں کھول دیں۔

'' بخار بہت تیز ہور ہا ہے ۔۔۔۔'' میں نے اُٹھتے ہوئے کہا۔'' آرام سے لیٹی رہو۔۔۔۔ میں دُرگاہے بات کرتا ہوں۔ شاید ڈاکٹر کو بلانا پڑے۔''

کلپنا میری طرف دیکھتی رہی اور میں اُٹھ کر کمرے سے باہر آگیا۔ وُرگا مجھے ہال ہی میں مل گئے۔ میں نے اُسے کلپنا کے بارے میں بتایا تو وہ بھی پریشان ہوگئے۔

''ایک گھنٹہ پہلے تو وہ بالکل ٹھیک تھی ۔۔۔۔۔ یہاں میرے ساتھ بیٹھی سبزی بنارہی تھی۔'' وُرگا نے کہا۔ وہ میرے ساتھ کلینا والے کمرے میں آگئی۔اُسے دیکھ کر وُرگا مزید پریثان ہوگئ۔ میں کلینا کے قریب بیڈ کی پٹی پر بیٹھ گیا۔اُس کے چہرے پر کرب کے تاثرات بھی نمودار ہور ہے تھے۔اُس نے میراہاتھ پکڑ کرایئے سینے پر رکھ دیا۔

''یہاں یہاں پیڑ ہور ہی ہے.....'

میں نے دُرگا کی طرف دیکھااور پھر کلینا کے سینے پر ہاتھ سے ہلکا ہلکا د ہاؤ ڈالنے لگا۔ ''یہال در د ہور ہاہے؟'' میں نے یو چھا۔

''ہاں'' کلینانے اپناہاتھ بھی میرے ہاتھ پرر کھ دیا۔

میں کچھ دیر تک اُس کے سینے اور پسکیوں کوٹٹولٹا رہا، پھر ذرگا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ 'یاتو ذاکٹر کے پاس لے جانا پڑے گایا ڈاکٹر کو یہاں بلانا ہوگا۔''

وُرگا بھی سمجھ گئی تھی کہ بخار اور پسلیوں میں درد کا کیا مطلب ہوسکتا ہے۔ اُس کی آنکھوں کی تشویش بڑھ گئی۔

''میرا خیال ہے ڈاکٹر کو پہیں بلانا ہوگا۔۔۔۔گریہاں نہیں۔ دوسرے گھر میں۔'' ڈرگانے کہا۔''تم اِسے لئے۔'' کہا۔''تم اِسے لے کرآ وُ۔۔۔۔ میں راجیو کو بھیجتی ہوں ڈاکٹر کو بلانے کے لئے۔'' دُرگا باہر چلی گئی۔ میں نے کلپنا کی طرف دیکھا اور اُسے سہارا دے کر بٹھا دیا۔ اُس کا جسم ضرورت ہیں پڑے گی۔'' افرورت ہیں پڑے گی۔''

ورے کے پ '' خالص شہد کستوری لال بینساری کی وُ کان پرمل جائے گا میں ابھی لے کر آتا ہوں۔'' دمہ نرکھا۔

" ' تم ذاکٹر صاحب کے ساتھ ہی چلے جاؤ اور یہ دوائیں بھی لیتے آنا۔'' میں نے سیتا کے ہاتھ میں بیٹرا ہوائسی بیٹرا ہوائسی بیٹرا ہوائسی بیٹرا ہوائسی استحد اور جیب سے چندنوٹ نکال کرائس کے ہاتھ میں تھا دیے۔ ڈاکٹر کوائس کی فیس بھی اداکر دی اور اُس کاشکریہادا کر کے اُسے رخصت کرنے کے لئے دروازے تک اُس کے ساتھ آیا۔ میرے منہ سے بے اختیار''اللہ حافظ'' کے الفاظ نکلے تو اُس نے چونک کرمیری طرف دیکھاتھا۔ اُس کے ہونٹوں پرخفیف کی مسکراہٹ آگئے تھی۔

سیتا ایک بار پھر پلنگ کی پٹی پر بیٹھ گئ تھی۔ میں کری پر بیٹھ گیا۔ کلینا اب بھی ایک ہاتھ سے سیند بار ہی تھی۔ اس دوران دُرگا بھی آگئے۔ وہ ربڑ کی بوتل گرم پانی سے بھر کر لے آئی تھی۔ وہ بھی پلنگ کی پٹی پر بیٹھ گئی اور بوتل کمبل کے اندراُس کے سینے پر رکھ دی۔

دی پندرہ منٹ بعد کلینا کے چبرے پر گرب کے تاثرات کم ہونے گے۔ اُس کی تکلیف کم ہورنے گے۔ اُس کی تکلیف کم ہوری تھی اور وہ بندرہ کی نکلیف کم ہوری تھی اور وہ بندری کی سکون ہوتی جلی گئی۔ راجیو بھی شہد اور دوائیں لے کر آگیا۔ کلینا کو دوائیں دینے کے علاوہ شہد کا ایک چچے بھی چٹا دیا گیا۔ اُن دواؤں میں شاید کوئی نیندگی گولی بھی تھی۔ بھی دیر بعد کلینا سوگئی۔ سینے کا زیرو بم بتار ہاتھا کہ اُس کی سانس کی رفتار خاصی تیز تھی۔ میں بھی ایک مرتبہ نموینے کا شکار ہو چکا تھا اور میرا خیال تھا کہ اُس کی سانس کی رفتار خاصی تیز تھی۔ میں بھی ایک مرتبہ نموینے کا شکار ہو چکا تھا اور میرا خیال تھا کہ کلینا اے کم ایک ایک بنفتے تک

بستر ہے ہیں اُٹھ سکے گی۔ ہم نے اپناڈیرہ بھی وہیں جمالیا تھا۔ رات دو بحے کے قریب کلپنا پھر بے چین ہونے گی۔ میں نے ڈاکٹر کوفون کر دیا۔ اُس کا گھر شاید زیادہ دُ ورنہیں تھا۔ اُسے بہنچنے میں پندرہ منٹ سے زیادہ نہیں لگے تھے۔ اُس نے کلپنا کو دیکھا اور انجکشن دیا اور اُسے دیکھنے کے لئے تقریباً ایک گنٹ دہاں بیٹھا رہا اور پھر مطمئن ہو کر رخصت ہو گیا۔ وہ کہہ گیا تھا کہ صبح کلینک پر جانے سے پہلے سے دیکھتا جائے گا۔

کچھ دیر بے چین رہنے کے بعد کلینا سوگئی۔ ہم کچھ دیراُس کے پاس بیٹھے رہے اور پھر ''در سے کرے میں آگر بیٹھے رہے اور پھر ''در سے کمرے میں آگر بیٹھ گئے۔ نیچ کا دروازہ کھول دیا گیا تھا۔ میں نے کہہ دیا تھا کہ اگر 'رگا بھی ہمارے پاس ہی رہی۔ راجو البتہ اپنے گھر چلا گیا تھا۔ میں نے کہہ دیا تھا کہ اگر ضرورت نہیں پڑی تھی۔ ضرورت نہیں پڑی تھی۔

منے پانچ ہجے کے قریب وُرگا حو لی میں چلی گئی۔ رات بھر جا گئے سے میتا کی آٹکھیں سرخ بوربی ھیں۔ رات کو میں نے کئی مرتبہ اُسے اپنا سینہ سہلاتے ہوئے دیکھا تھا۔ وُرگانے بھی یہ بات نوٹ کی تھی، اُس نے سیتا ہے کچھ پوچھا بھی تھا گر سیتا نے اُسے ٹال دیا تھا۔ رات کو مجھے سیتا سے بات کرنے کا موقع بی نہیں ملا اور اب وُرگا کے جانے کے بعد میں نے سب سے سہلا '' کلینا کو تیز بخار ہے۔۔۔۔۔اور سینے میں درد ہور ہاہے۔ جھے شبہ ہے کہ نمونیہ نہ ہو گیا ہو۔'' میں نے کہا۔'' وُرگا دوسرے مکان میں گئ ہے۔ چلو۔۔۔۔تم بھی آ گے چلو!''

سیتنا اپنا غصہ بھول گئی۔ اُس نے آگے بڑھ کر ہاتھ کی پشت سے کلینا کی پیشانی کو چھوا اور تیزی ہے آگے بڑھ گئی۔ میں کلینا کو اُٹھائے اُس کے پیچھے چلتا رہا۔ دوسرے مکان میں کلینا کو بستر برلٹا دیا۔ وُرگا جھک کریار سے کلینا کے سریر ہاتھ پھیرنے گئی۔

''راجیو گیا ہے ڈاکٹر کو بلانے کے لئے..' وہ کہہ رہی تھی۔'' ٹھیک ہوجاؤ گی۔ کھبراؤٹہیں۔'' ''یہاں …… یہاں بہت پیڑ ہورہی ہے۔'' کلینا ایک ہاتھ سے سینہ دباتے ہوئے کراہنے گی۔ وہ ہولے ہولے کانب رہی تھی۔

ں۔ رہ ارک اور سے اور کا اور کا دوسرے اور کا دوسرے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وُرگا دوسرے میں سر ہلا دیا۔ وُرگا دوسرے کمرے ہے کمبل اور ھادیا اور سیتا کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ مرح ہے باس میٹھو! میں بوتل میں پانی گرم کر کے لاتی ہوں۔ ڈاکٹر آتا ہی ہوگا۔ اور میں میٹھو! میں بوتل میں پانی گرم کر کے لاتی ہوں۔ ڈاکٹر آتا ہی ہوگا۔ اور

اس مکان میں میرا ڈاکٹر کے سامنے آنا درست نہیں ہے۔'' ڈرگا حویلی میں چلی گئی۔ سیتا، کلپنا کے پاس پلنگ کی پٹی پر ٹک گئی اور میں بھی ایک کری گھسیٹ کر قریب ہی بیٹھ گیا۔

نگلینا سینے کے درو سے نڈھال ہورہی تھی۔ اُس کی آٹھوں میں آنسو تھے اور وہ بار بارا پی ماں کو یاد کررہی تھی۔ سیتا پانگ پر چڑھ کر ہیٹھ گئی اور اُسے اپنی گود میں سمیٹ لیا۔

''پریشان کیوں ہورہی ہو۔۔۔۔ہم ہیں نا۔'' وہ اُس کی پیشائی پر بوسہ دیتے ہوئے بولی۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد راجیوڈ اکٹر کو لے کرآگیا۔ وہ ادھیزعمر ڈاکٹر مسلمان تھا۔ سیتا نے کلپنا کولٹا دیا اور خود بھی بیٹر ہے اُتر آئی۔ پندرہ منٹ کے مناکنے کے بعد ڈاکٹر نے میرے خیال کل تقسد بیّ کر دی۔ نمونیہ ہی تھا۔۔۔۔۔ اُس وقت ڈاکٹر کے بتانے پر کلپنانے بیدائکشاف کیا کہ اُس نے ٹھنڈے یانی سے نہالی تھا۔ بلکا سا بخار تو اُسے دو تین دن سے ہور ہا تھا۔ ٹھنڈے یائی ہمی

''پریشانی تی کوئی بات نبیں' ڈاکٹر نے کہا۔'' انجکشن میں نے لگا دیا ہے۔اورید دوائیں بھی با قاعد گی ہے استعال کرائے۔'' اُس نے نسخہ لکھ کرسیتا کے حوالے کر دیا۔'' کہیں ہے اچھا شہدمل جائے تو استعال کرائے۔خدانخواستہ رات کو بھی کسی وقت تکلیف ہوتو مجھے بلا سکتے ہیں۔ اس کاغذیر میرے کلینک اور گھر کا فون نمبر بھی لکھا ہوا ہے....کین میرا خیال ہے کہ اس کا

نہانے ہےنمونیہ کاحملہ ہوگیا تھا۔

سوال یمی کیا۔ دورہ سے میں واتر سے کیا معلمہ میرائ'' میں نے سوال نگاہوں سے اُس کی طرفہ

'' پنڈت بھولا ناتھ سے کیا معلوم ہوا؟'' میں نے سوالیہ نگاہوں سے اُس کی طرف ویکھا۔ ''یا اُس نے تہمیں ٹھینگا دکھا دیا؟''

یں سے یں یہ سے میں یہ اسے دکھایا تھا۔'' سیتامسکراتے ہوئے اُٹھ کر بیڈ کی پشت سے ٹیک لگا کر ''شھیٹگا نو میس نے میکسی پہن رکھی تھی۔ دونوں گھنے اُٹھائے تو میکسی پنڈلیوں سے اُو پر تک سرک گئی۔'' یہ پنڈت اور پجاری شراب اور عورت کے لئے تو اپنے بھگوان کو بھی چھے ڈالتے ہیں اور میں تو اُس سے چندیا تیں ہی معلوم کرنا میا ہتی تھی۔

'' کیا بتایا اُس نے؟'' میں نے پوچھا۔

" بہتی بات تو یہ ہے کہ سرکار نے تو دروا مندر کی یاتر اپر پابندی لگار تھی ہے۔ کسی کو وہاں جانے کی اجازت نہیں اور یہ بات ہم پہلے ہے جانے ہیں۔ " سیتا نے کہا۔ " دوسرکی بات یہ کم مندر کی دکھیے بھال کے لئے وہ پجاریوں کی ڈیوٹی لگانی ہوتی ہے۔ اور ہم پندرہ دن بعد بجار کی اپنا دو ہفتوں کا کھانے پینے کا سامان بدل جاتے ہیں۔ اس مندر پر ڈیوٹی دینے والے بجاری اپنا دو ہفتوں کا کھانے پینے کا سامان ساتھ لے کر جاتے ہیں کوئلہ یہاں ہے اُن کے ساتھ کوئی رابط نہیں رکھا جاتا۔ بس میہ ہوتا ہے کہ نے دو بجاری مندر پہنچ جاتے ہیں اور وہاں پہلے ہے ڈیوٹی دینے والے واپس آ جاتے ہیں اور وہاں پہلے ہے ڈیوٹی دینے والے واپس آ جاتے ہیں اور وہاں پہلے ہے ڈیوٹی دینے والے واپس آ جاتے ہیں اور یہ خروری نہیں کہ وہ لوگ ایک دوسرے کو جانے جی ہوں۔ "

، دوید اوروں میں عمرہ و کے لیے اور است کی اس مندر کی دیکھ بھال کی سیوا کر گئے ۔ ''اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم بھی چند روز کے لئے اُس مندر کی دیکھ بھال کی سیوا کر گئے ۔ ہیں۔'' میں نے اُس کے غاموش ہونے پر کہا۔

''میں بھی یہی کہنا چاہتی تھی ۔''سیتا نے مسکرا کر جواب دیا۔

یں ن بہن ہم چوں ہوں ہے۔ یہ اس کے معروب ہیں۔ ''اور پجاریوں کی بید ڈیوٹی کب تبدیل ہو گی.....میرا مطلب ہے کس دن؟'' میں نے سوالیہ زگاہوں ہے اُس کی طرف دیکھا۔

''اگلے نیچر کو۔'' سیتانے جواب دیا۔

'' آج منگل ہے۔۔۔۔'' میں نے کہا۔'' آج کا دن ملاکر پانچ دن ۔ٹھیک ہے۔۔۔۔۔اُس وقت کے کلینا بھی ٹھک ہو جائے گی۔ سنیچر کے دن صبح ہی جانا ہوگا؟''

' د نہیں شام کو۔'' سیتا نے کہا۔'' شام کوسورج غروب ہونے کے بعد ہی نئے بجادگا وہاں پہنچتے ہیں اور پہلے والے واپس آ جاتے ہیں۔اورہمیں دس گیارہ میل کا بیر فاصلہ پیدل ہما طرکر ناہوگا۔''

ے رہا ہوں ہیں میلوں سفر کرنے کا عادی ہوں۔تمہارے بارے میں پچھنہیں کہ سکا ''میں تو پہاڑوں میں میلوں سفر کرنے کا عادی ہوں۔تمہارے بارے میں پچھنہیں کہ سکا کہتم یہ فاصلہ طے کرسکوگی یانہیں؟'' میں نے کہا۔

'' جب ہم ڈوڈا میں ماما کے گاؤں سے بھاگے تھے تو میں نے وہ کھن سفرتمہارے کندھوں پر بیٹھ کر تونہیں کیا تھا۔'' سیتانے کہا۔

'' تچے فاصلہ تو واقعی ایسے ہی طے ہوا تھا جیساتم کہہر ہی ہو۔'' میں نے مسکرا کر جواب دیا۔ ''اپ تنہیں پیکشٹ نہیں اُٹھانا پڑے گا۔'' سیتا نے کہا۔

ہم باتیں کر رہے تھے کہ راجیوآ گیا۔ اُس نے صورتحال کا جائزہ لیا۔ کلینا کے بارے میں پرجھااور پھر ہمارے لئے چائے بنانے کے لئے کچن میں گھس گیا۔

بریں اسٹان جارروز تک کلپنا کی حالت خاصی ابتر رہی اور پھروہ آ ہستہ آ ہستہ تنجیلنے گئی۔اس بیماری نے اُسے نچوڑ کرر کھ دیا اور وہ سو کھ کر بالکل کا نٹاہو گئی تھی۔

اُے مُکمل طور پرصحت ماب ہونے کے لئے کئی روز در کار تھے اور ظاہر ہے ہم اتنا لمباا نتظار ہیں کر سکتے تھے۔

وہ ہفتے کا دن تھا سیتنا اور میں نے تمام تیاریاں کممل کر لی تھیں۔ ہمارے پاس اتنا راشن فیا کہ ہم پندرہ دن آ رام سے کھا سکتے تھے۔ ویسے ہمیں اتنے روز اُس مندر میں رہنا نہیں تھا۔
سہ پہر کے قریب ہم شہر سے نکل کر لو دروا کی طرف جانے والے راستے پر چل پڑے۔ شہر سے تین جارمیل نکلنے کے بعد ہم ریت کے ایک میلے کے قریب رُک گئے۔ ریت تی ہوئی تھی۔ فیرین جارمیل نکلنے کے بعد ہم ریت کے ایک میل ہے گئی ہمیں بیگر می برداشت کرنی تھی۔ اور اس کے بعد رات کو ہونے والی سردی بھی۔

مورج غروب ہو گیا.....اندهیرا تھیلنے لگا۔موسم میں بھی بتدریج خنگی پیدا ہور ہی تھی۔ ادر پھر جمیں وہ نظر آ گئے جن کا جمیں انتظار تھا.....

وہ دونوں پجاری شہرے آنے والے راہتے پر با تیں کرتے ہوئے آرہے تھے۔ تاروں کی مدم کی روثنی میں اُن کے ہیولے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ لمحہ بہلحد قریب آرہے تھے۔ میں نے سیتا کو اشارہ کیا اور ہم دونوں آنے والے لمحات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو

000

ہمارا اندازہ غلط نہیں نکلا ۔۔۔۔۔ وہ دونوں شیلے کے دوسری طرف رُک گئے۔ پہلے آپس میں پچھ باتیں کرتے رہے، چراُن میں ہے ایک کی اُونچی اور کڑتی ہوئی آ واز سنائی دی۔ اُس آ واز میں ملکا ساخوف بھی تھا۔

''ادھرکون ہے میلے کے پر لی اور کون ہے؟''

میں نے سیتا کو اشارہ کیا۔ اُس کے کراہنے کی آواز کچھ بلند ہوگئ۔ میں بڑبڑا تا ہوا اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور شیلے پر چڑھ کر دوسری طرف آ گیا۔ اُن دونوں پجاریوں کو دیکھ کر میں نے ڈنڈوت کیا ادر گھبرائی ہوئی آواز میں بولا۔

" آپ دونول کو بھگوان نے فرشتہ بنا کر ہماری مدد کو بھیجے دیا ہے مہاراج!"

''تم کون ہومہاراج؟'' اُن میں سے لمبے قد والے پجاری نے کہا۔ میرے لباس سے وہ جھے کوئی پنڈت یا بجاری ہی سمجھا تھا۔''تمہارے ساتھ کون ہے؟ مجھے تو کوئی ٹاری گئی ہے۔'' '''جہاں میں 12:'' میں دور سے انتخاب ایک سوکی سے میں دونوں شام

"جی ہاں مہاراج!" میں نے جواب دیا۔" کالی ماں کی سیوک ہےہم دونوں شام علی ہاں مہاراج! میں نے جواب دیا۔" کالی ماں کی سیوک ہے ہم دونوں شام سے پہلے پتوا سے چلے تھے۔ جیسلمیر کے دُرگا مندر جانے کے لئے۔ اندھیرا ہونے کے بعد راستہ بھٹک گئے۔ سمتری دیوی کے سینے میں بیڑا کھی ہے بہت بیاکل ہور ہی ہے۔ اچھا ہوا

آپاس طرف آگئے۔ ہماری مدد کرومہاراج!"

'''اوہکہاں ہے وہ؟'' اُس بجاری نے پوچھا۔

"أدهر مليے نے پر لی اور پڑی ہے۔" میں نے اشارہ کیا۔

''چلود کھتے ہیں۔'' وہ دونوں میرے ساتھ ٹیلے کے دوسری طرف آ گئے جہاں سیتاریت پر یزی ایڑیاں رگڑ رہی تھی۔

وہ دونوں بجاری اُس کے پاس بیٹھ گئے۔

"كيابوا كوني كهان تكليف ٢٠، ليج قد والياس بجاري نے يو جها-

''یہاںاس جگہ۔'' سیتا اپناسینہ مسلنے لگی۔ پھراُس نے پجاری کا ایک ہاتھ پکڑ کر سینے پر رکھ لیا۔''یہاں پنڈت جیاس جگہ'' وہ بجاری کا ہاتھ پکڑے اپنے سینے کے اُبھار پر پھیر رئ گی۔''یہاںزرااچھی طرح دیکھیں پنڈت جی!''سیتا کراہی۔

''مہاراجآپ دونوں ذرا پر لی اور کو چلے جاؤ! میں گو پی کو اچھی طرح دیکھ لوں..... بہت کشِٹ ہے اس کو۔'' پیجاری نے کہا۔

''گئی جینٹس پانی میں۔'' میں بزبرایا اور دوسرے پنڈت کا ہاتھ پکڑ کر ٹیلے کے دوسری طرف آگیااوراُسے ساتھ لے کرریت پر بیٹھ گیا۔ پچھ دیرتک ٹیلے کی اوٹ سے سیتا کے کراہنے لکا وازیں سائی ویتی رہیں، پھرا ہے لگا جیسے اُن دونوں میں اٹھا بٹنے ہورہی ہو.....دونوں کے نانے کی آوازیں بھی سائی دے رہی تھیں۔

'' ثاید ناری کوکشٹ زیادہ ہے۔ جیم امتر کوئی منتر کر رہا ہے۔'' میرے ساتھ بیٹھے ہوئے

آسان پر چاندنہیں تھا۔ تاروں کی لومیں نظر کسی حد تک کام کر رہی تھی۔ ہم شہرے دومیل سے زیادہ دُورنہیں تھے لیکن ریت کے بہاڑی نماٹیلوں کی وجہ سے شہر ہماری نگاہوں سے اوجگل تھا۔ تاہم انٹیلوں کے دوسری طرف اُٹھتی ہوئی مدھم روشنی سے یوں لگ رہا تھا کہ اُس طرف زمین برآگ گی ہوئی ہو۔

ریں پوسس مرس ہوں ہوں کی اور کا کہ اسٹ ٹیلے تھے۔ ہوا زیادہ تیز نہیں تھی کیکن ریت پراُس کا ہمارے چاروں طرف ریگتان تھا ۔۔۔۔۔ ٹیلے تھے۔ ہوا زیادہ تیز نہیں تھی کیکن ریت پراُس کا سرسراہٹ عجیب پراسرارسا تا تر پیدا کر رہی تھی۔ یہ وہی ریگتان تھا جہاں دن کے وقت گرئی کا شدت سے دماغ تک پکھل جاتا تھا لیکن شام ڈھلتے ہی انگاروں کی طرح تیمی ہوئی رین شھنڈی ہونا شروع ہوگئی تھی اور اس وقت ہوا کے سرسراتے ہوئے جھو نکے بہت خوشگوارلگ رہ تھے۔ لیکن میں جانتا تھا کہ جیسے جیسے رات بیتی جائے گی سردی میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ الا رات کے آخری پہر تو سردی بڑھ جائے گی۔

بپ پر ہور ہوں۔ وہ لوگ قریب آ گئے ۔ سیتا نے مجھے ایک بار پھر کہنی ہے بلکا سا مہو کا مارا اور خود رہے ہ لیٹ کر ہولے ہولے کراہنے گئی۔ میں بھی اُونچی آ واز میں بولنے لگا۔ سیتا کے کراہنے اور میر کا اُونچی آ واز میں بولنے کا مقصد یہ تھا کہ آنے والے ہماری طرف متوجہ ہو جائیں۔ _{جاری رکھی}۔اور پھرسیتا کی بیخ س کر چونک گیا.....

ں۔۔ ''شمردز! پکڑواُ ہے۔۔۔۔۔وہ بھاگ رہا ہے۔'' میں نے گردن گھما کر دیکھا۔ سیتا کا حریف یاری اینے آپ کوسیتا سے چھڑا کر ایک طرف بھاگ رہا تھا۔ اصولی طور پر اُسے اُس طرف ہا گنا چاہئے تھا جس طرف سے وہ آئے تھے لیکن بدحوای میں اُسے ست کا خیال نہیں رہا تھا اور وصح اکے اندر بھاگ رہا تھا۔

میں نے اپنے حریف کو چھوڑ دیا۔ وہ ریت پر پانی سے نکالی ہوئی مچھلی کی طرح ترییے لگا۔ میں نے دوسر نے بجاری کی طرف دوڑ لگا دی جوتقر یا بچای گز وُور جا چکا تھا۔ ریت میں پیر ومن رہے تھے اور دوڑنے میں خاصی و شواری پیش آ رہی تھی۔ وہ پجاری بھی ایسی ہی مشکل ے دوجارتھا اور بار بارگرر ہاتھا۔ میں فاصلہ کم کرنے کی کوشش کرتار ہااور بالآخر اُس کے قریب بھے گیا۔ وہ پچاری دوڑتے ہوئے مدد کے لئے چنخ رہا تھالیکن ظاہر ہے شہر سے دومیل دُوراس لقودق صحرا میں اُس کی مدد کے لئے کون آتا؟

وہ ایک بار پھرلڑ کھڑا کر گرا اور اُٹھنے کی کوشش کرر ہاتھا کہ میں نے وُور ہی ہے چھلانگ لگا دل اُس کا ایک پیرمیری گرفت میں آگیا۔ وہ پھر منہ کے بل گرا۔ اس مرتبہ میں نے اُسے تُنتے کا موقع نہیں دیا اور اُس کے اُویر سوار ہو کر اُس کی گردن گرفت میں لے لی۔ اُس بجاری ک کرون مروزنے میں، میں نے زیادہ دریمیں لگانی۔

میں کچھ دیر تک کھڑا ہانیتا رہا اور پھر بڑی مشکل سے اُس کی لاش کوریت پر تھسینتا ہوا اُس طرف لے آیا۔ سیتا بھی تقریباً میں گز میری طرف آ چکی تھی۔ وہ بھی لاش تھیٹنے میں میری مدو

دوسرا بجاری بھی ختم ہو چکا تھا دونوں کی لاشیں قریب قریب ڈ ال دی گئیں ۔ ہم کچھ دیر ت پر بیٹھے اپنی کیفیت پر قابو یانے کی کوشش کرتے رہے پھر اُن دونوں لاشوں کو ٹھکانے اللینے کی سوینے گھے۔ ہمارے ماس کوئی ایسی چیز تو تھی مہیں جس سے کڑھا کھودا جاتا۔ ریت زم^{ھی، ہم} دونوں آ رام سے ریت کو ہٹاتے رہے۔

آ دھے گھنے میں اتنا گڑھا بن گیا کہ ان دونوں لاشوں کو اندر ڈ ان ٹر اُوپر ریت ڈ ال دی لِنَّ - كُرُ ها بم نے میلے كے دوسرى طرف ہوا كے زُخ بر كھودا تھا تاكہ ہوا سے میلے كى ريت أرُ ائران پر پڑتی رہے۔

میں نے فارغ ہوکر سیتا کی طرف دیکھا، اُس کے جیم پر بہت مخضر لباس تھا۔ سیندوری رنگ البين كرأس كے جسم سے الگ ہو گيا تھا، يا پھرأس كمبخت پجارى نے ہى أے بے لباس ' کے گوشش کی تھی۔ میں نے اپنا چوغہ سیتا کو دے دیا اور سیتا والا چوغہ جاور کی طرح اپنے المُهُ ذَالَ ليا- ميس نے ايك طرف برى موئى بوئليا أشائى اور لودرواكى طرف جانے والے استَّى بتزتيز چلنے لگے۔ ہم ايك گھنٹه ليك ہو چكے تھے۔ مجھے انديشہ تھا كہ مندرييں موجود

''سنا ہے بھی بھی منتر اُلٹے بھی ہو جاتے ہیں۔'' میں نے کہا۔ اور اُسی وقت سلیلے کی اور ہے دوسر ہے پیجاری کی چنخ سنائی دی۔

'' یہ یہ کیا ہوا؟''میرے ماس بیٹا ہوا بجاری اُ چل بڑا۔

''منتر اُلٹا ہو گیا مہاراج'' میں نے کہا۔''اب تمہارا متر میری متری کے قابو میں آگ ہے۔وہ اُس کی گردن تو ژ دے کی۔اور میں تمہاری کردن مروژ دُول گا۔''

"كيا مطلبكيا كهدر ب موموركه؟" وه أتحيل برارأس كے لهج ميں بلكا ساخون تھا۔ اُس نے اپنی جگہ ہے ہمنا حایا تو میں نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ ہاتھے چھڑانے کے لئے زور آ ز مائی کرنے لگا اور دوسرے ہاتھ ہے اُس نے میرے سینے پر زوردار کھونسہ مار دیا۔ ساتھ ہی وه أو يكي آواز ميس فيخ بھي رہا تھا۔ اگر وه لاؤڈ البيلر پر بھي چيخا تو مجھے پرواه نه ہوتي۔ يہال میلوں دُ ور تک کوئی اُس کی آ واز سننے والانہیں تھا۔

میں نے اُس کے دونوں ہاتھ کیڑ لئے اور ہم میں زور آزمائی ہونے لگی۔ وہ اُٹھ کر کھڑاہر کیا اور میں بھی اُس کے ساتھ اُٹھتا چلا گیا۔ ٹیلے کے دوسری طرف سے بھی اُٹھا بٹنے اور غرانے کی آ وازیں سنائی دے رہی تھیں۔ مجھے شبہ تھا کہ کہیں سیتا اُس کے قابو میں نہ آ جائے۔

میراحریف درمیانے قد اور چھر میرے بدن کا مالک تھالیکن مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں تھا۔وہ اینے آپ کوچھڑانے کے لئے پوری قوت استعال کررہا تھا۔ ادرمیرے خیال میں وہ خوفزدہ ما ہو گیا تھا اور مقابلہ کرنے کی بجائے اینے آپ کوچیٹر اگر بھا گئے کے چکر میں تھا میں جانتا قا کہ جب سی بڑے سے بڑے سور ما پرجھی سی فتم کا خوف طاری ہو جائے تو اُسے دنیا کی کولاً طاقت نہیں بحاسکتی تھی۔

اُس نے مجھے ٹانگ ہے اڑنگا دے کر گرانے کی کوشش کی گر اُس کا اپنا ہی پیرریت مگل وھنس گیا جس ہے وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اورلڑ کھڑا کر گر گیا میں بھی اُس کے ساتھ ہی کرا تھالیکن سبجل کرفورا ہی اُس کی گردن گرفت میں کر لی۔ وہ اپنی گردن چھڑانے کی کوس کرنے نگالیکن میرے بازو کی لپیٹ بڑی سخت تھی۔اُس کے منہ سے خرخراہٹ کی آ وازیں لگل ر ہی تھیں ۔ میں نے دونوں پیرریت پر جمانے کی کوشش کی لیکن پیرریت میں دھنس رہے تھے۔ اس طرح پوری طاقت استعال نہیں ہو یا رہی تھی۔ وہ بھی اپنے آپ کو چیٹرانے کے لئے پورگ طاقت استعال کرر ہاتھا۔ اُس کے دونوں ہاتھ میری کلائی پر تھے اور ٹائلیں بری طرح بیّخ رہاتھا۔ میں نے باز و کو زور دار جھٹکا دیا، اُس کے حلق سے چھٹسی چھٹسی سی جینخ نگلی۔ وہ بری ظمرما مچلا۔ میں نے ایک اور جھٹکا دیااس مرتبہ کڑک کی آواز سنائی دی۔ وہ اس طرح تڑ پنج ا جیے بیل کو گرفت میں لے کرائی کے گلے پر چھری پھیردی کئی ہو میں اُس کی گردن کو جھنے ویتا رہا۔ اگر چہ گرون کی م**ڈ**ی پہلے ہی جھکے میں ٹوٹ چکی تھی کیکن میں نے اپنی کارروالا

رے برے ستونوں نے سہارا دے رکھا تھا۔ عمارت کے چاروں کونوں پر البتہ کمرے ہے ی تھے۔ بارہ دری کے وسط میں بڑے پتون کے ساتھ ایک یا کج فٹ اُونچا چبور ہ تھا جس ِ اَنَّهِ بِرِي مُورِتَى رَكُلِي مِونَى تَقَى - اُسِ مِورِتَى كاسرِ غائب تقا، ايك باز وبھی نہيں تقا، دوسرا باز و ۔ ''ہیں''ے عا ئب تھا۔ اور یہی ٹوٹا پھوٹا بھگوان جین منت کے پیرِو کاروں کے لئے مقدس تھا۔'' ی مندرصد یوں پرانا تھا۔ بیمورتی بھی اُسی وقت یہاں رکھی گئی ہوگی ۔لیکن صدیوں کے وادث نے اس کا حلیہ بگاڑ دیا تھا اور بگڑ ہے ہوئے حلیے کا یہی پقیر ہندوؤں کا وہ بھگوان تھا جس ن بازا کے لئے وہ وُ در وُور سے آتے تھے۔ ایک کونے میں واقع کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا ، وراندرکو ئی لیمپ یامشعل جل رہی تھی جسِ کی زردروثنی درواز ہے کے باہر بھی جھلک رہی تھی۔ ستا دروازے پر زُک کراندر جھا نکنے لگی۔اور پھروہ اندر چلی گئی۔ میں بھی اُس کے پیچیے ہی مرآ گیا۔ یہ کمرہ آٹھ بائی آٹھ فٹ سے زیادہ بڑانہیں تھا۔ آٹھ فٹ اُدیر جاروں دیواروں میں کر کیاں تھیں جن میں سنگ مرمر کی جالیاں لگی ہوئی تھیں۔ اُن سے ینچے کوئی کھڑ کی وغیرہ نہیں فی البته دور بواروں میں ایک ایک دو دواینٹیں أ كھڑى ہوئى تھیں _ ایک سوراخ سے باہر دُور نک ریگتان میں دیکھا جاسکتا تھا جبکہ دوسری دیوار سے مندر کاعقبی کمیاؤنڈ اوروہ اُونچی دیوارنظر ری تی جس سے اس مندراورلودروا کھنڈراورشہر کو ایک دوسرے سے الگ کیا گیا تھا۔ ایک دیوار میں لگے ہوئے کنڈے میں وہ مشغل آعمی ہوئی تھی جس میں کسی جانور کی چربی ل ری کھی۔ دروازہ اور چاروں طرف کھڑ کیاں کھلی ہونے کی وجہ سے کمرے میں نہ تو مشعل كرُسُونِ كَ تَعَنَّن تَقَى اور نه بي جِر بي جِلْنِي كي تيز بوتقي - موم سے ملتی جلتی بو بہت ہلکی تھی اور قابل واشت تھی۔ فرش پر ایک جھے میں چٹائی بچھی ہوئی تھی جس پر دوآ دی آسانی ہے سو سکتے تھے۔ كاديوار مين كو كي المماري وغيره نهين تھي۔ايسي عمارتوں ميں عام طور پر ديواروں ہي ميں جگہ بنا كر « دنہیں مہاراج! اب وہ ٹھیک ہو گئیمیرا مطلب ہے اُس کی طبیعت ٹھیک ہو گئی -نْتِ مِاسليبَ وغيره لگا دَيتے جاتے ہيں۔ليكن يبال كچھنبيں تھا۔ البتہ جاروں ديواروں ميں یا جارفٹ کی بلندی یہ آٹھ انجے اور چھ انچ چوڑے طاقچے بے ہوئے تھے جن میں یا تو

تال رقى جاتى مول كى يا چراغ جلائے جاتے مول كے ليكن اب كي تبيي تھا۔ میں نے ہاتھ میں بکری ہوئی کھڑی ایک دیوار کے قریب رکھ دی۔ اُس تھڑی میں ہمارے ا اور کھانے یعنے کی چیزیں تھیں۔ سیتانے شہروالے جین مندر کے پنڈت بھولا ناتھ سے ^{المعلوم} کرلیا تھا کہ اس مندر میں ایک باور چی خانہ بھی ہے جہاں ضروری برتن موجود ہیں۔ ا بال رہنے والے پیاری اپنا کھانا خود تیار کرتے ہیں۔ سیتا اینے ساتھ خاصی مقدار میں ا باول مصالح اور ضرورت کی دوسری چیزیں بھی لے آئی تھی۔خوراک کے مہر بند ڈب بزول کے علاوہ تھے۔

ينا تعك كئ تھى۔ وہ فرش پر بچھى ہوئى پيال پر ديوار سے نيك لگا كربيٹھ گئ اور ٹائليں آ گے كو ئن۔ میں بھی تھک گیا تھا۔ میں بھی دوسری دیوار سے نیک لگا کر بیٹھ گیا۔ سیتا کچھ دیر تک

يجاري جم پرشبه نه کري-عا مدنکل آیا تھا۔ مدھم ی حاندنی میں دُور تک پھیلا ہوار مگزار بڑا پراسرارمنظر بیش کرر ماقلا عاندنی میں مندر کا ہیولہ دُور سے دکھانی دینے لگا۔ جاندنی رات، دُور دُور تک پھٹی ہا ؓ ورانی اورأس ورانے میں مندر کا ہولہ برا ایر اسرار لگ رہا تھا۔ ہم مندر ہے تقریباً دوسوگر دُور تھے کہ دوہیو لے اپنی طرف آتے ہوئے دکھائی دیے۔ ''وہ ہمارے انظارِ میں تھے.... اور میرا خیال ہے وہ ہمیں دیکھتے ہی چل پڑے تھے میں نے سیتا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔'' وہ قریب پہنچیں تو تم ذراا لگ ہٹ کر بیٹھ جانا۔اُنٹم شبهبين بونا چاہئے كەتم عورت ہو۔' دوتم فکر مت کرو میستریب آنے دوانہیں۔''سیتانے جواب دیا۔

ہارے درمیان تقریباً بچاس گز کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ سیتا راستے سے تقریباً دس گز دُور ہمے اس طرح بیٹے گئی جیسے فطری ضرورت نے اُسے مجبور کر دیا ہو۔ میں بھی زُک گیا۔ وہ دونوں پجاری قریب بینی گئے۔وہ دونوں ہے کٹے اور کمبے تر نگے تھے۔وہ میرے سانہ آ کرڑک گئے۔ میں نے ہاتھ جوڑ کر اُنہیں پرنام کیا۔ اُن دونوں نے بھی ہاتھ جوڑ دیئے۔ '' در ہو گئی مہاراج میں نے باری باری دونوں کی طرف و کھتے ہوئے کہا۔'' دانا میں متر کی طبیعت خراب ہو گئ تھی ،اس لئے آ ہت آ ہت چل کرآ رہے ہیں۔'' " كوئى بات نبيس مباراج أن ميس ساك في كت بوئ كردن كلما كرسيتا طرف ديکھا۔'' ہمارے لائق کوئی سيوا ہوتو''

آپ اپني منزل ڪوني نه کريں۔ آپ سدهارئے!'' اُن دونوں کو'ہوگئ' کے لفظ پر شبہ ہیں ہوا تھا۔اور بیلفظ میرے منہ ہے بھی بےاختیار نکل ؓ تھا۔کیکن میں نے بروقت اپنی زبان پر قابو پالیا تھا۔ ''اچھا....ہم چلتے ہیں۔ جےرام جی گی۔''

'' ہےرام جی کی ۔'' میں نے بھی دونوں ہاتھ جوڑ دیئے۔ وہ تقریباً میں گز آ گے نکل گئے تو سیتا اُٹھ کرمیرے قریب آگئے۔'' یہ کیا حماتت أس نے مجھے گھورا۔''اگرانہیں شبہ ہوجاتا تو؟'' ''اب تو بات ختم ہوگئ نا'' میں نے کہا۔'' چلو! وہ مندرا پے سیوکوں کا انتظار کرر ہاہے'

ہم دونوں چلتے ہوئے مندر کے قریب آ گئے۔مندر کی عمارت زیادہ بڑی نہیں تھی۔ کہا سمجھ لیجئے کہ تقریباً ہزار مربع گزر تبے پرزمین کی سطح ہے تقریباً چھفٹ اُو کچی کنگریٹ کی چولا جس بروہ عمارت تعمیر کی گئی تھی۔ اُو پر بہنچنے کے لئے یا نچ کشادہ سٹر ھیاں تھیں۔ یہ عمارت آ عریض بارہ دری کی طرح تھی۔ کوئی گیٹ نہیں تھا۔ چاروں طرف سے کھلا ہوا تھا۔ چھٹ باتیں کرتی رہی۔ پھراُس نے مزید ٹائگیں پیارلیں اور آٹکھیں بند کرلیں۔ میں بھی تھک چکا تو اور مجھ پر بھی غنودگی می طاری ہور ہی تھی۔

کرے کے دروازے پر کوئی پٹ وغیرہ نہیں تھا جے بھیٹر لیا جاتا۔ لیکن میرے خیال میں یہاں ہمیں کوئی خطرہ تو نہیں تھا۔ اس ویرانے میں کون آئے گا؟ تھوڑی دیر بعد میں نے بھی آئے تھیں بند کرلیں۔

میں پینہیں کتنی در سویا ہوں گا کہ سیتا نے جھے جنجوڑ کر جگا دیا۔ '' کیا بات ہے؟'' میں نے خوابیدار سے کہجے میں یو چھا۔

''باہر کوئی ہے' سیا' 'سیتا نے سر گوثی کی۔'' آواز آ رہی ہے سے جوئی ہیر گھٹ کر چل رہا ہو۔'' اُس کے کہجے میں ہلکا ساخوف بھی تھا۔

' میں اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ سیتا میرے اُوپرلدی ہوئی تھی۔ میں نے اُسے ایک طرف ہٹایا اور آواز سننے کی کوشش کرنے لگالیکن سائے میں کوئی آواز سائی نہیں دی۔

''یہاں کون آئے گا اس ویرانے میں' میں نے کہا۔''تمہارا وہم ہوگا۔ آ رام ہے ہو جاؤ!'' اور ٹھیک ای لیحہ وہ آ واز سنائی دی۔ صاف مجسوں ہوا تھا جیسے کوئی پیر گھسٹ کر چل رہا ہو۔
سرسراہٹ کی آ واز میرے اعصاب پر طاری ہونے لگی قدیم عمارتوں میں بھوتوں اور
بدروحوں کی بہت ہے با تیں سن رکھی تھیں اور ریتو مندر تھا یہاں نجانے کیا کیا گل کھلتے رہے
ہوں گی گتنی معصوم عورتوں کی عصمتیں لٹی ہوں گی یہاں اُن کی روحیں اب بھی کہیں بھاک

یے خیال آتے ہی میرے رو نکٹے کھڑے ہو گئے ۔۔۔۔۔ اگر واقعی یہاں بھوتوں یا بدروحوں کا ڈررہ ہےتو ہم بقیناً پھنس گئے تھے۔اور شایداُس وقت سیتا کے ذہن میں بھی یہی خیال آیا تھا۔ '' دو کسی کی جھکتی ہوئی آتما تو نہیں؟''وہ سرگوثی میں بولی۔

''احقانہ باتیں مت کرو۔'' میں نے اُس کے ساتھ اُپنے آپ کو بھی تسلی دی۔'' آؤ۔۔۔ د کھتے ہیں باہرکون ہے؟''

سیتانے جلدی ئے پوٹلی کھول کر چاقو نکال لیا۔ ہم اپنے ساتھ کسی قتم کا اسلحہ یا کوئی جگ ہتھیار نہیں لا نا چاہتے تھے۔ لیکن سیتانے مہر بند خوراک کے ڈب کھولنے کے لئے بیدام پورا چاقو رکھ لیا تھا۔ اُس نے بٹن دبا کر چاقو کھول لیا۔ اُس کا پھل تقریبا چھوا کچے کمبا تھا۔۔۔۔۔ اُس نے چاقو میرے ہاتھ میں تھا دیا اور میرے دائین باز ویے لیٹ کر کھڑی ہوگئی۔

''اگر واقعی کوئی بدروح ہوئی تو کیا پیچا تو ہماری کوئی مدد کر سکے گا؟'' میں نے کہا۔ ''ہوسکتا ہے وہ کوی آتما نہ ہو، کوئی انسان ہو۔''سیتا بولی۔

ہم کمرے ہے باہر آ گئے۔اُس وقت تیز ہوا چل رہی تھی اور سیٹیاں ی بجتی ہوئی محسو^{ں ہو} رہی تھیں۔ پہلے ہم اُس طرف آئے جہاں ہے مندر میں داخل ہوئے تھے۔ چاند آسان کے د^{ما}

میں پہنچ چکا تھا۔ ویرانہ،سرسراتی ہوئی ہوا اور چاندنی تینوں نے مل کر ماحول کو خاصا خوفٹاک یادیا تھا۔

ہادیا ہے۔ اس طرف دُور دُور تک کسی کی موجودگی کے آثار دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ ہم دوسری طرف آگئے۔ سیتا نے دونوں ہاتھوں سے میرا بایاں بازو پکڑ رکھا تھا اور وہ میرے ساتھ چپکی بیٹی چل رہی تھی۔

دوسری طرف کمپاؤنڈ خاصا وسیج وعریض تھا۔ وہ دیوار مندر کے چبوتر ہے سے تقریباً ہیں گز کے فاصلے پرتھی۔ اور اُس کے ساتھ ایک چھوٹا سا کمرہ بھی بنا ہوا تھا جس کے قریب ہی لکڑیوں اور خٹک جھاڑیوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ ہم دونوں کمپاؤنڈ میں اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے کہ بائیں طرف سے وہ آواز سنائی دی۔ سیتا چینی ہوئی میرے ساتھ لیٹ گئی۔ مجھے بھی سینے میں سانس زُکنا ہوا محسوس ہونے لگا۔۔۔۔لیکن دوسرے ہی لمحہ میرے منہ سے گہرا سانس نکل گیا۔

دہ ایک بڑی می خشک جھاڑی تھی وَ ہوا کے زور سے ایک طرف سرک رہی تھی اور اُس کے سرکنے سے سرمراہٹ کی آواز پیدا ہور ہی تھی جیسے کوئی پیرگھسٹ کر چل رہا ہو۔

''وہ ربی بدروح میں نے دیکھ لیا ہے اُسے۔اب وہ میرے ہاتھوں سے نیج کر نہیں جا عتی۔''میں نے سیتا کواہیۓ سے الگ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

کیکن وہ مجھ سے لیٹ گئی۔''بھب …… بھا گو……'' وہ ہکلائی۔'' بھاگ چلویہاں ہے…… ہمآتماؤں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔''

'' دیکھو تو سہی ۔۔۔۔کتی حسین ہے وہ۔اور اُس کے بکھرے ہوئے بال کتنے لمبے ہیں۔میرا دل چاہ رہاہے کہ اُس کے بالوں کوچھوکر دیکھوں۔''

''نبین نبین' وہ چیخی۔'' قریب مت جاتا۔ وہ تنہیں مار ڈالے گی۔' سیتا بہادرلؤی تھی ، اُن میں کوئی شبہ نبیں تھا۔ لیکن اس وقت وہ جس طرح ڈر رہی تھی مجھے اس پر بھی زیادہ حیرت 'نین ہور بی تھی۔روحوں پر اِن کا عقیدہ بہت پختہ تھا۔وہ تکوار سے نبیں ڈرتے تھے لیکن آتماؤں کے نام سے اُن کی جان نکلی تھی۔

میں نے زبردئ سیتا کواپے ہے الگ کیا اور جھاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ ''دوریکھو۔۔۔۔۔ وہ ہے بدرُ وح جس ہےتم ڈرر ہی ہو۔''

تھیک اُس کے ساتھ ہی سربراہٹ کی آواز پر جگہ ہے پھر حرکت کی ،اس کے ساتھ ہی سربراہٹ کی آواز پر ابول سینے ہے نکادیا۔ پر ابولی سیتا کے منہ ہے گہرا سائس نکل گیا۔اور اُس نے اپنا سر میرے سینے ہے نکادیا۔ پر میں نے اُسے اپنے ہے الگ کیا اور چبوترے ہے اُتر کرینچے آگیا اور وہ جھاڑی اُٹھا کر

اُں کمرے کے قریب پہنچ گیا جہاں لکڑیوں اور سوتھی ہوئی جھاڑیوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ یہ کوئی با قاعدہ کمرہ نہیں تھا۔ کمپاؤنڈ کی فصیل کے ساتھ دو دیواریں کھڑی کر کے ٹین کی نہت ڈال دی گئی تھی۔ دروازے پر کوئی بٹ وغیرہ نہیں تھا۔ میں نے اندر جھا تک کر دیکھا۔ _{.ها ک}بھی نضا میں گونج بیدا کر دیتا۔

ہم کچھ دیریہ آوازیں سنتے رہے اور پھراپنے کام میںمصروف ہو گئے۔ میں نے کچن کا مائزہ لیا۔ وہاں ضرورت کے برتن موجود تھے۔ تین پتیلیاں ، جائے دانی اور تا م چینی کی تین جار بنن ۔ یہ ساری چیزیں دُھلی ہوئی تھیں اور لکڑی کی ایک چوک پر رکھی ہوئی تھیں۔ کچن ٹی

، بدار س اور جیت دُھویں سے کالی ہور بی تھی۔ اور مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اُس کجن میں اک نکا بھی تھا جس کے نیچے بلاٹک کی ایک بالٹی یانی سے بھری ہوئی رکھی تھی۔ نلکے کا یائی بھی دیوارے نکلا ہوا تھا۔ مجھے یہ بچھنے میں دیز نہیں آئی کہ مندر کے لئے یانی کا بیانتظام کیمپ کی طرف ہے کیا گیا تھا۔ کیمپ میں یقینا یانی کا معتدل انتظام ہوگا اور مجھے یقین تھا کہ کسی بڑے

جزیز وغیرہ کے ذریعے بجل کا نظام بھی ہوگا۔گرمندر کو بجل نہیں دی گئ تھی۔ ئیتائے اپنی یوٹلی کھول لی اُس میں جائے کی پتی اور خٹک دودھ وِغیرہ بھی موجود تھا۔

میں نے کچن کے اندرایک چو لیے میں آگ جلا دی اور سیتا چائے تیار کرنے لگی۔ ہم نے مندر کی سٹر ھیوں پر بیٹھ کر چائے بی اور پھر گھوم پھر کر مندر کا جائزہ لینے لگے۔ باتی نین کمرول میں بھی کسی دروازے کے بیٹ نہیں تھے۔ وہ تینوں کمرے بھی پہلے کمرے سے

لخلف نہیں تھے۔ البتہ ایک کمرہ کسی قدر بڑا تھا اور اُس میں اُوپر جانے کے لئے ایک تگ سا زینہ بھی تھا جو دیواروں کے ساتھ ساتھ گھومتا ہوا اُوپر چلا گیا تھا۔ میں نے سیتا کی لرف دیکھا اورگردآ لودسٹر ھیوں پر جڑھتا جلا گیا۔سیتا بھی میرے پیچھے آ رہی تھی۔

اور کشادہ بالکونیاں تھیں جو نیچے ہے بھی نظر آتی تھیں۔ بالکونیوں کے باہر کی طرف تقریباً

ہارنٹ اُونچی دیوارتھی اور بیددیوار کی جگہوں سے ٹوٹ چکی تھی لیعض جگہوں پر دیوار تو موجود تھی الوں چاروں طرف گھوم کر اس طرف آگئے جہاں سے کھنڈروں کے اس شہر کا نظارہ کیا جا سکتا للدوہ کھنڈر مندر کی دیوار سے تقریباً دوسوگز کے فاصلے سے شروع ہوتے تھے۔مندر کے آگے ا بی دیوار تھی جو نجانے کب تعمیر کی گئی تھی اور اُس دیوار سے آگے دونوں طرف خار دار

أدول كى باڑھتھى جو دُور تک چلى گئى تھى _ باڑھ تقريباً دس فٹ اُو تچى تھى اور اس قدر گنجان تھى مانمان تو کیا بلی کا بچہ بھی اُس میں سے نہیں گز رسکتا تھا۔

اودروا نام کا بیوقد نیم شهر زیاده برانہیں تھا۔ بلکہ اُسے ایک گاؤں کہنا ہی مناسب رہے گا۔ ان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پیدل چلتے ہوئے زیادہ سے زیادہ مجیس تمیں ن من فاصله كے كيا جا سكتا تھا۔ كئ گلياں تھيں۔ خصوٹے حصوبے چوراہے تھے۔ قديم نظمون میں چند چھوٹی عمارتیں بھی نظر آیر بی تھیں۔ بعض عمارتیںِ دومنزلہ تھیں اور میرا خیال ا الله الكل الك تعليم على الكل الك تعلق الله الكل الك تعلق الماري الكل الك تعلق الكل الك تعلك الك

^{ان ش}ن - گاڑیاں بھی مختلف سمتوں میں آتی جاتی نظر آ رہی تھیں اور کچھ فوجی جیبیں مختلف

پھر رکھ کر دو چو لیے ہے ہوئے تھے اور کچھ برتن ادھراُدھ بھرے ہوئے تھے۔ '' یے کی نے نہیں نے سیتا کی طرف و کھتے ہوئے کہا۔'' پوٹلی میں ٹارچ بھی رکھی ہوئی

ے۔ تے کرآؤ! ویکھیں اس میں کیا کیا ہے؟'' ''ابھی کون ساہمیں کچھ پکانا ہے ۔۔۔۔۔۔ جب کیے لیں گے۔'' میتانے کہا۔

اُس وقت آ دهی رات بیت چکی تھی۔ ہم خاصی دیرسو لئے تھے اور اس وقت نیندنہیں آ ربی تھی۔ کمرے میں جانے کو دل بھی نہیں جاہ رہا تھا۔ ہم چبوترے کی سٹرھی پر بیٹھ گئے اور پھر باتوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ہم سرگوشیوں میں باتیں کر رہے تھے۔ میرانجسس بڑھ رہا تھا اور میں لودروا کے اُن کھنڈرات کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جان لینا حابتا تھا جہال دہشت گردی اورتخ یب کاری کا کیمپ قائم کیا گیا ت<u>ھ</u>ا۔

رات اپنے آخری پہر میں داخل ہو چکی تھی۔ ریکتان کی ہوا میں خنجر کی سی کاٹ آگئی تھی۔ ''چلو....اندرچلیں _ مجھے سردی لگ رہی ہے۔'' سیتانے کہا۔

میں نے گردن گھما کر سیتا کی طرف دیکھا۔اور تب مجھے پہلی مرتبہا حساس ہوا کہ اُس نے چونے نہیں پہنا تھا۔ اُس کے جسم پر وہی مختصر لباس تھا جو گھرے روانہ ہوتے وقت چوغے کے نیچے پہنا تھا پخضری چو لی اور کھٹنوں کے اُو پر تک کا گھا گھرا۔ میں نے بھی چوغا اُ تار رکھا تھا۔ میں نے پا جامہ اور کرتہ پہن رکھا تھالیکن مجھے سردی نہیں لگ رہی تھی۔میری ساری زندگی کشمیر کے برف پوش پہاڑوں میں گز ری تھی۔راجستھان کی سردی میرا کیا بگاڑ علی تھی؟

ہم كرے ميں آكر ديوارے فيك لكاكر بيھے گئے۔ باہر كے مقابلے ميں كمرے كى فضا كرم تھی ۔ مگر سیتنا کو اب بھی سر دی لگ رہی تھی اور وہ میر ہے ساتھ لیٹ کر بیٹھی ہوئی تھی۔اور پھر وہ اس طرح نیم دراز ہوکر سوئی کہ اُس کا سرمیری گود میں رکھا ہوا تھا۔ میں نے اُسے ہٹانے کی

کوشش نہیں کی اورخو دبھی آئکھیں بند کرلیں۔ اور پھر تزیزاہٹ کی آواز ہے میری آیکھ کھلی گئی سیتا بھی بدعواں ہو کر اُٹھ گئی۔ تُو تِرُ اہنے کی آ وازیں بدستور سائی دے رہی تھیں۔ وہ آٹو میٹک رائفلوں کی مسلسل فائرنگ کی آوازیں تھیں۔ میں بدحواس ہو کر إدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اور پھر چھلانگ لگا کہ دروازے کے قریب پہنچ گیا۔ اس کے ساتھ ہی میرے منہ ہے گہرا سانس نکل گیا.... فائر کی یہ آوازیل کمیاؤ نڈوال کے دوسری طرف سے سنائی دے رہی تھیں۔

''میں تو ڈر ہی گئی ہے'' اینے قریب سیتا کی آواز س کر میں نے ڈر کر اُس کی طرف دیکھا۔ وہ سینے پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔''ادھر دہشت گردی کی تربیت کا کیپ ہے۔اور ظاہر ہے۔۔۔ ''میں سمجھ گیا۔'' میں نے اُس کی بات کاٹ دی اور ادھر اُدھر و سکھنے لگا۔ ہر طرف چنی وُھوپ پھیلی ہوئی تھی۔میرے اندازے کے مطابق صبح آٹھ بچے کا وقت ہور ہا ہوگا۔فصیل کج دوسری طرف ہے رہ رہ کر فائرنگ کی آوازیں سائی دے رہی تھیں۔اور بھی کبھار بم کا کولیا

سامنے آگیا۔ اُس نے جیپ میں بیٹھے ہوئے تخف سے کوئی بات کی اور پھر خار دار تاروں والا گیٹ کھول دیا۔ جیپ گیٹ سے نکل کر جیسلمیر شہر کی طرف جانے والے راستے پر دوڑ نے لگی۔ وہ راستہ بھی مندر سے تقریباً پانچ سوگز کے فاصلے سے گزر گیا تھا۔ میرا خیال تھا وہ جیپ شہر کی طرف جار ہی تھی۔ کیکن پھر جیب کا زُخ مندر کی طرف مُڑ گیا۔۔۔۔۔۔

'' وہ جیپ ای طرف آ رہی ہے۔۔۔۔۔۔ نیچ چلو! جلدی۔'' میں نے کہا۔ میں اور سیتا دوڑ کر اُس محراب کے پاس پنج گئے جہال نیچ جانے کے لئے زینہ تھا۔ نیچ آتے ہی سیتا اُس کمرے میں فلاس کی جہاں ہمارا سامان رکھا ہوا تھا۔ میں بھی اُس کے پیچے ہی تھا۔ ہم دونوں نے زرد کپڑ ہے والے چو نے بینے اور کمرے سے نکل آئے۔میری بہجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ہمیں اپنی کیا معروفیات ظاہر کرنی چا جمیں ؟ اور پھر ایک ستون کے قریب دو تین جھاڑو د کپھر کر میری آئھوں میں جبک می اُ بھر آئی۔ رات بھر تیز ہوا سے فرش پر ریت کی تہہ جی ہوئی تھی۔ اس مندر میں بیاریوں کی ڈیوٹی لگانے کا مقصد مندر کی دیکھ بھال تھا۔ اور دیکھ بھال کا مطلب یہ تھا کہ مندر میں میں ریت جع نہ ہونے دی جائے۔ میں نے ایک جھاڑو اُٹھا کر سیتا کی طرف اُچھال دیا اور میں اُنودسنجال لیا اور ہم دو مختلف میتوں سے فرش پر ریت صاف کر نے لگے۔

مرے کان جیپ کی آواز پر لگے ہوئے تھے۔ جمجھے زیادہ دیرا نظار نہیں کرنا پڑا۔ایک منٹ بعد ہی جیپ کے انجن کی آواز سنائی دی تو میں نے سیتا کی طرف دیکھا۔ وہ معنی خیز انداز میں محراکر رہ گئی۔

مزیدایک منٹ بعد جیپ مندر کے سامنے نمودار ہو کر زُک گئی۔ میں اور سیتاا پنا کام چھوڑ کر اُں طرف دیکھنے لگے۔اگر جیپ کے زُکنے کے بعد بھی ہم اُس پر توجہ دینے کی بجائے اپنے کام میں مھردف رہتے تو ہمارا کر دار مشتبہ ہوسکتا تھا۔

وہ آئی جیپ سے اُتر آیا ۔۔۔۔۔ اُس نے جیز کی پتلون اور سفید ٹی شرٹ بہن رکھی تھی۔ اُس کاعمر چالیس اور پینتالیس کے درمیان رہی ہوگی۔ وہ درمیانے قد اور گھٹے ہوئے جسم کا مالک تھا۔ کلین شیواور سرکے بال چھوٹے تھے۔ اُس کی گردن سے پسینہ بہدر ہاتھا۔ وہ سے صیاں چڑھ گراؤپر آیا تو ہم دونوں نے اُسے پرنام کیا۔ پرنام کرتے ہوئے بھی جھاڑو ہم آبنوں کے ہاتھوں میں تھے

اُس تخص نے بھی دونوں ہاتھ جوڑ دیئے لیکن سیتا کو دیکھ کر وہ چو نکے بغیر نہیں رہ سکا۔ ''درے ہی لمحے اُس کی آنکھوں میں چیک می اُبھر آئی۔ شاید اُس نے خیال میں یہاں مرد بَداریوں ہی کو ہونا جاہئے تھا مگر یہاں ایک خوبصورت لڑکی کو دیکھ کروہ اُبھا گیا تھا۔ اس دوران 'زائیور بھی جیبے سے اُمڑ کراُو ہرآ گیا۔

''هم کیجئے مہاراج!''سیتانے کہا۔'' آپ کون میں اور یہاں کیے آنا ہوا؟'' ''میں اس علاقے کا سکیورٹی انچارج ہوں'' وہ مخص بولا۔'' جگل نام ہے میرا۔ مجھے جگہوں پر کھڑی دکھائی دے رہی تھیں۔ کھنڈروں کی اُس بستی کے دوسری طرف صحرامیں ایک جگہ غبارسا اُٹھتا ہوا نظر آر ہا تھا۔ پُور در پہلے دہاں بم کا دھا کہ ہوا تھا۔ ''وہ جو بنگلہ نما محارثیں دکھے رہے ہونا۔۔۔'' سیتانے اِشارہ کرتے ہوئے کہا۔''وہ اسرائیل

'''''وہ جو بنگا نما تمارتیں و کھ رہے ہونا۔۔۔۔'' سیتانے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔''وہ اسرائیل انٹیل جنس''موساو'' کے ماہرین کی رہائش گاہیں ہیں۔ کم از کم چاراسرائیلی ماہرین اس وقت ای بہتی میں موجود ہیں۔انٹرین ماہرین بھی خدمات انجام دے رہے ہیں۔اور اس کیمپ میں کم از کم ڈیڑھ سونو جوانوں کو تربیت دی جارہی ہے۔اگر میہ کیمپ تباہ کر دیا جائے تو تم اپن قوم کی بہت بوی خدمت کر سکو گے۔''

بہت بردی خدمت کرسکو گے۔'' ''کیااس کیپ کی تباہی سے پاکستان میں دہشت گردی افر تخریب کاری کی سرگرمیال ختم ہو جائیں گی۔۔۔۔۔اور کیا کشمیر کے حوالے سے انہوں نے جومضو بہ بنایا ہے وہ خاک میں مل جائے گا؟''میں نے بوجھا۔

''یہ کہنا مشکل ہے ۔۔۔۔'' سیتا نے جواب دیا۔''جودھ پور، اود ھے پور اور دوسری جگہوں پر بھی تخریب کاری اور دہشت گردی کی تربیت کے کیمپ کام کر رہے ہیں۔لیکن اسرائیلی ماہرین صرف ای کیمپ میں جیس جیں ۔ اور یہاں صرف اُن لڑکوں کو تربیت دی جارہی ہے جنہیں کشمیر بھاجا جائے گا۔اس کئے تمہارے گئے سب سے پہلے اس کیمپ کو تباہ کرنا ضروری ہے۔''
جائے گا۔اس کئے تمہارے گئے سب سے پہلے اس کیمپ کو تباہ کرنا ضروری ہے۔''
د'لیکن اس کیمپ میں داخل ہونے کا تو کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔'' میں نے کہا۔

باتیں کرتے ہوئے میں گہری نظروں سے گھنڈروں کی اس بستی کا جائزہ لے رہا تھا۔ ایک شکتہ مکان کے سامنے ورخت کے نیچ میں بائیس آ دمی ہیئے ہوئے تھے۔ ہوسکتا ہے اُن کا تعداوزیادہ ہو۔ ایک لمبا تر نگا آ دمی اُن کے ساتھ کھڑا ہاتھوں کو مختلف انداز میں حرکت دے ہا تعداو نیادہ ہونے کی وجہ سے یہ اندازہ لگانا تھا۔ اُس کے ایک ہاتھا ؟ وُشوارتھا کہ وہ کیا چیز تھی؟ وہ مخض کیا کہدر ہاتھا ؟

معلوم ہے کہ ہر پندرہ دن بعد یہاں بچار یوں کی ڈیوٹی بدل جاتی ہے اور میں یہاں آنے والے

ہیںمیوا ہمارا دھرم ہے۔ہمیں ڈر کیوں لکنے لگا۔''

" در ٹھیک ہے ۔۔۔۔۔ شایدتم لوگول سے دوبارہ ملاقات ہو۔ '' جگل نے ڈرائیور کو اشارہ کیا اور مٹرھیاں اُنز کر جیپ میں جا بیٹھا۔ ڈرائیور نے بھی سیٹ سنجال لی اور انجن شارٹ کر کے جیپ کودائر کے کی صورت میں گھما تا ہوا واپس لے گیا۔ جگل بار بار مُو کر سیتا کی طرف دیکھ رہا تھا۔ میں نے اُس کی آنکھوں ہے اُس کی نیت کو تا ڈلیا تھا۔ اور میرا خیال بلکہ یقین تھا کہ وہ دوبارہ بھی ضرورآئے گا۔اور اُس وقت تک آتارہے گا جب تک ہم یہاں ہیں۔''

ں ''کتے کا بچے۔۔۔'' بیتانے دانت کچکچائے اور اس طرح کپڑے جھاڑنے لگی جیے اُس کے ہاتھ لگانے سے کپڑے میلے ہو گئے ہوں۔

''شانتی سشنانتی۔'' میں نے کہا۔''شانت رہو مائی ڈیئر!اس راستے کا انتخابتم نے ہی کیا تھا۔غصہ کرنے یا تلملانے سے پیچنہیں ہوگا۔ابھی تو وہ تمہاری صورت دکھ کر گیا ہے۔لیکن وہ دوبارہ بھی آئے گا۔غصہ کھانے کی بجائے بہتر ہے کہ ہم پچھ اور کھانے کے بارے میں

سوچیںمثلاً ناشتے کے بارے میں کیا خیال ہے؟'' ''اوہ'' سیتامسکرا پڑی۔''اس کمبخت کی وجہ ہے میں بھول بی گئی تھی کہ ہم نے ابھی ناشتہ بھی نہیں کیا۔''

ہم نے جھاڑو و ہیں چھوڑ دیئے۔ سیتا تھلے میں ہے أبلے ہوئے مٹروں والا ایک ڈیہ نکال لائا۔ اُس نے بیٹی میں پانی بھر کر چو لہے پر رکھ دیا اور جب پانی کھول گیا تو ڈیہ اُس میں ڈال دیا۔ میں پانی کی بالٹی اُٹھا کر باہر لے آیا تھا۔ منہ ہاتھ دھو کر فارغ ہوا تو سیتا ڈیہ کھول کر ایک پلیٹ میں مٹر نکال چکی تھی۔ دس منٹ ڈیہ کھولتے ہوئے پانی میں دینے ہے مٹر اس طرح گرم ہو گئے تھے جیسے تازہ کیے ہوئے ہوں۔ اُن کے ذاکئے میں بھی کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

ہم مندر کی سٹر ھیوں پر بلیٹھے مٹر کھاتے رہے۔ یہی ہمارا ناشتہ تھا۔ اس دوران ہم جگل کے بارے میں باتیں بھی کرتے رہے۔ مجھے یقین تھا کہ وہ کوئی نہ کوئی شرارت کرنے کی کوشش ضرور کرے میں باتیں بھی کرے گا۔ میں نے بہت بچھ بچھ لیا تھا۔ کرے گا۔ میں نے بہت بچھ بچھ لیا تھا۔ ہمارے یاس کرنے کو بچھ نہیں تھا سوائے اس کے کہ بیٹھے باتیں کرتے رہتے یا مندر کا ہمارے یاس کرنے کو بچھ نہیں تھا سوائے اس کے کہ بیٹھے باتیں کرتے رہتے یا مندر کا

معائد کرتے ہیاں مرتے ہو چھ دیں تھا سوائے اس نے لہ بیصے باب سرے رہے یا مندر فا معائد کرتے رہتے۔ ناشتے سے فارغ ہوکر سب سے پہلے ہم نے مندر کے فرش سے ریت صاف کی کہ ہم اس سیوا کے لئے یہاں آئے تھے۔اگر یہ بھی نہ کرتے تو جگل کی طرح آنے والا کوئی تخص کی قسم مے شیمے میں مبتلا ہوسکتا تھا۔

ریت اُڑنے کے ہمارے صلیے بگڑ گئے تھے۔ یہ غنیمت تھا کہ یباں پانی بھی موجود تھا۔ میں بائی جُر کر کھلی جگد پر بیٹھ گیا اور پاجا ہے سمیت نہانے لگا۔ نہا کر میں نے تھیلی میں سے دوسرا بڑنے نکال کر پہن لیا اور پاجامہ اور کرتہ دھوکرریت پر پھیلا دیا۔ میں نے پانی کی بالٹی بجر کررکھ بڑنی پچار یوں کو یہ وارننگ دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ وہ صرف مندر کی سیوا کریں۔ تاروں کی باڑھ میں داخل ہونے کی کوشش اُن کے لئے خطرناک ٹابت ہوگی۔ تم لوگوں کو باڑھ کے اندرد کھے کر سکسی وارننگ کے بغیر کو لی ہے اُڑادیا جائے گا۔''

'' ہم سمجھ گئے مباراج!''میں نے جھاڑو نیجے بھینک کر دونوں ہاتھ جوڑ دیئے۔'' ہم صرف مندر کی سیواکوآئے ہیں یہ ہمارا سجاگیہ ہے کہ ہمیں اس سیواکے لئے چنا گیا ہے۔ہم اپنے کام سے کام رکھیں گے۔''

''تمہارا سامان کہاں ہے؟'' اُس نے پوچھا۔ ''اُ

'' پوٹلی اس کمرے میں رکھی ہے مہارا ج آ'' میں نے اشار ہے ہے بتایا۔'' جگل نامی اُس شخص نے ڈرائیورکواشارہ کیاوہ کمرے میں جلا گیا۔ چندمنٹ بعد داپس آ کراُس نے فی میں سر ۱۰۱۱

دیا۔ ''تم لوگوں کے پاس کوئی ہتھیار؟''جگل نے کہتے ہوئے باری باری ہم دونوں کی طرف دیکھا۔ ''ہم یوگی اور سادھولوگ ہیں مہاراج! کسی ہتھیار کا ہمارے پاس کیا کام؟'' میں نے کہا۔

''میں اینے اطمینان کے لئے تلاثی لینا چاہوں گا۔'' جکل بولا۔ ''ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔'' میں نے جواب دیا۔

جگل نے ایک بار پھر ڈرائیور کو اشارہ کیا۔ وہ میرے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور میرا چوغہ اُتر وانے کے بعد اس طرح میری جامہ تلاشی لینے لگا جیسے کوئی ہتھیار بہت چھوٹی می چیز ہو جے سیر

پاجائے کے نینے میں بھی چھپایا جاسکتا ہو۔ ڈرائیور میری تلاقی لے رہا تھا اور جگل خود سیتا کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اُس کا چونے بھی اُتروا دیا گیا۔ جگل نے چونے جھٹک کراُسے زمین پرایک طرف ڈال دیا اور سیتا کے لباس کو شو لنے لگا۔ میں کن انکھیوں سے اس طرف دیکھ رہا تھا۔ سیتا اپنا بدن چرانے کی کوشش کررہی تھی اور جگل اُس کے جم کو شول رہا تھا۔ اُس نے سیتا کے گریان 'یں بھی ہاتھ ڈال دیا تھا۔ اُس وقت سیتا کسمسا کررہ گئی۔ کوئی اور موقع ہوتا تو سیتا اُس کے چبرے کا نقشہ بدل چکی ہوتی لیکن اس وقت وہ

''فھیک ہے۔۔۔۔'' جگل بیچھے ہٹتے ہوئے بولا۔''میں نے تم لوگوں کو خبر دار کر دیا ہے۔ تاروں کی باڑ کے قریب جانے کی کوشش مت کرتا در نہ نتائج کی ذمے داری تم لوگوں پر ہوگ۔'' وہ چند لحوں کو خاموش ہوا پھرسیتا کی طرف د کھتے ہوئے بولا۔''شہر کے مندروں میں تو گو پیوں کو د کھھا ہے لیکن مجھے خیال نہیں تھا کہتم جیسی حسین لڑکی کوالیے ویرانے میں بھی بھیجے دیا جائے گا۔

کیاتمہیں ڈرٹبیں لگتا؟'' ''ڈر کا ہے کا مہاراج؟'' سیتا نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔''ہم دھرم جار^ی سیتا نہانے بیٹھی تو میں مندر کے سامنے والی طرف کی سٹرھیوں پر بیٹھ گیا اور رہگزر کی طرف تکنے رگا۔ اُس وقت تقریباً دس نج رہے تھے۔ تیز دُھوپ چیک رہی تھی اور پیش بڑھ رہی تھی۔ دُھوپ میں جھلمِلاتی ہوئی ریت پرنظرین ٹِکانا بھی مشکل ہور ہاتھا۔

ائیے چھے ہلکی کی آ ہٹ یا کر میں گئے گردن گھما کرد یکھا۔ سیتا میرے قریب کھڑی تھی۔ وہ نظے پیرتھی۔ جسم پرساڑھی کی طرح زرد چادر لپیٹ رکھی تھی اور بالوں سے پائی ٹیک رہا تھا۔ ''گرمی بڑھر ہی ہے اور ہمیں کئی روزیہاں رہنا ہوگا۔'' وہ میرے قریب بیٹھتے ہوئے ہوئی۔ ''ابھی تو دس بجے ہوں گے ۔۔۔۔۔ جینے جیسے سورج اُوپر آتا جائے گا گرمی کی شدت میں اضافہ ہوتا رہے گا۔'' میں نے کہا۔

ہم کافی در وہاں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ حدت بڑھ گئ تھی۔ گرم ہوا کے تھیٹر ہے ہمارے چبروں سے فکرار ہے تھے۔ ہم باہر والی سٹرھیوں سے اُٹھ کر مندر کے اندرونی جھے میں آ گئالور ایک بار پھر گھوم پھر کر مندر کا معائنہ کرنے گئے۔ اس دوران اُور کا ایک چکر بھی لگا کرآئے تھے۔ سٹرھیاں اُرتے ہوئے سیتا کا دھکا لگنے سے میں لڑ کھڑا گیا۔ سنجھنے کی کوشش میں میرا ایک پیرسب سے نیچے والی سٹرھی پر دیوار کے بالکل ساتھ پڑا اور مجھے یوں لگا جیسے اُس جگہ پیر کا بوجھ پڑنے سے اینٹ نیچے دب گئ ہو۔۔۔۔ میں اُچھل کر ایک طرف ہٹ گیا۔ سیتا نے بھی میرے ساتھ ہی چھلا تگ لگائی تھی۔۔

ادر پھر ملکی می کھٹ کھٹ کی آ وازین کر ہم دونوں چونک گئے یوں لگ رہا تھا جیسے کوئا چیز اپنی جگہ ہے حرکت کرنا چاہتی ہولیکن کوئی رُ کاوٹ پیش آ رہی ہو یہ آ واز سٹرھیوں کے پنچے ہے آ رہی تھی۔

سیں نے معنی خیز نگاہوں سے سیتا کی طرف دیکھا اور جھک کرسٹر ھیوں کے بیچے بیٹھ گیا۔
کھٹ کھٹ کی بہت ہلکی می یہ آواز سٹر ھیوں کے بیچے دیوار نے بالکل قریب سے آرہی تھی۔ میں
آئسیں بھاڑ بھاڑ کر اُس جگہ کو گھور نے لگا۔ مگر اُس جگہ گہری تاریکی تھی اور بچھ دکھائی نہیں دے
رہا تھا۔ میں ہاتھ سے دیوار کو ٹولنے لگا۔ دیوار کے ساتھ فرش پر ہاتھ رکھا تو بری طرح چونک
گیا۔ میرے ہاتھ کو بہت ہلکا ساجھٹکا لگا تھا۔۔۔۔ میں نے ہاتھ اُسی جگہ پر رو کے رکھا۔ وہ اینگ
بہت خفیف سے انداز میں اپنی جگہ پر آگے بیچھے حرکت کر رہی تھی۔ لگنا تھا جسے وہ اینٹ اپنی جگہ
سے اُٹھنا جا ہتی ہو گرکو کی رُکاوٹ تھی جس سے وہ معمولی می حرکت کر کے رہ جاتی تھی۔

'' یہ سب یہ دیکھوستا! یہ این اپنی جگہ ہے حرکت کر رہی ہے۔'' میں نے سیتا ہے کہا۔ اللہ کے ساتھ ہی میر ہے ذہن میں مندروں کے اندر نفیہ راستوں اور تبد خانوں کا تصور اُ بھر آیا۔ سیتا میر ہے قریب بیٹھ گئی۔ اینٹ کو متحرک پاکروہ بھی چو نئے بغیر نہیں رہ کئی تھی۔ کھٹ کھٹ کی ہلکی ہی آ واز اُس اینٹ ہے اُ بھر رہی تھی۔ ''کوئی گڑ بڑ ہے۔''' سیتا بڑ بڑائی۔

'' ٹارچ کے کرآ وَا مجھے لگتا ہے یہاں کوئی خفیہ راستہ موجود ہے۔'' میں نے کہا اور سیتا اُٹھ کراس کمرے سے باہر چلی گئی۔ہم اپنے ساتھ ایک ٹارچ اور پچھے فاضل ڈرائی سیل بھی لے کر آئے تھے۔

''سینتا ۔۔۔۔!'' میں نے کہا۔''سب سے نینچ والی سیرهی پر دیوار کے بالکل ساتھ والی اینٹ پیرر کھ کر کھڑی ہو حاؤ!''

سیتا میرا مطلب سمجھ گئ تھی۔ میں نے ٹارچ کی روشی سیرھی پر ڈالی۔سب سے بنیج والی میر شاف مرمر سے راثی ہوئی اینٹوں سے بنائی گئ تھی اوراس سے اوپر کی سیر ھیوں کی تغییر میں مام اینٹیں استعمال کی گئے تھیں۔

سیتا اُس سیر همی پر دیوار کے بالکل ساتھ ملی ہوئی اینٹ پر پیرر کھ کر کھڑی ہوگئے۔اینٹ دب گن اور سیتا اُنچل کرینچے اُتر آئی۔

''یہ سیمبیں پر کوئی گڑ بڑ ہے۔'' وہ اُس اینٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے **بولی۔اُس** کے لیج میں سنسنی کی ہی کیفیت نمایاں تھی۔

میں ٹارچ کی روشی میں اُس اینٹ کا جائزہ لینے لگا۔ وہ دوسری اینٹوں کے برابر آ چکی تھی اور ختم است کی بات یہ تھی کہ دوسری مرتباس اینٹ کے دبنے سے کھٹ کھٹ کی وہ بلکی می آواز ختم برائی تھی۔ میں نے ٹارچ کی روشی میں سیر حیوں کے نیچے والی اینٹ کا جائزہ لیا۔ اُس میں بھی اُس جگہ سے ریت اُس کوئی حرکت نہیں تھی۔ میں نے ٹارچ سیتا کوتھا دی اور اُس کی روشی میں اُس جگہ سے ریت سان کرنے لگا۔

میں نے خاصالمبا چوڑا رقبہ ریت سے صاف کر دیا۔ پورا فرش سنگ مرمر کی اینوں کا تھااور اسٹ سرم کی اینوں کا تھااور اسٹ سے سرح جوڑا گیا تھا کہ اُن میں بہت معمولی ہی جھریاں نظر آ رہی تھیں جن میں ریت مُن بون تھی۔ مُن بون تھی۔ مُن بون تھی۔ مُن بون تھی۔ میتا نے ایک بار پھر سیڑھی والی اینٹ کو دبایا۔ فرش والی اینٹ میں پھر حرکت پیدا ہوئی۔ میں سرح کت پیدا ہوئی۔ مُن بیج کت پیدا ہوئی۔ مُن بیج کت پیدا ہوئی۔

طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس کی ایک معقول وجہ سامنے بھی موجود ہے۔''میں نے جواب دیا۔''سیڑھی کی وہ این نے جس کے بنچے وہ میکنزم ہے، بالکل دیوار کے ساتھ ہے۔ سیڑھیاں چڑھنے یا اُرّ نے والا کوئی بھی شخص دیوار کے ساتھ جڑ کرنہیں چاتا۔ عام طور پر سیڑھیوں کے درمیان میں ہی قدم رکھا جاتا ہے۔ اور میرا پیرتو انفاق سے اس جگہ پر پڑگیا تھا۔ اگر تمہمارا دھکا گئنے سے میں لڑ کھڑانہ جاتا تو برای اس جگہ پر نہ پڑتا اور ہم بھی اس خفیہ راستے سے لاعلم رہتے اور پندرہ دن تک یہاں جھاڑود ہے رہتے۔''

۔ حمارُ ددینے والی بات پر سیتامسکرائے بغیر نہ رہ سکی تھی۔

ہمیں اُس کرے سے نکلے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ ہو گیا تھا۔ اس قتم کے تہہ خانے جوطویل عرصہ سے بند ہوں اُن میں زہریلی گیس بھر جانا کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی۔ دیوارش ہوتے کاندر سے خارج ہونے والی ہوامیں، میں نے وہ بومحسوں کرلی تھی اور ہم فوراً وہاں سے پیچھے ہٹ گئے تھے۔

''میکز م اتنا جامنہیں تھا۔'' میں نے سبتا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔'' ہوسکتا ہے ہیں، تمیں ایکا سبح کی اور کواس خفیہ رائے کا پتہ چل گیا ہو۔ بہر حال! ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ الاتہ خانے میں ہمارے لئے کیا بچاہے۔''

ر دائیں طرف ایک دیوار کے قریب سیرهی کے ساتھ ایک آہنی کنڈ انظر آیا۔ میں نے نیچے بیٹھ کائڈ انظر آیا۔ میں نے نیچے بیٹھ کائٹ کنڈے کو دوبارہ اپنی طرف کینچا۔ دیوار کا راستہ بند ہو گیا۔ میں نے کنڈے کو دوبارہ آپی طرف کینچا، دیوار دوبارہ بی مطمئن ہو کراُٹھ گیا۔

یتا بھی اندرآ گئی۔ راستہ بند کرنا مناسب نہیں تھا کیونکہ اندر کسی قدر گھٹن تھی۔ ہوا کی آمد و انتاکاراستہ بند ہو جانے ہے ہمیں سانس لینے میں دُشواری پیش آ سکتی تھی۔

اکن ہندتہہ خانے میں سانپ اور بچھو وغیرہ بھی ہو سکتے تھے۔ہم دونوں ننگے پیر تھے اور ٹار ج مردئ میں بہت محتاط ہو کرفتدم اُٹھار ہے تھے۔

''ایک منٹ میں چاقو لے کرآتی ہوں۔اس کی نوک سے ریت صاف کرو!'' بیتا ہے' کہااور کمرے سے باہرنکل گئی۔

اس میں اب شیبے کی کوئی بات نہیں رہی تھی کہ سڑھی والی اینٹ کا کوئی تعلق فرش کی این ہے بھی تھا۔ اندر کوئی ایسا میکنزم تھا جو دونوں میں کوئی رابطہ قائم کئے ہوئے تھا۔ اور اب فج یعین ہوگیا تھا کہ یہاں کوئی خفیہ تہہ خانہ یا خفیہ راستہ موجود ہے۔ بیتا مجھ سے بھی زیادہ سمن کی گفیت میں مبتلا تھی۔ وہ دومنٹ بعد ہی چاتو کے کر واپس آگئی۔ میں نے چاتو کی نوکست کیفیت میں مبتلا تھی۔ وہ دومنٹ بعد ہی چاتو کے کر واپس آگئی۔ میں نے جاتو کی نوکست فرش کی اینٹ میں گر دی اور سیتا کو اشارہ کیا۔ وہ سڑھی والی اینٹ پر بیررکھ کر کھڑی ہوگئی۔ فرش کی اینٹ میں گر حرکت بیدا ہوئی۔ اس مرتب وہ اپنی جگھ سیجھے میں دیر نہیں گئی کہ جھر یوں میں رہت صاف کر تاریا۔

میں چاتو کی نوک سے جھر یوں میں رہت صاف کر تاریا۔

تقریباً ایک گھنٹے کی کوشش کے بعد سیڑھی والے پھر کے میکنزم کو بار باراستعال کرنے ۔ فرش کی اینٹ تقریباً تین اپنچ اُوپرآ گئی جے میں نے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کرتھوڑی کی مخن سے باہر تھنچ لیا۔ اُس اینٹ کے نیچ تقریباً آٹھ انچ گہرا کھڈتھا جس میں نیچ ایک آہنی کنڈالاً ہوا تھا میں نے سیتا کی طرف و نیکھا۔ اُس کے چہرے پرسٹنی کے تاثر اَت نمایاں تھے۔ « بھی میری طرف و کھورہی تھی۔

''(اُس کنڈے کو تھینچو۔۔۔۔۔ یہاں یقینا کوئی تہہ خانہ ہے۔' وہ سرسراتی ہوئی آواز میں بولی۔
میں نے دواُنگلیاں کنڈے میں پھنسالیں اوراُ ہے اِدھراُدھر حرکت دینے کے بعداو پر تینچ کیا۔۔۔۔ اور اس کے ساتھ ہی ہونو کاگا۔ مجھے مابوی نہیں ہوئی۔ ذراس کوشش سے کنڈ ا اُوپر آ گیا۔۔۔۔۔ اور اس کے ساتھ ہی ہونو خفیف سی گڑ گڑ اہٹ کی آواز سنائی دینے گئی۔۔۔۔۔ہم دونوں اُس کنڈے کو دیکھا۔ سے محرائی تو ہم دونوں نے بیک وقت سراُٹھا کر دیکھا۔ سے محرائی تو ہم دونوں نے بیک وقت سراُٹھا کر دیکھا۔ سے محبول کے بی ہمارے چہروں سے محرائی تو ہم دونوں نے بیک وقت سراُٹھا کر دیکھا۔ سے محبول کے بی ہمارے سامنے والی دیوارش ہورہی تھی اور گرم ہوااس خلا ہے آ رہی تھی۔ اُس ہوا میں گیس جہا رہی سامنے والی دیوارش ہورہی تھی گیا اور سیتا کا ہاتھ کیڈ کر تیزی سے باہر آ گیا۔۔۔ نہ

ہم دونوں اُس کمرے ہے وُ ور جا کر کھڑے ہو گئے اور تازہ ہوا میں گہرے گہرے ساللا لینے لگے۔ بیتا بار بار اُس کمرے کے دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی جیسے وہاں ہے کیا جھ کے برآید ہونے کی تو قع ہو۔

ے براند برت کی میں ہے۔ ''میراخیال ہے ہندوستان کا کوئی مندراییانہیں جس کے پنچے کوئی تہہ خانہ یا خفیہ ^{رانے؛} ہو۔'' میں نے سیتا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ہو۔ یں سے بیما می سرت سے ہوئے ہا۔ ''ہندوستان کے راجوں مہارا جوں کی طرح مندروں کے پنڈت اور بجاری بھی روز اللہ بی ہے ایک دوسرے کے خلاف سازشوں میں مصروف رہے ہیں۔'' سیتا نے اس کمر کا چیز و! جب ہمیں جانا ہوگا تو یہ سب کچھ ساتھ لے جائیں گے۔'' دس سیر حیوں کے بعد کیشادہ لینڈ تک تھی۔ وہاں سے سیر حیاں دائمیں طرف مُو گئ تھیں۔ ا طرف بھی دَں ہی سٹر ھیاں تھیں جن کے اختیام پر بہت وسیع وعریض ہال تھا۔ یہ ہال مندر ع مرکزی ہال کے مین <u>نی</u>چے تھا اور چار بڑے بڑے ستون تھے جنہوں نے حبیت کوسہارا د_{ے ام}ا اُس کے کیڑے بھی موجود تھے۔ تھا۔اُس تہہ خانے کے اطراف میں کمرے بھی تھے۔بعض کمروں کے دروازے غائب تھا ا بعض میں درواز ہے موجود تھے۔ میں ایک ایسے کمرے میں داخل ہو گیا جس کا درواز ہ نہیں ہو سیتا بھی میرے ساتھ جڑی ہوئی تھی۔ میں دروازے کے قریبِ بی اُک کرٹارچ کی روثیٰ میہ إدهراُ دهر و يکھنے لگا اور پھر دوسرے ہی لمحہ سیتا چیخ کر جھ سے لیٹ گئی

وہ ایک انسانی ڈھانچہ تھا جو بائیں طرف والی دیولد کے قریب فرش پر پڑا ہوا تھا۔

ڈ ھانجے برگرد کی تہیں جمی ہوئی تھیں۔ سیتا مارے خوف کے میرے ساتھ کیٹی جارہی تھی۔ ہم اُس کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے کی طرف آگئے بند درواز ہ کھولنے میں فیے زیادہ و شواری پیش نہیں آئی تھی۔ دروازہ کھلتے ہی ہم ایک بار پھرا تھیل پڑے ۔۔۔۔اس کر ا منظر پہلے کمرے سے کسی حد تک مختلف تھا۔ کمرے کے وسط میں لکڑی کا ایک صندوق بڑا ہوالا اوراُس کے قریب ہی فرش پر ایک انسانی ڈھانچہ پڑا ہوا تھا۔اُس انسانی ڈھانچے پرلباس موج تھااور وہ بیڈتوں یا بچار یوں والالباس تھا۔

صندوق کا ڈھکنا چند انجے کے قریب کھلا ہوا تھا۔ میں نے پیرے وہ ڈھکنا پوری طرح ہالا اور جیسے ہی ٹارچ کی روشی اندر ڈالی میں اُٹھل پڑاصندوق کے اندر کچھ طلائی زیوران

یڑے ہوئے تھے جن میں جڑے ہوئے ہیرے ٹارچ کی روشیٰ میں جگمگا اُٹھے تھے۔ میں نے سیتا کی طرف دیکھا۔ اُس کی آنکھوں میں عجیب سی جیک اُبھر آئی تھی۔ اُس ^{نے}

جلدی ہے جھک کروہ زیوراُٹھا لئے۔ایک نیکلس تھا، دو ہیرے کی انگوٹھیاں اورایک تاج جمل میں ہیرے جڑے ہوئے تھے۔ سیتانے ٹیکلس اور انگوٹھیاں پہن لیں اور تاج سریر بالوں کملا

پینسالیا۔ اُس کا خوف زائل ہو گیا تھااور ہونٹوں پرخفیف ی مسکراہث آگئ تھی۔

مجھے اس صندوق کی کہانی سجھنے میں در نہیں گئی۔کوئی اس صندوق میں بھرا ہوا خزانہ چ^{ائ} کی کوشش کرر ہاتھااور پنڈت اُسے بچانے کی کوشش میں مارا گیا تھااور جورِخزانہ لے جانے مگا کامیاب ہو گیا تھا۔ اُس کی عجلت کی وجہ سے میہ چیزیں صندوق میں رہ گئی تھیں جن برسیتا نے ا تر دّ وقضه کرلیا تھا۔

تیسرے کمرے میں ایک الماری تھی جس کے بٹ بھڑے ہوئے تھے۔ میں نے ہ^{یں} کھو لے تو ہم دونوں اُنچل پڑے تین خانے تھے اور تینوں میں زر و جواہر بھرے ہو⁾ تھے....ایک خانے میں سونے کی دس بارہ مختلف سائز کی مور تیاں رکھی ہوئی تھیں۔ سیٹا ^{آگ} بردھی تو میں نے اُسے روک لیا۔

''فی الحال ان چیزوں کو باہر لے جانا خطرناک ہوگا۔'' میں نے کہا۔'' ابھی انہیں مطا

بات سیتا کی مجھ میں آگئے۔ ہم اُس کر ہے سے نکل کر دوسرے کمروں میں دیکھتے رہے۔ ا کے خرے میں ایک اور ڈھانچہ ملاتھا اور یہ بھی کسی عورت کا تھا۔ قریب ہی گرو میں ویے ہوئے

م ایک اور دروازے کے سامنے آ گئے۔ یہ دراصل سرنگ نما راستہ تھا جس کے آگے جماڑیاں اُ گی ہوئی تھیں۔ میں جھاڑیاں ہٹا کرآ گے بڑھ گیا اور جیسے ہی سیتا میرے پیچھے اندر آئی اُس کے منہ سے خوفناک جیخ س کر میں اُنچیل پڑامُو کر دیکھا تو میرا دل ہی اُنتھیل کر طلق میں آگیا.....

ایک انسانی و هانچه سیتا ہے لپٹاہوا تھا اور سیتا بری طرح جیخ رہی تھی!

000

بیتا اب بھی میرے ساتھ لیٹی خوف سے تقرقھر کانپ ربی تھی۔اُ ہے اپنی حالت سنجاولئے میں چار پانچ منٹ لگ گئے۔ میں نے بڑی مشکل سے اُسے اپ آپ سے انگ بٹا کر چا در اُس کے جسم پر لیبیٹ دی اور اس کا پلوکند ھے پر سے آگے لا کراُ س کے ہاتھ میں تھا دیا۔اُس کا چ_{برد} پیلا ہور ہاتھا اور ہاتھ اب بھی کانپ رہے تھے۔

پر پیلا ہور ہاتھا اور ہاتھ ابھی کانپ رہے تھے۔ ''جولڑ کی موت کے منہ میں چھلا نگ لگا کر مجھ جیسے موت کے فرشتے کو گرفتار کرنے نگلی ہو میں آسے اتنا ہز دل نہیں سجھتا۔'' میں نے اُس کے چبرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

یں ۔ ''انسانوں سے کڑنا اور بات ہے۔ اور بیدڈ ھانچے ۔۔۔۔۔'' وہ زمین پر بڑے ہوئے ڈھانچ کو کہ کر ظاموش ہوگئی۔

"''یو اور بھی بے ضرر ہیں ……''میں نے کہا اور ٹارچ کی روشنی میں بکھرے ہوئے ڈھانچ کاجائزہ لینے لگا۔ڈھانچے کے قریب ہی گردآ لود فرش پروہ تاج بھی پڑا ہوا تھا جو سیتا کے سر سے گرگیا تھا۔میرے طلق سے بے اختیار قبقہبہ نکل گیا۔

''کیابات ہے ۔۔۔۔۔اس طرح کیوں ہنس رہے ہو؟'' سیتا نے مجھے گھورا۔ '''

"عورت کی جان پر بنی ہوگیکن زیور کے لئے وہ موت کے جبڑوں میں بھی ہاتھ ڈال سکتی ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرانداق اُڑار ہے ہو؟" وہ چیخی۔ "نبید

''نہیں ۔۔۔۔ بیتاج تم پراچھا لگ رہا ہے۔ نجانے کس بدقسمت راجکماری کا ہوگا جوتمہارے بریآ کرسج گیا ہے۔

۔ "تم یہ بھول رہے ہو کہ میرے پتا جی بھی ایک ریاست کے راجہ تھے۔ اور میں بھی

را جماری ہوں۔''سیتانے کہا۔ ''اورای لئے تو بیہ تاج تمہارے سر پر سج رہا ہے۔'' میں نے جواب دیا اور ٹارچ کی روشی کمل! دھراُدھرد کیصنے لگا۔ اور پھر روشیٰ کا رُخ اُو پر ہوتے ہی میں اُٹھیل پڑا۔۔۔۔۔سیتا بھی اُٹھیل کر ''' البارہ بھے سے لیٹ گئ تھی۔اُس کے چبرے پرایک بار پھرخوف کے سائے اُٹھرآئے تھے۔

اُں دروازے کے او پرایک تنگ می دو پھتی تھی جس پر نیچے او پر کئی انسانی ڈھانچے پڑے گئے۔
اُس دروازے کے او پرایک تنگ می دو پھتی تھی جس پر نیچے او پر کئی انسانی ڈھانچے پڑے
اُسٹ تھے۔۔۔۔۔اس راستے کو جھاڑیاں لگا کر بند کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ جھاڑیوں کی پچھ لمبی
اُسٹی اوپر دو چھتی تک پنچی ہوئی تھیں۔ مجھے صور تحال کی تہہ تک پنچنے میں دُشواری پیش نہیں
اُسٹی اوپر دو چھتی تک پنچی ہوئی تھی تو جھاڑیوں کی شاخیس ملنے سے اتفاق سے وہ ڈھانچہ
اُسٹی تھا اور یہ بھی محض اتفاق تھا کہ وہ ڈھانچہ سیتا پر اس طرح گرا تھا جیسے سیتا کو اپنی لیبیٹ
اُسٹی تھا اور یہ بھی محض اتفاق تھا کہ وہ ڈھانچہ سیتا پر اس طرح گرا تھا جیسے سیتا کو اپنی لیبیٹ
اُسٹی کے لئے ہی اُس پر چھلا تگ لگائی ہواور سیتا کا خوفز دہ ہوکر چیخا کوئی غیر فطری بات

ُوالِي چلو..... يہاں ہے۔'' سيتا أو پر ر<u>كھ ہوئ</u> أن ڈھانچوں كو ديكھ كرخوفز دہ ليج

میں سیتا ہے تقریباً پانچ گز آ گے تھا۔ نارچ کی روثنی میں جو پکھے دیکھا تھا اُس نے بکھے مجی بدحواس کر دیا تھا جمھے اپنا دل کنپنیوں میں دھڑ کتا ہُوامحسوں ہور ہا تھا۔ لیکن میں نے فورائل اپنے حواس پر قابو پالیا اور دوڑ کر سیتا کے قریب پہنچ گیا جو بری طرح چنج رہی تھی۔

وہ انسانی ڈھانچہ سیتا کی پشت پر اس طرح لدا ہوا تھا کہ اُس کے دونوں باز و سیتا کے کدھوں پر سے ہوتے ہوئے اُس کے سینے پر جھول رہے تھے اور اُس کی کھو پڑی سیتا کی گردن سے گئی ہوئی تھی ۔۔۔۔۔گئی ہوئی تھی ۔۔۔۔۔گئی ہوئی جسے گئی ہوئی جس کے ایک ایک لیر میر سے پور ہے جم میں دوڑتی جا گئی اور د ماغ میں چیو نئیاں می ریگتی ہوئی محسوں ہونے گئی تھیں۔ میں نے جلدی ہے آگے بڑہ کراس ڈھانچے کو سیتا کے اُوپر سے ہٹایا تو سیتا کی چاور اُس کے ایک ہاتھ کی استخوانی اُنگیول

میں اُلھ گئ اور اس طرح زرد رنگ کی وہ چادر بھی سیتا کے اُوپر سے ہٹ گئاُس کے جم کا بالا کی حصہ بر ہند ہو گیا اور وہ چیختی ہوئی مجھ سے لیٹ گئ وہ خوف سے مسلسل چیخ رہی تھی الا اُس کا بدن خزاں رسیدہ ہے کی طرح کا نب رہا تھا۔اُس نے مجھے تختی سے اپنی بانہوں کی گرفت میں لے رکھا تھا۔ میں ایک ہاتھ ہے اُس کی پشت تھیتھیانے لگا۔ دوسرے ہاتھ میں پکڑی ہوگا میں سے رکھا تھا۔ میں ایک ہاتھ ہے اُس کی پشت تھیتھیانے لگا۔ دوسرے ہاتھ میں پکڑی ہوگا

ٹارچ کا زُخ نیچے کی طرف تھا اور اُس کی روتن میں ڈھانچہ نظر آ رہا تھا۔ نیچے گرنے ہے ڈھانچے کے کچھ جھےٹوٹ گئے تھے۔ سیتا کی چا در کا ایک کونا اب بھی اُس کے ہاتھ کی استخوالٰ ٹر اُنگلیوں میں پھنساہوا تھا۔

''ہوش میں آؤسیتا ۔۔۔۔'' میں نے ایک بار پھر اُس کا کندھا تھیتھاتے ہوئے کہا۔'' ثم فو ایک بہادرلڑ کی ہو۔۔۔۔ ہڈیوں کے ایک ڈھانچے سے ڈر گئیں۔ وہ دیکھواُس کی ہڈیاں بھرکا پڑی ہیں۔''

. ...م.....میری چادراُس نے پپ پکڑر کھی ہے۔''سیتا گھکھیائی۔''وہوہ مجھے کھنٹی اس ''

ر است کی را ہے۔ '' پاگل ہوگئی ہو وہ بے جان ڈھانچ تمہیں کیے تھنچ سکتا ہے؟'' میں نے کہا اور چادر کو جھٹکا دے کر ڈھانچ کی اُنگلیوں سے جھڑا لیا۔ میں سیتا کو ہز دلی کا طعنہ نہیں دے سکتا تھا۔ المکا صور تحال ہے کوئی بھی دوچار ہوتا تو اُس کی یہی حالت ہوتی۔ وہ ڈھانچہ اگر میرے اُوپر گرنا ف

سوری کے وہ میں دوھیار ہوتا ہیں گئیں۔ یقیناً میری بھی ای طرح چینیں نکل جاتیں۔

میں بولی۔'' مجھے یہاں ڈرلگ رہاہے۔''

'' یہ ڈھانچے میرایا تمہارا کچھ نہیں بگاڑ گئے۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں۔'' میں نے کہا۔ مالانکہ میرا دل بھی اندر سے کانپ رہاتھا۔'' لگتا ہے اس مندرکونل گاہ کے طور پر استعال کیا جاتا رہاہے۔''

''ای لئے تو مجھانے دھرم سے نفرت ہوگئ ہے۔''سیتانے کہا۔''ہمارے بیر مندرعبادت گاہیں نہیں قبل گاہیں ہیں۔ بھی دولت کے حصول کے لئے کسی کا گلاکاٹ دیا جاتا ہے اور بھی دھرم کے نام پر پھرکی مور تیوں کے سامنے جیتے جاگتے انسانوں کو بھینٹ چڑھا دیا جاتا ہے۔ یہ ڈھانچ دکھے کراس مندر کے بارے میں بہت سے اندازے قائم کئے جاسکتے ہیں۔ ججھے تو ڈر لگ رہا ہے۔ چلو سیدواپس چلیں یہاں ہے۔'

''اُبُ ڈرنے کی کیابات ہے؟'' میں نے کہا۔''اب یباں نہ پنڈت ہیں اور نہ مورتیاں۔ ذرا آگے چل کر دیکھتے ہیں کہ بیسرنگ کس طرف اور کہاں تک جاتی ہے؟ ممکن ہے بیسرنگ ہمیں کھنڈروں کے شہر کے اندر تک لے جائے۔''

یں مدرروں ہے اور سیاست کی جاتی ہوگی۔''بیتانے کہا۔''لیکن ہمیں تہہ خائے ''پیسرنگ یقینا شہر کی سمارت تک ہی جاتی ہوگی۔''بیتانے کہا۔''لیا تو'' میں اُتر ہے ہوئے بہت دیر ہو چکل ہے۔اگر وہ جنگل کمبخت دوبارہ اس طرف آگیا تو''

''ہم زیادہ آگے نہیں جائیں گے۔'' میں نے بنتا کی بات کاٹ دی۔ ہم ٹارچ کی روشن میں آگے بڑھنے لگے۔ سرنگ اتن کشادہ تھی کہ تین آ دمی آ سانی سے پہلو بہ پہلوچل سکتے تھے۔ مجلہ مکر یوں کے جالے تنے ہوئے تھے۔ تقریباً ہیں گز آگے جاکر یہ گیاں مکر طرف مُرکئیاں ہم وہیں اُک گئے۔۔

سرنگ بائیں طرف مُڑ کئی اور ہم و ہیں رُک گئے۔ میں چند لمجے ٹارچ کی روشی میں آ گے کا جائزہ لینے کی کوشش کرتا رہااور پھرواپسی کے لئے مُرد گیا۔ سیتا نے میرابایاں ہاتھ بکڑ رکھا تھااوروہ میرے ساتھ جڑ می ہوئی چل رہی تھی۔ سالس میں تا میں میں ساتا ہیں کہ رمیں کی گئی جیاں الماری میں خزانہ پھراہوا دیکھا تھا۔

واپس ہوتے ہوئے بیتا اُس کم ہے میں زک گئی جہاں الماری میں خزانہ جرا ہوا دیکھا تھا۔
اُس نے سر پر سے سونے کا تاج ، گلے سے نیکلس اور ہیرے کی اگوشی اُنگی ہے اُتار کرالمار کا
میں دوسری چیز وں کے ساتھ رکھ دیئے اور ہم تہہ خانے سے باہرا گئے۔ تہہ خانے کا راستہ بندکر
کے میں نے فرش پر دوبارہ ریت بھیلا دی تا کہ صرف آئی جگہ کوصاف تھراد کھے کرکسی کوشبہ نہ ہو۔
اُس وقت دو بہر کے دو بج رہے تھے۔ لو کے تھیٹر ہے چل رہے تھے اور اس وقت ہمیں
میری کئے لگی تھی۔ سیتانے تھیلے میں سے مہر بندخوراک کا ایک ڈبدکال لیا اور کچن میں جاکر
بانی گرم کرنے لگی تا کہ ڈب کو کھولتے ہوئے بانی میں ڈال کراہے گرم کیا جا سکے۔
وہ بڑا ڈبھا اور اُس میں چکن کی فرائی را میں تھیں۔
د

کل ہوا تھا۔صحرا کی طرف ہے آنے والی گرم ہوا ہمارے چہروں کو جھلسائے دیے رہی تھی اور جم پہنے میں شرابور تھے۔ میں سوچ رہا تھا کہا گر واقعی ہمیں دو ہفتے یہاں رہنا پڑا تو ہم گرمی کے اپنوں ہی خرچ ہوکررہ جائیں گے۔تقریبا ایک گھٹے بعد سیتا اُٹھ کر کمرے میں چلی گئی اور تھوڑی ربعد اُس نے جھے بھی آ واز دے کر بلالیا۔

'' یہاں زیادہ گرمی نہیں ہے۔''سیتانے کہا۔

میں اُس کے قریب ہی پیال پر دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ یہاں واقعی زیادہ گرمی نہیں تھی۔ دُھوپ کی تپش کوموٹی دیوار نے روک رکھا تھا اور سنگ مرمر کی جالیوں ہے آنے والی ہوا بھی زیادہ گرمنہیں لگ رہی تھی۔

ہم دیر تک بیٹھے مندر کے تہہ خانے میں ڈھانچوں اور الماری میں بھرے ہوئے اُس خزانے کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔ سیتا کے خیال میں وہ خزانہ کروڑ دیں روپے کی مالیت کا تھا۔ باتیں کرتے کرتے سیتا اونگھنے گئیمیری بھی آنکھیں بند ہور ہی تھیں۔

چھ بجے کے قریب میں کمرے سے باہرآ گیا۔ سیتا بھی جاگ گئی تھی۔ وہ بھی میرے بیچھے جل آئی تھی۔ اُس نے بالٹی سے پانی لے کر منہ ہاتھ دھویا اور تھلے میں سے چیزیں نکال کر کچن میں لے گئی اور جائے تیار کرنے گئی۔

اُس وقت اگر چہ چھن کر ہے تھے لیکن دُھوپ میں اب بھی پیش تھی اور ہوا بھی گرم تھی ۔ لیکن بیے جیسے سورج اُفق پر جھک رہا تھا دُھوپ کی حدت میں کمی آتی جا رہی تھی۔ اور پھر غروب اُفق ہدے جیسے سورج اُفق پر جیسے انک کررہ گیا تھا اور اُس کی سرخی اُفق پر جیسے انک کررہ گیا تھا اور اُس کی سرخی نے ریگ میں ریگ لیا تھا۔ لگتا تھا جیسے ہمارے سامنے خون کا سمندر ٹھا تھیں

چائے پینے کے بعد سیتا نے تھلے میں سے دال چاول نکال لئے اور اُنہیں صاف کر کے اُنہا ہی ایک پٹیلی میں بھگو دیا۔ ایک چھوٹی مشعل کچن کی دیوار میں بھی ننگی ہوئی تھی اور کچن ہی مراہوا ایک گنستر بھی رکھا ہوا تھا۔ گرمی سے موم پکھلی ہوئی تھی اور یہی مم سنعال ہوتی تھی۔ سنعال ہوتی تھی۔

مورج غروب ہونے کے بعد ہی سیتا نے مشعل بھی جلا دی اور چو لہے میں آگ جلا کر دال چول کی بیلی چڑھا دی۔ اُس میں چنگی بمرنمک بھی ڈال دیا تھا۔ شام کا اندھیرا گہرا ہو چکا تھا۔ آرا کھانا اس کے تقریبا ایک گھنٹے بعد تیار ہوا تھا۔ سیتا نے سارے چاول ایک تھالی میں اُلٹ ایٹراور بم دونوں چبوترے کی سیڑھی پر ہی میٹھ کر کھانے لگے۔

ابٹی ہم کھانا کھا رہے تھے کہ جیپ کے انجن کی آواز سائی دی۔ہم دونوں نے چونک کر مسرد سرے کی طرف دیکھا۔ہوا کے دوش پر انجن کی آواز بھی قریب سے آتی ہوئی محسوس ہوتی ازبٹی بہت دُور ہے۔

میں اُٹھ کرمندر کے سامنے والے جھے کی طرف چلا گیا۔ چبوترے کے کونے پر پہنی کرمل کیپ کے گیٹ کی طرف دیکھنے لگا۔ پانچ سوگز دُور گیٹ پر تیز روشی کا بلب جل رہا تھا اور جی اُ اُس وقت گیٹ سے باہر نکل رہی تھی۔ اُس کے ہیڈ لیمیس روش تھے۔ جیپ کچھ دُور تک سیدس چلتی رہی اور پھراُس کا رُخ مندر کی طرف مُز گیا۔

میں دور تا ہواسیتا کے پاس آگیا۔''جیب اس طرف آرہی ہے۔''میں نے کہا۔'' جمھے یقین ہے وہ جگل کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔تم نے اس حاور کے نیچے کچھ نہیں پہنا ہوا.....جلد ی ہے اندر چلی جاؤ اور اس کے نیچے کیڑے بہن لو! اُس کی آٹھوں میں سور کا بال ہے۔ بربی خوفناک ہیں اُس کی نظریں۔''

"الرأس نے پھر تلاقی لینے کی کوشش کی تو؟" سیتا اُٹھتے ہوئے بولی۔

''ابا اگراُس نے ایسی کوئی کوشش کی تو میں اُس کے ہاتھ تو ڑ وُوں گا۔'' میں نے کہا۔''اور میرا خیال ہے تمہیں بھی اب اُسے کوئی ایساموقع نہیں دینا جائے۔''

'' ٹھک ہے۔۔۔۔ جو کچھ ہو گا دیکھا جائے گا۔'' سیتا کہتے ہوئے دوڑ کر کمرے میں چلی گی۔ میں مندر کے سامنے والے رُخ کی طرف و مکھنے لگا۔ پچھ ہی دیر بعد اُس طرف جیبے کے ہیڈیمپس کی روشنی دکھائی دینے لگی۔اور پھرتقریباً اُسی وقت سینتا بھی باہرا ٓ گئی۔اُس نے وہ کا صبح والالباس پہن لیا تھا اور اُو پر زرد حا دراوڑ ھالی تھی۔

جیپے مندر کے قریب رُک کئی تھی۔ جیپ کا زُخ اس طرح تھا کہ اُس کی روشنی مندر کے امار تک پہنچ رہی تھی۔ہم دونوں اپنی اپنی جگہ پر ہیٹھے دال چاول کھاتے رہے۔

جگل اس وقت اکیلا ہی آیا تھا۔ وہ جیب کا الجن بند کر کے نیچے اُتر ااور جب چبوترے پر چڑھ کر ہماری طرف آیا تو ہم دونوں اُٹھ کر کھڑ ہے ہو گئے اور پرنام کے لئے ہاتھ اُٹھا دیئے۔ ''اوہو..... مجھے در ہوگئی۔'' وہ ہمارے قریب آ کر بولا۔''میں تو آپ لوگوں کے لئے کھانا لے کرآ یا تھا۔'' اُس نے باتھ میں پکڑا ہوائفن آ گے کر دیا۔

'' بھوجن تو ہم کھا کیے ہیں مہاراج! آپ نے تکلیف کیوں کی؟'' میں نے کہا۔نفن کا طرف ندمیں نے ہاتھ بڑھایا تھااور نہ سیتانے۔

''اچھا چلونفن رکھ لو! صبح ناشتے میں کام آئے گا۔'' اُس نے کہتے ہوئے نفن سیتا کی طرف

''یہاں تو کرمی میں خراب ہو جائے گا مہاراج!''سیتانے جواب دیا۔'' آپ یہ واکبل کے

حائے۔کسی اور کے کام آجائے گا۔''

بات جگل کی سمجھ میں آگئی۔ اُس نے اصرار نہیں کیا۔ '' آپ بڑے دیالو ہیں مہاراج' میں نے کہا۔'' کیا آپ ان بچار یوں کی بھی ایسے نگا

سیوا کرتے تھے جوہم ہے پہلے یہاں آتے رہے ہیں؟''

" بهم تو مندر کا راسته بی بھولے نہوئے تھے پنڈت جی!" جگل نے کہا۔ " ہمارا خیال تھا کہ مندر صرف آپ جیسے مہا پرشوں کے لئے ہے۔ اب سے بات ہماری سمجھ میں آتی ہے کہ ہمیں بھی مندر کی کوئی نہ کوئی سیوا کرنی چاہئے۔ ہم آپ کی سیوا کریں گے تو بید مندر کی سیوا ہوگی۔اگر آپ هَم دی مهاراج تو میں رات کو یہاں دوسنتر ی جیج دیا کروں؟''

' ' ' مَن لئے؟'' میں نے چھتی ہوئی نظروں ہے اُس کی طرِف دیکھا۔

'' آپ کے ساتھ میہ جوان اور سندر دیوی ہیں۔ ان کی رکھشا کے لئے۔'' جگل نے

ب دیا۔ ''بھگوان ہماری رکھشا کرےگا۔ آپ ایسی کوئی تکلیف نہ کریں مہماراج!'' میں نے کہا۔ '' بھگوان ہماری رکھشا کرے گا۔ آپ ایسی کوئی تکلیف نہ کریں مہماراج!'' میں نے کہا۔ وہ کمبخت تقریباً ایک گھنٹے تک وہاں رہا۔اس دوران اُس نے بہت می باتیں کرڈ الیں ۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ اس مندر میں بحل کی ضرورت ہے۔ کم از کم چار بلب تو ضرور ہونے چاہئیں۔ اُں آنے وعدہ کیا کہ اس سلسلے میں وہ اپنے آفیسر سے باتِ کریے گا۔ ہم نے اُس سے کیمپ کے بارے میں الی کوئی بات نہیں پوچھی جس سے اُسے ہم پر کسی قسم کا شبہ کرنے کا موقع ملا۔ بلکہ أن نے خود ہی بتا دیا کہ یباں سرکارایک اہم اور خفیہ پراجیکٹ پر کام کر رہی ہے اور اس لئے ال مندر میں یاتر یوں کی آمد پر پابندی نگا دی کئی ہے۔

اں مرتبہ اُس نے الیم کوئی حرکت تہیں گی۔البتہ اُس کی نظریں زیادہ تر سیتا ہی کا طواف کرتی رہی تھیں۔ اُس کے جانے کے بعد ہم نے سکھ کا سائس لیا۔ اور سیتانے پھر چاولوں کی قال نکال لی جے اُس نے سنجال کرر کا دیا تھا۔

جیے جیسے وفت گزرر ہاتھاخنگی بڑھتی جارہی تھی۔ ہم چبوترے کی سٹرھیوں پر بیٹھے باتیں کر ا ہے۔ ادر اس وقت ہمارا موضوع جگل تھا جس کے بارے میں مجھے یقین تھا کہ وہ آگے جل کر ہمارے لئے کوئی شکین مسئلہ پیدا کرنے کی کوشش کرے گا۔

'' کیوں نہ جگل کواستعال کرنے کی کوشش کی جائے؟'' سیتانے کہا۔

''اِل میں شبہ نہیں کہ اُس کی نظریں تم پر ہیں۔۔۔ آج صبح تمہیں دیکھتے ہی اُس کی نیت میں ا تُوراً گیا تھا۔ اس وقت وہ کھانا بھی کے گرآیا، ہمیں کچھ اور سہولتوں کی پیشکش بھی کی۔ کیا مهارے خیال میں وہ ہمیں مندراوراس کے سیوک سمجھ کر ہماری سیوا کرریا ہے؟'' میں چند کھوں لوخاموش ہوا پھر بولا۔'' بیسب کچھ تمہارے لئے ہے۔لیکن وہ اتنا سیدھا ساوھا بھی نہیں کہ

منظریب پراجیک کی تاہی میں ہمارا ساتھ دینے کو تیار ہوجائے۔'' , ''تم میں جانتے عورت میں نتنی طاقت ہوتی ہے۔ '' سیتام سکرائی۔

ُرِ جانتا ہول بہت اچھی طرح جان چکا ہوں۔تم مجھے تشمیر سے یہاں لے آئی ہو۔ اس کی طاقت کے استعمال کا اس سے بڑا مظاہرہ اور کیا ہوگا؟ لیکن، میں نے اُس کے المسئ پرنظری جماتے ہوئے کہا۔'' جگل کی نیت سے تم واقف ہو چکی ہو۔ انداز و لگا او کہ تم ہاتھوں ہارے گئے۔ '' نشایدتم ٹھیک کہتے ہو۔'' سیتا بولی۔'' لیکن حماقتیں انسان ہی سے ہوتی ہیں اور ہم بھی انسان ہی ہیں۔''

میں ہوں تک بحث مباحثے میں اُلجھے رہے لیکن میہ بحث بھی لا حاصل ہی رہی۔کوئی نتیجہ اخذ ہیں ہوسکا۔

تقریباً دس بجے کے قریب ہم نے دوبارہ تہہ خانے میں اُڑنے کا فیصلہ کرلیا۔اس سے پہلے اُدپر جا کر کھنڈرول کے شہر کا جائزہ لیا۔ رات کے وقت کھنڈروں کا دہ شہر بہت ہی پراسرارفتم کا مظر پیش کررہا تھا۔ بکھری ہوئی روشنیاں نظر آرہی تھیں۔ اُن روشنیوں کو دیکھ کر اندازہ لگایا جا مناتھا کہ دہاں ایک چھوٹا سابجلی گھر ضرور بنایا گیا ہوگا۔

میں نے کمرے میں جلتی ہوئی مشعل اُٹھا گی۔ سیتا نے احتیاطاً ٹارچ بھی لے لی تھی۔ پڑھیوں والے کمرے میں ایک بار پھر ریت صاف کرنی پڑی کیکن اس مرتبہ فرش کا وہ پھر کالنے میں زیادہ وُشواری پیش نہیں آئی۔شق ہونے والی دیوار سے اندر داخل ہونے کے بعد میں نے اندر لگا ہوا کنڈ اکھنچ کر راستہ بند کر دیا۔ ضبح ہم سے حماقت ہوگئ تھی لیکن اس وقت میں ان رائے کو کھلانہیں چھوڑ نا جا ہتا تھا۔

تہہ خانے میں اُتر کر ہم سیدھے اُس سرنگ کی طرف ہی آئے تھے۔ میں نے جھاڑیاں ایک طرف ہٹادیں۔ سیتنا نے میراباز و پکڑلیا اور میرے ساتھ چیک کر چلنے لگی۔

ہیں گزآگے ہم بائیں طرف مُڑ گئے۔ کڑیوں کے جانبے تنے ہوئے تھے جن کی وجہ سے ہیں گزآگے ہم بائیں طرف مُڑ گئے۔ کڑیوں کے جانبے میں مندی کی تھی کہ ایک لمبی می لکڑی انسان کی تھی کہ ایک لمبی می لکڑی اُٹھال تھی جس سے وہ جالے صاف کرتی جارہی تھی۔

تقریباً سوگز کا فاصلہ طے کرنے کے بعد ہم زک گئے۔ اُس جگہ سرنگ انگریزی کے حرف اللہ (Y) کی طرح آگے دوحصوں میں تقلیم ہوگئی تھی۔''اس طرف چلو پہلے ادھر دیکھتے آبا۔''بیتانے بائیں طرف اشارہ کیا۔

''الیا کیوں نہ کریں کہتم اس طرف چلی جاؤ اور میں دوسری طرف' ''نہ بابا....' سیتانے جلدی ہے میری بات کاٹ دی۔'' میں تمہار ہے ساتھ ہی چلوں گی۔'' ''تو پھر چلواس طرف چلتے ہیں۔'' میں نے سیتا کی بتائی ہوئی سمت میں اشارہ کیا۔ ''ہم بائیں طرف والی سرنگ میں داخل ہو گئے ۔ کمی قدر گھٹن کا احساس ہور ہا تھا۔ گری تھی ''سے ہمارے کپڑے بھی لیسنے میں تر ہور ہے تھے۔ سیتانے چا در اُتار کر یکھے کی طرح کمر '' سے ہمارے کپڑے بھی جیسے آگے بڑھ رہے تھے گھٹن کم ہور ہی تھی۔ اور سی طرف سے باندھ لی تھی۔ اور سی طرف سے باندھ لی تھی۔ اور سی جل فاصلہ طے

سنے کے بعد ہمیں رُک جانا پڑا۔ آگے سرنگ بند ہوگئ تھی اور ایک دیوار کے ساتھ اُوپر جانے

اُ ہے کہاں تک لے جاسکتی ہو۔'' ددھریتی میں میں طلا سمجہ میں کیکریتن الذہ میں کا جہ جہ جہ ؟''،

'' میں تبہاری بات کا مطلب سمجھ رہی ہوں۔ لیکن آ زما لینے میں کیا حرج ہے؟'' سیتا نے کہ ا

'' یہ تج بہ مہنگا پڑے گا۔۔۔۔۔ اور ہم یہاں تج بات کرنے نہیں آئے۔'' میں نے جواب دیا۔ ''اگر وہ ہماری آ زبائش پر پورانہ اُئر اتو ہم یہاں سے زندہ واپس نہیں جاسکیں گے۔'' سیتا گہراسانس لے کرخاموش ہوگئ۔

سیتا لہراساس بے رحاموس ہوی۔ ''مجھے تمہاری صلاحیتوں پرکوئی شہنہیں۔'' میں نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔''نیکن جگل ایک مختلف قسم کا آ دمی ہے۔ اُس کی نظریں تمہارے حسن و شاب پر ہیں اور وہ کوشش کرے گا کہ اُس کا مقصد جلد سے جلد پورا ہو جائے۔ اس کے لئے وہ تمہارے ساتھ زبردی بھی کرسکتا ہے۔ اور جب اُس کا مقصد پورا ہو جائے گا تو اس کے بعد جو پچھ بھی ہوگا تم سوچ بھی نہیں سکتیں''

"شايم مليك كمت مو" سيتان ايك بار يحر كبراسايس ليا-

''اُس نے آج صبح جس انداز میں تمہاری تلاثی لی تھی اس سے تمہیں بھی اُس کی نیت کا اندازہ ہو چکا ہے۔اوراس سے پہلے کہ ایسا کوئی دوسرا موقع آئے ہمیں اپنے کام کے لئے کوئی ذریعیہ تلاش کرلینا جاہئے''

در چیر ماں ریبا پائے۔ ''ہمیں اس کیپ کے اندر داخل ہونے کے لئے کسی نہ کسی جگل کی ضرورت تو پڑے گا۔'' سیتا نے کہا۔''اس لئے میرا خیال تھا کہ اسی جگل کو آز مالیا جائے۔ بلکہ اے اس طرح شکنج میں کس لیا جائے کہ وہ ہماری بات ماننے ہے انکار نہ کر سکے۔''

اس مرتبہ میں سیتا کے خیال ہے اختلاف نہیں کر سکا۔ ہم مندر میں بیٹھ کر پچھ نہیں کر سکتے سے ہمیں کمیں بیٹھ کر پچھ نہیں کر سکتے سے ہمیں کیمپ میں داخل ہونے سے لئے واقعی کسی آ دمی کی ضرورت تھی۔ اور کیمپ کے کل آ دمی تک رسائی ممکن نہیں تھی۔ اتفاق ہے جگل یہاں آ گیا تھا اور سیتا کو دیکھ کراُس کی رال ٹیک پڑی تھی۔ سیتا کا خیال غلط نہیں تھا۔ رسک ضرورتھا لیکن ایک کوشش کی جا سکتی تھی۔ بردی تھی۔ سیتا کا خیال غلط نہیں تھا۔ رسک شرورتھا لیکن ایک کوشش کی جا سکتی تھی۔ اس میں اس کے دیا ہے۔

" '' فیک ہے۔۔۔'' میں نے کہا۔'' اُسے آ زیانے کی کوشش ضرور کریں گے۔لیکن پہلے ہم میں د مکھے لیس کہ مندر کے تبہہ خانے کی سرنگ ہمیں کہاں لے جاتی ہے۔ اگر اُس سرنگ کے ذریعے ہمیں کوئی محفوظ راستہ مل جاتا ہے تو ہمیں جنگ والاخطرہ مول لینے کی ضرورت نہیں۔ '' من شرع سے سمال میں قب سے تب اللہ میں ''سیتاں نے کیا۔

''ہاں ٹھیک ہے ۔۔۔۔۔ پہلے ادھر قسمت آ زمالیتے ہیں۔'' سیتانے کہا۔ '' دراصل ہم نے یہاں آنے کے لئے کوئی منصوبہ بندی نہیں گی۔'' میں نے کہا۔''ہمیں چاہئے تھا کہ شہر میں رہتے ہوئے اس کیپ سے تعلق رکھنے والے کسی آ دمی کو تلاش کرتے اور اُس کے ذریعے کیپ کے اندر پہنچنے کی کوشش کرتے۔ اس طرح ہمیں کچھ کرنے کا موقع ل جاتا۔ لیکن ہم تو کسی پلانگ کے بغیر اس مندر کی طرف دوڑ پڑے اور دو بندے بھی ہمارے ''اوہ '''سیتا چو نکنے والے انداز میں بولی۔'' قریب قریب دو بنظے یہ یقیناً وہ بنظے ہیں ا جوں''موساد'' کے ماہرین یا''را'' کے آفیسر مقیم ہوں گے اور ہمارے لئے بہتر موقع ہے۔ بہیں چھ نہ چھ کر گزرنا چاہئے۔''

'' کیا مطلب؟'' میں چونک گیا۔ اور سیتا مجھے سر گوشیوں میں اپنا مطلب سمجھانے گئی۔ اُس کاخیال برانہیں تھا۔ ہمیں ایک موقع مل رہا تھا اور ہمیں اس سے فائدہ ضرور اُٹھا نا چاہئے تھا۔ ''لیکن ہمارے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے، جس کی ضرورت پڑسکتی ہے۔'' میں نے کہا۔ '' میں چاقو ساتھ لے آئی تھی۔۔۔'' سیتا نے کہتے ہوئے اپنے لباس میں چھیا ہوا چاقو نکال کرم رے ہاتھ میں تھا دیا۔

ر پیرے ، ''سب سے پہلے ہمیں اس خفیہ راستے کا باہر والامیکنز م تلاش کر نا پڑے گا۔ ہم اس راستے کو کلاتو نہیں چھوڑ سکتے ۔'' میں نے کہا۔

اور پھر ہم وہ میکنزم تلاش کرنے گئے۔ میرااندازہ تھا کہ وہ میکنزم باہر کی طرف بھی اس جگہ ہونا چاہئے جہاں اندر کی طرف دیوار میں وہ کنڈا تھا۔ میں وہاں سے اینٹیں ہٹاتا رہا۔ ٹارچ رد آن کرنا خطرناک تھا۔ اینٹوں کے نیچے کوئی زہریا کیڑا یا سانپ، بچھو وغیرہ ہوسکتا تھا۔لیکن میں اس خطرے سے بے نیاز اپنے کام میں مصروف رہا اور جھے مالوی نہیں ہوئی۔ اُس طرف میں اس خطرے سے بے دوتین مرتبہ استعال کر کے اطمینان کرلیا۔ سیتا نے اپن چا درسرنگ کے اگرایک کنڈا ہی تھا جے دوتین مرتبہ استعال کر کے اطمینان کرلیا۔ سیتا نے اپن چا درسرنگ کے اندروال دی۔ میں نے بھی اپنا چوغہ اُتار کراندر بھینک دیا اور کنڈا تھینچ کر راستہ بند کر دیا۔ چند

ایمنی کنڈے کے آگے اس طرح رکھ دیں کہ میں اُن کے پیچیے ہاتھ ڈال کر کنڈے کو استعمال کر مکا تھا۔لیکن ان اینٹوں کی وجہ ہے دن کی روثنی میں بھی وہ کنڈ انظر نہیں آسکتا تھا۔ ہم رات کی تاریکی میں کھنڈروں کے اُس شہر میں شکار کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے..... ہاری منزل وہ بنگلے تھے جہاں روثنی ہور ہی تھی۔

و چاقو میرے ہاتھ میں تھااور ٹارچ سیتا کے پاس تھی۔ میں نے سیتا کو بحق سے منع کر دیا تھا کہ کا جی موقع پر ٹارچ جلانے کی کوشش نہ کرے۔ چاندنی میں ہرطرف چھلے ہوئے کھنڈر ہوا پارارتا تر دے رہے تھے اور ان کھنڈرات میں کہیں جلتی ہوئی برقی روشنیاں اس پراسراریت و کریڈ گہرا کررہی تھیں۔

ہم شکتہ دیواروں اور ملبے کے ڈھیروں کی آڑ لئے آگے بڑھتے رہے۔ ایک جگہ گلی پار کر سنام دوسری طرف آگئے۔ اب ہم اُس لائن میں تھے جس لائن میں قریب قریب وہ دو بنگلے شنجال بتیاں جل رہی تھیں۔

پہلا بنگلہ اب ہم سے تقریباً ہیں گز کے فاصلے پر رہ گیا تھاہم دونوں ایک جگہ زُک گئے ''اننوں کے ڈھیر کی آڑ سے بنگلے کی طرف دیکھنے لگے۔ بنگلے کے سامنے کمپاؤنڈ وال پانچ فٹ سزیادہ اُونچی نہیں تھی۔ گل میں چلتے ہوئے اندرنہیں دیکھا جا سکتا تھالین ہم اُونچی جگہ پر تھے

استعال کے قابل تھیں۔ تازہ ہوا بہیں لہیں ہے آرہی تھی۔
میں مشعل کی روشی میں سرنگ کی جیت اور دیواروں کا جائزہ لینے لگا۔ ایک جگہ مشعل کا شعلہ حرکت کرنے لگا۔ ایک جگہ مشعل کا حکمہ شعل کو دوبارہ اُسی جگہ لے آیا۔ جیت کے قریب دیوار میں غالبًا کوئی چیوٹا سا سوراخ تھا جس ہے آنے والی تازہ ہوا مشعل کے شعلے کو متحرک کئے ہوئے تھی۔ میں نے ہاتھ اُس جگہ پررکھا تو پیتہ چل گیا کہ یہاں پر واقعی کوئی سوراخ موجود ہے جس سے ہوا اندر آرہی تھی۔ میں اگر جا ہتا تو کوئی اینٹ اُ کھاڑ کر اُس سوراخ کو بڑا کر سکتا تھا لیکن یہ جمالت

کے لئے چندسٹر ھیاں نظر آ رہی تھیں۔ اینوں کی یہ سٹر ھیاں اگر چہٹوٹ پھوٹ چکی تھیں لیکن

ہوتی۔ کچھاندازہ نہیں تھا کہ ہم کھنڈروں والی آبادی کے س جھے میں تھے؟ اگر باہر سے روتیٰ کو دکھولیا گیا تو ہمارے لئے صورتحال خطرناک ہو علی تھی۔

د کھولیا گیا تو ہمارے لئے صورتحال خطرناک ہو علی تھی۔

یہاں سرنگ ختم ہو رہی تھی جس کا مطلب تھا کہ یہاں کوئی نہ کوئی خفیہ راستہ ضرور ہونا

یبال سرنگ سم ہو رہی ہی میں میں اصطلب ھا لہ یباں دن یہ رب ہیں۔ چاہئے۔ میں مشعل کی روشنی میں فرش اور دیواروں کا جائزہ لینے لگا۔ سیتا بھی ٹارچ کی روشنی میں کوئی الی ہی چز تلاش کر رہی تھی۔

کوئی این کی پیر ملاں کر دن کا۔ ''پیسسید دیکھو!'' سیتا کی آواز من کر میں تیزی ہے اُس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ وہ بائیں طرف کی دیوار ہے ایک اُ کھڑی ہوئی اینٹ نکال رہی تھی۔ میں نے مشعل ایک طرف رکھ دی اور دونوں ہاتھوں ہے اینٹ کو بکڑ کر باہر تھنجے لیا۔ اینٹ کے پیچھے ایک طاقح ساتھا جس میں ایک آئئی کنڈ الگا ہوا تھا۔

''ٹارچ بچھا دو اور اے اپنے ہاتھ میں ہی رکھو!'' میں نے کہا اور مشعل بچھا کر دیوار کے قریب رکھ دی۔ تربیب فریب کے قریب رکھ دی۔ میں نے اُس کنڈے کو حرکت دی تو مجھے مایوی نہیں ہوئی۔ کنڈے والی دیوار کا ایک حصہ سرک کر چیچے ہٹ گیا اور اتی خلا پیدا ہو گئ کہ ایک آدئی آسانی ہے گزرسکتا تھا۔ تازہ ہوا ہمارے چہروں ہے نکرائی تو جان میں جان آئی۔

اسای سے سروسا ہا۔ ہارہ ہوائی ہے۔ بیاس کھنڈر کا تہد خانہ تھا جس کی حبیت گری ہونی ہے۔ ہم اس خلاسے دوسری طرف نکل آئے۔ بیاس کھنڈر کا تہد خانہ تھا جس کی حبیت گری ہونی ہے۔ تھی اور اُس راہتے کے سامنے بھی اینٹول کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔

میں نے سیتا کو وہیں رُ کنے کا اشارہ کیا اور اینٹوں کے ڈھیر پر چڑھتا ہوا اُوپر آگیا۔ یہ مکان بالکل کھنڈر بن چکا تھا۔ دو چارشکتہ دیواریں ہی کھڑی تھیں۔ میں بہت محاط انداز میں چلی ہوا اُوپر آگیا اور کھنڈر سے باہر نکل کر اِدھراُوھر دیکھنے لگا۔تقریباً سوگز دائیں طرف سامنے والی لین میں ایک بنگہ نما مکان میں روثنی ہور ہی تھی۔ دوسری روشنیاں اُس سے چندگز آگے تھیں۔ بائیں

میں ایک بنگانیا مکان میں روسی ہور ہی ہی۔ دوسری روستیاں اسے بیسر سے ۔۔۔ طرف بھی تقریباً استے ہی فاصلے پر اِکا دُکا روشنیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ تاہم اُس کھنڈر کے آس کوئی الیم جگنہیں تھی جسے آباد کہا جاسکتا۔

 اس لئے ہمیں وہ لان بھی صاف نظر آر ہاتھا۔ لان زیادہ بڑانہیں تھا۔ گھاس پر تین چارکر ہیاں رکھی ہوئی تھیں ۔ درمیان میں ایک کافی ٹیبل بھی تھی لیکن کسی ذی رُوح کا نشان دکھائی نہیں دے راتھا

' ہم مخاط انداز میں چلتے ہوئے بنگلے کے پچیلی طرف آگئے۔اُس طرف بھی بنگلے کے سامے مختصر سالان تھا مگر چار دیواری نہیں تھی۔ دو کھڑ کیوں میں روشی نظر آ رہی تھی۔ دونوں کھڑ کیال مختلف کمروں کی تھیں۔ہم دبے قدموں ایک کھڑ کی کی طرف بڑھتے رہے۔

ے درایت روت کی عمر پچیس سال سے زیاد و نہیں تھی۔ اُس کا رنگ بھی اگر چہ گورا تھا مگر چٹی چڑانا اُس عورت کی عمر پچیس سال سے زیاد و نہیں تھی۔ اُس کا رباس بہت مختصر ساتھا۔ والوں کے نقط نظر کے مطابق اُس کا تعلق رنگ دارنسل سے تھا۔ اُس کا لباس بہت مختصر ساتھا۔ گداز بدن، لانبا قد اور چہرے کے نقوش ہڑے تیکھے تھے۔ یوں تو اُس کے حسین ہونے ٹما کوئی شبہ نہیں تھا لیکن سب سے زیادہ کشش اُس کے سینے میں تھی سینے کے اُبھاروں کو قاب میں رکھنے کے لئے چولی کا کپڑا کم پڑر ہاتھا۔

والے نے بینٹ شرٹ بہن رہی تھی۔شرٹ کے بئن کھلے ہوئے تھے۔
وہ دونوں آ منے سامنے صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ درمیان میں ایک چھوٹی کافی ممبل کا جس پر انگش اسکاچ کی بوتلیں اور گلاس رکھے ہوئے تھے۔ دونوں گلاسوں میں شراب موجود تھی۔ وہ اور کھی ایک کی گود میں ساور گلاس رکھے ہوئے تھے۔ دونوں گلاسوں میں شراب موجود تھی۔ وہ رونوں اُس تھی۔ وہ رونوں اُس جھیٹر چھاڑ کررہے تھے۔اُس کے جسم پر چنکیاں لیتے تو لڑکی ہنس پڑتی۔ ظاہرے اُسے اُن کا لما بہلانے کے لئے یہاں بھیجا گیا تھا۔اُسے ایپ کام میں خاص مہارت حاصل تھی۔اور وہ اُن کا مرحربہ استعمال کررہی تھی۔
دراز قد والے نے اپنا گلاس اُٹھا کرا یک بی سانس میں خالی کر دیا اور ایک جھکے ہے اُٹھا۔

لزی کا باز و پکڑلیا اور اپنے ساتھی ہے پکھ کہا۔ گنجا کندھے اُچکا کررہ گیا۔ دراز قد والالڑی کو لے کر کرے سے باہر نکل گیا۔ گنجا صوفے پر بیٹھا رہ گیا۔ اُس کا جسم ایک دم ڈھیلا پڑگیا تھا۔ کندھے ڈھلک گئے تھے اور چہرے پر مایوی چھا گئ تھی۔ اُسے شاید اپنے ساتھی کی بیر حرکت ری گئی تھی کہ دہ اُس لڑی کو لے کر چلا گیا تھا۔

برق میں نے سیتا کی طرف دیکھا۔ اُس نے بھی کمرے میں سب پچھے دیکھا تھا مگر اُس کا چہرہ عثرات سے عاری تھا۔

میراخیال تھا کہ وہ دراز قامت مخض اُس لڑکی کو لے کر بنگلے کے کسی دوسرے کمرے میں گیا ہوگا۔ لیکن چندسکنڈ بعد ہی وہ دونوں کسی پہلو والے دروازے سے باہر آ گئے۔ ہم کھڑکی کے سامنے کھڑے سختے۔ اگر چہ باریک پردہ پڑا ہوا تھا لیکن مدھم می روشیٰ میں بھی اُنہیں دیکھا جا سکنا تھا۔ میں نے سیتا کو اشارہ کیا اور ہم دونوں تیزی سے نیچ جھک گئے۔ وہ دونوں با تیں کرتے ہوئے دوسرے بنگلے کی طرف چلے گئے۔ اور وہ جیسے ہی نگاہوں سے اوجھل ہوئے میں اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور ایک بار پھر اندر جھا کئنے لگا۔ اور پھر ٹھیک اُسی وقت ایک پست قامت ہندوستانی آ دمی اُس کمرے میں داخل ہوا۔ اُس نے بینٹ شرٹ پہن رکھی تھی۔ اُس نے صوفے ہندوستانی آ دمی اُس کمرے میں داخل ہوا۔ اُس نے بینٹ شرٹ پہن رکھی تھی۔ اُس نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے مہندوں سے پچھ کہا تو وہ ایک دم جن اُٹھا۔

''جاؤ بھاگ جاؤ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ اور نہج سے پہلے مجھے اپنی شکل مت دکھانا۔'' اُس نے بیدالفاظ اُردواور ہندی میں کہے تھے۔''اور اُس حرامی امر ناتھ سے کہنا ''نہ سات بجے مجھے رپورٹ کر دے۔اور دروازہ بھڑ جانا۔ کتے اندر آ جاتے ہیں۔''

اُس ہندوستانی نے پچھ کہا، دونوں ہاتھ جوڑ کر پرنام کیااور کمرے سے نکل گیا۔ مجھے اندازہ لگانے میں دُشواری پیش نہیں آئی کہ وہ ہندوستانی اُس کا خدمت گارتھا اور اُس کے جانے کے بعد میں دُشواری پیش نہیں آئی کہ وہ ہندوستانی اُس کا خدمت گارتھا اور اُس کے جانے کے بعد میں اب اس بنگلے میں اکیلا ہی رہ گیا تھا۔ ہم نے چند منٹ اور انظار کیا۔ میں نے ایک بار پھر اندر جھا نکا۔ وہ گنجا یہودی اس طرح اُواس بیضا ہوا تھا جیسے اُس کی ماں مرگئی ہو۔
میں نے سیتا کو اشارہ کیا اور ہم دبے پاؤں دیوار کے ساتھ ساتھ سرکنے لگے۔ اُس بنگلے کے پہلو میں بھی ایک دروازہ تھا جس سے وہ دراز قامت یہودی اور اُس کی ساتھی لڑکی نکل کر بہرے بنگلے میں گئے میں گئے تھے۔ دوسرا بنگلہ تقریباً ہیں گڑے فاصلے پر تھا اور درمیان میں اینٹیں اینٹیں

رئیرہ بھری ہوئی تھیں۔ دروازے میں داخل ہونے سے پہلے سیتا نے ٹارچ و ہیں رکھ دی اور میری طرف دیکھتے بوئے چولی کی سامنے والی ڈوری کھول کر چولی کو ذرا نیچے تھنچ لیا۔اس طرح اُس کے سینے کا اوپر مجھم برہنہ ہوگیا۔۔۔۔'' نظریں دوسری طرف رکھو! یہ منظر تمہارے لئے نہیں ہے۔'' اُس نے مراتے ہوئے سرگوشی کی۔ میں بھی مسکرائے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔ میرے ہاتھ میں کھلا ہوا چاتو تھا اور سیتا اپنے شاب کے ہتھیاروں ہے لیس تھی۔ وہ مجھ ہے دوقدم آگے چل ربی تھی۔ یہ وسیع وعریف کم ہ قیمتی ساز وسامان ہے آ راستہ تھا۔ فرش پر دبیز قالین بچھے ہوئے تھے۔ ان حرامی یہودیوں کے لئے ان کھنڈروں میں بھی ضرورت اورعیاشی کی ہر چیز مہیا کی گئی تھی۔

سیتا نے مجھے و میں رُ کنے کا اشارہ کیا اورخود کمرے کے سامنے جا کر کھڑی ہوگئی جہال وہ گئج یہودی ہیشا ہوا تھا۔ میں ایک صوفے کی آ ڑ میں دبک گیا تھا۔

''ہیآد سر……!'' سیتنا کی تھنکتی ہوئی آواز سنائی دی۔اُس کے ہونٹوں پر بڑی دککش مسکراہٹاً 'گئی تھی۔

میں نے صوفے کی آ ڑے جھا نک کر دیکھا۔ کمرے کے اندرصوفے پر بیٹھا ہوا وہ گنجا یہودی اُچھل پڑا۔ سیتا کو دیکھ کر اُس کی آنکھوں میں عجیب تی جبک اُبھر آئی وہ ایک جسکے ہے اُٹھ کر کھڑ اہو گیا۔

''ارےکون ہے تو؟'' اُس نے پوچھا۔

'' مجھے امر ناتھ نے بھیجا ہے۔۔۔۔'' سیتانے بڑے اطمینان سے بیام لے دیا جو پچھ دیر پہلے اس یہودی کے منہ سے سناتھا۔'' تمہاری اُدای دُورکرنے کے لئے۔''

'' آو ۔۔۔۔ آگے آوُ!'' وہ بولا۔'' میں واقعی اُداس تھا۔ وہ حرامی بشارہ اُس لڑک کو زبردگل اپنے ساتھ لے گیا۔ حالانکہ اُسے میں آج کی رات اپنے پاس رکھنا چاہتا تھا مگر۔۔۔۔میرے مبرکا پھل مجھے مل گیا۔تم اُس سے کہیں زیادہ حسین ہو۔ آج کی رات خوب گزرے گی۔''

پن سے ما منے رُک گیا۔ پہلے سرتا یا اُسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتا رہا پھراُسے

دھوں کے قریب دونوں بانہوں سے پکڑ لیا۔'' آؤ۔۔۔۔۔ وہاں بیٹھو اور مجھے اپنے ہاتھ سے
شراب پلاؤ۔ آج مجھے لیزا بہت یاد آرہی ہے۔'' اُس کی آواز میں ہلکی می لکنت تھی جس سے
اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ اب تک پی جانے والی شراب اُس کے دماغ پر کسی حد تک اثر اندازہ کے تھی

ں۔ ''لیزا کون؟''سیتانے اس انداز میں کہا جیسے وہ لیزا کا نام من کرجل گئی ہو۔

''اوہ وہ میری دوست ہے۔ اسرائیل میں ہے، یہاں نہیں ہے۔تم فکرمت کرواوہ ہماری تنہائی میں مخل نہیں ہوگی۔'' منتج نے کہا۔'' آؤمیرے پاس بنیھو! کیا نام ہے تمہلال مدیا گے۔''

۔۔۔ ''میرا نام ڈارلنگ ہے۔۔۔۔'' سیتا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اُس کے ساتھ صو^{نے} پیٹھ گئی۔

''صبر سے کام لو ڈیئر ''''' وہ اُنگل ہے اُن سمے ہونٹوں کو جھوتے ہوئے بولی۔'' ابھی تو ساری رات پڑی ہے۔''

سیتا نے آیک گلاس میں شراب انڈیلی اور گلاس اُٹھا کر اُس کے ہونٹوں سے لگا دیا۔ سمنج یہودی نے ایک چسکی کی اور گلاس اپنے ہاتھ میں لے کراُٹھ کھڑا ہوا۔

''بیڈرُ وم میں چلو میں یہاں بیٹھے بیٹھے بور ہو چکا ہوں''

سیتانے اُٹھتے ہوئے میز پر سے شراب کی بوتل بھی اُٹھا لی۔ اُس سینج نے ایک ہاتھ میں شراب کا گلاس سنجال رکھا تھا اور دوسراسیتا کی کمر میں حمائل کر رکھا تھا۔ وہ جیسے ہی بیڈر وم میں داخل ہوئے میں اپنی جگہ سے اُٹھ کر دروازے کے قریب آگیا۔

سیتا نے شراب کی بوتل بیڈ کے ساتھ ملی ہوئی سائیڈ ٹیبل پررکھ دی۔ وہ ابھی سیدھی بھی نہیں ہوئی سائیڈ ٹیبل پررکھ کر ہوئی تھی کہ شنجے یہودی نے اُسے دھکا دے کر بیڈ پر گرادیا اور شراب کا گلاس سائیڈ ٹیبل پررکھ کر سیتا پر چھلا مگ لگا دی۔ اُس کی بیرح کت سیتا کے لئے غیر متوقع تھی۔ سیتا اُس کے بوجھ کے نیچے دب گئ۔ وہ ایک لمحہ کو بد حواس ہوئی اور پھر ہنتے ہوئے اپنے آپ کو اُس کی گرفت ہے چھڑانے گئی۔

اُس سمنج یہودی پرشاید جنون طاری ہو گیا تھا۔ دہ سینا کو بری طرح جمنجھوڑ رہا تھا.....کھینچا تانی سے سینا کی چولی کی ڈوری ایک کندھے پر سے ٹوٹ گئی اور چولی نیچے لئک گئی۔ سینا اپنے آپ کواُس کی گرفت سے چھڑانے کی کوشش کررہی تھی۔

بھے دکھے کر کو کرائٹ کی آنکھوں میں ایک لیحہ کو اُ بھن کی اُنگھری۔ اور پھر دوسر ہے ہی لیحہ اُس نے بھی چھلا نگ لگا دی۔ سیتا نے بڑی پھرتی ہے اُس کا ایک ہیر پکڑ لیا۔ وہ منہ کے بل اس طرح گرا کہ اُس کا اُوپر کا اُدھا دھڑ میڈ سے نیچے لئک گیا تھا۔ اُس نے دونوں ہاتھ زمین پر نکا کر انگ کو زوردار جھڑکا دے کر ہیر کو سیتا کی گرفت سے چھڑا لیا۔ اس دوران میں نے ہاتھ میں پڑی ہوئی بوتل ہے اُس پر ایک اور حملہ کیا۔ یہ وار بھی او چھا پڑا اور بوتل بھی میر ہے ہاتھ سے بھڑٹ کی۔ شراب کے چھیٹے میرے اور میگا ہوئی پڑے تھے، اُس مجھے بہودی پر اور سیتا پر بھی۔ بھوٹ گئی۔ شراب کے چھیٹے میرے اُتو بائیں ہاتھ میں پکڑلیا تھا اور میں مجھے سے خلطی ہوئی میں نے پہلے بوتل اُٹھا نے کے لئے چا تو بائیں ہاتھ میں پکڑلیا تھا اور میں مجھے سے خلطی ہوئی

تقى _ مجھے شروع ہى ميں أس پر چاقو سے حملہ كرنا چاہئے تھا۔

گنجا یہودی اُلٹی قلابازی کھا تا ہوا پلنگ ہے گرا۔ اُس کا ایک پیرمیرے سینے پر لگا اور می لڑ کھڑا کر دیوار کے ساتھ پڑی ہوئی صوفہ نما سیٹی پرگرا۔ میرے سیجلئے ہے پہلے ہی یہودی نے میرے اُو پر چھلا نگ لگا دی میں پھرتی ہے ایک طرف ہٹا اور یہودی جیسے ہی سیٹی پرگرامی نے سنجمل کر چاقو ہے اُس برحملہ کر دیا۔ چاقو اُس کے پہلو میں لگا، کیکن وار زیادہ کاری ہیں تا۔ یہودی کے منہ ہے ہلکی ہی جیج نگلی۔ لیکن اُس نے فورا ہی اپنے آپ کو سنجال لیا اور بلد کر میری کھو پڑی پر زوردار گھونسہ رسید کر دیامیرا دہاغ جھنجنا اُٹھا۔ آسکھوں کے سامنے نیکی پلی سی چنگاریاں رقص کرنے لگیس۔ میں سرکوزورزور ہے جھکے دینے لگا۔ دوسرا گھونسہ میرے سینے ہیں لگا اور میں کراہتا ہوا سیٹی سے نیچے گر گیا۔ اُس کمبخت میں بے پناہ طاقت بھری ہوئی تھی۔ اُس کے گھونے لو ہار کے ہتھوڑے کی طرح وزنی تھے۔

اس سے پہلے کہ وہ تیسراحملہ کرتا سیتا نے اُس پر چھلانگ لگا دی اور اُسے ساتھ لیتی ہوئی قالین پر گریسیتا نے پہلے سے اُسے بانہوں کی لییٹ میں لے رکھا تھا۔ یہودی اپنے آپ کو چھڑا نے کی کوشش کرر ہا تھا مگر سیتا کی گرفت خاصی مضبوط تھی۔ اُس نے تھیک کہا تھا بھولوں اور بدروحوں سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا تھا جبکہ انسانوں سے مقابلہ کرنا دوسری بات تھی۔ وہ بھی درا'' کی تربیت یا فتہ تھی۔ وہ بزدل نہیں تھی۔ اُس کی جرائت اور بہادری میں پہلے بھی مخلف موقعوں پر دکھے چکا تھا اور ابھی وہ ای دلیری کا مظاہرہ کررہی تھی۔

سنجے نے کہنیاں چلاتے ہوئے سیتا پر دار کئے۔ایک کہنی کی ضرب سیتا کی پسلیوں پر گا۔ وہ کراہ اُٹھیکین اُس نے اپنی گرفت ڈھیلی نہیں کی۔لیکن اس کے بعد لگنے والی ضربوں نے اُس کی گرفت کمزور کر دی۔ گنجا بیہودی مجل کر اُس کی گرفت سے نکلا اور اُس نے سائیڈ ٹیبل کا طرف چھلانگ لگا دی۔وہ ٹیبل کی دراز کھولنے کی کوشش کرر ہاتھا کہ سیتا ہوا میں اُڑتی ہوئی اُس کے اُو پر جاگری اور اُسے ساتھ لیتی ہوئی بیٹر پر ڈھیر ہوگئی.....

مرد سنجھے میں در نہیں لگی تھی کہ گنجا یہودی بیڈسائیڈ میبل سے پستول یار بوالور نکالنا چاہتا تھا۔ سیتا نے اُسے وہاں سے تو ہٹا دیا تھالیکن خود اُس کے نیچے دب گئی تھی۔ گنجا اُس کے گلے ہ گرفت جمانے کی کوشش کرر ہاتھاا درسیتا پوری طرح مزاحت کر دہی تھی۔

سے میں تا ہودی نے بڑی مشکل ہے اپنے آپ کو کسی قدر اُوپر اُٹھایا اور مجھے ایک طرف بیخ دہا۔ میں قلا بازی کھا تا ہوا بیڈ کے دوسری طرف گرا لیکن اس سے پہلے کہ گنجا خود سنتھل سکتا سینا ک

اُس پر چھلانگ لگا دی اور اُسے بیڑ ٹیبل سے دُور رکھنے کی کوشش کرنے لگی۔ وہ دونوں ایک دمرے ہے تھم گھا ہورہے تھے۔

ئیں اُٹھ کراُن کی طرف لِبکا ہی تھا کہ ایک آ وازین کر چونک گیا...... ''اے پیر کیا ہور ہاہےکون ہوتم لوگ؟''

میں نے آواز کی طرف ویکھا۔ درواز کے میں اُس یہودی کا وہی ہندوستانی خادم کھڑا تھا جے پچھ دہر پہلے اُس یہودی نے رخصت کیا تھا۔ وہ وحشت زدہ می نظروں سے ہماری طرف رکھ رہا تھا۔ اور پھر دوسرے ہی لحہ وہ مُو کر باہر کی طرف بھا گا۔ یہ ہمارے لئے خطرے کا الارم تھا۔۔۔۔ وہ ہندوستانی اگر وہاں سے نکلنے میں کا میاب ہو گیا تو ہماری زندگیوں کی ضمانت بھی نہیں دی جاسکتی تھی۔۔

میں نے پوری قوت سے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور درواز ہے کے قریب گرا۔ وہ ہندوستانی اس دوران دوسر سے کمرے کے وسط میں بہنچ چکا تھا۔ میں ایک بار پھر اُچھلا اور اُسے دروازے تک پہنچنے سے پہلے ہی جالیا۔۔۔۔۔ وہ بری طرح چیخ رہا تھا۔ میں نے ایک ہاتھ اُس کے منہ پر رکھا اور دوسرا باز واُس کی گردن پر لیسٹ دیا۔ وہ چھوٹے قد اور دُسِلے پہلے جسم کا مالک تھا اس کے اُس پر قابو یانے میں کوئی دُشواری پیش نہیں آئی تھی۔

بھاگتے ہوئے وہ بری طرح چیختار ہاتھا اور مجھے اندیشہ تھا کہ اُس کی آواز قریب والے بنگلے یاکی اور جگہ پر نہ سن لی گئ ہو۔ سنائے میں تو آواز ویسے بھی دُور تک پھیلتی ہے اس لئے میں چاہتا تھا کہ جلد سے جلداس ہے نمٹ کرائس گنجے یہودی کا بھی قصہ تمام کر دیا جائے۔ کیونکہ اگر کوئی اس طرف آگیا تو ہمارا بچنا مشکل ہوجائے گا۔

میں اُس کی گردن کوزورز ورہے جھکے دینے لگا....کڑک کڑک کی دو تین آوازیں اُ بھریں۔ دو میری گرفت میں بری طرح مچل رہا تھا۔ میں نے ایک اور زور دار جھٹکا دیا اور اُسی وقت بیٹر رُوم سے فائر کی آواز س کر چونک گیا.....

میں نے اُس ہندوستانی کو چھوڑ دیا۔ وہ ذبح ہوتے ہوئے بکرے کی طرح تڑپ رہا تھا۔ اُل کے منہ سے خرخراہٹ کی عجیب می آوازیں نکل رہی تھیں۔ میں نے بیڈ رُوم کی طرف چھانگ لگادی اور دروازے کے قریب ہی ٹھٹک کر رُک گیا۔۔۔۔۔گنجا یبودی قالین پر پڑا تڑپ رہا تھا۔اُس کے سرسے خون اُبل رہا تھا اور سیتا دو تین قدم دُور کھڑی اُس کی طرف دیکھر ہی تھی۔ اُس کے ہاتھ میں پہتول تھا۔

''اس مجنت نے دراز سے پستول نکالنے کی کوشش کی تھی۔لیکن میرا ہاتھ اس سے پہلے بتول پر پہنچ گیا۔' سیتانے کہا۔

''اب بھا گویہاں ہے'' میں نے کہااور دوڑ کرا پنا چاقو اُٹھالیا۔ سیتا کی چولی کندھے کا لیک نظر ٹوٹ جانے سے سینے پرلنگی ہوئی تھی۔ اُس نے دوسرے ہاتھ سے چولی درست کرنے

میں نے باہر نکلتے ہوئے ایک بار پھر پیچھے مُو کر دیکھا۔ کمرے کی سامنے والی دیوار رِگُلِی ہوئی گھڑی سوابارہ کا وقت بتا رہی تھی۔ میں نے سیتا کے پیچھے چھلانگ لگا دی۔ سیتا باہر نگلتے ہوئے دروازے کے قریب رکھی ہوئی ٹارچ اُٹھانا نہیں بھو کی تھی۔ اُس کے سیدھے ہاتھ میں پیتول بھی موجودتھا۔

پیوں میں موبودھ۔ ہم اُس بنگلے سے نکل کرعقبی سمت میں بھاگ رہے تھے کہ ساتھ والے بنگلے کی طرف ہے ایک چینی ہوئی آواز سانگی دی۔''ارے۔۔۔۔کون ہے۔۔۔۔۔رُک جاؤ!''

۔ اس کے ساتھ ہی فضا فائر کی آ واز ہے گونج اُٹھیگولی ہمارے سروں کے اُوپر سے گزر گئی۔ سیتا نے بھی مُوکر جوالی فائر کر دیا۔

ہم دونوں بھری ہوئی اینٹوں میں تیزی ہے دوڑ رہے تھے۔ دفعتہ سیتا کو ایک اینٹ ہے تھوکر گلی۔وہ بری طرح لڑ کھڑ اگئی۔اگر میں اُسے نہ سنجال لیتیا تو وہ منہ کے بل گرتی۔ اُس شکلے کی طرف ہے ابشور کی آ واز سنائی دے رہی تھی۔ہم اینٹوں کے ایک ڈھیر کے

اس بنظے کی طرف ہے اب سور کی اواز سنائی دے رہائی ہے۔ ہم الیمول کے ایک دھیر کے پیچے بہتی گئے اور ٹھیک اس مرتبہ آٹو میٹک رائفل استعال کی گئی تھی کی سال مرتبہ آٹو میٹک رائفل استعال کی گئی تھی کی ہیں ہم اینٹوں کے ڈھیر کی آ ڈمل جانے سے گولیوں سے محفوظ ہی رہے تھے۔ ہم ملبے کے ڈھیر اور کھنڈروں کی شکتہ دیواروں کی آڑ لیتے ہوئے گئی پار کر کے اُس کھنڈر میں بہتی گئے جہاں سرنگ کا راستہ تھا۔ یہاں سیتا ایک بار پھر پھروں سے فکرا کر گرتے گئی میں بہتی گئی کے دوسری طرف والے کھنڈردل میں اندھا دھند فائرنگ کی آ واز بدستور سائی دے رہی تھی۔ وہ لوگ گئی کے دوسری طرف والے کھنڈردل میں اندھا دھند فائرنگ کر رہے تھے۔ میں نے دیوار کے قریب اینٹوں کے ڈھیر کے پیچے ہاتھ میں اندھا دھند فائرنگ کر سے بیے۔ میں ہوا۔ دو تین زور دار جھنگے دیئے گر وہ دیوارش سے من ہبل ہوئی۔ میرے جسم کے مسام تیزی سے پینے اُگلئے گئے پورے بدن پر کینچوے سے ربینے وہوئی۔ میرے جسم کے مسام تیزی سے پینے اُگلئے گئے پورے بدن پر کینچوے سے ربینے

ہوئے محسوں ہونے لگے اور د ماغ میں سنسناہٹ ہونے لگی۔ '' کیا ہوا؟''سیتا کی سرگوشی میری ساعت سے نکرائی۔

''میکنز م کامنہیں کرر ہا۔۔۔۔۔ ُشاید جا مُ ہو گیا ہے۔'' میں نے بھی سر گوشی میں جواب دیا۔ '' کوشش کرو۔۔۔۔'' سیتا نے کہا۔

آ وازیں قریب آ رہی تھیںاور پھراس کھنڈر کے عین سامنے گلی میں دوڑتے قدمو^{ں لا} آ وازیں سائی دینے لگیں۔اس کے ساتھ ہی ایک چینی ہوئی آ واز میری ساعت ہے تکرائی ^{....}

، 'اس طرف کھنڈروں میں دیکھو....' وہ جو کوئی بھی تھا چینتے ہوئے کہدر ہا تھا۔'' جو بھی نظر مے بے گولی مار دو اُسے بیسن کی کرنہیں جانا جا ہے''

اور کا بات میں سانس ڈوبتا ہوا محسوں ہونے لگاموت ہارے سروں پر پہنچ چکی تھی اور ہارے فرار کا راستہ بظاہر مسدود ہو چکا تھا سیتنا کے پاس پستول تھا اور مجھے نہیں معلوم اس میں کتنی گولیاں تھیں؟ اگر پستول کا میگزین جرا ہوا بھی ہوتو ہم کتنی دیر تک اُن کا مقابلہ کر سکتے ہیں چی درنےگویا ہماری زندگی کے چند منٹ رہ گئے تھے

کیتا بھی شاید میری ہی طرح سوچ رہی تھی۔وہ میر ہے ساتھ جڑ کر بیٹھی ہوئی تھی۔ ''کوشش کروشمروز ۔۔۔۔'' اُس نے میرے کان کے قریب بہت ہلکی می سرگوشی کی۔ اُس کی _{آواز} میں ہلکی می کیکیا ہے تھی۔''وہ لوگ سامنے گلی میں موجود ہیں اور کسی بھی لیحہ کوئی اس طرف آ

میں نے جھنجھلا کرکنڈ ہے کوزوردار جھنگا دیا۔اس مرتبہ مجھے مایوی نہیں ہوئیدیوار کا ایک ھہ آواز پیدا کئے بغیر آ ہستہ آ ہستہ شق ہونے لگا۔ میں نے کنڈے کو چھوڑ دیا اور بڑی احتیاط ہے چندا پنیش دیوار کے ساتھ رکھ دیں تا کہ اگر کوئی اس طرف آ کر تلاش بھی کر ہے تو کنڈ انظر نہ آ سے بیندا پنیش دیوار کے ساتھ رکھ دیں تا کہ اگر کوئی اس طرف آ کر تلاش بھی کر ہے تو کنڈ انظر نہ آ سے بین نے پہلے سیتا کو اندر دھکیلا اور پھر خوداندر داخل ہوکر اندر والا کنڈ آ تھنچ کیا۔ دیوار آ ہستہ آ ہستہ آ ہتہ آ ہتہ آ ہے۔ گئی ۔ تقریباً ایک اِنچ خلا باقی رہ گئی تھی کہ اُوپر اینٹوں کے لڑھکنے کی آزاز نائی دی اور پھر ایک انسانی ہیولہ دکھائی دیا میں نے سیتا کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور اپنا سانس روک لیا

دیوارکی ایک این کی خلابھی غائب ہوگئ۔ باہر سے اینٹوں کے لڑھکنے کی آوازیں سنائی دیتی را رہیں اور ہم دونوں سانس رو کے بیٹے رہے۔ وہ جوکوئی بھی تھا واپس چلا گیا تھا۔ اگر اُس نے ایرار میں خلا دیکھ کی ہوتی تو اب تک ہنگامہ چکی چکا ہوتا اور ممکن ہے دیوار کو گولیوں سے چھائی کیا جا بھا سامنے گلی سے آوازیں بدستور سنائی دے رہی تھیں۔ سیتا میر سے ساتھ چپکی بیٹھی تھی۔ کہا ہوتا۔ سامنے گلی سے آوازیں بدستور سنائی دے رہی تھیں۔ سیتا میر سے ساتھ چپکی بیٹھی تھی۔ کی نہ جلائے۔ دیوار میں کسی سوراخ سے ہوا آر رہی گیا اور اُس سوراخ سے باہر روشنی ہمی دیکھی جا سکتی تھی۔

یہ ہم تقریباً آ دھا گھنٹہ وہاں بیٹھے رہے۔ اب سامنے گل میں آ وازیں سنائی نہیں دے رہی اس من تا ہم وقتے ہے فائرنگ کی آ وازیں بدستور ہماری ساعت سے مکرا رہی تھیں اور یہ الزیل بھی قریب سے آئی ہوئی محسوں ہوتیں اور بھی دُور سے۔ میں نے سیتا کے ہاتھ سے اُن فائے کراُ ہے ایک لمحہ کو روث کیا اور زمین پر پڑی ہوئی مشعل اُٹھا کر ٹارچ بجھا دی۔ سیتا نے اُلاِتھ بکڑلیا اور ہم تاریکی میں آ ہتہ آ ہتہ آ ہتہ آ گے بڑھنے گئے۔

لقریبا بچیس گزاتے نکل آنے کے بعد میں نے ٹارچ جلالی۔ہم کافی دُورنکل آئے تھے ، البہرے روشیٰ دکھے لئے جانے کا کوئی اندیشہ نہیں تھا۔ہم ٹارچ کی روشیٰ میں تیز تیز قدم لَيْنِاب أنِ كا رُخْ مندر كَي طرف تقا-

میں نے سیتا کو اشارہ کیا اور ہم کھلی جگہ سے ہٹ کر دیوارکی آٹر میں ہو گئے۔ وہ دونوں میں تقسین جن کے اور ہم کھلی جگہ سے ہٹ کر دیوار کی آٹر میں ہو گئے۔ وہ دونوں میں جن کے اور پر سرچ لائٹوں کی ہوئی تقسین ہوگئے۔ سرچ لائٹوں میں جنگلہ پوری طرح تقی مندر کے قریب اُن جیپوں کی رفتار کچھ اور ست ہوگئے۔ سرچ لائٹوں میں جنگلہ پوری طرح نظر آر ہا تھا۔ مجھے بجھنے میں در نہیں گئی کہ وہ لوگ بید دیکھ رہے تھے کہ کی جگہ سے جنگلہ تو نہیں نظر آر ہا تھا۔ مجھے بھی دینیوں میں جنگلہ تو نہیں

''دوہ گاڑی ای طرف آرہی ہے۔۔۔۔'' سیتانے میرے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ ''دہ جگل کے علاوہ کون ہوسکتا ہے۔۔۔۔'' میں نے جواب دیا۔'' غنیمت ہے اُسے یہ خیال کانی در بعد آیا۔ بہر حال اب نیچے چلو!''

ہم دونوں نیجے اُتر کر اپنے محرے میں آگئے۔ میں نے مشعل اُٹھا کر دروازے کے اہر دیوار میں گئے ہوئے ایک بہن لیا۔ سیتا نے ہمی زرد چا در ساڑھی کی طرح لیسٹ کی اور پیال پر لیٹ گئے۔ میں بھی اُس سے پچھے اسلے پر لیٹ گئے۔ میں بھی اُس سے پچھے اسلے پر لیٹ گئا۔

میرے کان گاڑی کے انجن کی آواز پر گئے ہوئے تھے۔ تقریباً تین منٹ بعد قدموں کی اُواز سنائی دیئے گئی۔ وہ دویا اُس سے زیادہ آ دمیوں کے قدموں کی آواز تھی میں نے سیتا کی طرف دیکھا۔ وہ ٹائلیں سمیٹے کروٹ کے بل لیٹی ہوئی تھی۔ میں نے بھی آئکھیں بند کرلیں در ملکے ملکے خرافے لینے لگا۔ قدموں کی آواز کمرے کے سامنے آ کر رُک گئی۔ اور پھر ایک الاری آواز سائی دی۔

"جگاؤإن كو.....!"

دوسرے ہی لمحہ میرے پیر پرٹھوکر لگی اوراس کے ساتھ ہی ایک بھاری آ واز سنائی دی۔ ''نپٹرت جیاُ ٹھو....! ضروری کام ہے تم سے۔''

میں نے ہڑ بڑا کر آئھیں کھول دیں....اُن میں ہے کسی نے ٹارچ جلا رکھی تھی جس کی تیز رونی میں میری آئھیں چندھیا گئیں اور میں نے آئھوں پر ہاتھ رکھالیا۔

''کک سیکون ہے ۔۔۔۔کیا بات ہے ۔۔۔۔کون ہوتم لوگ؟'' میں اُٹھ کر بیٹھ گیا۔میرے اُئرے سے بدحوای عمال تھی۔

ٹارچ کی روثنی میرے چبرے سے ہٹی تو میں کچھ دیکھنے کے قابل ہوسکا۔ وہ چارآ دی تھے

اُٹھاتے ہوئے چلتے رہے اور سرنگ کے دوشاخے پر پہنچ کر زُک گئے۔ ''اب اس طرف دیکھا جائے'' سیتا نے دوسری سرنگ کی طرف اشارہ کیا۔ ''پاگل ہوگئی ہو کیا.....؟'' میں نے اُسے گھورا۔''اس وقت کھنڈروں کے اس پورے شہر میں ہنگامہ مجا ہوا ہوگا۔ وہ لوگ شکاری کو ل کی طرح ہمیں تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔اور پھر میں ہنگامہ مجا ہو کے سر سرکھ کی کے دور کی طرف آئے نگلہ اسی صورت میں جاراہ میں

یہ بھی ممکن ہے کہ کسی شبے کی بناء پر جگل بھی مندر کی طرف آنگے۔ ایسی صورت میں ہمارا مندر میں موجود ہونا بہت ضروری ہے۔ دوسری سرنگ کوکل یا ایک دودن بعد دیکھیں گے۔ اس وقت تک بیہ ہنگامہ کسی قدر شنڈا پڑچکا ہوگا۔''

'' یہ ہنگامہ آسانی سے ٹھنڈا نہیں ہوگا۔۔۔۔'' سیتا نے کہا۔''اس کیمپ میں ایک اسرائلی ایجنٹ مارا گیا ہے۔ قاتل کی تلاش میں وہ ان کھنڈروں کی ایک ایک ایٹ اُ کھاڑ بھینگیں گے۔ ہوسکتا ہے زیر تربیت آ دمیوں ہی میں سے کوئی اُن کے قابو آ جائے۔بعض لوگ ذرا سرش قم کے ہوتے ہیں اور مشکل سے قابو میں آتے ہیں۔ایسے ہی لوگ شبے کی زدمیں آئیں گے۔''

''ہمارے مثن کا پہلا مرحلہ کامیاب ہو گیا۔۔۔۔۔ ہم نے کیپ میں تھلبلی مجا دی ہے۔'' میں نے کہا۔''ایک دو دن ہمیں سکون ہے بیٹھنا جائے تا کہ جگل جیسے تف کوہم پر کسی تسم کا شہر نہ ہونے پائے۔اب چلتی رہو! یہاں رُک کروقت ضائع مت کرو۔''

''اُنگ منٹ'' سیتا بولی۔''یہ ڈوری کندھے پر باندھ دوا مجھے بڑی اُمجھن ہو رہی ہے۔'' اُس نے چولی اپنے سینے پر درست کی اور میں نے اُس کے کندھے پر ڈوری کی گرہ لگا دی۔ سیتانے وہاں سے آتے ہوئے اپنی چا دراور میرا چوغہ بھی اُٹھالیا تھا۔ یہ دونوں چیزیں اُس نے اپنے بازوؤں پرڈال رکھی تھیں۔

ے آپنے بازودل پردال ری یں۔ ہمیں مندر کے تہد خانے ہے باہر آنے میں زیادہ در نہیں گی تھی۔ باہر آنے سے پہلے بیتا نے پہتول دیوار کے اندر کی طرف رکھ دیا تھا۔ ہمارے پاس اس پہتول کی موجودگی ہمارے لئے موت کا پیغام ثابت ہوسکتی تھی۔ تہد خانے سے باہر آتے ہی میں نے سٹرھیوں کے پنچ پور نے فرش برریت پھیلا دی تھی تا کہ فرش صاف سھراد کھے کرکسی کوشبہ نہ ہو سکے۔

میں نے کچن سے ماچس کی اور مشعل روٹن کر کے کمرے میں انکا دی اور ٹارچ بجھا کر تھلے میں ڈال دی اور اس کے تھوڑی ہی دیر بعد میں اور سیتا مندر کی اُوپر والی بالکونی میں کھڑے کھنڈروں کے شہر کی طرف دیکھرے تھے۔گاڑیوں کے ہیڈیمپس کی روشنیاں اِدھراُدھر متحرک نظر آ رہی تھیں جس کا مطلب تھا کہ کیمپ کے اندر ہنگا می سرگرمیاں عروج پڑتھیں ۔حرکت کرتی ہوئی روشنیاں بہت وُ ور وُ ور تک نظر آ رہی تھیں۔اور پھران متحرک روشنیوں کو دیکھر میں چو کئے بغیر نہیں رہ سکا۔ وہ دوگاڑیاں تھیں جن کے اُوپر بھی ایک ایک سرج لائٹ گلی ہوئی تھیں اور دہ گاڑیاں خاردار جنگلے کے ساتھ ساتھ طویل چکر کا بھر آگے وہ گاڑیاں تقریباً چالیس منٹ بعد گیٹ کے قریب تھوڑی دیر کو رُکیس اور پھر آگے بڑھ

جن میں سے تین نے رائفلیں ہاری طرف تان رکھی تھیں اور چوتھے کے ہاتھ میں ریوالور تھ_{ا۔} جگل اُن میں نہیں تھا۔

مجھے سینے میں دل ڈو ہتا ہوامحسوں ہونے لگا۔۔۔۔کیا ان لوگوں کو ہمارے بارے میں پیۃ چل گیا تھا۔۔۔۔۔؟

یں نے سیتا کو بھی جگا دیا۔ اُس نے مجھ سے بھی زیادہ بدحواس کا مظاہرہ کیا اور ہم دونوں خوفز دہ می نظروں سے اُن کی طرف دیکھنے لگے صورتحال خاصی تنگین ہوگئی تھی!

000

وہ چاروں اگر چہما دہ لباس میں سے کیکن اُن کا تعلق آرمی یا کسی اور سکیورٹی ایجنسی سے تھا۔
ریوالور دالا غالبًا اُن کا آفیسر تھا۔ کیونکہ وہی احکامات جاری کررہا تھا اور ہم سے سوالات کرنے والا بھی وہی تھی۔ اُس کی جگہ اگر جگل ہوتا تو بات محتلف ہوتی۔ میں سمجھ لبتا کہ وہ چیکنگ کے بہانے سیتا کے رُوپ سے نظریں سیکننے کے لئے آیا ہے۔ لیکن وہ جگل نہیں تھا۔ اُس محض کے چرے پر جگل سے زیادہ کرختگی تھی اور لگتا تھا کہ وہ کسی بات پر ہمارا لحاظ نہیں کرے گا۔ میں پذت تھا اور سیتا گوئی۔ ہم اس مندر کی سیوا کے لئے یہاں آئے تھے۔ پند توں اور پجاریوں کو دکھی کو لیے ہاتھ اُٹھا دیتے تھے۔ مگر اس شخص نے ایسانہیں کیا تھا۔
دکھی کر تو لوگ و یسے بھی نمسکار کے لئے ہاتھ اُٹھا دیتے تھے۔ مگر اس شخص نے ایسانہیں کیا تھا۔
اُس کی آئے موں میں سر دم ہری نظر آر بی تھی۔

'' تم لوگ کب نے یہاں ہو؟'' اُس نے باری باری ہم دونوں کو گھورتے ہوئے پو چھا۔ '' چندروز ہوئے مہاراج!'' میں نے جواب دیا۔'' ہم مندر کی سیوا کیلئے یہاں آئے ہیں۔'' '' مندر کی سیوا کے لئے کسی پنڈت یا پجاری والی بات تو سمجھ میں آئی ہے مگر شہر ہے میلوں دُوراس ویرانے میں ایک ناری کا کیا کام؟'' اُس کی نظریں سینا کی طرف اُٹھ گئیں۔ '' یہ کوئی عام ناری نہیں مہاراج، گوئی ہے۔ دھرم کی سیوک۔'' میں نے جواب دیا۔'' دھرم

بیانونی عام ناری ہیں مہاراج، کو پی ہے۔دھرم کی سیوک۔'' میں نے جواب دیا۔'' دھرم کاسیوا تو کوئی بھی کرسکتا ہے،شہر کی آبادی ہو یا ویرانہ۔ بید مندر ہے تو بھگوان کا استھان۔اگر ایک گوپی سیوا کی لگن لے کر یہاں آگئ ہے تو''

''یہاں تہارے پاس کوئی اور بھی آتا ہے؟''اُس نے میری بات کا منتے ہوئے پوچھا۔ ''اس دیرانے میں کون آئے گا مہاراج ؟'' میں نے جواب دیا۔''پر ہاں شری جگل ایک باریبال ضرور آئے تھے۔ اُنہوں نے وعدہ کیا ہے کہ اپنے افسروں سے بات کر کے مندر سُئے تی کا بندوبست کر دس گے۔''

''شری جگل'' اُس نے نام وُ ہرایا۔'' تہمارا مطلب ہے اس کیمپ کا سکیورٹی انچارج ٹری جگل ناتھ؟''

'' ''انہوں نے یہی بتایا تھا مہاراج!'' میں نے جواب دیا۔''اب کے آویں گے تو میں اُنہیں اُنہیں اُنہیں اُنہیں اُنہیں ''ہول گا کہ مندر میں بتی کا بندوبست ذرا جلدی کردیں۔''

''' کھ دیر پہلے میرا مطلب ہے ڈیڑھ دو گھنٹے پہلے تم لوگوں نے کیمپ کی طرف سے ''کھ دیر پہلے میرا مطلب ہے ڈیڑھ دو گھنٹے پہلے تم لوگوں نے کیمپ کی طرف سے الزنگ کی آوازیں نی تھیں؟'' اُس نے پوچھا۔ _{کارروا}نی اندر ہی کے کسی آ دمی نے کی ہوگر باہر کا بھی کوئی آ دمی ہوسکتا ہے جو کسی طرح اندر تھی ^عیا ہو۔ یہاں کی سکیورٹی کا انتظام فول پروف ہے گر''

'' ججھے بین کر دُ کھ ہوا مہاراج!'' میں نے اُس کی بات کاٹ دی۔'' تم یہاں تلاتی لے اِسلام کی بیاں تلاتی کے اِسلام کی کا استحان ہے۔ یہاں شانی ملتی ہے۔ اِسلام ملتا ہے، ہتیاروں کو یہاں شرن (پناہ) نہیں مل سکتا۔''

ربران جدرت کی بہان سریف کا وہ بلاک کی حکدر ممایاں عام. ''بیدا بینٹ''

"سارا فرش اُ کھڑ رہا ہے مہارائ!" میں نے جلدی سے اُس کی بات کا ف دی۔ "بیہ مدیوں پرانا ہے۔ اس کی ابت کا ف دی۔ "بیہ مدیوں پرانا ہے۔ اس کی اینٹیں جگہ جگہ ہے اُ کھڑ رہی ہیں۔ اُوپر چھت کو دیکھومہاراجاور اُدھر..." میں اُسے ہاتھ سے پکڑ کر باہر لے آیا اور چھت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ "وہ دیکھومہاراج چھت کا سارا پلستر اُدھر گیا ہے۔ دیواروں کی اینٹیں بھی اُ کھڑ رہی ہیں۔ اُم شہرواپس جا کر پر ہندھک کمیٹی سے کہیں گے کہ اس مندر کی مرمت کا وچار کیا جائے ورنہ چند بروں میں یہ چھت گرجائے گی۔"

آفیسر ٹارچ کی روشنی میں حجیت اور دیواروں کا جائزہ لیتار ہا۔ حجیت کا پلستر واقعی کئی جگہوں سے اُدھڑ اہوا تھا اور دیواروں پر بھی کئی جگہوں سے اینٹیں اُ کھڑی ہوئی تھیں ۔

"بیکام تو سرکار کا ہے مہاراج!"میں نے کہا۔" مندروں کی مرمت تو سرکارکوکروائی چاہئے۔"
"سرکار مندروں کی مرمت اس کے نہیں کرواسکتی کہ مندروں کا پیسہ سرکار کے خزانے میں نہیں جاتا۔" اُس نے جواب دیا۔" یہ تو پر بندھک کمیٹی کا کام ہے، اُنہیں مرمت کروائی چاہئے۔" ''برمہاراج ……" میں نے کہا۔" کچھروز پہلے جا نکاری ہوئی تھی کہ سرکار نے مسلمانوں کی گئی مستوں (مجدوں) کو آٹارِ قدیمہ قرار دے کر اوقاف کی تحویل میں دے دیا ہے اور اب کارے خرچ پر اُن مستوں کی مرمت ہوگا۔ اگر سرکار کے خرچ پر مستوں کی مرمت ہوسکتی ہوئی مزمت ہوگا۔ اگر سرکار کے خرچ پر مستوں کی مرمت ہوسکتی ہوئی میں دری کے ور نہیں؟"

''بڑے بے وقوف ہو ۔۔۔'' اُس نے مجھے گھورا۔''وہ سرکار کی ایک الگ پالیسی ہے۔ سنتوں کوسرکاری تحویل میں لے کر بند کیا جا رہا ہے۔تم تو پنڈت ہو ۔۔۔ تمہیں مجھ سے زیادہ ہانکاری ہونی جائے۔'' ''نہیں مہاراجہم تو سور ہے تھے۔آپلوگوں نے جگایا ہے۔'' میں نے کہا۔ ''کوئی اس طرف بھاگ کر تو نہیں آیا....میرا مطلب ہے کیپ کی طرف ہے۔ دیواریا جنگلہ بھاند کر؟'' اُس نے کہتے ہوئے میرے چہرے پر نظریں جمادیں۔

ں مہ ن کے دیور پیا مرت ہاں۔ وہ خاموش ہوکر دوسرے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ٹارچ کی روثنی میں کمرے کا جائزہ لینے لگا۔ پھر اُس نے اپنے ایک ماتحت کو اشارہ کیا، اُس نے اپنی رائفل دوسرے کوتھا دی اور آ گے بڑھ کر ہمارے بیگ کی تلاشی لینے لگا۔ دومنٹ بعد ہی اُس نے اُٹھ کرنفی میں سر ہلا دیا۔

''تم دونوں ادھرآ جاؤ۔۔۔۔'' پارٹی انچارج نے اشارہ کیا۔ سیار مشعلا

ہم دونوں کمرے سے باہر آگئے۔ کمرے میں حالانکہ مشعل جل رہی تھی کیکن اُن سب نے اپنی ٹارچیس بھی روشن کر رکھی تھیں۔ آفیسر نے ٹارچ اپنے ایک ماتحت کوتھا دی، ریوالور جیب میں ڈال لیا اور میری جامہ تلاثی لینے لگا۔ اُس نے میرے جسم کواُوپر سے نیچے تک ٹمول کر دیکھا اور پھرسیتا کی طرف متوجہ ہوگیا۔ سیتا نے اپنے بدن پر اوڑھی ہوئی چا درز مین پر پھینک دی اور چولی بھی اُ تاردی۔

'' پ_ی..... به کیا کررہی ہوتم؟'' آفیسر بدحواس ساہو گیا۔

''تَّمَ میری بھی تلاشی لینا چاہو گے۔'' سیُتا بولی۔''میں تمہیں اپنے شریر کو ہاتھ نہیں لگانے دُوں گی۔ کپڑے اُتار کر بھینک رہی ہوںانہیں اچھی طرح چیک کرلو۔ اور چاہوتو نظروں ہے میرے شریر کو بھی ٹول لو۔ پر میں تنہیں ہاتھ نہیں لگانے دُوں گی۔''

کے برائے کر دو دیوی جی!'' آفیسر نے دونوں ہاتھ جوڑ دیئے، پھر زمین پر پڑی ہوئی چولی اُٹھا ''شاکر وو دیوی جی!'' آپ کپڑے بہن لیجئے دیوی جی! میں آپ کے شریر کوچھونے کا گتاخی نہیں کر سکتا۔'' میشخص جگل کے مقالبے میں شریف ثابت ہوا تھا۔ اُس نے نظریں بھی جھکار کھی تھیں ۔ سیتانے چولی پہنی اور پھر چا در بھی اُٹھا کر اوڑ ھالی۔

''اُگرا گیا ہوتو ہم مندر کی تلاشی لے لیں مہاراج؟'' اُس نے پہلی مرتبہ مجھے مہاراج کہہ کر مخاطب کیا۔اس مرتبہ اُس کے لہج میں زی تھی۔

· میں تنہیں روکوں گانہیں ۔ مگر سئلہ کیا ہے؟'' میں نے پوچھا۔

''ہمارے کیپ میں ایک در گھٹنا ہوگئی ہے۔'' اُس نے جواب دیا۔''یہاں سرکار کی طرف ہے۔ ایک اہم منصوبے پر کام ہور ہاہے جس پر کچھ بدیثی ماہرین ہے بھی مدد کی جارہی ہے۔ '' وُھائی گھٹے پہلے کسی کے نبگلے میں گھس کرائس کی ہتھیا کر دی ہے۔اُس کا پستول بھی چوری ہوگیا ہے۔۔۔ اُس کا پستول سے گولی ماری گئی تھی۔ ایک مقامی آفیسر جسی چوری ہوگیا ہے۔'' وہ چند کھوں کو خاموش ہوا پھر بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا۔'' ہوسکتا ہے ہ

''سرکار کی پالیسیوں کو ہم کیا سمجھیں سرکار۔۔۔۔'' میں نے بے بسی سے کہا۔ اُس کے تیوں ماتخوں کے واپس آ جانے سے بات ادھوری رہ گئی۔

'' کچھ نہیں سر ……!'' اُن میں سے ایک آفیسر سے کہا۔''سب جگہوں پر دیکھ لیا …… بالکل ماری ''

'''ٹھیک ہے۔۔۔۔'' آفیسر نے کہا اور پھر میری طرف مُڑ گیا۔''شا سیجئے مہاراج۔ اور دیوی جی! آپ ہے بھی شا چاہتا ہوں،آپ کی نیند خراب کی۔''

الله المنتوب المنتوب

کامے فارار کی جانے کی بجائے اُوپر چلے گئے اور کیمپ کی طرف و کیھنے گئے۔ متحرک روشنیاں ثابت کررہی تھیں کہ وہاں یہودی کے قاتلوں کی تلاش کے سلسلے میں سرگر میاں اب بھی حاری تھیں۔

ں ''اورتم نے وہ کیا حرکت کی تھی؟''میں نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''کون می حرکت؟''سیتانے یو چھا۔

''اُن کے سامنے کپڑے کیوںاُ تارنے لگی تھیں؟''میں نے کہا۔

''میں ایبانہ کرتی تو وہ بھی اُس حرامی جگل کی طرح میری تلاثی لیتا۔''سیتا نے جواب ^{دیا۔} ''وہ میرے شرر کوشو لتا،نو چتا۔اس سے بچنے کے لئے ہی میں نے پینفسیاتی حربہ استعال کیا تھا حکام اُس، یا''

''آگراس فتم کا کوئی نفساتی حربہ ناکام ہو گیا تو سر پکڑ کرروتی رہوگ۔'' میں نے کہا۔ ہم تقریباً ایک گھٹے تک اُوپر کھڑے کیپ کی طرف و بکھتے رہے اور پھر نیچے اپنے کمرے میں آ گئے۔ ہم ایک شکین صورتحال سے دوچار ہوتے ہوتے بیچے تھے۔ دراصل ہم دونوں کا ذہانت کام کرگئی تھی۔ تہد خانے سے باہر نکلتے ہوئے سیتا نے پستول اندر ہی چھوڑ دیا تھا، اوراگر وہ پستول ساتھ لے آتی اور تلاثی کے دوران برآ مد ہوجا تا تو اُسے شناخت بھی کرلیا جا تا اور پھر

ہاری زندگی کی صانت نہیں دی جا سکتی تھی۔ میں نے پہلی عقلندی سے کتھی کہ سیر حیوں کے نیچے فرش پر ریت پھیلا دی تھی۔ اگر وہ جگہ صاف ستھری ہوتی تو اُ کھڑی ہوئی اینٹ کو دیکھ کر اُسے بقینا تنگ ہوتا۔اُ کھڑی ہوئی اینٹ پر اُس کی نظر پڑگئ تھی لیکن میں نے مندر کی خستہ حالی کا رونا رہائی تھی۔ بڑراُس کی توجہ ہٹا دی تھی۔

معجدوں کا ذکر میں نے جان بوجھ کر چھیٹرا تھا،لیکن اس سے پیہ بات بھی کھل کر سامنے آگئی منی کہ ہندوستان کی اقلیتوں کے حوالے ہے ہندسر کار کس قتم کی پالیسیوں برعمل پیرائھی ۔ تشمیر میں پچھلے 54 برسوں سے جو کچھ ہور ہاتھا وہ میں دیکھ رہاتھا۔ ہندوستان میں بھی یہی سب کچھ ہو ر ما تھا۔ آئے دن سلی فسادات ہندسر کار کی انہی پالیسیوں کی عکاسی کرتے تھے۔ مجھے احجھی طرح ادتھا کہ بابریمسجداور رام مندر کا مسئلہ اُٹھا تھا تو انتہا پیند ہندو تنظیموں نے پوری طرح حکومت رِ دباؤ ڈالا تھا۔ پاکتان کی سرزمین پر جنم لینے والا لال کشن ایڈوائی مسلمانوں اور بابری مجد ئے خلاف چلائی جانے والی تحریکوں میں پیش پیش تھا اور وہی ایڈوائی آج کل ہندوستان کا وزیر دافلہ بناہوا تھا۔اُس جیسےانتہا پیندادرمتعصب اور کٹر ہندوؤں کے ہوتے ہوئے ہندوستان میں آباداللیتیں سکھ کا سانس نہیں لے سکتیں ۔مسلمانوں کے ساتھ تو 54، 55 سال سے ینگ بازی ہو ری تھی، اب اُنہوں نے عیسائیوں کا جینا بھی حرام کر دیا تھا۔ گرجا گھروں کونذر آلش کیا جارہا تھا، یادر بوں کوزندہ جلایا جار ہاتھا۔ یسوع سیج کے ماننے والوں کا جینا حرام کر رکھا تھا۔اور اب متعصب ہندوؤں نے ایک نیا شوشہ جھوڑا تھا۔ ہندوستان کی بینکڑوں قدیم مسحدوں کے بار ہے میں کہا جار ہاتھا کہ بہمسجدیں مندروں کی جگہ بنانی گئی ہیں اور اب انہیں تو ڑ کر دوبارہ مندر بنایا جائے گا۔ ہند سرکار اُن کٹر اور متعصب ہندوؤں کا پوری طرح ساتھ دے رہی تھی۔ انتہا پیند ہندونظیموں نے جن سینکڑ وں مسجدوں کی نشاندہی کی تھی ہند سرکار نے اُنہیں آ ٹارِ قدیمہ قرار دے کرائیس اوقاف کی تحویل میں دے دیا تھا اور اُن پرتا لے ڈال دیئے گئے تھے۔

ا کے دان دوات کا دیں میں وجے دیا تھا، دران پر ماتے دان دیے تھے تھے۔ ''یہی تو سرکار کی پالیسی ہے۔'' سیتا نے کہا۔''لڑاؤ اور حکومت کرو۔ سیاسی شرانگیزیاں تو ہوتی ہی رہتی میں مگر ہندو حکمرانوں کوزیادہ فائدہ نسلی فسادات سے ہوتا ہے۔''

''منکھوں کے ساتھ بھی یہی ہوتا رہا ہے ۔۔۔۔'' میں نے جواب دیا۔'' اُن پر غداری کے الزامات لگا کر اُن کے حقوق شبیں ہے۔'' الزامات لگا کر اُن کے حقوق سلب کئے گئے۔ یہاں تو کوئی بھی اقلیت محفوظ نہیں ہے۔'' ہم دیر تک با تیں کرتے رہے۔ نیند آنے کا تو اب سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اور ہمیں یہ رات باتوں ہی میں گزار نی تھی۔ میں دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا اور سیتا میرے گھٹے پر

ار کھ کر لیٹ گئی اور ہم باتیں کرتے رہے۔ ایک کے بعد دوسرا موضوع چھڑ جاتا۔ رات آنکھوں میں بیت گئی۔ رات کا اندھیر ارخصت ہونے لگا تھا۔ بس بیشائیہ تھا کہ دن کا اُجالہ جنم لینے والا ہے۔ بیٹھے بیٹھے میری کمر دُ کھنے لگی تھی۔ بیتا اُس وقت اونگھ رہی تھی۔ میں نے ''کی آ ہمتگی سے اُسے اپنے سے الگ ہنایا اور لیٹنا ہی چاہتا تھا کہ ایک آ واز س کر چونک گیا۔۔۔۔۔ پہلے تو میں نے اُسے اپنا واہمہ سمجھا کیکن پھڑ پھڑ اہٹ کی وہ آ واز بتدریج واضح ہوتی چلی گئی۔

ہاں وہ ہیلی کا پیٹر ہی تھا جس کے پروں کی پھڑ پھڑا ہٹ سنائی دے رہی تھی۔ میں نے سیتا کہ کند ھے ہے بکڑ کرجھنجھوڑ دیا۔

'' کیا ہے؟''وہ ایک دم اُٹھ کر بیٹھ گئے۔

'' بیآ وازس رہی ہو؟'' میں نے کہا۔ ''کیسی آ واز؟'' وہ اِدھراُ دھر دیکھنے گئی۔اُس کے د ماغ پر غالبًا نیند کا خمار طاری تھااور وہ بدحواس سی نظروں سے کمرے میں إدھراُ دھرد لیھنے لگی۔

'' جیلی کا پٹر'' میں نے کہا۔'' فضامیں ہیلی کا پٹر کی آ واز سن رہی ہو؟''

سیتا نے سر کو ایک دوجھکے دیئے اور پھر وہ بھی چونک گئی اور سنجل کر بیٹھ گئی۔اب اُس کے حواس قابو ميں آيڪے تھے۔

ودتم يهين بيشو مين باهر جاكر ديكما مول ـ "مين اپني جگه سے أصحت موت بولا -'' میں بھی چلتی ہوں ۔'' سیتا بھی اُٹھ کر کھڑی ہوگئی۔

ہم دونوں کمرے سے باہر آ گئے۔ بیلی کاپٹرکی آواز دائیں طرف سے آ رہی تھی لیکن وہ و کھائی تہیں دیا۔ میں نے مندر کے باہر تھلی جگه پر نکانا مناسب نہیں سمجھا اور سیر حیوں والے کمرے میں فس گیا۔ سیتا بھی میرے پیچھے ہی تھی۔

بیلی کاپٹر کی آواز ہمارے سرول کے عین اُوپر سائی دے رہی تھی۔ ہم دیوار کی آڑیں کھڑے ہو گئے ۔ فضا میں ابھی اندھیرا ساتھا۔ زیادہ دُور تک کوئی چیز واضح طور پر دکھائی نہیں و ہے رہی تھی۔

ہلی کا پٹر مندر کے اُوپر ہے گِزر کر کیمپ کی طرف آ گیا۔ اُس کی بتیاں جل رہی تھیں اور نیچے کی ایک سرچ لائٹ بھی روش تھی۔ کا پٹر کا رُخ کیمپ کے مشر قی جھے کی طرف تھا جبکہ وہ بنگلہ مغرب کی طرف تھا جہاں رات کوہم نے ایک یہودی ایجنٹ اور اُس کے ہندوستانی خدمتگار کو موت کے گھاٹ اُ تاراتھا۔

ہلی کا پٹر زمین پر اُتر گیا مجھے مجھنے میں دیرنہیں گئی۔ وہاں کوئی ہیلی پیڈیتھا اور کا پٹریفیٹا یملے بھی آتے رہتے ہوں گے۔اُس کا پٹر کے لینڈِ کرنے کے تقریباً دس منٹ بعد کھنڈروں کج مغربی جھے ہے تین گاڑیوں کی روشنیاں نظر آنے لگیں وہ روشنیاں کھنڈروں میں چکر کھائی ہوئی مشرق کی طرف جارہی تھیں۔اور بالآخر کا پٹر کے قریب پہنچ کر رُک تنگیں۔

کا پٹر کی ساری سرچ لائٹیں روثن تھیں۔ آس یاس کا وسیع علاقہ بھی روشن کی زو ہیں تھا۔^{اور} اب و یسے بھی تاریکی حصِت کئی تھی اور دن کا اُجِالا ٹیھلنے لگا تھا اور ہیلی کا پٹر اور گاڑیوں کے آ^س یاس کچھ لوگوں کی نقل وحر کت بھی دکھائی ویے لکی تھی۔

, واسٹریچر اُن گاڑیوں ہے اُ تار کر ہیلی کاپٹر میں منتقل کر دیئے گئے ۔ ان کے ساتھ دوآ دمی ہمی ہیلی کا پٹر میں سوار ہو گئے اور اس کے تھوڑی ہی دیر بعد کا پٹر آ ہستہ آ ہستہ فضا میں بلند ہونے ۔ و کاپٹر نے دوسری طرف کا ایک چکر لگایا اور فضا میں بتدریج بلند ہوتا ہوا ہماری طرف آنے رہے۔ ہم دیوار کی آثر میں اس طرح کھڑے ہو گئے کہ اُوپر ہے ہمیں نیددیکھا جا سکے۔ اپ دن کی روشنی مچیل رہی تھی اور ہر چیز واضح طور پرنظر آ رہی تھی ۔ وہ نو جی ہیلی کا پٹر تھا جو

مندر کے اُوپر سے گز رکر جیسلمبر کی طرف چلا گیا تھا۔ میں مُو کرسیتا کی طرف دیکھنے لگا۔ '' اُن دونوں کی لاشیں جیجی کئی ہیں ۔'' سیتانے کہا۔

"أن كے ساتھ دوآ دى بھى گئے ہيں ۔" ميں نے كہا۔" كيا ايبامكن ہے كہا ہے ايك ساتھى کی ہلاکت کے بعداسرا ئیلی ایجنٹ واپس چلے گئے ہوں؟''

"مرف دوآ دمی گئے ہیں ۔" سیتانے جواب دیا۔"اگر وہ دونوں یہودی بھی تھے تو کم سے کم ہانچ اسرائیلی ایجنٹوں کو یہاں موجود ہونا چاہئے ۔ کیونکہ میری معلومات کے مطابق اس کیمپ میں ٹریننگ کے لئے آٹھ یہودی ایجنٹوں کی خد مات حاصل کی گئے تھیں۔ایک مرگیا۔اگر دو چلے گئوتو پانچ کواب بھی کیمپ میں موجود ہویا جائے۔''

كمِّ ميں اب زندگی بيدار مور ہي تھی۔ لوگوں کی نقل وحرکت دکھائی دیے لگی۔ ہم پينچ آ گئے۔ میں مندر کی سٹرھیوں پر بیٹھ گیا اور سیتا جائے بنانے کے لئے باور چی خانے میں جلی گئی۔ میں رات کو اگر چہ ایک لمحہ کو بھی سوئبیں سکا تھا لیکن اُس وقت بھی نیند میری آٹھوں سے کوسوں دُورهی ۔ میں اُس یہودی کے بارے میں سوچ رہاتھا جے گزشتہ رات ہم نے موت کے گھاٹ أَبَارا تَها - مجھے سو فيصد يقين تھا كه أس كے مل كى اطلاع نەصرف دېلى بلكه اسرائيل جھى پہنچ چكى ہوگ۔ دہلی اور تل ابیب میں تو گھلبلی مچے گئی ہوگی۔ یہ یہودی ایجنٹ ایک با قاعدہ معاہدے کے تحت یہاں آئے تھے اور اُن کی حفاظت کی ذمہ داری ہندسر کاریرِ عائد ہونی تھی۔ ہوسکتا ہے اس ایک یہودی کے قتل ہے اسرائیل بید معاہدہ منسوخ کر کے اپنے آ دمیوں کو واپس بلا لے۔ کیلن میں ہمیں سمجھتا تھا کہ ایسا ہو گا۔مسلم آنوں کے خلاف یہود و ہنود کے عزائم سے پوری دنیاواقف گل- اُنہیں تو ہر ملک میں اور ہرسطح پرمسلمانو ں کونقصان پہنچانا تھا۔ یہ دونو ں شیطانی قو تیں دنیا بھر میں مسلمانوں کے خلاف ایک دوسرے سے تعاون کرنے کو تیار تھیں۔ یا کتان کے اپنی ^ا ونت بننے سے کئی سال پہلے بھی یہود یوں اور ہندوؤں نے پاکتان کے خلاف ایک نہایت لهناؤلی سازش تیار کی تھی۔ اسرائیلیوں اور ہندوؤں کا وہمنصوبہ بڑا خوفٹاک تھا۔

وہ منصوبہ اسلام آباد سے چندمیل دُ در کہونہ برحملہ کر کے اٹامک لیبارٹری کو تباہ کرنے کا تھا۔ انٹرین امیرُ فورس کے جیگوار طیار ہے سرینگر امیرُ پورٹ پر تیار کھڑے تھے۔ اُن طیاروں کے ہ اس ائلی تھے جو یرواز کے لئے اشارے کے منتظر تھے لیکن یا کتان کو بروقتِ اس سازش الانظلاع مل کئی اور آن واحد میں کسی بھی صور تعال ہے تمنینے کی تیاری مکمل کر لی گئی یاک

روانه کردی جائے گی۔"

میں نے تل ابیب کے حوالے سے کریدنا مناسب نہیں سمجھا۔ ددی کا گری میں مند ہوئیں نہیں میں میں است

"ہمیارے بکڑے گئے یانہیں؟" میں نے پوچھا۔

''رات کودوآ دمیوں کوحراست میں لیا گیا تھا۔۔۔۔'' جگل نے بتایا۔''وہ دونوںٹر بل میکر سمجھے جاتے تھے۔ اُن سے یوچھ کچھ کی جا رہی ہے۔ اُن پر بختی کی جائے گی تو وہ اس درگھٹنا کی ذمہ راری قبول کرلیں گے۔کیکن مجھے نہیں لگتا کہ اصل ہتیارے ہماری گرفت میں آسکیں گے۔'' ''کیوں۔۔۔۔۔؟'' میں نے چونک کراس کی طرف دیکھا۔

''یرکوئی گہری سازش ہے ۔۔۔۔'' جگل نے جواب دیا۔''اس قتم کی سازش تیار کرنے والے لوگ آسانی سے بے نقاب نہیں ہوتے۔''

جگل تقریباً ایک گھنٹے تک وہاں بیٹھا رہا۔ سیتا نے ٹفن دھوئے بغیر اُس کے حوالے کر دیا فا۔ وہ جب جانے لگا تو سیتا نے جان بوجھ کر اپنے ایک کندھے پر سے چاور ڈھلکا دی۔ جگل کی آٹھوں میں عجیب می جبک اُ بھر آئی۔ اور پھر جیپ پر بیٹھتے ہوئے اُس نے کہا تھا کہ وہ مارے لئے رات کا کھانا لے کر آئے گا۔

''تمہاری یہ'' آبیل مجھے مار'' والی حرکتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہیں ۔'' جگل کے جانے کے بعد میں نے سیتا کو گھورتے ہو۔ ئے کہا۔

''مجھی بھی توتم بہت بیوتونی نی باتیں کرنے لگتے ہو۔''سیتا نے مسکراتے ہوئے جواب دبا۔''میں سیسب کچھ پیش بندی کے طور پر کرنا چاہتی ہوں۔ تہد خانے کا راستہ ہی تلاش کر لینا کا نہیں۔ جمیں کچھ اور معلومات بھی درکار ہیں اور اس سلسلے میں جگل ہی ہمارے کا م آئے گا۔ گن میں جانتی ہوں کہ وہ آسانی سے زبان نہیں کھولے گا۔ اس لئے میں اُس کی آتش شوق کو اللہ مدتک بھڑکا دینا چاہتی ہوں کہ جب وقت آئے تو وہ میرے کی سوال کا جواب دینے سے الکارنے کے ربان

"تم" (را" میں رہ چکی ہو۔" میں نے کہا۔"اورتم جانتی ہو کہ سیکرٹ ایجنٹوں ہے تعلق رکھنے الے آسانی سے زبان نہیں کھولتے۔"

''اور میں زبان کھلوانے کے طریقے جانتی ہوں۔''سیتا نے مسکراتے ہوئے چا دراُ تار دی۔ ''جھے سے دُورر ہنا!'' میں نے اُسے ڈانٹ دیا۔

میتانے ایک زور دار قبقہہ لگایا اور کمرے کی طرف چل پڑی۔ ''رہ

'''وُھوپ تیز ہورہی ہے۔۔۔۔ ججھے تو گرمی لگ رہی ہے اور نیند بھی آنے لگی ہے۔'' بیٹا کہہ گرمے میں چلی گئی۔

، میں سیر حیوں پر بیٹھا کچھ دیر تک سامنے تھیلے ہوئے ریگزار کو گھورتار ہا پھر اُٹھ کر کمرے میں آ پاسیتا سوچکی تھی۔ میں بھی اُس سے کچھ فاصلے پر لیٹ گیا۔اب میری آئکھیں بوجھل ہور ہی فضائیہ کے شاہین شکار کی تلاش میں فضامیں پہنچ چکے تھے۔ مگر بھارتی حکمرانوں کوبھی پاکتان ٗ طرف ہے اس تیاری کی اطلاع مل گئی اوراس طرح اُن کِی بیسازش نا کام ہوگئی۔

اوراب ان دونوں شیطانی قوتوں نے پاکتان اور شمیر کے خلاف جومنصوبہ بنایا تھا وہ بہتہ خطر تاک تھا اور اس خطر تاک تھا اور اس منصوب کو پایہ جمیل تک پہنچانے کے لئے اسرائیلی انٹیلی جنس''موساد'' کے چند خطر ناک ایجنٹ یہاں آئے ہوئے تھے جن میں سے ایک گزشتہ رات ہمارے ہاتھوں مارا گر تھا۔ اور میں نہیں سمجھتا تھا کہ ایک یہودی کے مارے جانے سے یہ منصوبہ ختم کر دیا جائے گا۔

چائے پینے کے دوران بھی میں اور سیتا اس موضوع پر باتیں کرتے رہے۔ سورج طلو ، ہونے کے تھوڑی ہی دیر بعد موسم میں تبدیلی آنے لگی۔ پہلے ہوا کے جھو نکے بڑے خوشگوار اور فرحت بخش لگ رہے تھے۔ لیکن اب آہتہ آہتہ ہوا میں ریکتان کی گرمی شامل ہوتی جارہی تھی۔

آٹھ بجے کے قریب ایک جیپ کو مندر کی طرف آتے دیکھ کرہم مختاط ہو گئے۔ جیپ مندر کے سامنے آکرزکی اور جگل تفن اُٹھائے جیپ سے اُٹر کر ہماری طرف آنے لگا۔ میں نے مٹن خیز نظروں سے سیتا کی طرف دیکھا۔ سیتا کے ہونٹوں پر خفیف می مسکراہٹ آگئی اور وہ اپنے جم پر چا در درست کرنے لگی۔

" جگل ہمارے لئے ناشتہ لے کرآیا تھا۔ نفن کے ایک ڈب میں اُ بلیے ہوئے جارانڈے تھے، ایک میں آلومیتھی کی بھاجی اور تیسرے ڈبے میں جار پراٹھے تھے۔ سیتا نے مجھے آ نکھ سے اشارہ کیا اور ہم بے تکلفی سے یہ دعوت اُڑانے لگے۔ اگر جگل کسی لالچ میں ہمیں تر مال کھلانے پر تلا ہوا تھا تو ہمیں کیا اعتراض ہوسکتا تھا؟

نا شتے کے دوران زیادہ تر خاموثی ہی رہی۔ہم نے گزشتہ رات کیپ میں ہونے والی گزیر کا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔تاہم میں نے رات کو یہاں آنے والے سکیورٹی آفیسروں ادر مندر کی چیکنگ کا ذکر کرنا ضروری سمجھا تھا۔

روں سے یہ می رف میں ہوں نے کوئی بدتمیزی نہیں گی۔ پر در گھٹنا کیا ہوئی تھی کیمپ میں؟'' ہل '' نہیں سرکاراُنہوں نے کوئی بدتمیزی نہیں گی۔ پر در گھٹنا کیا ہوئی تھی کیمپ میں؟'' ہل نے سوالیہ نگا ہوں سے اُس کی طرف دیکھا۔

''کسی نے دوآ دمیوں کی ہتیا کر دی۔ اُن میں ایک بدیشی مہمان بھی تھا۔'' جگل نے کہاادر پھرخود ہی رات کو کیمپ میں ہونے والی گڑ بڑ کے بارے میں بتانے لگا۔ آخر میں وہ کہہر ہاتھ' ''اُن دونوں کی لاشیں آج صبح ہملی کا پٹر سے جے پور بھیج دی گئی ہیں۔ وجے کی لاش اُس کے وارثوں کے حوالے کر دی جائے گی اور بدیثی کی ڈیڈ باڈی ایک خصوصی طیارے سے تل اہیں

تھیں۔ لیٹنے کے کچھ ہی دیر بعد میں بھی نیند کی آغوش میں پہنچ چکا تھا۔ وودن اورگزر گئے!

جگل ہمارے لئے صبح کا یاشتہ اور رات کا کھانا لے کر آتا رہا۔ سیتا اُسے جھلکیاں وکھاؤی اُس کے جذبات کو بھڑ کا رہی تھی۔ اور میرے خیال میں بیا کی خطرنا ک حرکت تھی۔ میں ہم ہورگ کہ سرنگ کا راستدمل جانے کے بعد ہمیں کسی کی مدد کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ لیکن سیتا نہار اُس ہے کیا اُ گلوا نا جا ہتی تھی؟

وہ تیسرا دن تھا جگل حسب معمول ہمارے لئے رات کا کھانا لے کرآیا تھا۔ کھانے ا بعد میں ہاتھ دھونے کے لئے کچن میں لگے ہوئے نلکے کی طرف چلا گیا۔ ابھی میں کچن ہی ہُر تھا کہ سیتا کی ہلکی می چیخ بن کر چونک گیا اور تیزی سے کچن سے باہرآ گیا۔اور پھر وہ منظر دکی ﴿ میرے بورے جسم میں سنسی کی ایک لہری دوڑ گئی

جگل نے سیتا کواپنی بانہوں کی لبیٹ میں لے رکھا تھا اور سیتا اپنے آپ کوچھڑانے کی کوٹنے كررى تقى _ مجھے د كيوكر جكل نے سيتا كوچھوڑ ديا اور جب ميں قريب آيا تو وہ دانت ذكالے

'' ديوي جي کا پيرريٺ گيا تھا.....اگر ميں تھام نہ ليٽا تو گرپڙتيں -''

، '' ہاں.....انہوں نے مجھے بحالیا۔'' سیقانے بھی کھیانے انداز میں کہا۔

ہم اس پوزیشن میں نہیں تھے کہ جگل کے سامنے کسی قسم کا جھکڑا مول لے سکتے۔البتاً ک کے جانے کے بعد میں سیتا پر بھٹ پڑا۔

'' برموقع میں نے خود ہی اُسے فراہم کیا تھا'' سیتا نے ڈھٹائی سے مسکراتے ہوئے

جواب دیا۔ ''کیا مطلب……؟''میں نے اُسے گھورا۔ '' سے '

'' د کھتے جاؤ آ گے آ گے ہوتا ہے کیا۔'' ووایک بار پھرمسکرادی۔

''ہوگا یہ کہتمہاری نجی مجھی لاش ریکتان میں کہیں پڑی ہوئی ملے گی۔'' میں نے غص^{می}

"ايانبين ہوگا مهابير جي!" بيتا مجھ سے ليث گئد" سيتامصري کي دلنبين جے أَلَّهَا كُرْتُ میں ڈال لیا جائے ہم کیوں کھبراتے ہو؟ مجھ پر کوئی آنچے نہیں آئے گی۔اور ویسے کیا خیال ؟ آج رات کھنڈروں کا ایک چکرلگالیا جائے؟ میں نے جگل سے کام کی ایک دو ہا تیں ^{معام ام}

''مثلاً؟'' میں نے اُسے اپنے ہالگ کرتے ہوئے سوالیہ نگاہوں ہے اُس کی طرف دیکھا' ''تمام یہودی کیپ میں موجود ہیں۔ اور کیمپ کی سرگرمیاں معمول کے مطابق جارک ہیں۔'' سیتا نے جواب دیا۔''ان یہودی ایجنٹوں کا کیپٹن توشے دامان ہیلی پیڈ کے قر^{یب اہد}

نظے میں مقیم ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ اُس بنگلے کے آس پاس کوئی رہائشی مکان نہیں ہے۔ ن کے پاس صرف ایک خدمت گار ہے۔ جگل کے کہنے کے مطابق سملے یہودی کے مل کے بعد دوسرے یہودیوں کی رہائش گاہوں پرسکیورٹی گارڈ زنعینات کر دیئے گئے تھے مگر اُنہوں نے گارڈ زکو ہٹا دیا۔ وہ اپنے آپ کو بہت بہا در مجھتے ہیں۔ بہر حال کیوں نہ آج کیپٹن توشے دایان ہ ملاقات کی جائے؟''

"بم جس جگه سرنگ سے باہر نکلے تھے وہ مغرب کی طرف ہے۔ اور ہیلی پیڈ مشرق میں وہاں سے بہت دُور ہے۔'' میں نے جواب دیا۔'' کیا ہم دوسروں کی نظروں سے نج کر وہاں

"آج ہم دوسری سرنگ کو آزمائیں گے۔" سیتانے کہا۔" اُس سرنگ کا رُخ مشرق کی طرف ہےاور بچھےاُمید ہے کہ ہم اپنی مطلوبہ جگہ کے آس پاس ہی کہیں نگلیں گے ۔'' " میں نے جواب دیا۔ ظاہر ہے ہم یباں مندر کی سیوا کے لئے یا آ رام کرنے نہیں آئے تھے۔ کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی تھا۔ برکار بیٹھ کر

ہم دل بجے کے قریب مندر کے تہد خانے میں اُڑ گئے اس مرتبہ و ھانچوں کے قریب سے گزرتے ہوئے سیتا کولٹی قسم کا خوف محسوں نہیں ہوا تھا۔ میرے ایک ہاتھ میں ٹارچ تھی اور دوسرے میں وہ پیتول جو تین دن پہلے اُس بہودی کومل کر کے سیتا نے اپنے قبضے میں لے لیا تیا۔ سیتا نے ایک کمبی سی لکڑی اُٹھا لی تھی جو آ گے سے علیل کی طرح دوشا خوں میں پھیلی ہوئی گئی۔ سرنکول کے سنکم پر بہنچ کر ہم کچھ دیر کورُ کے اور پھر دوسری سرنگ میں داخل ہو گئے۔ سیتا لکڑی سے سرنگ میں نینے ہوئے جالےصاف کرتی جارہی تھی۔

دت ضالع کرنے کا کوئی فائدہ ہیں تھا۔ ۔

یمرنگ دوسری سرنگ کی نسبت زیاده طویل ثابت ہوئی۔ اس کے اختتام پرایک کشاده ممره ^{ما بنا ہوا تھا۔ جیرت کی بات تو بیٹھی کہ پوری سرنگ میں کہیں بھی ھٹن کا احساس ٹہیں ہوا تھا اور} ال جلمه بربھي لگتا تھا جيسے كى طرف سے تازه بهوا آر رہى بويسده وہ مواا كرچه ناكا في تھى ليكن ھنن اللهم المرائ تھی۔صدیوں پہلے جب بیخفیہ سرنلیں تعمیر کی گئی تھیں اُس وفت بھی اس بات کا خیال ا رُکُنا گیا تھا کہ ہوا کی آمد ورفت جاری رہے۔

میں نے ٹارچ کی روشن میں کمرے کی دیواروں کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ مایوی نہیں ہوئی۔ چند منٹ کی جبتو کے بعد ہی میکنزم میری نظروں میں آگیا میں نے بیتا کی ط_رف ' ملیا۔ وہ آج کی اس مہم کے لئے یوری طرح تیار ہو کرآئی تھی۔ چو کی بہت مختصر تھی اور گھا گھرا کی کھٹنول سے بہت اوپر تھا۔ اُس کی دائیں کلائی میں جاندی کا کڑا تھا جے اُس نے اُتارنا مردری نہیں سمجھا تھا۔

' کیاد کچھر ہے ہو.....؟'' سیتا نے مسکراتی ہوئی نگاہوں سے میری طرف دیکھا۔

'' بیاندازہ لگانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ تمہارے جال میں پھنس جانے کے بعد _{شکار} زندہ ن^ہے جانے کے کتنے فیصدامکانات ہیں۔'' میں نے کہا۔

''صفر ……!''سیتانے جواب دیا۔''میرے جال میں چینس کرکوئی زندہ نہیں ہے سکتا ہے۔ ''صفر ……!''سیتانے جواب دیا۔''میرے جال میں چینس کرکوئی زندہ نہیں ہے سکتا ہے۔

میں ئے میکنزم پر ہاتھ رکھ کرٹارج بجھا دی دونتین مرتبہ حرکت دینے سے میکنزم نے ہو شروع کر دیا اور سامنے والی دیوارشق ہوگئی۔

روسری طرف بھی ایک کمرہ تھا اور میرے خیال میں بیرتہہ خانہ تھا جس کی آ دھی تھیت نوا ہوئی تھی۔ایک طرف سیرھیاں تھیں جوٹو ٹی ہوئی تھیں۔سب سے نیچے والی دوسیڑھیاں سلام تھیں۔ بچ کی دوسیڑھیاں اس طرح ٹوٹی ہوئی تھیں کہ کنارے پرصرف ایک پیرر کھنے کی گنجائٹ تھی۔ کھی ہوئی حجیت ہے آسان نظر آ رہا تھا اور تاروں کی بہت مدھم ہی روشن اگر چہز مین تک پہنچ رہی تھی لیکن تہہ خانے میں اندھیرا تھا۔ میں نے سیتا کو نارج تھا دی۔ وہیں رُکنے کا اثار، کیا اورا حتیاط سے سیڑھیوں پر چڑھ کراوپر آگیا۔

ا اور چاروں طرف شکتہ دیواریں تھیں۔ ایک دیوار تقریباً آٹھ فٹ اُونی تھی جبہ باقی دیواروں میں سے کوئی دیوارتین فٹ تک تک دیوارتقریباً آٹھ فٹ اُونی تھی جبہ باقی دیواروں سے باہر آٹھ انداز میں آگے بڑھتے ہوئے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اور پھر دوسر سے ہی لیحہ میر سے ہونٹوں پر خفیف کا۔ اور پھر دوسر سے ہی لیحہ میر سے ہونٹوں پر خفیف کی مسکراہٹ آگی ۔۔۔۔۔۔ ہم بالکل ٹھیک جگہ پر سرنگ سے باہر آئے تھے۔ اُس کین میں تقریبا سوگز آگے وہ چھوٹا سا بنگلہ تھا جس کی گئی کھڑکیوں میں روشنی نظر آرہی تھی اور اُس سے تقریبا تمین سوگز آگے ہیلی پیڈ تھا جہاں ایک پول پر سرخ بتی جل رہی تھی۔ سیتا کو جگل سے ملئے والی یہ اطلاع بالکل درست تھی کہ اُس بنگلے کے آس پاس کوئی اور رہائش مکان نہیں تھا۔ آس یاس بالکل ساٹا تھا اور کسی کی موجودگی کے آٹار دکھائی نہیں دے رہے تھے۔

پاں با ساما معاہور میں والیس آگیا اور سیتا کوصور تحال ہے آگاہ کرتے ہوئے سرنگ کے باہر کی طرف میکنزم تلاش کرنے لگا۔ اس میں زیادہ دیز نہیں گئی۔ میں نے اُس میکنزم کو چار باغا مرتبہ چیک کر کے ویکھا تاکہ پہلے کی طرح عین وقت پر کوئی گڑبڑ نہ ہو جائے۔ اور پھر ہم تہا خانے سے نکل کرمخاط انداز میں اُن کھنڈروں میں چلتے ہوئے اُس بنگلے کی طرف بڑھنے گئے۔ اُس بنگلے کے اطراف میں بھی پھے فاصلے پر کھنڈر سے۔ ہم مکان کے سامنے والے زُخ پروائن اُک منافر میں رُک کر دُور ہے اُس کا جائزہ لینے لگا۔ اُس بنگلے کے سامنے کوئی کمپاؤنڈ وغیرہ نہیں تھا۔ اس طرف بھی کھڑکیوں میں روشی تھی جن کے سامنے باریک پردے پڑے ہوئے تھے۔ تھا۔ اس طرف بھی کھڑکیوں میں روشی تھی جن کے سامنے باریک پردے پڑے ہوئے تھے۔ تھا۔ اس طرف بھی کھڑکیوں میں روشی تھی جن کے سامنے باریک پردے پڑے ہوئے تھے۔ تھا۔ اس طرف بھی کھڑکیوں میں روشی تھی جن کے سامنے باریک پردے پڑے ہوئے تھی۔ آیا۔ وہ تحق ایک کمرے میں چلا گیا اور پچھ دیر بعدوہ برآ مدے بی تھی اور کیا گیا اور پچھ دیر بعدوہ برآ مدے بیل خودار ہوا۔ وہ ہندوستانی تھا۔ وہ چند کھے برآ مدے میں خلا گیا اور پچھ دیر بعدوہ برآ مدے بیل خودار ہوا۔ وہ ہندوستانی تھا۔ وہ چند کھے برآ مدے میں زکار ہا پھراندر چلا گیا۔

''' کیاخیال ہے ۔۔۔۔؟''سیتانے میری طرف دیکھتے ہوئے سر کوتی گی۔

''جاؤ ……!'' میں نے کہا۔'' میں تمہیں یہاں سے کور وُوں گا۔ اور اگر کوئی گڑ بر محسوں کروتو ہے بھا گنے میں دیرمت لگانا۔''

را نے بھا گئے میں دیرمت لگانا۔'' بہنا کھنڈر سے نکل کرمخاط انداز میں بنگلے کی طرف بڑھنے لگی۔ بنگلے کے سامنے تین چار رفت تھے۔ وہ ایک درخت کی آڑ میں کھڑی ہوگئ۔ میں پستول لئے تیار بیٹھا تھا۔ جیسے جیسے ان گزرر ہاتھا میرے دل کی دھڑکن تیز ہوتی جارہی تھی۔تقریباً دس منٹ گزر گئے ۔۔۔۔۔۔اور یہ رمنٹ دس صدیوں پر بھاری ٹابت ہوئے تھے۔

وہ آدی ایک بار پھر برآ مدے میں نمودار ہوا۔۔۔۔۔ اُس کے ہاتھ میں شراب کی خالی بوتل تھی۔ رہ آ دے سے نکل کر چندگز آ گے بڑھا اور بوتل ایک طرف اُچھال دی۔اور جیسے ہی واپس مُوا ننوں کی طرف ہے 'ٹی' کی آواز سِ کر رُک گِیا اور مُور کر اس طِرف دیکھنے لگا۔

بنوں پر میری گرفت مضبوط ہوگئی اور اُنگلی ٹرائیگر پر پہنچ گئی۔ بیستا کے لئے سکین ترین ت تھے۔ اُسے اگر چہاہیے آپ پر پورااعتاد تھالیکن اُس خفس کواگر ذیرا سابھی شبہ ہو گیا تو ناکی زندگی خطرے میں بڑسکتی تھی۔

میں برت کے سائے سے نکل کر آ ہت آ ہت آ گے بڑھنے لگی۔ اُس نے دونوں ہاتھ پشت ، کے ہوئے تھے اور سینہ تان کر مٹک مٹک کر چل رہی تھی۔ وہ مخض چند کمچے متحیری نظروں سے ماکی طرف دیکھتا رہا بھر تیز تیز قدم اُٹھا تا ہوا اُس کے قریب پہنچ گیا۔ "اے.....کون ہوتم ؟''

میرافاصله بین گرے کم نہیں تھا۔ اُس شخص کی آواز بہت صاف طور پر سائی دے رہی تھی۔
انے ہونؤں پر اُنگل رکھ کراُ سے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ سر گوشیانہ لہجے میں کچھ نہا اور پھر
ماکا ہتھ پکڑ کراُ سے درختوں کے سائے میں لے آئی۔ برآمدے میں جلنے والی مدھم ہی روشی
ماکا ہتھ پکڑ کراُ سے درختوں کے سائے میں لے آئی۔ برآمدے میں جلنے والی مدھم ہی روشی
مائل کر میں جمائل کر دیا ۔۔۔۔۔میرے ہونؤں پر خفیف می مسکر اہت آگئی۔ سیتا کا جارہ کا م کر گیا
مائل میں جمائل کر دیا ہوں جھکانے لگا۔ وہ سیتا کے ہونؤں پر بوسہ دینا جا ہتا تھا مگر
مائل میں اور اپنا چرہ اُس پر جھکانے لگا۔ وہ سیتا کے ہونؤں پر بوسہ دینا جا ہتا تھا مگر
مائل جھیا ہوا تھا۔

''ارونوں ای طرف آ رہے تھے۔ میں نے پہتول جیب میں ڈال لیا۔۔۔۔۔اب مجھے جو پچھ اُرا تھا خالی ہاتھوں سے کرنا تھا۔ سیتا اُس محف کو لے کرایک شکتہ دیوار کے قریب بیٹھ گئی۔ ''مافاصا بے چین نظر آر ہا تھا۔ ''مافاصا بے چین نظر آر ہا تھا۔

علم کیا ہےاطمینان سے بیٹھو!''سیتا کی سرگوثی سائی دی۔ 'فاسلاتو شے دایان بڑا حرامی ہے'' اُس خص نے کہا۔''زیادہ دریہوگئی تو چھڑی ہے ہلار کے تھے جس پرایک طرف شراب کی بوتل بھی رکھی ہوئی تھی۔ " ہیں نے سیتا کو اشارہ کیا۔ اُس نے کھلے ہوئے دروازے پر ہلکی سی دستک دی اور مسکراتی ہا اندرداخل ہوگئی۔۔۔۔۔توشے دایان نے مُوکر دیکھا۔ اُس کی آنکھوں میں اُ بجھن سی تیرگئی۔ نے شراب کا گلاس میز پررکھ دیا۔ نے شراب کا گلاس میز پررکھ دیا۔

ں نشراب کا گلاس میز پرر کھ دیا۔ "جمھے شری جگل نے آپ کی سیوا کے لئے بھیجا ہے۔۔۔۔۔اور رنجیت کو آج کی رات کے لئے پی ہلالیا ہے۔' سیتا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہیں ہیں ہے۔ تو نے دایان گہری نظروں سے سیتا کو گھورر ہاتھا۔ سیتا کے حسن و شباب نے اُسے زیادہ متاثر ہی کیا تھا۔ وہ جب سیدھا ہوا تو اُس کے ہاتھ میں پستول دیکھ کر مجھے سینے میں سانس ڈوبتا ہوا ہی ہونے لگا۔۔۔۔۔

میں کیے بعد دیگرے پہتول کا ٹرائیگر دباتا چلا گیا..... میں نے تین فائر کے اور تینوں بان نظر کے اور تینوں بان نظانے پر بیٹی تھیں ایک گولی اُس کی کھو پڑی میں اور دوسینے میں گئی تھیں وہ ٹیلی بارگرااور میزسمیت دوسری طرف اُلٹ گیا..... پہتول اُس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا۔ بیتانے لیک کر اُس کا پہتول اُٹھالیا اور ہم باہر کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے بنگلے اُل کر چند ہی گر دُور پہنچ تھے کہ اچا تک ہی ایک آ دمی نے کسی طرف سے نکل کر جماراراستہ بلا۔

"گون ہوتم لوگ ……؟ رُک جاؤ!''وہ چیخا۔ اُن کی ہتے میں سات ہے۔

ملرئ کروشمروز!''سیتا چیخی۔''اس طرف کسی کے دوڑنے کی آواز سنائی دے رہی ہے۔''

میری کھال ادھیڑ دےگا۔ یہ سالے یہودی پی نہیں اپنے آپ کو کیا سیجھتے ہیں۔' 'ڈرونہیںدایان مجھے تمہارے ساتھ کمرے میں داخل ہوتے دیکھے گا تو سارا غصہ بھول جائے گا۔'' بیٹانے جواب دیا۔ '' ویسے تم ہوکونپہلی مرتبہ تمہیں دیکھ رہا ہوں۔'' وہ شخص بولا۔

''تہہیں آم کھانے ہے مطلب ہے یا پیڑ گننے ہے؟''سیتا نے کہا۔''ویسے تم جانتے ہوان مہودیوں کوخوش رکھنے کے لئے ہم جیسی خسین ناریوں کو یہاں لایا جاتا ہے۔ جمھے شری جگل لے کرآیا تھا۔ اُس یہودی کے پاس جانے ہے پہلے میں نے سوچا کہ تہمیں بھی خوش کر دیا جائے۔'' ''بردی کریا ہے تہہاری ۔۔۔۔ بردی دیالوہوتم۔''وہ مخض کہتے ہوئے سیتا کو بازوسے پکڑ کراپی

رک سیسے ہوں۔
اور نھیک اُس وقت میں نے دیوار پر چڑھ کراُس پر چھلانگ لگا دیمیں نے اُسے اپنی جگہ ہے حرکت کرنے کا موقع نہیں دیا۔ میراایک ہاتھ اُس کے منہ پرتھا اور دوسرا بازواُس کی گردن پر لیٹ گیا۔ سیتا اُٹھیل کر دُور ہٹ گئی۔ وہ خض بری طرح مجل رہا تھا۔ کیکن اُس کی گردن پرمیری گرفت آہنی شکنج کی طرح تھی۔ میں نے اُس کی گردن کولگا تارکی جھنکے دیے۔وہ آخری مرتبہ بری طرح مجلا۔ وہ بچھ دیر تک زمین پرایڑیاں رگڑتا رہا، پھراُس کے جم کوآخری جھنکا لگا اوروہ بے ص وحرکت ہوگیا۔ میں نے اُسے چھوڑ دیا اور دیوارے ٹیک لگا کر گہرے

گہرے سالس لینے لگا۔ اُس کی گردن تو ڑنے میں مجھے دانتوں پسینہ آگیا تھا۔
''چلواب زیادہ دیر مت کرو!'' میں نے بیتا کی طرف و کیھتے ہوئے کہا۔ ہم دونوں
اُس کھنڈر سے نکل کر بٹکلے کے سامنے درختوں کے نیچے آگئے۔ میں نے پستول جیب سے نکال
کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔ میں وہیں رُک گیا اور سیتا تیز تیز قدم اُٹھاتی ہوئی برآ مدے میں بہنج گئ
اور بق بجھا دی۔ میں بھی تیز تیز قدم اُٹھا تا ہوا برآ مدے میں بہنچ گیا اور ٹھیک اُسی لمحہ اندر سے
ایک گونجی ہوئی آواز سنائی دی۔

''رنجيت …! کہاں مِرگياتم ؟''

میں نے سیتا کواشارہ کیا۔ وہ کھلے ہوئے درواز بے سے اندر داخل ہوگئی۔اندر کسی کمرے سے توشے دایان کی آ واز سنائی دے رہی تھی۔ وہ رنجیت کو پکارر ہا تھا اور رنجیب اب اس دنیا میں نہیں رہا تھا۔

میں بھی سیتا کے قریب پہنچ گیا اور دوسرے دروازے سے جھا تک کر اندر دیکھنے لگا۔ وہ سننگ رُوم تھا۔ رنگین ٹی وی چل رہا تھا۔سکرین پرعبرانی زبان کا کوئی پروگرام آ رہا تھا۔ ظاہر ہے یہ اسرائیل کا کوئی چینل تھا۔ یہاں کھنڈروں میر بھی اُن یہودیوں کو ہر سہولت فراہم کی گئ تھی۔ دائیں طرف صوفے پر توشے دایان بیٹھا ہوا تھا ہوہ قدرے بھاری بھرکم اور درمیانے قد کا آدمی تھا۔ اُس کے ایک ہاتھ میں شراب کا گلاس تھا اور دونوں پیرائس نے سامنے کافی ٹیبل پ "بب ہم پکڑے جائیں گے تب نا!" میں نے کہا۔ پھراس کے چبرے پرنظریں جماتے یے بولا۔''اس کیمیے کا ایمونیشن سٹور کہاں ہے؟''

‹ ' كيا.....؟ '' وه أحجل پڙا_' · نبيس مين تمهين نبيس بتاؤں گا۔'' سیتا تھی میراسوال بن کر اُنچھل پڑی تھی اوراب میہ بات اُس کی سمجھ میں آگئی تھی کہ میں اس

فخف کواُ ٹھا کر کیوں لایا تھا۔

، میں تمہیں صرف تمیں سینٹر دے رہا ہوں، میں نے اُس کے چرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔''اگرتم نے جواب نہ دیا تو گولی مار دُوں گا۔''

میری بجائے سیتانے اُس پر پستول تان لیا اور تمیں سے اُلٹی گنتی شروع کر دی۔ اُس شخص کا مره دُهواں ہو گیا۔ وہ خوفز دہ تھا لیکن زبان کھولنے پر آمادہ نظر نہیں آتا تھا۔ سیتانے ایک کہتے

ی ْزُائیگر د با دیا۔ گولی اُس مخص کی ٹانگ میں گئی اور وہ پری طرح چیخنے لگا۔ "خاموش منه ہے آواز نہیں نکنی جائے۔" میں نے اُس کے جڑے پر

اددارگھونسەرسىد كرديا۔ ہم اگر چەتقرىباً ئىجىس فٹ زمىن كى گېرائى مىں تھےلىكن مجھے انديشہ تھا کە گولى اوراس کى چيخوں كى آواز باہر كى جگە يرينەن لى گئى ہو_

"اب میں تمہیں صرف پندرہ سکنڈ دے رہی ہوں "اس مرتبہ سیتا نے غراتے ہوئے

کار"اوراس مرتبه گولی تمهاری کھو پڑی میں لگے گی ۔'' سیتانے پندرہ سے اُلٹی گنتی شروع کر دی اور اس کے ساتھ ہی پیتول کا زُخ اُس کی پیشانی

لا لمرف كرديا - سيتان دوكها تووه جيخ أثها

"بېسسىتا تا ہوں..... يەپپىسكىتول بىٹاۇ.....!''

بیتانے پستول ہٹا لیا۔''جلدی بتاؤ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔'' وہ غرائی۔ ایومیش ڈیوکس طرف ہے؟''

وہ بچھ گیا تھا کہ اُس کا اب کوئی لحاظ نہیں کیا جائے گا۔ چند کموں کی خاموثی کے بعد وہ فرفر ^{نا چلا گ}یا۔ میں اُس سے مختلف سوالات کرتار ہااور اُس نے ہرسوال کا جواب دیا تھا۔ میں نے سیتا کو اشارہ کیا اُس نے ایک بار پھر پستول کی نال اُس کی پیشانی کی طرف

اللي بور ہاتھا۔'' تتتم لوگول نے جو کچھ پوچھامیں نے بتادیا۔اب مجھے کیوں مارتے ہو؟'' مہیں زندہ چھوڑ کر ہم اپنی موت کے پروانے پر دستخطانہیں کریں گے۔'' سیتا نے کہا اور الهمكرماته ، من ٹرائنگر دیا دیاگولی اُس شخص کی پیشانی میں لگی۔خون کی دھار بہہ نگلی اور وہ المال كرتزين لگار

^{' (دونو}ل اُسے تڑیا چھوڑ کرتیزی سے آگے دوڑنے لگے۔ ہمیں مندر کے نیجے پہنچنے میں

میں نے سیدھا ہوکر اُس شخص کی کھو پڑی کی طرف پیتول تان لیا اورٹرائیگر دبانا ہی جاہتا تھ کہ ایک اور خیال بجلی کے کوندے کی طرح میرے ذہن میں ایکا میں نے بردی پھر تی ہے۔ جمك كرأے بے ہوش تحص كوكندھے پرأنهايا اورسيتاكے پيچھے دوڑنے لگا اُس کھنڈر میں پہنچ کرسیتا نے وہاں چھیائی ہوئی ٹارچ اُٹھائی اور ٹوتی ہوئی حصت ہے لگا

دی۔ اُس نے ایک لمحہ کو ٹارچ روش کر کے بجھا دی۔ میں نے کندھے پرلدے ہوئے تھی کو نے لئکا کر چھوڑ دیا۔ سبتانے اُسے سنجالنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ بھد سے زمین پر گرا۔ میں نے بھی اُوپر سے چھلانگ لگا دی اور دوڑ کر اُس دیوار کے قریب پہنچ گیا جہاں میکنزم تھا۔ اندهیرے میں بھی وہ میکنزم تلاش کرنے اور اُہے استعال کرنے میں مجھے کوئی وُشواری پیش

نہیں آئی۔ میں نے اور سیتا نے بے ہوش آ دی کو اُٹھا کر اندر ڈال دیا اور اندر سے میکزم دبا دیادیوار آسته آسته سرکتی موئی اپن جگه پرآگئی۔ میں دیوارے فیک لگا کر گہرے گہرے

باہر کسی گاڑی کی آواز سنائی دی۔ بیتہہ خانہ تھا اور وہ آواز بہت دُور سے آتی ہوئی محسوں ہوئی تھی۔لیکن میں جانتا تھا کہ وہ گاڑی اس کھنڈر کے سامنے سے گزیری تھی۔ میں نے جھک کر اُس خَصْ كوكند سے يرلادليا۔ سيتا ٹارچ روٹن كر كے آگے آگے چلنے لكى اور میں اُس كے بیچھے چلتار ہا۔تقریباً دوسوگز کا فاصلہ طے ہوا تھا کہ میرے کندھے پرلدا ہوا وہ محض کسمبانے لگا... میں نے سیتا کوڑ کنے کا اشارہ کیااوراُ سیحض کوز مین پر ڈال دیا۔

"میں تہیں سمجھ کی کہتم اس شخص کو اُٹھا کر کیوں لے آئے ہواے وہیں پر گولی ماردی ہوتی ۔''سیتانے ٹارچ کی روشن میں اُس محص کا جائزہ لیتے ہوئے کہا اور پھر چونک کر بولی۔

''ارے... بہتو اُن حیارمحافظوں میں ہے ایک ہے جواُس رات مندر کی تلاثی لینے آئے تھے۔'' اُ سِ تَحْصُ کا چېره د کچه کرمیں بھی چو نئے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔

دو تین منٹ بعد وہ ہوش میں آ گیا اور اُسے اینے حواس بحال کرنے میں مزید دومنٹ لگ گئے۔ ہماری شکلیس دیکھ کروہ اُچھل پڑا.....

''اوه..... تم دونول.....' وه بولاً به 'کشوري لال جي کا شبه درست تھا..... جمر کوتم بي لوگون نے قل کیا تھا۔''

''ہاں' میں نے جواب دیا۔''اور آج ہم نے توشے دامان کا پیتہ بھی کاٹ دیا ہے وہ بھی جہنم میں بہتی چکا ہے۔''

''تم لوگ نچ کرنہیں جاسکو گے ۔کشوری لال.....''

"اپنی بکواس بند کرواور میری بات غور سے سنو..." میں نے اُس کی بات کاف دی۔" میری بات کا ٹھیک ٹھیک جواب دینا! اگرتم نے غلط بیانی سے 6 م لیا تو ہٹریوں کا سرمہ بنا وُوں گا۔'' 'بڈیوں کا سرمہ تو تمہارا ہے گا جب تم پکڑے جاؤ گے۔'' اُس نے کہا۔

وون اور کزر گئے

اب ہمارے پاس صرف چاردن رہ گئے تھے۔ ہمیں جو کچھ بھی کرنا تھا ان چار دنوں ہی میں رُنا تھا۔ جس سکیورٹی گارڈ کو ہم نے سرنگ میں ہلاک کیا تھا اُس سے بہت معلومات حاصل رُنا تھیں۔ اس کیمپ کو تباہ کرنے کے لئے ہمیں بارود کی ضرورت تھی اور سکیورٹی گارڈ سے ہما ہونے والی معلومات کے مطابق ایمونیٹن ڈ پومغرب میں اُس طرف واقع تھا جہاں سب پہلے ہم نے ایک اسرائیلی کوموت کے گھائے اُتارا تھا۔ جس کھنڈر میں وہ سرنگ نکلی تھی اُس نے نفر بات ڈیڑھ سوگز بائیں طرف ایمونیٹن ڈ پوتھا جہاں صرف دوآ دمی ڈیوٹی ویتے تھے۔ اور پھرائی رات ہم اس نئے اور پہلے سے زیادہ خطرناک مشن پر روانہ ہوگئے ۔۔۔۔۔! میرے اور پہلے سے زیادہ خطرناک مشن پر روانہ ہوگئے ۔۔۔۔۔! میرے پتول تھا اور سیتا حسب معمول حن وشاب کے ہتھیاروں سے لیس تھی۔

ایمونیشن ڈپوزیادہ دُور نہیں تھا۔ ایک پرانے کھنڈر پرنی دیوار یں تغییر کر کے مکان بنالیا گیا جہال اسلح کا ڈپو قائم کر دیا گیا تھا۔ اُس ڈپو کا انتخاب بیس نے اس لئے کیا تھا کہ یہاں سے افرورت کی چیزیں مل سکتی تھیں۔

مکان کے قریب پہنچ کر ہم ایک آٹر ہیں کھڑے رہے۔ مکان کے سامنے پانچ فٹ اُو کِی الااری بھی تھی جس کے اندر روثنی ہور ہی تھی۔ کمپاؤنڈ کا باہر والا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اُس اُدر بھی مدھم روشنی کا بلب جل رہا تھا اور ایک سلح محافظ دروازے کے سامنے کری پر بیٹھا منٹیا پیڑی کے کش لگار ماتھا۔

کن سامنے والے کھنڈر میں اپنوں کے ڈیپر میں دبک گیا۔ سیتا آ گے نکل گئی۔ دومن بعد کو کُ محافظ کے سامنے موجود تھی جواُسے دیکھ کرایک جھٹکے ہے اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔ چرکینئرصرف چند میکنڈ اور سیتا اُسے بٹا کراپنے ساتھ لے آئی۔ اُڑی چھاس ہے ہے۔

آئری جگل کوتم لوگوں کا کتنا خیال ہے' سیتا گھنڈر میں داخل ہوتے ہوئے مجافظ ہے۔ 'ٹاگی۔''اُس نے خاص طور پر مجھےتم لوگوں کوخوش کرنے کے لئے یہاں بھیجا ہے۔ تا کہ لمزمرداری سے اپنی ڈیوٹی انجام دے سکو۔'' چند منٹ سے زیادہ نہیں لگے۔ ہم نے اپنے پہتول وہیں اندر کی طرف رکھ دیئے اور باہر نکلنے سے پہلے میں نے جھا تک کراطمینان کرلیا تھا کہ مندر میں کوئی موجود نہیں ہے۔

ہم کمرے میں آگر بیٹھ گئے میتا کا سانس بری طرح پھول رہا تھا۔ وہ کچھ دیر دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھی رہی پھراپنا سرمیری گود میں رکھ دیا اور گہرے گہرے سانس لینے گی۔ ۔ ۔ ۔ ۔

 $\mathbf{O}\mathbf{O}\mathbf{O}$

اُس رات مندر کو چیک کرنے کے لئے کوئی نہیں آیا۔ اگلا دن بھی خیریت سے گزر گیا۔ ایک اور لاش اسرائیل بھیج دی گئی تھی۔ ہم نے دن میں دو تین مرتبہ اُوپر جا کر کیمپ کی طرف دیکھا تھا۔ سرگرمیوں سے انداز ہ لگایا جا سکتا تھا کہ وہاں تھلبلی مجی ہوئی تھی۔

اُس روزُ جُگُل بھی نہیں آیا تھا۔البتہ اُس سے اگلے روزضج سوریے ہی وہ ہمارے لئے ناشتہ لئے کرآ گیا۔ سیتا اُس وقت باور چی خانے کے سامنے رکھی ہوئی بالٹی سے منہ ہاتھ دھور ہی تھی۔ اس وقت اُس کے جسم پرلباس مختصر تھا۔ گھا گھر ااور چولیجگل سیڑھیوں پرمیرے قریب کھڑا تھا گھراُس کی نظریس سیتا کی طرف تھیں۔ تھا گھراُس کی نظریس سیتا کی طرف تھیں۔

منہ ہاتھ دھونے کے بعد سیتانے جا در لپیٹ لی اور ہم سیرھیوں پر بیٹھ کر ناشتہ کرنے لگے۔ مفت میں گڑا ناشتہ اور مرغن کھانامل رہا تھا تو ہمیں کیا اعتراض ہوسکتا تھا؟

'' آپ کچھزاش نظر آ رہے ہیں مہاراجکوئی مسلہ ہے کیا؟'' میں نے جگل کی طرف و کھتے ہوئے کہا۔ پریشانی اُس کے چہرے سے متوحش تھی۔

" "مسئلہ بی مسئلہ ……" بگل بولا۔" چندروز پہلے ہمارے ایک بدیشی مہمان کی ہتیا ہوگئ تھی۔
ہم قاتل کا سراغ نہیں لگا سکے بچے کہ پرسول رات ایک اور بدیشی مہمان اوراُس کے خدمت گار
کو مار ڈالا گیا۔ ابھی تک پیتے نہیں چل سکا کہ قاتل کون ہے …… تاہم ہمارا ایک گارڈ بھی لا پیتہ
ہے اور شبہ ہے کہ ان دونوں درگھٹٹاؤں میں اُس کا ہاتھ ہوسکتا ہے۔ وہ کھنڈروں ہی میں کہیں
چھپا ہوا ہے اوراُسے تلاش کیا جارہا ہے۔ اُس کے ملنے کے بعد ہی کوئی نتیجہ اخذ کیا جا سکے گا۔"
چسپا ہوا ہے اوراُ سے تلاش کیا جارہا ہے۔ اُس کے ملنے کے بعد ہی کوئی نتیجہ اخذ کیا جا سکے گا۔"
" ہتارہ کوئی اندر ہی کا آدمی ہے مہاراج!" میں نے کہا۔" آپ نے بیہاں جو حفاظتی
انتظامات کرر کھے ہیں انہیں دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ باہر کا کوئی آدمی اندرواطل نہیں ہوسکتا۔"
" باں …… ہمارا بھی بہی خمال ہے۔" جگل بولا۔" ہم اُسے تلاش کررہے ہیں اوراُمید ہ

کہ جلد ہی اُس کا سراغ لگالیں گے۔'' جگل ایک گھنے بعد چلا گیا۔ وہ اس کیمپ کا سکیورٹی انچارج تھا۔ اُس پر بہت بھاری ذمہ داری عائد ہوتی تھی۔ اُسے تو بہت معروف ہونا چاہئے تھا اور وہ یقینا بہت مصروف تھا۔لیکن اس کے باوجود وہ ہمارے لئے ناشتہ اور کھانا لے کر آتا تھا۔ ہم اچھی طرح سمجھتے تھے۔ وہ دھرم سیوکوں کی سیوانہیں کرر ہاتھا بلکہ سیتا کو دانہ ڈال رہا تھا اور میرا خیال ہے کہ اگر ہم نے کیمپ میں گڑ بڑونہ پھیلار تھی ہوتی تو وہ اب تک پچھ کر گزراہ ہوتا۔ ''ہاں...... ڈیوٹی تو ڈیوٹی ہے۔شری جگل واقعی بہتا پچھے....'' وہ اپنی بات مکمل نہیں کر سکا۔ میں نے عقب ہے اُنچیل کر اُس کا گلا اپنے باز و کی لپیٹ میں لے لیا۔ وہ بری طرح مجیالیکن میری بی گرفت آہنی شکنج ہے زیادہ بخت تھی۔ وو تین جھکوں میں اُس کی گردن ڈھلگ گئے۔ میں نے اُسے دیوار کے پیچھے زمین پر ڈال دیا۔ سیتا اگلی مہم پر روانہ ہوگئ...۔۔اس مرتبہ میں بھی اُس کے پیچھے ہی تھا۔ میں نے پستول جیب معہد مدال میں نہ کی رکفا ایش ایش ایش میں اُس کے پیچھے ہی تھا۔ میں نے پستول جیب

سیتاا کلی مہم پر روانہ ہوئیای مرتبہ میں بی اس کے پیلچے ہی ھا۔ یک سے پول جیب میں ڈال کرمحافظ کی رائفل اُٹھا کی تھی۔ میں اُس مکان کے دروازے کے باہراس طرح کھڑا ہو گیا کہ سڑک پر ہے گزرنے والا کوئی شخص میرا چہرہ نہ دیکھ سکے۔گشت کرنے والی جیپ کے علاوہ کسی اور کے اس طرف آنے کی توقع ہی نہیں تھی۔ .

سیتا دروازے کے اندر جا چکی تھی ۔ کمپاؤنڈ زیادہ بڑانہیں تھا۔

''شری جگل ناتھ جی ۔۔۔۔ کہاں ہیں آپ؟ میں آگئ ہوں شری جگل ناتھ جی!'' سیتا کی آوازس کر میں دل ہی ول میں مسکرا دیا۔خود جگل ناتھ سے تو ہم کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکے تھے سوائے اس کے کہوہ ہمیں گڑے ناشتے اور مرغن کھانے کھلا رہا تھا۔ البتہ اُس کے نام سے ہم خوب فائدہ اُٹھار ہے تھے۔

ہم خوب فائدہ اُٹھار ہے تھے۔ '' اے ۔۔۔۔۔کون ہوتم ۔۔۔۔۔؟'' ایک گن مین اچا تک ہی کہیں سے نکل کرسا منے آگیا۔ '' مجھے شری جگل ناتھ جی نے یہاں بلایا تھا۔۔۔۔کہاں ہے وہ؟''سیتا بولی۔

۔ رق ق ق ہم تہاری سیوا کر ''' ہے۔ '' جگل ناتھ جی تو یہاں نہیں آئے سندریہم یہاں موجود ہیں ۔ کہوتو ہم تہاری سیوا کر دس؟'' محافظ بولا۔

دیں؟''محافظ بولا۔ ''سیواکرنے تو میں آئی ہوں' سیتانے کہا۔'' کیاسیوا کروں تہہاری؟'' ''ادھرکوآ وہم بتاتے ہیں۔''محافظ نے کہا اور سیتا کا بازو پکڑ کرمکان کے پہلو میں ایک نگ می رابداری میں لے گیا۔

علی را المرازی میں سے تیا۔ میں اُٹھ کر کمپاؤنڈ میں آگیا اور دروازہ بند کر کے تیز تیز قدم اُٹھا تا ہوا اُس اہداری میں بینی گیا جمھے دیکھ کر محافظ اُٹھیل پڑالیکن میں نے اُسے بنے کا موقع نہیں دیا۔ بیتا نے اُس ک ٹائٹیں پکڑلیں اور میں نے اُس کا گلا دبوچ لیااُسے جہنم کے سفر پر روانہ کرنے میں ایک ٹائٹیں پکڑلیں اور میں نے اُس کا گلا دبوچ لیااُسے جہنم کے سفر پر روانہ کرنے میں ایک

من ہے زیادہ نہیں لگا۔ ''تم باہر کے دروازے پر جاؤ!'' میں نے سیتا ہے کہا اور خود برآ مدے کی طرف دوڑ گیا۔ سیتا رائفل اُٹھا کر باہر والے دروازے کی طرف چلی گئی۔لیکن وہ دروازے سے باہر نہیں نگل۔ رائفل سنجالے اندر کی طرف کھڑی رہی۔

سٹور کا دروازہ بند تھا۔موٹا سا تالا لئکا ہوا تھا۔ میں نے رائفل کی نال تالے میں بھنسا کر زور دار جھٹکا دیا۔ پہلے ہی جھٹکے میں تالا لئک گیا۔ میں نے تالا نکال کرینچے بھینک دیا اور دروازہ کھول کراندر داخل ہوگیا۔اندر کی دیوارٹول کربتی جلائی اور دروازہ بھیٹر دیا۔

یہ بھی بڑا کمرہ تھا۔۔۔۔۔ اُس ہے آگے دو کمرے تھے۔اسلحہ کی پیٹیاں بھی تھیں اور دیواروں
کے ساتھ بڑے بڑے شیلفوں میں مختلف چیزیں بھری ہوئی تھیں۔ جھے اپنے مطلب کی چیزیں
طاش کرنے میں آ دھا گھنٹہ لگ گیا۔ میں نے مطلوبہ چیزیں ایک بیک میں بھر لیں اور کمرے
میں نے نکل کر بق بجھا دی۔ بیگ خاصا وزنی ہو گیا تھا۔ جیسے ہی میں بیرونی دروازے کے قریب
بہنچا سیتا نے دروازہ کھول کر باہر جھا نکا اور مجھے اشارہ کر دیا۔ ہم دوڑتے ہوئے سڑک یار کر کے
گفٹڈروں میں بہنچ کئے اور بھر کھنڈروں ہی میں ہوتے ہوئے تہہ خانے والے کھنڈر میں بہنچ گئے۔
انگے دن کے ہنگا ہے بھی قابل دید تھے۔۔۔۔۔ اُس شام جگل بھی آیا تھا۔ اُس نے یہ دلچپ
انگزاف کیا کہ کیمپ میں دواور آ دمی قل ہو گئے ہیں۔ لیکن پوری بات نہیں بتائی۔۔

اُس رات میں اور سیتا مندر کے تہد خانے میں بند ہو کر بیٹھ گئے۔ کشمیر میں مختلف اسلحہ کی تربیت میرے کام آگئی تھی۔ ٹائم بم بنانے کی مہارت میں نے کشمیر میں کمانڈ رعبدالرشید سے حاصل کی تھی۔ اُس رات ہم نے دس ٹائم بم تیار کئےایک اور تھیلے میں، میں نے وہ سارا زند بھرلیا جو بہت دنوں سے ہمارا منتظر تھا۔

اگلی رات ہم پھر کیمپ میں گھس گئے پہلے ایک سرنگ ہے نکل کرمختلف جگہوں پر ٹائم بم نگ کئے اور پھر دوسری سرنگ میں گھس گئے ۔ اُس سرنگ میں اُس محافظ کی لاش سڑر رہی تھی۔ شدید تعفن پھیلا ہوا تھا۔ ہم تیزی ہے دوڑتے ہوئے وہاں ہے گزر گئے۔

سرنگ سے نکل کر ہمارے لئے قدم قدم پرخطرہ تھا۔ لیکن ہم خطرات کی پرواہ کئے بغیرا پی مرگرمیوں میں مصروف رہے۔ باقی پانچ ٹائم بم مختلف جگہوں پرفٹ کر کے ہم واپس آ رہے تھے کہ اچا تک ہی ایک محافظ نے ہمیں للکارا۔ ہم ایک دم بھاگ گھڑ ہے ہوئے وہ محافظ ہم سے زیادہ دُورنہیں تھا۔ اُس نے پہلے فائر نگ کی اور پھر ہمارے پیچھے لیکا۔

سیتا تھوکر کھا کر گری محافظ نے اُس پر چھلانگ لگا دی۔ بیتنا نے اُٹھ کر بھا گئے کی کوشش کاتو محافظ نے اُس کا ہاتھ بکڑ لیا اور اُسے اپنی طرف کھینچنے لگا۔ میں دوڑ کر قریب پہنچ گیا اور مافظ کی کھویڑی پر گولی چلا دی نیتنا اپنا ہاتھ چھڑ اکر بھا گی۔

ر فائرنگ کی آ وازوں کے بعد مختلف شمتوں نے میٹیوں کی آ وازیں بھی سائی دیئے لکیس کیل) کا اور ناخوشگوار واقعہ سے دو جار ہوئے بغیر سرنگ میں پہنچ گئے اور پھر ہم نے مندر میں پہنچ گری سانس لیا تھا۔

اور پھرسیتا بیٹھے بیٹھے اچانک ہی اُنچیل پڑیوہ اپنی ایک کلائی سہلا رہی تھی۔ ''کیا ہوا؟''میں نے چونک کراُس کی طزف دیکھا۔

''میرا کڑا۔۔۔۔'' سیتا بولی۔'' اُس محافظ نے میرا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔ کھینچا تانی میں شاید کڑا اُل کی حکد گر گیا۔''

مرے جہم میں سننی کی ایک لہری دوڑ گئی۔لیکن میسوچ کرسیتا کو بھی تسلی دینے لگا کہ اگر وہ

''میں سیرکڑ اسس'' سیتا ہکلائی۔'' شایدیہاں کہیں گر گیا تھا۔ میں تو دودن ہے اسے ڈھونڈ

'یہاں نہیں یے کڑا ہمیں کمپ سے ملا ہے۔'' جگل نے اُس کے چرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔''کل شام کو جب میں یہاں آیا تھا تو یہ کر اتمہاری کلائی میں تھا اور آج صبح کمپ کے اندرایک سکیورتی گارڈ کے ہاتھ میں ملاہے جے سرمیں گولی مارکر ہلاک کیا گیا تھا۔'' "نيآپ كيا كهدرے بين مهاراج" ميں نے كها-" جاراكيمي كے كسي كارؤ سے كيا سمبند؟ ہم تو اس مندر سے باہر بھی نہیں گئے یہ کیپ میں ہم کیے جا سکتے ہیں؟''

''یہ بات مجھے اُسی وفت مجھے لینی حاہے تھی جب کیمیے کے اندر اُس بنگلے میں یہودی آفیسر اوراُس کے خدمتگار کی بتیا کی گئی تھی ۔ کیمی میں بے دریے مل کی واردا تیں ہوتی رہیں۔ دو دن یملے ایمونیشن ڈیو کے دومحافظوں کونل کر کے ڈیو سے بہت ی چزیں چرالی کئیں لیکن ہم چوریا بتاروں كا سراغ نبيل لگا سكے۔ "وه چندلموں كوخاموش بوا چھر بات جارى ركھتے ہوئے بولا۔ میں اس کیمپ کا سکیورٹی انجارج ہوں۔ یہاں میں نے سکیورٹی کے ایسے کڑے انظایات کر رکھے ہیں کہ بلی کا بچہ بھی نظروں میں آئے بغیر داخل نہیں ہوسکتا۔ لیکن یے دریے قل کی داردا تیں ہوتی رہیں اور ہم قاتل کا سراغ نہیں لگا سکے۔ پھرایمونیشن ڈیومیں چوری کی وار دات ہوئی اور آج صبح چار بج بمول کے بے دریے دھاکے ہوئے جن سے آ دھے سے زیادہ کیمی باہ ہو گیا اور کئی لوگ مارے گئے ممکن ہے ہم یہی سجھتے رہتے کہ یہ اندر کے کسی آ دمی کا کام ہے۔لیکن ایک کھنڈر کے قریب اپنے ایک کن مین کی لاش دیکھی تو اُس کے ہاتھ میں پیرکڑ انظر آ کیا۔اوراب کہانی کچھاس طرح سمجھ میں آتی ہے کہ اُس محافظ نے تمہیں پکڑلیا تھا۔اینے آپ کوچھڑانے کی کوشش میں تمہارا بیکڑا کلائی سے اُٹر کراس کے ہاتھ میں رہ گیا اور تم اُسے گولی ادکر بھاگ نگلیں ۔ میں واقعی بیوتو ف تھا جو پہلےصورتحال کا اندازہ نہیں لگا سکا۔ یہ مندر.....'' أل نے إدهراُ دهر ديکھتے ہوئے بات جاري رکھي۔'' مجھے پيلے بي سمجھ لينا جا ہے تھا كه ان قديم تلاول میں تہہ خانے اور خفیہ راستے ہوتے ہیں۔اورتم لوگوں کوان راستوں کاعلم تھا۔تم لوگ

وہ ضاموش ہو گیا۔ میں نے سیتا کی طرف دیکھا۔ اُس کے چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔

الناففيرراستوں سے کیپ میں داخل ہوتے اور اپنا کام کر کے واپس آ جاتے اور ہم مجرموں کی

کڑا کسی کی نظروں میں آ بھی گیا تو ضروری نہیں کہ اس کا تعلق ہم سے جوڑنے کی کوشش

ہم رات بھر جا گتے رہے۔ اور پھرٹھیک چار بجے کیمپ میں پہلا دھا کہ ہوا۔۔۔۔،ہم وہی نے مسکرا کر ایک دوسریے کی طرف دیکھا۔ دھاکوں کا ایک سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔۔۔۔ ہمرائی من بعد كيمي مين سي نه سي جلد دها كه بور با تها

ہم مندر کے اُوپر والے جھے میں آ کر کھڑے ہو گئے اور اس طرح کیمپ کی طرف د کیئے

لگے جیسے آتش بازی کا نظارہ کررہے ہوں۔

صبح پانچ بجے ہم اپنے کمرے میں آگئے۔صورتحال نہایت تنگین ہونے کے باوجود مجھے نوا

صبح دس بجے سیتا نے مجھے جھنجھوڑ کر جگا دیا

''ایک جیپ ادھرآ رہی ہے۔'' وہ بولی۔''ایک ہی آ دمی ہےاور میراخیال ہے وہ جگل ہے۔" سیتا کا خیال غلط نہیں تھا وہ جگل ہی تھا۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے فاصلے پر دابار ہے ٹیک لگائے نیم دراز بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ جگل دروازے کے سامنے نمودار ہوا۔ یم أثھ كركھڑا ہوگيا۔

«بیٹھو سے بیٹھے رہو!" جگل کے لہجے میں کرختگی تھی اور ہاتھ میں ریوالور سسسردی کی ایک

لېرمېرې ريژه کې پژې ميں دور گئي۔ ميں دوباره اپني جگه پر بيٹھ گيا۔ " کیا ہوا مہاراج کیا بات ہے رات کو نیددھا کے کیے تھے؟" میں نے اپی کیفیت

یر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے یو چھا۔''اورآپ کے ہاتھ میں میں پیتول....

و تفصیل تم مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہو۔'' جگل بولا۔''ویسے تمہارا یہ کڑارات کوایک محافظ کے ہاتھ میں رہ گیا تھا دیوی جی!''اُس نے جیب ہے کڑا نکال کر دکھایا۔

سیتا کا چہرہ دُھواں ہو گیا.....اور مجھے بھی اپنی آنکھوں کے سامنے موت ناچتی ہوئی نظرآنے

000

اُس تک پہنچنے سے پہلے ہی ڈھیر کر دیتی۔ ''اب صورتحال یہ ہے۔۔۔۔'' جگل باری باری ہم دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولار ''میرے علاوہ کسی اور کواس کڑے کے بارے میں علم نہیں ہے۔ گارڈ کی لاش کے ہاتھ میں یہ کڑا دیکھتے ہی میں نے پہچان لیا تھا اور کسی کو بتائے بغیر اس طرف چلا آیا۔ ہم لوگ کون ہویہ میں نہیں جانتا۔ لیکن سادھوؤں کے بھیس میں یہاں کس مقصد سے آئے تھے وہ اب بجھ چکا میں۔اب تم لوگ میرے رحم وکرم پر ہو۔ میں اگر چاہوں تو ابھی تم دونوں کے بھیج اُڑا دُوںیا تمہیں کیمی میں لے جاؤں۔ اور اس کے بعد جو پچھ ہوگا اس کا تم اندازہ لگا سکتے ہو۔ لیکن ۔۔۔۔''

وہ خاموش ہو کرسیتا کی طرف دیلیضے لگا۔ ''لین کیا۔۔۔۔؟'' میں نے اُلجھی ہوئی نظروں سے اُس کی طرف دیکھا۔ ویسے میں اُس کا سے سے سے سے ا

مطلب مجھ گیا تھا۔ ''ہم جس پیشے سے وابستہ ہیں اس میں اس قتم کے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔'' جگل نے کہا۔ اُس کی نظریں بدستور سیتا پر مرکوز تھیں جس نے اپنی چادر پچھاور نیچے گرا دی تھی۔''اُن کمپ میں اگر چہ چند لاشیں گرگئ ہیں یا بموں کے چند دھا کے ہوئے ہیں تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔صرف میں جانتا ہوں کہ ان درگھناؤں کا ذمہ دارکون ہے۔ اور میں بیسب پچھنظر انداز کرنے کو تیار ہوں کین ۔۔۔۔''

ر رہے دیار ارج؟'' میں نے جلدی سے کہا۔ ''لیکن کیا مہاراج؟'' میں نے جلدی سے کہا۔

''اگرید دیوی جی چاہیں تو'' اُس کا لہجہ معنی خیز تھا اور اُس کا مطلب ہماری سمجھ میں' یا تھا۔

ھا۔ میں نے سیتا کی طرف دیکھا۔ وہ بھی اُلجھی ہوئی نظروں سے میری طرف دیکھر ہی تھی۔ در لیا '''

''اگرتم لیکن ویکن کے چکر میں پڑگئیں تو بہت کشٹ اُٹھاؤ گی۔'' جگل نے سیتا کی بات کاٹ دی۔''تم جانتی ہوتم لوگوں سے کتنا شکین جرم ہوا ہے۔ گئی لوگ تم لوگوں کے ہاتھوں مارے گئے ہیں۔ آ دھاکیپ تباہ ہوگیا ہے۔ تین اسرائیکی تم لوگوں کے ہاتھوں مارے گئے تین مارے گئے ہیں۔ آدھاکیپ تباہ ہوگیا ہے۔ تین اسرائیکی تم زن ن کا سکتے ہیں تم دونوں کا

اسرائیل سے بھارت سرکار کے تعلقات بگڑنے کا اندیشہ ہے۔تم اندازہ لگاسکتی ہو کہتم دونو^{ل کا} کیا حشر ہوسکتا ہے۔'' وہ ایک لمحہ کوخاموش ہوا پھر بولا۔''لیکن مجھے اس سےغرض نہیں کہ پہ^{ال}

ی ہورہا ہے۔ سکیورٹی انچار ج کی حیثیت سے میری نوکری بلکہ زندگی بھی خطرے میں پڑگئ کہن میں بیرسب کچھ بھو لنے کے لئے تیار ہوں میں صرف دو با تیں چاہتا ہوں۔ ایک بید کہ مجھے مندر سے کیمپ تک کا خفیہ راستہ بتا دیا جائے اور دوسرے بیاؤگی میرے ساتھ کچھ وقت گزارے۔''

"مهاراج...."

''ایک منٹ!'' اُس نے ہاتھ اُٹھا کر مجھے خاموش کر دیا۔''میں نہیں جانتاتم لوگ کون ہو۔ لین وہ نہیں ہو جواپنے آپ کو ظاہر کر رہے ہو۔تم لوگوں کی وجہ سے نا قابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ ہارے اسرائیکی دوست آج واپس جارہے ہیں۔ کیمپ کو دوبارہ سیٹ کرنے میں مہینوں اگ حامیں گے۔لیکن میں بیسب کچھنظر انداز کرنے کو تیار ہوں۔''

'''نُھیک ہے مسٹر جگل!'' مجھ سے پہلے سیتا بول پڑی۔''میں تمہاری خواہش پوری کرنے کو نار ہوں۔'' وہ اُٹھ کر کھڑی ہوگئ ادر اُس نے اپنے اُوپر سے چادر اُتار کر ایک طرف پھینک دی۔''مہا ہیر!اسے تہہ خانے کا راستہ بتا دو۔اوراب جو کچھ بھی ہوگا تہہ خانے ہی میں ہوگا۔''

دی۔ مہم بیر الصفے مہدھانے 6 راستہ ہرا دو۔ اور اب بو پھٹی ہو کا مہدھانے ہی ۔ ں ہو ہو۔ جگل کی آنکھیں چک رہی تھیں ۔ اُس کے ہونٹوں پر مسکر اہث آگئی۔ میں بھی اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا۔ یہ تھی ہندو ذہنیت ہمارے ہاتھوں ان کے گئی آدمی بارے گئے تھے۔ کیمپ تباہ ہو گیا تھا، اسرائیل سے مجھونہ خطرے میں پڑ گیا تھا اور جگل اپنی ہوں

الاے کئے تھے۔ یمپ بناہ ہو لیا تھا، اسرا اس سے بھونة تظریے بن پر کیا تھا اور بس ای ہوں کا پیاس بجھانے کی خاطر بیسب کچھ بھول جانے کو تیار تھا۔ قوم پرتی نے ہوں کے آگے گئے لیک دیئے تھے۔اگر ان میں حب الوطنی کا جذبہ ہوتا تو اب تک تشمیر کا بھی فیصلہ کر چکے ہوتے۔ لیکن 54 سال سے اپنی اس گندی ذہنیت کی بدولت میہ تشمیر میں بھی مار کھا رہے تھے۔ اور مجھے بنین تھا کہ ایک نہ ایک دن تشمیران کے چنگل سے ضرور آزاد ہوگا۔

" چلومہاراج!" میں نے ہاتھ سے باہر کی طرف اشارہ کیا۔

ہم کمرے سے باہر آگئے۔ سیتانے اُس کی آئش شوق بھڑکانے کے لئے ایک کندھے پر سے پولی کی ڈوری سرکا دی تھی۔ اُس کی طرف ویکھتے ہوئے جگل کی آٹھوں کی چبک پجھاور گہری ہوگئی۔ میں نے باہر نکلتے ہوئے ٹارچ لے لیتھی۔ سیڑھیوں والے کمرے میں آ کر میں نے ریت صاف کر کے فرش پر کنگریٹ کا بلاک ہٹا کر گڑھے کے اندروہ بک تھنج لیا۔ جگل بڑی الجب نظروں سے بہسب بچھ دیکھر ہاتھا۔
الجیب نظروں سے بہسب بچھ دیکھر ہاتھا۔

دیوارشق ہوگئی۔ میں اُٹھ کرجلدی ہے اندر داخل ہو کر دیوار کے ساتھ اس طرح کھڑا ہوگیا کہ بگل اندر داخل ہو تو دیوار کے ساتھ سٹرھیوں پر پڑے ہوئے پیتول کو نہ دیکھی سکے۔ میرے بعر بگل اندر داخل ہوا۔ ریوالوراب بھی اُس کے ہاتھ میں تھا۔ اُس کے پیچھے سیتاتھی۔ ''خیال ہے مہاراج ۔۔۔۔۔آگے سٹرھیاں ہیں۔'' میں نے سٹرھیوں پر ٹارچ کی روشیٰ ڈالتے

> ا سنے کہا ۔ ا

" " " تم یَہیں رُکو …… میں دیکتا ہوں۔" میں کہتے ہوئے سٹرھیوں سے نیچے اُٹر گیا۔ ستا وہاں رُکنے کی بجائے میرے چیچے آگئ تھی۔ میں نے ٹارچ کی روشنی میں جگل کا جائزہ لیا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔ میں نے ٹارچ کا رُخ سیتا کی طرف کر دیا۔ اُس کے چہرے پربے پناہ درندگی تھی۔ " سالاحرامی ……" وہ دانت کچکچاتے ہوئے بولی۔" میرے ساتھ وقت گزارنا چاہتا تھا۔"

اُس نے لاش پرتھوک دیااورایک زوردار تھوکررسید کردی۔ ''ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے ۔۔۔۔۔ جلدی ہے میڑے ساتھ آؤ!'' میں نے کہا۔ ہم دونوں دوڑتے ہوئے اُس کمرے میں پہنچ گئے۔ایک تھلیے میں خزانہ بھر کررکھا گیا تھا۔ میں نے تھیلا اُٹھایا اور ہم دونوں نے باہر کی طرف دوڑ لگا دی۔

سون العدی ادر است بناری سر بازی اور کاراسته بند کیااور کمرے میں آگر اِدھراُدھر دیکھنے لگا۔ اُوپرآگر میں نے تہہ خانے کاراسته بند کیااور کمرے میں آگر اِدھراُدھر دیکھنے لگا۔ ''رہنے دوسب کچھ…' سیتا چینی۔''اگر کوئی اس طرف دوڑا۔ سیتا مجھ سے پہلے ہی جیپ کے قریب مین جی تھی۔ وہ اچک کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی اور انجن اسٹارٹ کرنے لگی۔ میں اُس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا اور تھیلاا پنے ہیروں کے قریب رکھ لیا۔

س کا کا دون کیسی کی بیت کا گیا تھا۔ یہ راستہ کا جیب ایک مختصر سا چگر لگا کر اک رائے رائے پر نظل آئی جو شہر کی طرف چلا گیا تھا۔ یہ راستہ کا ریتا ہی تھا تھی تھا گئی۔ جیب ریتا ایک میل کی بیت کے بادل اُڑاتی ہوئی طوفانی رفتار سے دوڑ رہی تھی۔ میں نے ایک مرتبہ بیتھیے مُوکر دیکا کین گرد وغبار کے بادلوں کی وجہ سے کچھ دکھائی نہیں دیا۔

میں شہر کے نواج میں پہنچنے میں آ دھے گھنٹے سے زیادہ نہیں لگا۔ سیتا نے ایک ویران گا ممیں شہر کے نواج میں پہنچنے میں آ دھے گھنٹے سے زیادہ نہیں لگا۔ سیتا نے ویران ک جگہ پر جیپ روک کر انجن بند کر دیا۔ میں نے جا در اُس کی طرف بڑھا دی۔ سیتا نے ویران ک نظروں سے میری طرف دیکھا اور جا درجہم پر ڈال لی۔

کھروں سے بیری سرف دیھا اور چوادر ہے پردہاں ہوں۔ '' یہ تھیلا بھی چادر کے اندر چھپالو!'' میں نے تھیلا اُس کی طرف بڑھا دیا۔ سیتا نے تھا کندھے پرلاکا کرچادر میں چھپالیا اور ہم تیز تیز قدموں سے ایک طرف چلنے گلے۔تقریباً آب فرلانگ کا فاصلہ طے کرنے کے بعد ہمیں ایک آٹو رکشدل گیا۔ رکٹے میں بیٹھتے ہی سیتا نے خ

ہے ایک علاقے کا نام لے دیا اور رکشہ حرکت میں آگیا۔

تین رکتے بدل کرہم سلاوٹ پاڑہ کے علاقے میں بہن گئے۔ یہ آخری رکشہ ہم نے دُرگا کی و لئے است ہم نے دُرگا کی و لئی سے تقریباً نصف میل دُور پھیلی والی سڑک پر رُکوایا تھا کیونکہ ہم حویلی کے سامنے سے مانے کی بجائے مقبی گئی سے جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔

. رکٹے ہے اُتر کر ہم نے چند ہی گز کا فاصلہ طے کیا تھا کہ اچا تک ہی ایک بھاری بھر کم پیڈت نے ہماراراستہ روک لیا۔ وہ دونوں ہاتھ جوڑے ہمارے سامنے کھڑا تھا.....

'' آگےمت جائے مہاراج!''وہ بولا تو اُس کی آواز سرگوثی سے زیادہ بلند نہیں تھی۔ ''کیوں کیابات ہے۔۔۔۔؟'' میں نے اُسے گھورا۔

"میری بات کو مجھومہا بیر جی!"

''کون ہوتم؟'' میں اُس کے منہ سے اپنا نام من کر اُٹھیل پڑا اور ذراغور ہے اُس کی طرف دیکھا تو میں نے اُس کم بخت نے ایسا طرف دیکھا تو میں نے اُسے پہچان لیا وہ دُرگا کا ملازم راجیو تھا۔ اُس کمبخت نے ایسا زبردست حلیہ بدلاتھا کہ اگر وہ میرا نام نہ لیتا تو میں اُسے نہ پہچان سکتا۔ سیتا کی آٹھوں میں بھی اُلجھن تیررہی تھی۔ مجھے کی گڑ بڑکا اندازہ لگانے میں دُشواری پیش نہیں آئی۔

'' کیابات ہے؟'' میں نے راجیو کے چہرے پرنظریں جماتے ہوئے یو چھا۔ '' لیا یہ ۔'

ہم ایک مکان کے سامنے ہے گز رے تو درختوں کے پنچے بیٹھے ہوئے ایک بوڑھے آدمی اور دوعورتوں نے اُٹھ کرہمیں پرنام کیا۔ جواب میں ہم نے بھی ہاتھ جوڑ دیئے اور راجیو کے ماتھ جلتے رے۔

وہاں سے نُقریباً ڈیڑھ سوگز آگے ناریل اور تاڑ کے درخوں کے جھنڈ میں ایک کچا مکان اللہ اُس کے اطراف میں کچی اینوں کی چارد یواری بھی تھی۔ چارد یواری کے اندر داخل ہونے مکراستے پر بوری کا بردہ لئکا ہوا تھا۔

راجیو بلند آواز میں ہری اوم ہری آوم کی گردان کرتا ہوا پردہ اُٹھا کر اندر داخل ہو گیا۔ می اور سیتا باہر ہی رُک کر اُ مجھی ہوئی نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ چند سیکنڈ بھر ہی راجیو واپس آ گیا۔

''ارے پدھاریئے ناںآپلوگ زک کیوں گئے؟'' وہ بولا۔

" يكس كا گھرہے؟''سيتانے بوجھا۔

"ارے اپنای ہےآپ پدھاریے توسہی!" راجیونے کہا۔ ہم دونوں اندر داخل ہو گئے صحن خاصا وسیع وعریض تھا اور ناریل اور تاڑ کے کئی درخت

جارد بواری کے اندر بھی نظر آرہے تھے۔ یه و مکان تین کمرول پر مشتمل تھا۔ ایک کمرہ ایک طرف اور دوامل (L) شیپ کی صورت میں دوسری طرف ۔ چندگز کے فاصلے پرٹین کی جاور کا ایک شیڈ بنا ہوا تھا جسے کچن کے طور پر استعال

'' کلینا..... شو بھا..... و کیھوکون آیا ہے۔'' راجیوا یک کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔ ہم درختوں کے نیچے ہی رُک گئے تھے لیکن راجیو کے منہ سے کلینا اور شو بھیا کے نام بن کر چوک گئے۔ چند سینٹر بعد ہی راجیو کی بیوی شوبھا اور کلینا ایک کمرے سے باہرآ سکیں ۔ کلینا دور کر میتا ہے لیٹ گئی۔ اُس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہد <u>لکلے تھے۔</u>

"كيا ہوا كليناخيريت تو ہے؟ وُرگا كہاں ہے.....اورتم لوگ يہال"

" آؤ آؤ! اندر آؤ "راجونے سیتا کی بات کاٹ دی۔" اندر آؤ آرام ے بیٹے

ہم لوگ گری میں کافی دُوریے پیدل چل کرآئے تھے اور نسینے میں گری سے شرابور ہورے تھے۔ باہر ہوا بھی گرم چل رہی تھی۔اندر قدرے ٹھنڈک کا احساس ہوا۔ سیتا نے چا در اُ ٹار^ک ا کیے طرف پھینک دی اور کندھے پر اٹ کا ہواتھیلا بھی ایک طرف رکھ کر کھاٹ پر بیٹھ گئی۔ میں گن اُس کے قریب ہی بیٹھ گیا تھا اور میں نے بھی چونداُ تارکرایک طرف بھینک دیا گیا۔

۔ شو بھا فورا ہی باہر نکل گئی۔ کلپنا سیتا کے گھٹنے ہے لگی بیٹھی تھی۔ اُس کی آٹکھیں مسلسل بھی ہوئی تھیں ۔ سیتا بھی سمجھ گئی تھی کہ کوئی خاص بات ضرور ہے۔ راجیو نے جب راہتے میں بیٹر

روک کر کہا تھا کیہ حویلی کے حالات ٹھیک نہیں ہیں تو میرا ماتھا ٹھنکا تھا۔ دُرگا کی بھی اب سی و بات نہیں ہوئی تھی۔ سیتا نے کلپنا ہے دُرگا کے بارے میں پوچھنا عاِ ہا تو راجیو نے بات کو^{ہا ا}

۔ ۔ تقریباً دس منٹ بعد شوبھا جل زیرہ سے بھرے ہوئے دو گلاس لے آئی۔ایلومینیم کے گئے۔راجیواُن دونوں کو لے کراس مکان میں آگیا۔ بیراس کے دوست کا مکان تھا جو حالی

_{گان} خاصے بڑے بڑے تھے۔میرا خیال تھا کہ میں پورا گلائن نہیں بی سکوں گا۔ جل زیره بھنا ہوا زیرہ بوڈ راورابس میں لیموں کی کھٹائی جس میں چٹلی بھرنمک ملا دیا گیا نی پیراجستھان جیے گرم علاقے کی خاص شراب تھی۔ پیپنہ صرف گرمی اورلو سے بچا تا تھا بلکہ _{اں س}ے بیا^{س بھی} بھھ جانی تھی۔اس میں اگر چہ برف نہیں تھی کیکن مٹکے کا یانی بھی خاصا خوشگوار فااور یہ جل زیرہ پینے سے واقعی لطف آ گیا تھا۔

"مم نے سائس بھی لے لیا اور جل زیرہ بھی پی لیا" سیتا نے خالی گلاس کھاٹ پر رکھ _{را۔}اُس کی نظریں راجیو کے چہرے پر مرکوز تھیں۔''اب بتاؤکیا معاملات ہیں،حویلی میں ی گڑیز ہے اور دُرگا کہاں ہے؟''

''حالات حویلی کے تو کیا پورے شہر کے ہی ٹھیک نہیں ہیں۔'' راجیو نے گہرا سائس لیتے ہوئے جواب دیا۔''یولیس تم دونوں کو تلاش کر رہی ہے۔''

''اور دُرگا کہاں ہے؟''سیتانے جلدی ہے یو چھا۔

''اُسے پولیس نے پکڑلیا تھا۔اوراُس پرا تنا تشد دکیا کہ وہ بچاری.....'' " کیا ہوا اُسے ……؟" اس مرتبہ میں بول بڑا۔

'' ذرگا اب ہم میں نہیں رہی مہابیر جی!'' راجیو کے منہ سے یہ الفاظ بردی مشکل ہے اللے تتھے۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

"اده مير ، منه بي بهي سكى ى نكل كى - " كربيسب كي كي كيي بوا؟ "

راجیو کئی منٹ تک جھکیاں بھرتا رہااور پھراُس نے جو کہائی سنائی وہ واقعی بڑی سنسنی خیز تھی۔ .وی سب چھے ہوا تھا جس کا مجھے کئی روز ہے اندیشہ تھا

راجیو کے کہنے کے مطابق میگزین میں شائع ہونے والی میری اور دُرگا کی وہ تصویر کشمیر میں ۔ پاکس کی نظروں میں آئٹی تھی ۔ تشمیر کی خفیہ پولیس نے مجھے شمروز کی حیثیت ہے شناخت کر فا۔ وہ تصویر ایک رپورٹ کے ساتھ دہلی کی خفیہ پولیس کو جیجی گئی۔ دہلی پولیس نے میگزین ا ہ *دفتر* میں رابطہ کر کے اُس فوٹو گرافتر کے بارے میں معلومات حاصل ^نیں جس نے یہ تصویر ے ریب ں یہ ۔ ''شو بھا!'' راجیو بیوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔''مہابیر جی اور سیتا دیوی کو جل پلا^{نا ہ}ٹیا گئی ۔ جلد ہی اُس فوٹو گر افر کو بھی تلاش کرلیا گیا جس نے بتایا کہ یہ تصویراُس نے جیسلمیر ''شو بھا!'' راجیو بیوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔''مہابیر جی اور سیتا دیوی کو جل پلانا کی اور میں اور کھی تھا تھی کے بیسلمیر ، پتوۇں كى حويلى ميں ھينچى تھى۔

فیہ پولیس کے وہ ایجن وہ تصور لے کر میکسمر بہنچ گئے ور جب اُنہوں نے یہاں کی 'ک سے رابطہ کیا تو اُنہوں نے دُرگا کی تصویر پہیان لی۔ پولیس میں اچھے برے سبھی قسم کے ۔ میں ہوتے ہیں ۔ نسی پولیس والے نے دُرگا جی کوفون کر کے بتا دیا کہ دہلی کی خفیہ پولیس اُسے اللاكرنے كے لئے آ رہی ہے۔ دُرگا ، كلينا كو لے كرفوراً ہى بچھلے مكان ميں پہنچ كئي اور كلينا كو ُکھکے حوالے کر کے اُسے بدایت کی کہ وہ کلینا اور اپنی بیوی کو لے کرفوراً یہاں ہے بھاگ

أہے دے کر ہردوار گیا ہوا تھا۔

۔۔۔۔۔۔ درگانے حویلی سے فرار ہونے کی کوشش کی تھی مگر اُسے موقع نہیں مل سکا۔ پولیس اُسے پکڑ کر کے اُلے کئی اور تین دن تک تشدد کرتی رہی۔ پولیس کے کہنے کے مطابق رسالے میں شائع ہونے والی تصویر میں نظر آنے والا وہ آ دمی تشمیری مجاہد شمروز تھا جس نے تشمیر میں طویل عرصے تک تباہ پھیلا رکھی تھی اور بھارتی فوج کو نا قابل تلائی نقصان پہنچایا تھا۔ بھارتی انٹیلی جنس'' را'' نے اپنی ایک سین ترین اور ذہین ایجنٹ کوشمروز کی گرفتاری کے لئے تشمیر بھیجا تھا لیکن یہ ایجنٹ میتا بھی اپنا دھرم اور قومیت سب کچھ بھول کر شمروز کے ساتھ مل گئی اور جمولی میں مانسر جھیل پراعلی فوجی افسروں کے قبل عام کی کارروائی میں سیتا بھی اُس کے ساتھ شریک تھی۔ اس کے بعد وہ دونوں غائب ہوگئے تھے۔

شمروز کی تصویر وُرگا کے ساتھ جیسلمیر میں پتوؤں کی حویلی میں پہنچ گئی تھی جس سے پولیس اس نتیج پر پنجی تھی کہ شمروز اور سیتا جیسلمیر میں موجود تھے اور دُزگانے اُنہیں پناہ دےرکھی تھی۔ بعض اور ذرائع ہے بھی پولیس نے اس امر کی تقید این کر لی تھی کو دُرگا کو کئی مرتبہ شہر کے مختلف ہوٹلوں اور کلبوں میں دیکھا گیا تھا۔ پولیس کوسیتا کے بارے میں کچھاس کئے بھی یقین تھا کہ وُرگا مہارانا دھرمیش سکھ کی رکھیل تھی اور نیتا مہارانا کی بٹی۔وُرگا پہلے تو شمروز ہے کسی تعلق کے باریے میں انکار کرتی رہی کیکن پھر اُس نے اعتراف کر لیا کہ اُس نے اُن دونوں کو پناہ دے ر تھی تھی لیکن بروقت پولیس کارروائی کی اطلاع مل جانے ہے اُس نے ان دونوں کو بھگا دیا۔ وہ اس وقت تک بمبئی پہنچ چکے ہوں گے ۔لیکن وہ پولیس کوان کے بارے میں کچھنیں بتائے گا۔ جبه پولیس کویفین تھا کہ وہ دونوں جیسلمیر ہی میں موجود ہیں۔ اُن کے بارے میں معلوم کرنے کے لئے پولیس نے دُرگا پر اس قدر تشدہ کیا کہ وہ ختم ہو گئی۔مہارانا دھرمیش سنگھ کو بھی حرایت میں لے رکھا تھا۔ سیتا اُس کی بنیکھی اور اُس ہے بھی سیتا کے بارے میں پوچھ کچھ کی جار ہی تھی۔ یولیس نے کیپٹن گویال کے قل کو بھی سیتا ہے جوڑ دیا تھا پولیس نے کسی طرح میہ معلوم کر لیا تھا کے کی سال پہلے کیپٹن گویال نے جب وہ لیفٹینٹ ہوا کرتا تھا میتا کے ساتھ بلا د کار کیا تھا۔ اورسیتانے بدلہ لینے کے لئے بالآخرائے مل کر دیا تھا۔ پولیس نے وہ حویلی بھی اینے قبضے میں لے لی تھی جہاں پہلے کیپٹن گویال اور بعد میں ایک اور قل ہوا تھا۔ یہاں سے پولیس کوسینا کی اُنگلیوں کے نشان مل گئے تھے جن کے بارے میں تصدیق کر لی گئی تھی۔ یولیس کوشبہ ہی نہیں یقین تھا کہ تشمیری مجاہد شمروز بھی سیتا کے ساتھ اسی حویلی میں تشہرا ہوا تھا اور بعد میں وہ دُرگا دالی حویلی میں متقل ہو گئے تھے۔ پولیس نے حویلی کے ملازم چتون شکھ کو بھی کپڑنے کی کوشش کی تھی

گروہ فرار ہوگیا تھا اور پولیس ابھی تک اُس کا سراغ نہیں لگاسکی تھی۔ ''میں بہت عرصہ ہے ڈرگا دیوی کی سیوا کر رہا ہوں۔'' راجیو کہدرہا تھا۔''لیکن پولیس کو شاید ابھی تک میرا خیال نہیں آیا یا میرے بارے میں ابھی تک پولیس کومعلوم نہیں ہو سکا۔ بی

نے پولیس سے چھپنے کے لئے یہ بہروپ دھارلیا۔اس بہروپ میں میرے بہت سے جانے رائے بھی جھے نہیں پہچان سکے اور آپ دونوں بھی دھو کہ کھا گئے۔' وہ چند کھوں کو خاموش ہوا پھر الے بھی جھے نہیں پہچان سکے اور آپ دونوں بھی دھو کہ کھا گئے۔' وہ چند کھوں کو خاموش ہوا پھر۔اگر چہ رائی ہی اسم سے تھی مگر میں جبی ہی سے اس علاقے میں گھوم رہا تھا۔ بھگوان کی دیا سے آرام سے دونوں میری نظروں میں آگئے۔اگر آپ حویلی کی طرف چلے جاتے تو بڑے آرام سے رائی جاتے۔'

'' بیجگه کیسی ہے؟'' میں نے پوچھا۔

'' پیجگه محفوظ ہے یہال سب لوگ مجھے پنڈت سجھتے ہیں ادر کی کو مجھ پر شبہ نہیں ہے۔'' «مہمیں بیسب بچھ کیے معلوم ہوا؟'' سیتانے پوچھا۔

''سب کچھ پتروں میں کھا ہے سیتا جی'' راجیو نے جواب دیا۔''میں نے وہ سارے پر سنجال کررکھے ہوئے ہیں۔'' راجیونے دوسری کھاٹ کے پنچے رکھا ہواا یک ٹرنک باہر کھنچ لیا اورائس میں سے اخبارات کا ایک پلندہ نکال کرمیرے سامنے رکھ دیا۔

ان میں پہلا اخبار جس میں دُرگا کی گرفتاری کی خبر چھپی تھی، ہمارے جانے کے جارون بعد افعادات اُس نے سنجال کرر کھ افعاداوراس کے بعد کے گزشتہ روز کی تاریخ تک کے تمام اخبارات اُس نے سنجال کرر کھے ہوئے تھے۔ آج کا اخباراُس نے اپنے تھیلے میں سے نکال کرمیرے سامنے ریکھ دیا۔

میں اور سیتا وہ اخبارات و کیھتے رہے۔ اُن میں وہ تمام تفصیلات موجود تھیں جو راجیو نے نفراُبتا دی تھیں۔ ہمارے جیسلمیر آنے کے بعد یہاں جو پھر بھی ہوا تھا وہ تمام اخبارات میں بجود تھا۔ رپورٹروں نے کھوج کھوج کر خبریں تلاش کی تھیں لیکن جرت کی بات یہ تھی کہ پچھلے بھت کے دوران یہاں سے صرف گیارہ کلومیٹر وُ در لودروا کیمپ میں جو پچھ ہوا تھا اس اللہ سے ایک لفظ تک کی اخبار میں شائع نہیں ہوا تھا جس کا مطلب تھا کہ کیمپ کی کوئی بات المیں نظنے دی گئی تھی۔ اور اسرائیلی ایجنٹوں کی ہلاکوں کو بھی راز ہی میں رکھا گیا تھا۔

میں نے اخبارات ایک طرف رکھ ویئے اور سیتا کی طرف ویکھنے لگا۔ اُس کے چہرے پر اپناہ افر دگی تھی اور آئکھیں نم تھیں۔ بجھے بھی دُرگا کی موت کا بہت دُ کھ ہوا تھا۔ اُس نے بہترین حالات میں ہمیں بناہ دی تھی۔ وہ جان گئی تھی کہ میں کون ہوں ۔۔۔۔ بجھے بناہ دیتا تکود عوت دینا جھی مخرف ہو چکی تھی۔ وہ بھی موسف میکود وہ بھی موسف بارمی سیست بچھ جانیۃ ہوئے بھی دُرگا نے اپنے گھر کے دروازے ہمارے لئے لگر ہی نہایت لگر سیست بھی نہایت لگر ہماری حفاظت کے لئے بھی نہایت لگر بھی بہایت کی اللہ بھاری حفاظت کے لئے بھی نہایت اللہ بھر کہ اللہ بھاری حفاظت کے لئے بھی نہایت اللہ بھر کہ اللہ بھر کہ اللہ اللہ بھر کہ اللہ بھر کہ اللہ بھی کہا ہے۔

میکزین میں شائع ہونے والی اس تصویر کے بارے میں جھے پہلے ہی شبہ تھا اور میں جانتا تھا العصویر کسی نہ کسی وقت رنگ ضرور لائے گی ، اور وہی ہوا تھا.....اور اتفاق سے میں اور سیتا

اُس روز وہاں موجود نہیں تھے۔ وُرگا کو ہمارے ساتھ کلپنا اور را جیو وغیرہ کا بھی خیال تھا۔ اُس نے ہر وقت اطلاع ملنے پر ان تینوں کو وہاں ہے بھگا دیا تھا لیکن خود پکڑی گئی تھی۔ وہ اگر چاہی تو اپنی جان بچانے کے لئے ہمارے بارے میں بتا دیتی لیکن اُس نے جان دے دی پر ہمارے بارے میں ایک لفظ تک منہ سے نہیں نکالا۔ بینا کو اپنے باپ کا بھی افسوس تھا۔ وہ بے گناہ پکڑا گیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے ہم اس پوزیشن سینا کو اپنے باپ کا بھی افسوس تھا۔ وہ بے گناہ پکڑا گیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے ہم اس پوزیشن

میں اُس کے لئے کچھنہیں کر سکتے تھے۔ ہم دیر تک بیٹھے دُرگا کے بارے میں با تیں کرتے رہے۔ دوپہر کوگری ہوگئ۔ یہاں بکل تو

نہیں تھی، دی تکھے ہی استعال کرتے رہے۔

کلینا اور شو بھا اُٹھ کر باہر چلی گئی تھیں۔ میں اور سیتا دیر تک باتیں کرتے رہے اور پھر سیتا بھی اُٹھ کر باہر چلی گئی تو میں کھاٹ پر لیٹ گیا۔ہم رات بھر جاگے تھے اور پورا وقت بھاگ دوڑ میں گز راتھا۔ میں بری طرح تھک گیا تھا۔ چار پائی پر لیٹنے کے تھوڑی ہی دیر بعد میری آٹکھیں بند ہونے لکیں اور پھر مجھے اٹنا تفضل ہونے میں زیادہ دیز نہیں گئی!

صورتحال ہمارے لئے بہت عکین ہوگئ تھی

صور محال ہمارے ہے بہت یں ہوں ک اگلے روز کے اخبارات کی ہیڈ لائن لودروا کیمپ میں ہونے والے دھاکوں اور ہنگاموں ہے متعلق تھی۔ اخبارات نے پہلی مرتبہ انکشاف کیا کہ شہر سے گیارہ کلومیٹر دُور ان قدیم کھنڈروں میں دہشت گردوں کو تربیت دینے کا کیمپ قائم ہے۔ اور اسرائیلی انٹیلی جنس ایجنس ''موساد'' کے ایجنٹ یہاں جدیدترین کیکنیکس کے تحت دہشت گردی کی تربیت دیتے تھے۔ اخبارات نے گزشتہ روز ہونے والے دھاکوں سے پہلے کیمپ کے اندر قل کی پراسرار

اخبارات نے کزشتہ روز ہونے والے دھا ہوں سے پہنچے کیمپ سے اندار ک کی پر ہمراز وار دا توں کا تذکرہ بھی کیا تھا جن میں کئی مقامی ماہرین کے علاوہ تین اسرائیکی ایجنٹوں کو بھی ہلاک کر دیا گیا تھا۔

ایک ولچسپ خبر میتھی کہ کیمپ سکیورٹی کا انجارج جگل ناتھ لا پیۃ تھا۔ کیمپ کے گیٹ پر متعین کارڈز کے بیان کے مطابق دھا کوں کے بعد صبح دس بجے جگل کو مندر کی طرب جاتے ہوئے ویکھا گیا تھا۔ اور پھراُس کی جیپ شہر کی طرف جاتے ہوئے دیکھی گئی تھی۔ گارڈز نے یہ بیان بھی، یا تھا کہ جگل ناتھ روزانہ مندر کے بچاریوں کے لئے ناشتہ اور کھانا لے کر جایا کرتا تھا۔ بھی، یا تھا کہ جگل ناتھ روزانہ مندر کے بچاریوں کے لئے ناشتہ اور کھانا لے کر جایا کرتا تھا۔

بنی ، یا تھا کہ جن نا تھ رورانہ مندر کے چار یوں سے سے ہا سے اروان بھا ہیں۔ آخری مرتبہ وہ مندر کی طرف گیا تو واپس نہیں آیا۔ اُس کے ایک گھنٹے بعد اُسے کیمپ میں نہیں ویکھا گیا تھا اور اُسے بھی بڑی سرگرمی ہے تلاش کیا جار ہاتھا۔ اُس کی جیپ شہر کے نواتی علانے میں کھڑی پائی گئی تھی اس لئے اُس کی تلاش میں شہر میں مختلف لوگوں سے رابطہ کیا جارہا تھا۔ میں کھڑی پائی گئی تھی اس لئے اُس کی تلاش میں شہر میں مختلف لوگوں سے رابطہ کیا جارہا تھا۔

ایک دلچیپ خبر مندر کے حوالے ہے بھی تھی ۔ کیمپ سکیورٹی انچارج کے نائب کشوری لال کے بیان کے مطابق مندر کی سیوا کے لئے جو دوسادھو وہاں موجود تھے اُن میں ایک خوبصور خ

لا کی تھی۔ اور رات کو جب شہر میں جین مندروں کی پر بندھک کمیٹی سے رابطہ کر کے اُن کے اِرے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی گئی تو یہ انکشاف ہوا کہ کسی عورت کو اس مندر میں فہیں بھیجا گیا تھا۔ دو جفتے پہلے جو دو پنڈت وہاں بھیجے گئے تھے وہ دونوں ادھیز عمر مرد تھے۔ انہیں کل شام واپس آنا چاہئے تھا لیکن وہ واپس نہیں پہنچے تھے۔ لہذا پولیس کو اُن دو ادھیز عمر پندتوں کے علاوہ اُس نو جوان ،خوبصورت عورت اور اُس کے ساتھی کی تلاش تھی جو مندر کے پوکوں کے بہروپ میں دو ہفتے وہاں مقیم رہے تھے۔

ہمارے لئے آب چندروز تک باہر نگلنے کا سوال ہی پیدائمیں ہوتا تھا۔ راجیو ہی ہمیں باہر کے حالات سے آگاہ کرتار ہا تھا۔ وہ پنڈت ہی کے بھیں میں دن میں ایک دومرتبہ باہر جاتا۔ بازار سے ضرورت کی چیزیں بھی لے آتا اور حالات کے بارے میں تازہ ترین معلو بات بھی۔ اور پھر ایک روز راجیو نے یہ دل خوش کن خبر سائی کہ سیتا کے باپ کو چھوڑ دیا گیا تھا۔ اُس کے بارے میں تحقیقات سے یہ بات ثابت ہوگئ تھی کہ سیتا کا اُس سے کوئی رابطہ نہیں تھا۔ پلیس سے چھٹکارا ملتے ہی مہارانا ہے یور چلا گیا تھا۔

ہم ایک طرح ہے اس مکان میں بند ہو کررہ گئے تھے۔ یہاں ہمارے لئے دلچیپی کی کوئی چزنہیں تھی سوائے اس کے کہ پڑے پڑے اپنے تھے رہتے۔ہم اپنی چار پائیاں اُٹھا کر بھی درختوں کے پنچے لے آتے اور بھی کمرے میں۔

ائی شہر میں سیتنا کے باپ کی ایک اور جیموٹی ہی حو ملی بھی تھی جوعرصہ سے بند پڑی تھی۔ سیتنا کا خیال تھا کہ جمیں اس حو ملی میں منتقل ہو جانا چاہئے لیکن میں نے اس تجویز کی مخالفت کی تھی۔ پلیس کوسیتنا کی تلاش تھی اور یقییناً ہراُس عمارت کی ٹکرانی ہورہی تھی جس کو بھی سیتنا یا اُس کے باپ سے کوئی تعلق رہا ہو۔

''یہ سب بیسب کہاں ہے آیا بیتنا جی؟''راجیو کے لیجے میں بے پناہ چرت تھی۔ اُس نے میں مورتی اُٹھا ہے۔ چند کھے اُس نے میک مورتی اُٹھا لیے۔ چند کھے اُسے اُلٹ پلٹ کر دیکیتا رہا، پھر بولا۔''خالص سونے کی ہے۔ کمال سے ملا یہ سب کچھ؟''

''لودردا کے مندر سے پہلے بھی بہت میں اتے ہوئے جواب دیا۔''ہم سے پہلے بھی بہت عیندت اور پچاری دہاں جاتے رہے ہیں کیکن بینزت اور پچاری دہاں جاتے رہے ہیں لیکن بینز اند ہماری ہی قسمت میں تھا۔'' ''بہت فیتی خزانہ ہے یہ…'' راجیو بولا۔ وہ ایک ایک چیز اُٹھا کرد کیور ہاتھا۔ کلینا اور شو بھا

بھی مختلف چیزیں اُٹھا اُٹھا کر دیکھنے لگیں۔کلپنانے وہ تاج سر پر اُٹھالیا جومندر کے تہہ خانے میں سیتا نے بھی پیند کیا تھا۔

را بهاری کی سے برب ہیں۔ '' ہائے رے مرد کی ذات ……' سیتا گہرا سانس لیتے ہوئے بولی۔'' مندر میں جب بید مُلٹ میں نے اپنے سر پر رکھا تھا تو اس وقت بھی تم نے یہی الفاظ کیے تھے۔ اور اب کلیپنا کو بھی گولی وے رہے ہو ……نہیں کلیپنا! تم اس کی باتوں پر یقین نہ کرنا۔ بید مُلٹ تم پر بالکل اچھانہیں لگ رہا۔ لاؤ …… یہ مجھے دے دو!'' اور پھراس نے خود ہی وہ تاج کلیپنا کے سرے اُتار کراپنے سر پر سجالیا اور میری طرف دیکھتے ہوئے بولی۔'' میں کیسی لگ رہی ہوں مہابیر جی؟'' '' را جکماری۔'' میں نے کہا۔ اور پھروہ سب ہی قیقیے لگانے گئے۔

میرے خیال میں وہ خزانہ کروڑوں روپے مالیت کا تھا۔ بہت سے زیورات ایسے تھے جن کے ڈیزائن بہت قدیم تاریخی ور شقرار دیا جا سکتا کے ڈیزائن بہت قدیم تاریخی ور شقرار دیا جا سکتا تھا۔ سیتا نے ان میں سے کچھ چیزیں الگ کرلیں۔ اُن میں عام لاکٹ، چوڑیاں، کڑے اور انگوٹھیاں وغیرہ شامل تھیں۔ یہ ڈیزائن نہایت معمولی تبدیلیوں کے ساتھ آج بھی مروّح تھے اور اُنہیں بازار میں فروخت کرنے میں کوئی خطرہ نہیں تھا۔ جبکہ قدیم ڈیزائن کی کوئی چیز دیکھ کر سے کئی کوئی چیز دیکھ کر سے کھی کروٹ تھے کی کوئی چیز دیکھ کر سے کھی کروٹ تھے کرنے میں کوئی خطرہ نہیں تھا۔ جبکہ قدیم ڈیزائن کی کوئی چیز دیکھ کر سے کہ کے دوبارہ تھلے میں ڈال کی تھیں۔

ی توشبہ ہوستا ھا۔ ہاں پیریں یہ کے آب ہوئی ہوئے بولی۔''اس جگہ رہنا ہم ''اب صورتحال یہ ہے راجیو!'' سیتا اُس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔''اس جگہ رہنا ہم سب کے لئے مشکل ہور ہاہے۔ گرمی توہے ہی لیکن یانی کا بھی مسئلہ ہے۔ تمہیں کتنی دُور سے پانی لا نا بڑتا ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ ہم رہائش کے لئے کوئی اور بندوبست کرلیں۔'' ''راجیو نے کہا۔ ''دلیکن پیچگہ بہت محفوظ ہے سیتا دیوی!'' راجیو نے کہا۔

ین پیچند بہت وط ہے یہ بیاں کا بیان ہوں ۔ یہ بیان نے جواب دیا۔''تم یہ چار چوڑیاں اور '''مم کئی محفوظ جگہ کا ہی ہندو بست کریں گے۔'' بیتا نے جواب دیا۔''تم یہ چار چوڑیاں اور پیچنے ہے ہار لیے جا کر فروخت کردو! ہمارے پاس اس وقت پیپے نہیں ہیں۔ان چیزوں کے بیچنے ہے اچھی خاصی رقم مل جائے گی۔ ہم کرائے پر کوئی مکان لے کیل گے۔'' انہوں کا میدا جی اِ''راجو

انہاں میں جس کے پاس بھی یہ زیور بیچنے جاؤں گا وہ اس کی رسید مانگیں گے سیتنا جی!''راجیو نے کہا۔''اگر کسی کو مجھ پرشک ہو گیا تو کیٹڑلیس گے مجھے۔''

۔ ''راجیوٹھیک کہدرہا ہے۔۔۔۔'' میں نے کہا۔'' یٹھیک سے بات بھی نہیں کرسکتا۔اگرشبہوگیا تواہے پولیس کے حوالے کردیا جائے گا۔''

''تو کھر؟''سیتانے سوالیہ نگاہوں سے میری طرف دیکھا۔

''میں اورتم چلتے ہیں۔'' میں نے جواب دیا۔'' ظاہر ہے ہم ہمیشہ کے لئے اس چار دیوار ک میں بند ہو کرنہیں رہ سکتے ۔ اور ویسے بھی اب معاملات پچھ ٹھنڈے پڑ گئے ہیں..... وہ سراری

ی دبی -'' ''ای در این که کانت در مرکا ''ستا زگری کنی کرد. در می در می در می در در می این در در می در در در می در در

" ہاں …… رسک تولینا ہی پڑے گا۔" سیتا نے گہرا سائس لیتے ہوئے کہا۔ اور پھرائس روز شام کا اندھیرا پھیلنے کے بعد ہم بازار جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ کلپنا بھی ہمارے ساتھ تھی۔ بین نے شوبھا کے کپڑے بہن لئے تھے۔ گھا گھرا، چولی اور چزی۔ کلپنا نے بھی ایسا ہی لباس بہن رکھا تھا۔ اس کا ایک قائدہ یہ تھا کہ چزی سے گھوٹھٹ نکال کر چبرہ چھپایا جا سکتا تھا۔ میں نے بھی راجیو کالباس بہنا تھا۔ دھوتی، خاص تراش کا کرتہ اور سر پرست ریکے چزی جیسے کپڑے کی بل کھاتی ہوئی پگڑی۔ میری داڑھی اور مونچیس بے ترتب تھیں۔ ماتھے پرسیتا نے ٹیکا بھی لگا کی بل کھاتی ہوئی پگڑی۔ میری داڑھی اور مونچیس بے ترتب تھیں۔ ماتھے پرسیتا نے ٹیکا بھی لگا دیا تھا۔ میں اپنا بچاؤ کیا دیا تھا۔ میں نے اپنے لباس میں پستول بھی چھپالیا تھا تا کہ کسی ہنگا می صورتحال میں اپنا بچاؤ کیا

بہمیں بہت دُور تک پیدل چلنا پڑا تھا۔ آبادی میں جا کربھی ہم نے کوئی رکشہ وغیرہ نہیں لیا ادبیدل ہی چلتے ہوئے مین بازار میں آگئے۔ یہی شہر کا سب سے بڑا کاروباری اور تجارتی مرکز فاریبال ہرفتم کی دُکانیں تھیں۔ یوں تو مین روڈ پر بھی جو ہریوں کی بڑی بڑی دُکانیں تھیں۔ ایک طویل گلی پرمشتل صرافہ بازار بھی تھا۔

شہر میں بڑی رونق تھی۔ نہم بازار میں چلتے ہوئے صرافہ والی گلی میں گھس گئے اور جگمگاتی اول دُکا نوں کو دیکھتے ہوئے چلتے رہے اور بالآخر ایک دُکان میں داخل ہو گئے۔ یہاں دوسیار این تھے اورسیٹھ اپنی کری پر بیٹھا ہوا تھا۔ ایک سیلز مین دوعورتوں کو انگوٹھیاں دکھا رہا تھا۔ دوسرا بر مین فوراً ہی ہماری طرف متوجہ ہو گیا لیکن ہم اُس طرف بڑھ گئے جہاں سیٹھ بیٹھا تھا۔ وہ ہمیں دیکھتے ہی اُٹھ گیا اور دونوں ہاتھ جوڑ دیئے۔

'' فرمائے مہاراج ۔۔۔۔کیاسیوا کی جائے آپ کی؟''وہ باری باری ہم تینوں کی طرف دیکھتے ائے بولا۔

''ہم کچھ خریدنے نہیں آئے مہاراج!'' میں نے بھی ہاتھ جوڑتے ہوئے جواب دیا۔ انجوری ہمیں یہاں لےآئی ہے۔''

'' کچھ بیچنا چاہتے ہیں؟''سیٹھ بولا۔ میں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ میراانداز ایسا تھا جیسے نیمہت شرمندگی ہورہی ہو۔

"کوئی بات نہیں مہاراج! جیون میں اُو پُج نُج تو ہوتی رہتی ہے۔ بھی ایسہ سمہ بھی آتا ہے۔ ملیئے! آپ کیا چیز لائے ہیں؟''

میں نے سیتا کو آشارہ کیا۔ اُس نے اپنے لباس میں سے ایک پوٹلی نکال کر کاؤنٹر پر رکھ اسمیں نے وہ پوٹلی سیٹھ کی طرف سر کا دی۔ اُس نے پوٹلی کھولی اور ایک ایک چیز اُٹھا کر دیکھنے ماُس کی آنکھوں میں عجیب می چیک اُبھر آئی تھی۔ ''

''ان زیوروں کی رسید ہو گی آپ کے پاس مہاراج؟'' بالآخر اُس نے میری طرف د کیھتے

ہوئے پوچھا۔ ''تم ہم کا چور سمجھوسیٹھ؟'' مجھ سے پہلے سیتا بول اُٹھی۔'' یہ ہمار نانی کا جیور ہے جو ما تا ہی نے ہم کا بیاہ بردیا تھا۔اس کی رسید کون سنجال رکھت ہے؟ لینا ہے تو لو، نی تو واپس کر دویہ سب حدیں ہے کہ کیاں 'کان کی میں تا ہیں''

چزاں ہم کوئی اور دُکان دیکھت ہیں۔'' ''میرا یہ مطلب نہیں تھا دیوی جی! کہ بیزیور آپ نے کہیں سے چرائے ہیں۔''سیٹھ نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔''کوئی ہم سے پوچھ کہ یہ گہنے ہم نے کہاں سے خریدے ہیں تو ہمیں کچھ تو بتانا بڑے گانا۔''

ہمیں کچھ تو بتانا پڑے گانا۔'' ''ہم سب مجھت ہیں ۔۔۔۔'' سیتانے کہا۔''ہم انگوٹھالگاوت دیں گے ناکورے کا کج پر۔'' اس مرتبہ سیٹھ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ اُن زیوروں کوایک ایک کر کے کانٹے پر تولئے لگا۔ اس کے ساتھ ہی وہ کچھ حساب کتاب بھی کرتا جار ہاتھا۔ اور پھراُس نے جو قیمت بتائی وہ چوٹھائی ہے بھی کم تھی۔

''نہ بھایا۔۔۔۔'' سیتا بولی۔''اس سے دوگنا تو ہمارگاڑی کا مہاجن پنڈت دولت رام دیوت کوتیار ہے۔نہ جی ۔۔۔۔ہم نہ بچت ہیں۔''

'' باٹ یہ ہے دیوی کجی ''''' سیٹھ بولا۔'' یہ ڈیزائن بہت پرانے ہو گئے ہیں۔ میں نے تو ٹا نکے کی قیمت کائی ہے۔ہم انہیں گلا کرنے ڈیزائن تیار کریں گے تب ان کی کچھ قیمت وصول ہوگی۔''

۔'' ہمارسب تمجھت ہیں سیٹھ جی'' سیتا نے کہا۔'' ان کو دھوکرتم یہاں سجا دیو گے اپنے شو کیس ما..... ہمار گہنے ہم کا واپس کر دیو۔''

''تو پھر آپ کیا لیس گی دیوی جی؟''سیٹھ نے کہا۔ وہ اب زیادہ تک سیتا ہی سے مخاطب تھا۔ وہ شاید بچھ گیا تھا کہ میں تو محض اُلو کا پٹھا ہوں۔ جو بھی فیصلہ کرنا ہے اس دیوی جی نے ہی کرنا ہے۔ کلینا بھی میری طرح خاموش کھڑی شو کیسوں میں ہجے ہوئے جگمگاتے ہوئے زیورات کود کیور ہی تھی۔
زیورات کود کیور ہی تھی۔

سیتا نے میری طرف دیکھا، میرے کان میں کچھ کھسر پھسر کی۔ میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آ سکا تھا کہ اُس نے کیا کہا تھا۔ میں نے یونہی اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر سیتا کی طرف دیکھتے ہوئے جو قیمت بتائی وہ سیٹھ کی پیشکش ہے بھی دگئی تھی۔ لیکن بہر حال معاملہ آ دھی قیمت پر طے ہوگیا۔ بسیں ان زیورات کی اس سے زیادہ قیمت بھی مل سکتی تھی لیکن اُنہیں لے کر دُکان دُکان لئے بھر نا خطرے سے خالی نہیں تھا۔ کسی کو ہم پر شبہ بھی ہوسکتا تھا اس لئے پہلی دُکان پر ہی ہم نے قصہ فتم کردیا۔

سیٹھ نے ایک سادے کاغذ پر رسید لکھوا لی۔ اُس نے جب پتہ بوچھا تو سیتا نے بڑے ا اطمینان سے دُرگا کی حو ملی کا پیتہ کھوایا۔ ظاہر ہے وہ نمبر لکھوایا گیا تھا جومیوسیلٹی کی طرف سے اس

و لی کوالاٹ کیا گیا تھا اور محض نمبر پر کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ رسید پر دستی میں نے ہی پر یم چند کے نام سے کئے تھے اور نوٹ سیتا نے وصول کئے۔ چند نوٹ میری طرف بڑھا کر باقی نوٹ اُس نے اُس پوٹل میں باندھ لئے جس میں زیورات لائے گئے تھے اور وہ پوٹلی وہیں کمڑے کھڑے چولی کے گریبان میں ڈال لی۔

نودہ اُس کا چہرہ دیکھ کر ٹھٹک گیا تھا اور چندگر آئے جا کر رُک ٹیا تھا۔ میں نے بھی سرسری سے انداز میں اُس کی طرف دیکھا تھا اور نجانے کیوں جمھے اُس کا چہرہ کچھ جانا بچپانا سالگا تھا لیکن یاد نہیں آرہا تھا کہ اُسے کب اور کہاں دیکھا تھا؟ میرے ذہن میں ایک لمحہ کو یہ شبہ بھی اُ بھرا تھا کہ ٹایداُس تحض نے ہمیں زیورات فروخت کرتے اور رقم وصول کرتے دیکھ لیا ہواور وہ اس رقم کی چکر میں ہمارے پیچھے لگ گیا ہو۔ ہم دیہا تیوں کے جلیے میں تھے اور دیہا تیوں کو شہر میں آمانی سے بیوتوف بنایا جا سکتا تھا یا اُنہیں ڈرادھم کا کرلوٹا جا سکتا تھا۔ بہرحال میں نے کلپنا اور میا کہ نہیں۔ ا

وہ تخص تقریباً ہیں قدم کے فاصلے پر ہمارے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ اب مجھے یقین ہو گیا کہ وہ المارے ہی چکر میں ہے۔ ۔ ۔ میں ذہن پر ذور دے کریاد کرنے کی کوشش کرتا رہا کہ وہ کون ہے الدائے کہاں دیکھا تھا۔ ۔ آگے شہر کا وہ علاقہ شروع ہو الدائے کہاں دیکھا تھا۔ ۔ اس کا میں نہیں تھا، اور روشی کا انتظام بہاں جو لی نما بڑے بڑے مکان تھے۔ سر کوں پر زیادہ ٹریفک نہیں تھا، اور روشی کا انتظام بما سب نہیں تھا۔ اگر کی ایک تھے پر بلب جل رہا تھا تو آ گے کے تین چار کھ بوں کے بلب باتھا تو آ گے کے تین چار کھ بوں کے بلب باتھا تو آ گے کے تین چار کھ بیس ہے۔ بیٹ بیس ہے۔ بیٹ ہیں۔

''ایک آدمی کمارے تعاقب میں لگا ہوا ہے۔''سیتانے میرے ساتھ لگتے ہوئے سرگوشی کا۔''کیاالیی صورت میں سیدھا گھرکی طرف جانا ہمارے لئے مناسب ہوگا؟''

میں سیتا کی بات بن کر چو نکے بغیر نہیں رہ سکا۔ اس کا مطلب تھا کہ اُس نے بھی تعا قب کرنے والے کو بہت پہلے ہے دیکھ لیا تھا۔

''میں بھی اُسے دکی چکا ہوں۔'' میں نے جواب دیا۔''فی الحال تو اپنے راستے پر چلتی رہو۔ کل مناسب جگہ دکی کی کر اُس سے نمٹنے کی کوشش کی جائے گی۔''

ہم ایک گلی میں مُز گئے۔ میں ایک دم دیوار کی آڑ میں ہو گیا اور پیچیے مُو کر دیکھنے لگا۔ وہ

دراز قامت آدمی سفاری سوٹ پہنے ہوئے تھا۔ باریک موجیس اور فریج کث داڑھی، مرک بال بھی سلیقے ہے ہے ہوئے تھے۔ وہ اس وقت ایک تھمبے پر جلنے والے بلب کی روثنی میں تہ اس کئے اُس کا چبرہ بھی مجھے نظر آ گیا تھا۔ میں مُرد کر سیتا اور کلینا کے قریب بہتی گیا۔ وہ دونوں بڑے اطمینان سے امرود کھاتی ہوئی چل رہی تھیں۔ سیتا نے کلپنا کوتعا قب کے بارے میں کچر

) ہیں گا۔ اُس گلی ہے نکل کر ہم کھلی جگہ پرنکل آئے۔آگے ایک دوسرے سے فاصلے پر اِ کا وُ کا مکان تھے۔ کہیں کہیں ناریل اور تاڑ کے درخت بھی تھے اوراً نہی مکا نوں اور درختوں میں وہ راستہ بھی تھا جو راجیو کے مکان کی طرف چلا گیا تھا۔ ہم اُس راستے پر ابھی چند ہی گز آگے بڑھے تھے کہ وہ خص تیز تیز قدم اُٹھا تا ہوا ہمارے قریب آگیا۔ میں نے سیتا کو کہنی سے شہوکا دے کر اشارہ کیا اور ہم نے جان بوجھ کراپنی رفتارست کر دی۔

ے باں برید رہیں رہاں ہے۔ ''اےشریمان جیذرا رُک جاؤ!تم ہے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔'' اُس مخفس کی آوازی کر ہم رُک گئے۔ آ واز کے ساتھ ہی میرے د ماغ میں دھا کہ سا ہوا۔ میں نے بیٹھی بیٹھی اور بھاری آواز ہے اُس تخص کو بہجان لیا تھا۔ وہ گنگوتھا۔۔۔۔۔

میری بیدداستان پڑھنے واللے اُن دو بدمعاشوں کونہیں بھولے ہوں گے جنہوں نے ایک رات سیتا کے پتا جی کی حو ملی میں کھس کر کلپنا کو اغواء کرنے کی کوشش کی تھی اور میری اور سیتا کی بروقت مداخلت ہے ہم نے کلینا کو بچالیا تھا۔ ایک بدمعاش نے میرے سینے میں حنجر اُ تارنے کا کویش کی تھی۔ میں بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا تھا اور حنجر اُس بدمعاش کے دوسرے ساتھی کے بینے میں پیوست ہو گیا تھا اور قاتل کھڑ کی سے چھلا نگ لگا کر فرار ہو گیا تھا۔ اور اُک رات ہمیں وہ حویلی چھوڑنی پڑی تھی۔فرار ہونے والا وہ بدمعاش گنگوتھا جسے ہم بھی تلاش کرتے

رہے تھے اور پولیس بھی لیکن اُس کا سراغ نہیں ملاتھا۔ ہم دوسرے کاموں میں مصروف ہوگئ تھے اور گنگو کا خیال بھی ذبن سے نکل گیا تھا اور اب وہی گنگو ہمارے تعاقب میں تھا ۔۔۔۔ لباس بھی شخصیت کوئس طرح بدل دیتا ہے۔اگر بیا پنے اصل علیے میں ہوتا تو بازار میں بکل نظر دکھتے ہی میں اُسے بہجان لیتا لیکن اس شریفانہ لباس نے تو اُس کی شخصیت ہی بدل کررکھ دی تھی۔اور پھراُس نے گردن تک لمبے بال کٹواد ئے تھے۔ بڑی بڑی مو کچھیں پیسل ٹائپ ہم تبدیل ہوگئی تھیں اور ٹھوڑی پر فرنچ کٹ داڑھی نے بھی اُس کی شخصیت کو تبدیل کرنے میں بڑگا مد د دی تھی۔ وہ بدمعاش کی بجائے اب ایک شریف آ دمی ہی لگتا تھالیکن اُس کی آ واز نے ا^{س کا}

راز فاش کردیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ وہ بازار میں ہمیں دیکھ کرتھش شک کی بنا پر ہمارے پیچھے لگا تھا اور جب ا تفاق ہے کلینا کے سرے چزی اُتر گئی تھی تو اُس کا چیرہ دیکھے کر گنگو ہمارے تعاقب میں بہال تک چلا آیا تھا۔لباس اور حلیے ہے اُس کی شخصیت بدل کئی تھی تو کیا ہوا؟ اُس کی فطرت تو مہیں

مد لی تھی۔ اُس کی رگوں میں تو وہی گندا خونِ دوڑ رہا تھا۔

میں سیتا اور کلپنا ہے دو تین قدم ہٹ کر کھڑا ہو گیا تا کہ گنگواگر کوئی گڑ بر کرنے کی کوشش کرے تو ہم تیوں بیک وقت اُس کی ز دمیں نہ آسیں۔ وہ ہمارے قریب آ کر رُک گیا۔ اُس جگہ اندھیرا تھا۔ ہم اگر چہایک دوسرے کی شکل واضح طور پرنہیں دیکھ کئے تھے لیکن بہر حال ایک دوسرے کو جان چکے تھے ۔۔۔۔۔

ُ ' کیابات نے، 'میں نے کہا۔' ' تم کون ہواور کیا یو چھنا چاہتے ہو؟''

"میں تم سے ایک سودا کرنے آیا ہوں شریمان جی!" اُس نے کہا۔" میں اگر جا ہتا تو تم لوگوں کو بازار ہی میں کسی جگہ روک سکتا تھا۔لیکن میں کوئی ہٹگا منہیں کرنا جا ہتا اس لئے تمہارے بيھيے يہال تک چلا آيا ہوں۔''

''جرت ہے۔۔۔۔'' میں نے کہا۔'' ہماری کوئی جان بہچان نہیں اور تم''

"میں تم لوگوں کو بہوان گیا ہوں" اُس نے میری بات کاٹ دی۔" تم وہی ہو جومہارانا دھرمیش سنگھ کی حویلی میں چھیے ہوئے تھے۔ میں اس لونڈیا کو اُٹھانے گیا تھالیکن گڑ ہڑ ہو گئی۔میرا ساتھی میرے ہی ہاتھوں مارا گیا اور مجھے وہاں سے بھا گنا پڑا.....میں پولیس سے بیخے کے لئے اجمیر کی طرف بھا گ گیا تھا۔ چندروز پہلے ہی والیس آیا ہوں۔ پولیس کواب بھی میری تلاش ہے لكن پوليس اب تك ِميرا سراغ نهيں لگاسكى _''

'کیا جاہے ہوگنگو؟''میں نے اُسے نام سے خاطب کرتے ہوئے کہا۔

" " توتم نے مجھے پہچان لیا۔ " گنگو بولا۔

" میں نے تمہیں اُسی وقت دیکھ لیا تھا جب امرود والے خوانچے کے قریب تم نے ہمارا تعاقب شروع کیا تھا۔ اور جبتم نے یہاں ہمیں رُکنے کو کہا تھا تو میں نے آواز سے مہیں پیجان لیا تھا۔ کیا جائے ہوتم ؟''

"چندروز پہلے مجھے پتہ چلاتھا کہ یہ دوسری لونڈیا مہارانا دھرمیش سکھے کی بیٹی ہے۔ اورتم وہ تقمیری مجاہد ہو جسے'' را'' اور یہاں کی پولیس تلاش کر رہی ہے۔میری طرح تم لوگ بھی اب تک پولیس کو دھوکہ دینے میں کامیاب رہے ہو۔ اگر اس لونڈیا کے سرے چزی نہ بتتی تو شاید می بھی اجنبیوں کی طرح تمہارے قریب نے گز رجا تا لیکن اس کی صورت دیکھ کر میں ٹھٹک گیا ادرابِ میں اس پوزیش میں ہوں کہتم ہے کوئی سودا کرسکوں ۔''

گنگو سے جب پہل مرتبہ آ منا سامنا ہوا تھا تو وہ خالص را جستھانی کہیجے میں بات کرر ہا تھا۔ مین اب وه برزی صاف اُرد د بول ریا تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ اُس کی اصلیت کچھاورتھی۔

''تم رِد هے لکھے لگتے ہولیکن.....''

''میں نے جے بور یو نیورٹی ہے گر بجویش کیا تھا۔'' گنگونے میری بات کاٹ دی۔''لیکن مگار نہیں بناؤں گا کہ اتناعلم حاصل کرنے کے بعد بھی میں اندھیرے میں کیوں بھٹک گیا تھا؟

اس وقت میں تم ہے ایک بات کرنا جا ہتا ہوں۔ بیلونڈیا میرے حوالے کر دو! میں سب پچھ ٹیوا چاؤں گا۔ مجھے یا دہھی نہیں رہے گا کہتم لوگ کون ہواور ویسے بھی اس لونڈیا ہے تمہارا کوئی

تعلق تو ہے نہیں۔اس ہے کہویہ خاموثی ہے میرے ساتھ چل چلے۔'' اُس نے بات ختم کرتے

ہی جیب سے حیا قو نکال لیا کلینا خوفز دہ ہوکر سیتیا کے ساتھ جڑ کر کھڑی ہوگئی تھی۔ سیتا بھی دوقدم پیچھے ہٹ گئی تھی۔ ''تم نے بہت بڑی علطی کی ہے گنگو!''میں نے کہا۔''اگرتم ہمارے بارے میں ایک باتوں کا انکشاف نہ کرتے تو شاید میں تمہیں یہاں سے زندہ جانے کا موقع وے دیتا۔ کیکن اب تو سوال ہی پیدانہیں ہوتا۔'' ''بہت سور ما ہو.....'' گنگوغرایا۔'' اُس رات میں کسی وجہ سے بھاگ گیا تھا۔ میرا ساتھی

میرے ہی ہاتھوں مارا گیا تھا۔لیکن آج یہاں کھلا میدان ہے۔ میں ہوںتم ہواور پہلونڈیا ہے۔ویسے میں ایک بار پھرتمہیں میہ فردے رہا ہوں کداہے میرے حوالے کر دواورا بی سیتا کو لے کر چلے جاؤ! ہم دونوں ایک دوسرے کو بھول جائیں گے۔''

''اس بات کوذ بن سے نکال دو کہ میں اس لونڈیا کوتمہار ہے حوالے کر دُول گا۔'' میں نے کہا۔ '' تو پھر تیار ہو جاؤ!'' گنگوغرایا۔'' میسمجھ لو کہ آج اس لونڈیا کے لئے سوئمبر ہوگا۔ جو جیت گیا وہ اس لونڈیا کو لیے جائے گا اور دوسرایہاں خاک وخون میں لوثنا رہ جائے گا۔''

میرے دونوں ہاتھوں میں شاپنگ بیگز تھے جنہیں میں نے نیچے پھینک دیا۔میرے لہاں میں اگر چہ پستول موجود تھا اور میں چاہتا تو ایک ہی گولی ہے اُس کی گھویڑی میں سوراخ کرسکنا تھا۔لیکن میں پستول استعال نہیں کرنا چاہتا تھا۔ فائر کی آ واز سناٹے میں ڈور تک پھیل جاتی ادر ویے بھی میں گنگوکو دو دو ہاتھ کرنے کا موقع دینا جا ہتا تھا۔

کنگو چاقو والا ہاتھ بلند کر کے دھاڑتا ہوا مجھ پرحملہ آور ہوا۔ میں نے اپنی جگہ ہے حرکت کرنے کی بجائے اُس کا وار روکا، اُس کی کلائی دونوں ہاتھوں میں تھام کر نیچے جھکتے ہوئے اُپ زوردار جھٹکا دیا وہ منہ کے بل آ گے کو جھکا میں نے اُس کی کا اِکی چھوڑ دی اور بری تجرف ے سیدھا ہوتے ہوئے اُس کے کو لہجے پر لات رسید کر دی۔ وہ منہ کے بل نیچے گر پڑا۔ اُس کے منہ سے کراہ نکل گئی۔لیکن وہ حیرت انگیز پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اُٹھ گیا اور آپ ہ بھی زیادہ پھرتی ہے دوبارہ حملہ کر دیااس مرتبہ میں نے اُس کے وارکو ہاتھ ہے روکنے ک کوشش نہیں کی۔اُس کا ہاتھ جیسے ہی نیچے آیا میں نے پیر سے زور دار ٹھوکر رسید کر دی۔ حیا قو کنگو کے ہاتھوں سے نکل کرِ دُور جا گرا۔ اُس نے سنجلنے کی کوشش کی تو میں نے ایک اور ٹھوکر لگا دئی۔

پیٹھوکر اُس کے گھٹے پر کئی اور وہ بلبلاتا ہوا ایک ٹا نگ پر ناچ کررہ گیا۔ ۔ گنگو کو سنجھلنے کا موقع دینا خطرناکِ تھا۔میری اگلی ٹھوکر پر وہ پنیچ گر چکا تھا کیکن میں ج ورپے اُس پڑھوکریں ہی برسا تار ہا۔لیکن ایک مرتبہ اُس کا بھی داؤ چل گیا۔ اُس نے میرا ہے ج

سر زور دار جھٹکا دیا۔ میں لڑ کھڑا تا ہوا پشت کے بل گرالیکن میں نے اُٹھنے میں دیز نہیں لگائی تھی۔ گنگوبھی اُٹھ کرمقابلے کے لئے تیار ہو چکا تھا۔

سيتا ادر كلينا ايك طرف كفرى تفين _ سيتا تو خاموش تقى البية كلينا چيخ چيخ كرميرا حوصله بزها

ری هی-گنگونے اُنچل کرحملہ کیا تو میں اپنے آپ کو بچا گیا۔ وہ دوسری مرتبہ سنجل کر پھر میری طرف لیکا۔اس مرتبہ وہ میرے پیٹ پرسرے عمر مارنا جا ہتا تھا۔ میں پھرتی ہے ایک طرف ہٹ مماادراس کے ساتھ ہی اُس کی گردن پرز وردار گھونسہ رسید کر دیا۔ وہ کراہتا ہوا منہ کے بل گرا تو میں نے ایک بار پھرائس پر تھوکروں کی بارش کر دی۔ گنگو جھے سے زیادہ قد آ وراور زیادہ طاقتورتھا اور میں اس حقیقت ہے انچھی طرح واقف تھا کہ اگر میں اُس کی گرفت میں آگیا تو وہ میری مڈیوں کا سرمہ بنا دے گا۔اس لئے میں اُسے سنجھلنے کا موقع ہی نہیں دینا جا ہتا تھا۔لیکن میں زیادہ درِتک این اس کوشش میں کامیاب نہیں رہ سکا۔ ایک اپیاموقع آیا کہ گنگو مجھ سے لیٹ گیا۔

گنگو کا انداز ایباتھا جیسے بڑی مدت کے بعد اپنے کسی بچھڑ ہے ہوئے دوست سے بغل گیر ہور ہا ہو۔ وہ مجھے دونوں بانہوں کے حصار میں لے کر سینے سے بھینچ رہا تھا۔ اُس کی بانہوں کا فکنجه گزرنے والے ہرلحہ کے ساتھ سخت سے سخت تر ہوتا جار ہاتھا.....میرا سائس گھٹنے لگا۔ میں ایے آپ کو چیڑانے کی کوشش کرتا رہا مگر کامیاب نہیں ہوسکا۔میرے یاؤں خود بخو د زمین ہے اُٹھتے چکے گئے۔ میری حالت غیر ہوتی چلی گئی چند سینڈ اور گزرتے تو میں بے جان ہو کر أى كى بانہوں میں جھول جاتا ليكن مجھے ايك موقع مل گيا۔ میں اپنا ايك ہاتھ آ كے لانے مِن کامیاب ہو گیا۔

میرے ذہن میں صرف ایک ہی خیال اُمھرا تھا۔اب یا بھی نہیں میں نے ہتھیلی پھیلا کر اُس کی ناک برضرب لگائی ۔ کوئی خاطرخواہ نتیجہ برآ مرتبیں ہوا۔ البتہ دوسری ضرب سے وہ اپنی مگہ سے ہل گیا میں نے اُس کی ناک پرایک اور ضرب لگائی اور پھر میرا ہاتھ مسلسل حرکت کرتار ہا۔ سینے میں دم گھننے کے باوجو ڈ مجھے یوں لگتا تھا جیسے میری ساری قوت میرے اُس ہاتھ من من آئی ہو۔ میں تھیل سے بے در ہے اُس کی ناک پر ضربیں لگا تار ہا گنگو کی ناک سے نُن بنے لگا تھا۔ اُس کی بانہوں کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ میں نے ایک زوردار جھڑکا دے کراییے أب كوأس كى كرفت سے چھڑايا اور سينه سهلاتي ہوئے گهرے گهرے سائس لينے لگا۔ كَنْلُو بھي نُبُرا ہو گیا تھا اُس کی ناک سے خون کی دھار بہہ نگلی تھی۔

اپی کیفیت پر قابویاتے ہی میں نے گنگو پرحملہ کر دیامیری تھوکر اُس کے پیٹ پر گئی۔ وہ ملاتا ہوا منہ کے بل زمین پر گرا اور پھر دوسرے ہی کمیح وہ ایک جھٹکے سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ال کے ہاتھ میں حاقو تھا۔۔۔۔وہ زمین پر گرا تھا تو ا تفاق سے حیاقو اُس کے ہاتھ میں آگیا تھا۔ گُنگوار نا بھینیے کی طرح ڈ کرا تا ہوا مجھ پر حملہ آ در ہوا میں نے بیچنے کی کوشش کی تو میرا

پیرر پٹ گیا اور میں سنیھلنے کی کوشش میں لڑ کھڑا کررہ گیا اور چاقو کی نوک میری بائیں آسٹین کو ہے کر بازو کی کھال پر چرکہ لگاتے ہوئے گزرگی۔ میں لڑ کھڑا کر پشت کے بل کر گیا ۔۔۔۔۔گئاوی دھاڑتے ہوئے چھلانگ لگا دی۔ میں پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ایک لمحہ کی بھی تاخ_{یر ہو} جاتی تو جاقو میرے سینے میں پیوست ہوتا۔

ب کنگو پے در پے حملے کرتا رہا اور میں بچتا رہا۔ اور بالآخر میں نے اُس کے تھوبڑے ہے زور دار تھوکر رسید کر دی وہ چیخا ہوا چیچے اُلٹ گیا۔ لیکن دوسر نے بی لیمے منجعل کر پھر تملا اُور ہوا مگر اس مرتبہ اُسے میرے قریب پہنچنے کا موقع نہیں مل سکا۔ سیتا نے بیٹ تیزی ہے آگے برو کر اُس کی ٹانگ میں ٹانگ پھنسا دی تھی اور کلینا بھی حرکت میں آگئی تھی۔ اُس نے ایک برا را پھر دونوں ہاتھوں میں اُٹھا کر دے مارا۔ گنگولوٹ لگا کر ایک طرف ہٹ گیا تھا۔ اگر میہ پھر اُس کے سریرلگ جا تا تو بھیجہ با ہر نکل آتا۔

میں نے بھی اُٹھ کر گُنگوکھوکروں پرر کھالیاایک مرتبہ گنگوکواُٹھنے کا موقع مل گیایرا خیال تھا کہ وہ مجھ پر یا کلینا اور سیتا میں ہے کی پر حملہ کرے گا۔ لیکن دوسرے ہی الحدائی نے خیال تھا کہ وہ مجھ پر یا کلینا اور سیتا میں جو نک گیاگنگوکا زندہ نج نکلنا جارے لئے موت کا سندیسہ ن سکتا تھا۔ میں نے اپنے لباس میں چھپا ہوا پہول نکال لیا اور گنگو کے پیچھے دوڑ لگا دی۔اب پہتول کا استعمال ناگز بر ہوگیا تھا۔ گنگو مجھ سے تقریباً ہیں قدم آ کے تھا۔ میں نے فائر کردیا گولی گنگوکی پشت پر گی ۔ وہ چنجتا ہوالؤ کھڑا کر گرا میں دوڑتا ہوا اُس کے قریب بنج گیا۔ وہ اُٹھنے کی کوشش کر رہا تھا تو میں نے اُس کی کھو پڑی پر زوردار ٹھوکر جما دی۔ وہ پھر پشت کے نا گرگیا۔ میں نے اُس کے سینے پر بیرر کھ دیا۔

''تم سونمبر کی بازی ہار گئے گنگو!'' میں نے کہا۔''تم نے کہاتھا کہ جو جیت جائے گا وہ لوٹر! کو لے جائے گا اور جو ہار جائے گا وہ خاک وخون میں لوث جائے گا۔اور اب تم خاک وخون میں لوشخ کے لئے تیار ہو جاؤ۔۔۔۔!''

۔ '' مجھے معاف کر دو۔۔۔۔'' گنگو گڑ گڑ ایا۔''میں بہادروں کی قدر کرتا ہوں۔۔۔۔تم واقعی بڑے سور ماہو۔ مجھے شاکر دو!تم جو کہو گے میں کرنے کو تیار ہوں۔''

'' ''تہہیں زندہ چھوڑ کر'ہم اپنے آپ کوموت کے حوالے نہیں کرنا چاہتے۔'' میں نے گئے۔' ہوئے پستول کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کراُس کے چہرے کی طرف تان لیا ۔۔۔۔۔ گنگو پچھ کہنا چاہنا تھالیکن میں نے ٹرائیگر دبادیا۔ گولی اُس کی پیشانی پرلگی اورخون کا فوارہ چھوٹ پڑا۔ میں اُ جھل کر دُورہٹ گیا۔ گنگوز مین پر اس طرح لوٹ رہا تھا جسے بکرے کو گلے پرچھری چلا کرچھوڑ دیا ^با

ہو۔ میں گنگو کو تڑیتے ہوئے د کیے رہا تھا۔ اور پھر اچا تک ہی وہ آ واز س کر چونک گیا ۔۔۔۔ وہ کا گاڑی کے انجن کی آ واز تھی۔ میں دوڑ کر سیتا اور کلپنا کے قریب پہنچ گیا۔ زمین پر پڑے ہو^گ

ٹا پنگ بیگز اُٹھائے اور اُن دونوں کے ساتھ ایک طرف دوڑنے لگا.....گاڑی کی آواز قریب آنی جار بی تھی۔ایک موقع پر مکانوں کی طرف سے اُس کے ہیڈ لیمپس کی روثنی بھی چیکتی ہوئی نظرآئی تھی۔

میں نے کلینا کا ہاتھ پکڑلیا اور تاڑ کے درختوں میں دوڑتا چلا گیا۔ سیتا بھی ہمارے پیچیے دوڑی آ رہی تھی۔ میں نے ایک مرتبہ پیچیے مُو کر دیکھا۔ اب اُس گاڑی کے ہیڑلیمیس کی روشنیاں نظر آ رہی تھیں۔ وہ گاڑی اُس طرف آ رہی تھی جہاں گنگو کی لاش پڑی تھی۔۔۔۔اور پھروہ گاڑی رُک گئی۔

مم منول تار ك منجان درخوں ميں گھتے چلے گئے!

000

ہ الے کر دیا اور کھاٹ پر بیٹھ کر گہرے گہرے سانس لینے گی۔ ایک کیراسین لیپ چو لہے والے ہے۔ نئے سے قریب رکھا ہوا تھا اور دوسرا کمرے میں تھا۔ باہر والے لیمپ کی روشی کلینا کے چہرے پر ر ہی تھی اور اُس کے چیرے پرخوف کے تاثر ات بھی نظر آ رہے نتھے۔ '''راجیونے پوچھا۔ '''راجیونے پوچھا۔

"ایک پرانے پالی سے آمنا سامنا ہو گیا تھا۔" میں نے جواب دیا اور پھر میں أسے أس اند کے بارے میں بتانے لگا۔

> '' بیتو بہت برا ہوا مہابیر جی!''راجیو کے لہجے میں تشویش تھی۔ "د ہمیں بہر حال محاطر منابر ے گا۔" میں نے جواب دیا۔

سیتا کمرے سے نکل کر شوبھا کے پاس بیٹھ گئی تھی۔اور پھر تقریباً آ دھے گھنٹے بعدوہ اور شوبھا میں بلیٹوں میں حاول نکال کر دینے لکیں۔ ہندوستان کے عام باشندوں کی خوراک وال إلى بى تھى -غريب طبق ميں تو زيادہ تر دال جاول بى كھائے جاتے تھے كہ پيك جرنے كے کئے سب سے ستی خوراک یمی تھی۔

ہم ابھی کھانا کھارے تھے کہ باہر کا درواز و دھڑ دھڑ ایا جانے لگا بیتا، شو بھا اور کلینا ایک اداکی پرتیشی موئی تھیں۔ میں اور راجیو دوسری کھاٹ پر تھے۔ راجیو نے صرف دھوتی باندھ اُٹھی۔ اُس نے قریب پڑی ہوئی میلی عادر اُٹھا کر کندھے پر ڈال لی اور اُٹھ کر دروازے کی ن چل دیا اوراس دوران درواز ه دوسری مرتبه کهنگهثایا گیا تھا.....

"کون ہے بھایا.....آ رہاہوں۔ ہری رام..... ہری اوم.....[،]

میں مختاط ہو کر بیٹھ گیا پہتول نکال کر جا واوں کی پلیٹ کے ساتھ رکھ لیا۔ اور میں نے بیہ لمُركياتها كدا گركوني گزيز ہوئي تو پستول استعال كرنے ميں دريغ نہيں كروں گا_

''نمسکار تھانیدار جی خیریت ،کوئی چور بھاگ گیا کیا؟''راجیو کی آواز سانی دی_

''چور مہیں پنڈت جی! ہمیں ایک ہتیار ہے کی تلاش ہے۔'' دوسری آواز سائی دی۔وہ غالبًا للوليس والاتفاجيراجيونے تفانيدار كها تفايه 'ايك كھنٹه پہلے يہاں ے آ كے ايك آ دمي كو الرويا كيا ہے۔ قاتل شايداب بھي اس علائي ميں ہے۔ ہميں أس كى تلاش ہے۔ آپ نے

''مہیں مہاراج!'' راجیونے جواب دیا۔''میرے تو مہمان آئے ہوئے ہیں۔ بھوجن کر

"سلربيه پنڈت جی! برآپ کے میمهمان کون ہیں؟''وہی آ واز سائی دی۔

وہ و ملے وہ بیٹے بھوجن کررہے ہیں۔ ' راجیو نے دروازے کا بوری کا پردہ بوری المُقْهِ ميري پَنَيْ بيني ہوئي ہے۔ شو بھانام ہے اُس کا، دال بھات بہت اکبھی بنائی ہے۔ آپ

ورخوں اور کیجے مکانوں میں ہوتے ہوئے ہم وہاں سے بہت ڈور نکل آئے۔مسلم روڑتے رہنے سے کلینا ہانپنے لگی تھی۔ سیتا کی حالت بھی کچھا چھی نہیں تھی۔ اُن کی وجہ سے مجھے رک جانا پڑا۔ میں جانتا تھا ہم خطرے ہے با برنہیں ہوئے تھے۔ مجھے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ اُس گاڑی میں کون لوگ تھے۔ پولیس کی گاڑی وہ بہرحال نہیں تھی کیکن وہ جو کوئی بھی تھےاگر اُنہوں نے لاش دیکھنے کے بعد گاڑی ہےاُتر کر ہمارا پیچھاشروع کر دیا تو وہ ہمارے گھر تک بھی

دومن بعدمیں پھر اُسپیں ساتھ لے کرتیز تیز چلنے لگا۔ کلینا کا ہاتھ میں نے اب بھی پکز رکھا تھا۔ ہم اُس کیچے مکان کی چپلی طرف ہے ًنز رہے جہاں پہنے روز دوعورتوں نے جمیں دکچے کر یرِنام کیا تھا۔ اُس وقت رات کے دس بجنے والے تھے۔ یہاں بحل بھی نہیں تھی اوراس وقت کُ ئے مکان کے باہرموجود ہونے کا امکان بھی نہیں تھا جو جمیں دکیجے لیتا لیکن میں احتیاط کا دائن ماتھ ہے ہیں جھوڑ نا جا ہتا تھا۔

در نتوں کے جینڈ ہے نکلنے کے تقریباً پانچ منٹ بعد ہم اپنے مکان پر پہنچ گئے۔ دروازے یر با ہر کی طرف بوری کا بردہ پڑا ہوا تھا اورا ندر ئین کی حیا در کا درواز ہ تھا جو دن میں عام طور پر کلا ر ہتا تھا مگر رات کو بند کر دیا جاتا تھا۔اس وقت وہ درواز ہ کھلا ہوا تھا۔ سیتنا اور کلینا کے اندر داخل ہونے کے بعد میں نے وہ درواز ہجی بند کر دیا اور اُس میں لو ہے کا کنڈ ایجنسیا دیا۔

راجیواور شوبھا آنگن ہی میں تھے۔شوبھا چو لہے کے یاس بیٹھی ہوئی تھی۔ بیلی میں ثابہ عاول چڑھے ہوئے تھے۔ جاولوں کی خوشبو فضا میں پھیلی ہوئی تھی۔راجیو جاریائی پر میھا بی^ن کے کش لگار ہاتھا۔

''بہت در کر دی تم لوگوں نے ہم تو پریثان ہورہے تھے'' راجیو نے ہمیں دکھتے گی مثنیہ آ دن نہیں دیکھااس طرف''' ریمہ

''بازار میں دیر ہوگئ.....اور پھر راتے میں ایک سمیّا میں اُلھے گئے تھے۔'' میں نے اُسِ '' اُنٹی اس وقت۔ آپ تھی پدھار نے اِکوئی جل یان.....'' کے قریب کھاٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا اور دونوں ٹاپنگ بیگز سینا کے حوالے کر دیئے جنہیں ^{لگر}

شو بھا چو لہے کے سامنے سے اُٹھ کر جلدی سے دوسری جار پائی اُٹھالائی اور پہلی عار ب^{ال} کے قریب بچھا دی۔ کلینا کے ہاتھ میں اب بھی امرودوں والاتصیلا تھا۔ اُس نے وہ تھیلا شو بھا کے ر بی نے یہ بات خاص طور سے نویٹ کی تھی کہ شہر کی تمام اہم سر کوں پر چیکینگ ہور ہی تھی۔

ولیس کوایک مرد اور ایک عورت کی تلاش تھی۔ایسے جوڑوں کوروک کِراُن سے یو چھے گچھے کی

ار بوں کوروک کر پوچھ کچھ کی جار ہی تھی۔ بعض گاڑیوں کی تلاثی بھی کی جار ہی تھی۔

''و چنے بادیندت جی!'' پولیس والے نے پھراُس کی بات کاٹ دی۔'' ویسے آپ لوگ

" آپ فکرنه کرومهاراج!" راجیونے جواب دیا۔" جمیس مل گیا تو اُسے رسیول سے باندھ کرآپ کواطلاع دے دیں گے۔ جی اچھا جے رام جی گی۔''

را جیو درواز ہیند کر کے اندرآ گیا اور میرے سامنے بیٹھ کر دوبار ہپلیٹ میں ہاتھ ڈال دیا۔ ''وپولیس کوائس فل کی اطلاع ہو چکی ہے اور اُن کا خیال ہے کہ قاتل ابھی تک ای علاقے میں موجود ہے۔''وہ نوالہ منہ میں ڈالنے سے پہلے میری طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

''وہ غلط نہیں کہتا۔'' میں نے مسکا کر جواب دیا۔''ہم تو ابھی تک واقعی پہیں موجود ہیں۔'' ''احق کہیں کے'' سیتا ہاری طرف و کیھتے ہوئے بولی۔'' بیتو قاتل کواس طرح تلاش

کررہے ہیں جیسے وہ اُن کے انتظار میں بیٹےا ہو۔'' کھانے کے بعد بھی ہم آئن میں بیٹے رہے۔ یہاں مچھر بڑے ظالم قتم کے تھے۔ بری بے رحی سے ہمارا خون چوس رہے تھے اور ہم اُن کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے۔کلینا کی طرف سے اب میری پریشانی کچھ کم ہوگئ تھی۔ أین بہجانے والول میں ایک کے سواسب مارے جا میکے تھے۔ رام چند دھو بی اور اُس کا ایک ساتھی کی روز پہلے ہی میرے اور کلینا کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔ کَنگوآج اپنے انجام کو بہنچ گیا تھا۔ اب صرنِ وہ بوڑھا ٹھا کررہ گیا تھا جواس سارے نساد کی اصل جڑ تھا۔ اور میرا خیال ہے کہ جب وہ کنگو کے بارے میں سے گا تو سامنے آنے کی ہمت نہیں کرے گا۔اس کا مطلب یہ بھی تھا کہ کلینا کواب منیہ چھپانے کی ضرورت کہیں رہی تھی۔ جهارا اس مکان میں رہنا مشکل ہور ہاتھا۔ یہ الگ بات تھی کہ ابھی تک کسی کوشبہ نہیں ہوا تھا۔ لیکن شبہ ہو جانے کی صورت میں یہ مکان محفوظ نہ ہوتا۔ اُسے چار آ دمی بھی اگر جاروں طرف ے کھیر لیتے تو ہمارے فرار کا کوئی راستہ ندر ہتا۔ ہم آسانی سے مارے جا کتے تھے۔ ہمارے یاس اتنی رقم آ چکی تھی کہ ہم پچھ عرصہ کے لئے کرائے کا کوئی مکان لے سکتے تھے۔ صبح راجیواور شو بھا مکان کی تلاش میں نکل کھڑ ہے ہوئے ۔کلپنا بھی اُن کے ساتھ چلی گئ تھی۔ میں اور سیتنا اُس مکان میں اسکیلے رہ گئے۔ میں آئٹن میں درختوں کے پنچے کھاٹ پر لیٹا

صورتحال پرغور کرتا رہا۔لودروا والے کیمپ کو ہم تباہ کر چکے تھے۔اسرائیلی ایجنٹ واپس جا چکے تھے۔ کیمیے اس طرح تباہ ہوا تھا کہ اُسے دوبارہ قابل عمل بنانے کے لئے کئی مہینے درکار تھے۔ اس طرح وفتی طور پر بھارتی حکمرانوں کا بیمنصوبہالتوامیں پڑ گیا تھا۔ دہشت گردوں کوتر بیت دینے کا ایک کیمپ جیسلمیر چھاؤنی میں بھی تھالیکن وہاں ہمارا داخلہ ممکن مہیں تھا۔ سیتا فورا ہی بیجان لی جاتی۔ اور ویسے ہمارا یہ خیال بھی غلط تھا کہ ہماری تلاش کی

سر کر میاں ماند پڑئی تھیں _لودروا کیمپ کی تباہی کے بعد ہم پہلی مرتبہ گزشتہ رات باہر نکلے تھے

مختاط رہنے! وہ ہتیاراا بھی اس علاقے میں موجود ہے۔''

ماری تھی۔ میں اور سیتا یا میں اور کلینا ا کیلے ہوتے تو یقیناً ہمیں بھی کہیں نہ کہیں رو کا جاتا لیکن و چنکہ تین تھے، ایک مرد اور دوغورتیں، اس لئے ہم بچے رہے تھے۔لیکِن جس طرح چیکنگ ہو ، کاتھی اُس کے پیش نظر میں جانتا تھا کہ ہم زیادہ عرصہ تک چھپے نہیں رہ سکیں گے۔اور ظاہر ہے

ہم گھر میں بھی بند ہو کرنہیں رہ سکتے تھے۔ بیتا کے پاس بھی کرنے کوکوئی کا منہیں تھا۔ وہ بھی میرے قریب دوسری کھاٹ پر لیٹ گئی۔ اوں ہی باتوں میں دُرگا کا ذکر بھی آگیا۔ دُرگا کے نام پرسیتا کے چہرے پر اُدای چھا گئی۔

ورمیں اُس شخص کو زندہ نہیں چھوڑوں گی جس نے دُرگا پر تشدد کیا تھا۔'' سیتا نے دانت <u> ککھاتے ہوئے کہا۔</u>

' وہ تو پولیس کی تحویل میں تھی۔' میں نے کہا۔'' اور جب کوئی ملزم پولیس کی تحویل میں ہوتا بوق آنے جانے والا ہر پولیس اہلکار حسب تو فیق ملزم کو ایک دو ہاتھ ضرور لگا دیتا ہے۔ ہمیں لَمْ بِية جِلْحُ كُا كِدُرُ رَكَا يِرتشد دَكس نِه كيا تها؟''

''میں اُن پولیس اہلکاروں کی بات نہیں کر رہی۔'' سیتا بولی۔'' بیکوئی معمولی چوری یا دھوکہ فا كاكيس نہيں تھا كە دُرگا كو تھانے ميں اس طرح ركھا گِيا ہوگا كہ ہر آنے جانے والا ايك آ دھ المُولاً دیتا۔ یہ بہت حساس ادراہم معاملہ تھا۔ دُرگا کوتو کسی ایسے جلاد قتم کے پولیس ہ فیسر کے الے کیا گیا ہوگا جس کواپنے آپ پر بہت گھمنڈ ہو۔اور میں اُس کا پیۃ چلالوں گی۔'' "میرابھی دل جا ہتا ہے کہ میں دُرگا کے قاتل کا گلا گھونٹ دُوںلیکن یہ نیا پنگا لے کر کیا الني لئے نئ مشكلات بيدائيس كرليس كي؟ "ميس نے كہا_

'نمیا دُرگا کی ہتیا ایسی بات ہے کہ اُسے فراموش کر دیا جائے؟'' سیتا نے چیسی ہوئی نظروں *ایم*ری طرف دیکھا۔

"بالكل نهيں، ميں نے جواب ديا۔

تو پھرتمہیں قاتل کو انجام تک پہنچانے میں میرا ساتھے دینا ہوگا۔'' سیتا نے کہا۔'' وہ کون الركبال ہے؟ بيتم مجھ يرچھوڑ دو! ميں أسے تلاش كرلوں كى _''

'میں تمہارا ساتھ دُوں گا۔'' میں نے جواب دیا۔'' دُرگانے ہمارے لئے اپنی جان دے وو چاہتی تو پولیس کو بتا دیتی کہ ہم کہاں ہیںکین اُس نے اپنا جیون تو دان کِر دیا پر ہم الم المين آنے دى ميں اتنا احسان فراموش بھى نہيں ہوں كەاس طرف ہے آئيميں بند

الممک ہے ۔۔۔۔ "سیتانے میری طرف ہاتھ بڑھادیا۔" تو یہ دعدہ رہا کہ ہم وُرگا کے مل کا

انقام لئے بغیراس شہر نے نہیں جائیں گے۔'' ''وعدہ رہا۔۔۔۔'' میں نے اُس کا ہاتھ کیڑلیا۔

ہمارے کئے کھانے پینے کی ٹیچھ چیزیں بھی کے کرآئے تھے۔ میں اور سیتنا صبح سے بھو کے بیٹھے ہوئے تھے، ہم نے فورا ہی اُن چیزوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔

راجیونے دھوئی پاڑے میں ایک مکان کرائے پر حاصل کرلیا تھا اور اگلے ہی روز ہم اُس مکان میں متقل ہو گئےدھوئی پاڑہ اگر چہ گنجان آبادی کا علاقہ تھالیکن وہ مکان میری منشا کے عین مطابق تھا۔ پرانی طرز کا یہ مکان چار کمروں پر شتمل تھا اور وسیع پختہ صحن تھا جس میں مختلف فاصلوں پر چار درخت گئے ہوئے تھے۔ تین درخت ناریل کے تھے اور ایک نیم کا قد آور اور سایہ دار درخت ۔ اُن درختوں کے اردگر و کچی زمین تھی اور اینٹوں کی منڈ بر سے دائر ہے بئے ہوئے تھے۔ برآ مدے کے سامنے ای طرح تکسی کا ایک پودا بھی لگا ہوا تھا۔ ہندوؤں میں تک کے یود ہے و بہت مقدس سمجھا جاتا ہے اور بعض طبقے تو اُس کی پرسٹش بھی کرتے ہیں۔

سے پر کے دہاں میری منشا کے مطابق تھا۔ اُس کے دونوں طرف گلیاں تھیں اور دونوں طرف یہ مکان میری منشا کے مطابق تھا۔ اُس کے دونوں طرف گلیاں تھیں اور دونوں طرف دروازے تھے۔ ایک طرف کا دروازہ تو بہت ہی شک می گلی میں کھلتا تھا۔ البتہ دوسری طرف کشادہ گلی تھی۔

یہ مکان ایک دولت مند ہندو ہوہ کا تھا۔ چندروز پہلے تک وہ خود یہاں رہتی تھی۔ اُس کا ایک بنگلہ بھی تھا جو اُس نے کرائے پر دے رکھا تھا۔ وہ بنگلہ خالی ہوا تو خود وہاں منتقل ہوگئ۔ یہاں نرنیچر وغیرہ موجود تھا البتہ ہمیں کچھ برتن اور ضِرورت کی چیزیں لانی پڑی تھیں۔

یہ کو اور دن تو ہم اُس مکان سے باہر نہیں نگلے۔ راحیو ہی سارے کام کرر ہاتھا۔ بھی کلپنا ہمی اُس کے ساتھ چلی جاتی ۔ گنگو کی موت کے بعد کلپنا کا خوف اب وُ ور ہو چکا تھا۔ ٹھا کر کے سوا اب کوئی ایسا آ دی نہیں تھا جو اُسے شناخت کر سکتا اور ٹھا کر سے کہیں آ منا سامنا ہونے ک تو قع نہیں تھی۔

آور پھر سیتا نے بھی مکان ہے باہر آمد ورفت شروع کر دی پہلے تو اُس نے ملوسات کے علاوہ ضرورت کی چندالیں چیزیں خریدیں جن ہے وہ اپنا حلیہ بدل طبق تھی۔ اُس کی آئھیں ہرنی کی طرح موٹی اور سیاہ تھیں۔ اُس نے ملکے نیلے رنگ کے کنٹیکٹ لینزلگوا لئے۔ ان کنٹیک لینز گوا لئے۔ ان کنٹیک لینز گوا لئے۔ ان کنٹیک لینز سے اُس کی آئھوں کی خوبصورتی میں کوئی فرق نہیں آیا تھا لیکن اُس میں کچھ تبدیلی ضرور آگئی تھی۔ اُس نے جہرے میں بھی بدل لیا اور میک اپ سے اُس کے چہرے میں بھی بڑی تبدیلی آئی۔ اُس کے چہرے میں بھی برلی تبدیلی آئی۔ اُس کے جہرے میں بھی برلی تبدیلی آئی۔ اُس کے آئی۔ اُس کے تبارت کر لینا آسان نہیں تھا۔

ہم کشادہ کی گرف مکان سے نکلے تھے۔ چند گزدائیں طرف جاکریے گی بازار سے جاملی مقی۔ ہم اُس بازار میں بچھ ورتک پیدل چلتے رہے پھر سیتا نے رکشہ رکوالیا۔ جب ہم گھر سے نکلے تو ساڑھے آٹھ ننج رہے تھے۔ رکشے نے ہیں منٹ میں ہمیں مباراجہ ہوئل پہنچا دیا۔ اُس ہوئل کا کلب سرکاری آفیسرز کے لئے اپنے اندر بڑی کشش رکھتا تھا۔ یہاں فوجی آفیسرز بھی آتے تھے، سرکاری تحکموں کے کلیدی عہدوں پر فائز آفیسرز بھی اور پولیس کے آفیسرز بھی۔ ''اسے ہم گھوس خوروں کا اڈہ بھی کہ سکتے ہو۔' سیتا نے رکشے سے اُر کر ہوئل کے مرکزی گئے۔ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔'' یہاں سرکاری آفیسرز بھی آتے ہیں اور ٹھیکیدار اور کاروباری من کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔'' یہاں سرکاری آفیسرز بھی آتے ہیں اور ٹھیکیدار اور کاروباری من کے لوگ بھی۔ یہلوگ دفتر وں میں جو بات نہیں کر سکتے یہاں کی خوف کے بغیر اس پر تبادلہ خیل ہوتا ہے۔ بریف کیس بھی باتھ برلتے ہیں۔ اور جو کام دفتر وں میں افسروں کی منت خول ہوتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں نوٹوں کا گئیاں ایک جیب سے نکل کردوبری جیب میں منتقل ہو باتی ہیں۔'

"م يهال كس كي آئي بو؟" مين في يوجها .

''اس بوئل کے کلب کوتم اطلاعات کا نمر کر بھی کہہ تئے ہو۔' سیتا نے مسکراتے ہوئے بوا بھال بیا۔' ایک گھنٹہ یہاں بیٹھوئے تو شہر کی بہت می تازہ ترین معلومات حاصل ہوجائیں گی۔' ہم برآیدے میں بینچ تو دربان نے جلد کی سے دروازہ کھول دیا۔ وسیع وعریض لا بی میں بھی فاضی رونق تھی۔ ہم ڈائنگ ہال بیں آگئے۔ایک ویٹر نے بڑے احمرام سے ہمیں ایک خالی میر بہت کی نظریں سیتا کی طرف المحلی تھیں۔ بہ کے لئی دیا۔ اس بال میں داخل ہوت میں میں نے محسوس کیا تھا کہ بہت می نظریں سیتا کی طرف المحلی تھیں۔

" ہم بھوجن کریں گے۔" سیتانے ویٹر کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا ۔

ویٹر نے فورا ہی دوخوبصورت مینوگارڈ پیش کردیئے۔ میں نے اپنے لئے پئے اور پالک کے الحقے لیے بنے اور پالک کے الحقے لیند کئے اور سیتا نے فرائی فش کا آرڈ رنوٹ کروادیا۔ میں منٹ میں ہمارے سامنے کھانا کھایا تھا۔ پنیر اور پالک کے کوفتے میری لاکر دیا گیا۔ میں نے کئی روز بعد ڈھنگ کا کھانا کھایا تھا۔ پنیر اور پالک کے کوفتے میری للمیدہ ڈش تھی۔ کھانا کھانے کا لطف آگیا تھا۔ کھانے کے بعد ہم کلب بال میں آگئے۔

بہت وسیع وعریض ہال تھا۔ ایک طرف دیوار کے ساتھ بہت لمبا چوڑا بار کاؤنٹر بنا ہوا تھا جس کے سامنے گول ریوالونگ اسٹولز پر بیٹھے ہوئے گا کہ سے نوش سے لطف اندوز ہور ہے تھے۔ کاؤنٹر کے پیچھے دیوار کے ساتھ شخشے کے شیلفوں پر رنگ برگی شراب کی لا تعداد بوتلیں تجی ہوئی تھیں۔ ہال میں تھوڑ ہے تھوڑ ہے فاصلے پر درجنوں میزیں ابھی خالی تھیں۔ گا کہوں میں مرد

بھی تھے اورغور تیں بھی۔ایی جگہیں ظاہر ہے خسین عورتوں ہی کے دم ہے آیا دہوتی تھیں۔ سامنے ایک وسیع خوبصورت سیج تھا جس کے سامنے جھلملا تا ہوا رنگ برگی پر دہ تھنچا ہوا تھا۔ موسیقی کی ہلکی آواز گویا دیواروں سے بھوہٹ کر ہال کی فضا میں بھر رہی تھی۔ ہم تیج سے ذرا ہب

سویلی کی اوار دیور در اران کے بیات کا پر دہ ہٹ گیا اور ایک رقاصہ کے درثن ہوئے۔ تیج کرایک میز پر بیٹھ گئے۔ ٹھیک دس بجے تیج کا پر دہ ہٹ گیا اور ایک رقاصہ کھرکنے لگی کے ایک طرف چیچے آرکشرا بھی موجود تھا۔ آرکشرا کی دُھنوں پر رقاصہ تھرکنے لگی

رقاصہ کا رقص نثر وع ہوا تو اُس کے جسم پرشریفا نہ لباس تھا۔لیکن ہیجان خیز موہیقی کی لہروں پرتھر کتے ہوئے وہ ایک ایک کر کے اپنے لباس سے بھی نجات حاصل کرتی جارہی تھی۔اور آخر کاراُس کے بدن پر دوجیتھڑ ہے رہ گئے اور وہ شیج سے اُتر کرمیزوں کے درمیان تقریخے گی۔

آ ہستہ آ ہستہ ہال کی روفق بڑھتی جار ہی تھی۔ دوآ دمی ہماری میز پر بھی آ کر بیٹھ گئے۔ اُنہوں نے ہم سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں تمجی تھی۔اور ہم نے بھی کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ ہمیں اعتراض کا کوئی حق بھی نہیں تھا کیونکہ ہم نے یہ میز ریز رونہیں کرائی تھی۔ پچھ بی ور بعد

ہمیں اعترائل کا بوں میں بی بیل ھا یوں ہیں ہے سے بید پر سیات ہے۔ ایک ویٹر نے اُن دونوں کے سامنے شراب سے لبریز گلاس سرو کر دیئے۔ سیتا نے بھی سوفٹ ڈرنگس منگوالئے۔

وہ دونوں آ دمی شراب کی چسکیاں لیتے ہوئے باتیں بھی کرتے رہے اور بار بارکن آٹھیوں ہے سیتا کی طرف بھی دیکھتے رہے۔ پہلے تو میں نے اُن کی باتوں پر توجہ نہیں دی تھی نیکن پھرایک جملہ سنتے ہی چونک گیا ۔۔۔۔۔ایک آ دمی کہدر ہاتھا۔

سے ہی پونک میں ہیں۔ رق ہدر ہا۔ '' چیرت ہےانہیں اپنے روز بعد مندر میں کی تہد خانے کا خیال آیا۔ حالا نکہ سب سے ''

میرت ہے۔۔۔۔۔ میں اس طرف توجہ دینی جائے ہیں۔'' پہلے اُنہیں اس طرف توجہ دینی جائے ہیں۔'' میں میں میں اس طرف تو ہوں کے انداز میں میں اور اور میں مواہو

'''اور میرا خیال ہے کہ لودروا کے اُس مندر کے تہہ خانے سے کوئی خزانہ تو برآ مدنہیں ہوا ہو گا۔'' دوسرے نے کہا۔ گا۔'' دوسرے نے کہا۔

و۔ روسرے ہو۔ میں نے سینا کی طرف دیکھا، لگنا تھا وہ بھی اُن کی باتیں دلچیسی سے من رہی تھی۔ پہلا آ دمی کہد رہا تھا۔''خزانہ تو ''ن ملا البتہ کیپ کے سکیورٹی انچارج جمگل ناتھ کی گلی سڑی لاش اور درجنوں انسانی ڈھانچے ملے ہیں۔ تہہ خانے کے اندر سے وہ طویل سرنگیس کیمپ کے اندر تک چلی گئی ہیں۔ اُن سرنگوں کے دریافت ہونے کے بعد کہانی کچھ بدل گئی ہے۔''

'' کیا مطلب.....؟'' دوسرے آ دمی نے پوچھا۔ '' پہلے تو سیمجھا جار ہا تھا کہ کیمپ کے اندر ہی کا کوئی آ دمی ہے جس نے مل و غارت مجار کھی

تھی اور دھا کے بھی اُسی نے کئے تھے۔ سرنگ کے اندر بھی ایک گارڈ کی گلی سڑی لاش ملی ہے۔ بگل ناتھ اور اُس گارڈ کو گولیاں مارکر ہلاک کیا گیا تھا۔ ان سرنگوں کو لاشوں کی دریافت کے بعد نظریہ بدل گیا ہے۔''

سترفیان کیا ۔ ''اور اب نیا نظرید کیا ہے؟'' دوسرے آ دمی نے پوچھا اور میری طرف و کیھتے ہوئے بولا۔ ''مہاراج! آپ ہماری باتوں ہے بورتو نہیں ہورہے؟''

'' '' نہیں شریمان جی اُ'' میں نے جواب دیا۔'' آپ لوگ غالبًا اُس لودروا کیمپ کے بارے میں باتیں کررہے ہیں جس کے بارے میں پچھلے دنوں بڑا چرچار ہاہے۔''

'' ہاں وہی لودروا کیمپاس کے بارے میں نئے نئے اور سننی خیز انکشافات ہو رہے ہیں۔اورشریمتی جی! آپ تو ان باتوں سے بورنہیں ہورہیں؟''یہ بات پہلے آ دمی نے کہی می جومندر کے بارے میں انکشاف کرر ہاتھا۔

''نہیں شریمان جی!''سیتام سرادی۔ اور اس طرح ہم بھی اُن کی طرف متوجہ ہو گئے اور اُن کی باتیں دلچیس سے سننے لگے۔

''ہاں تو دوسرانظریہ کیا ہے راؤ جی؟'' دوسرے آ دمی نے پوچھا۔

" دوسرانظرید یہ ہے تھا کر پریم چند تی!" پہلا آ دی گہرا سائس لیتے ہوئے بولا۔" سرنگیں المافت ہونے کے بعد یہ تیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ یہ کارروائیاں کی اندر کے آ دمی کی نہیں، باہر کے آ دمیوں کی تعین اور باہر کے آ دمیوں میں مندر کے پنڈ ت اور اُس کی خوبصورت ساتھی لڑکی کے مواکوئی نظر نہیں آ تا۔ اس کے بارے میں فی الحال یہ فرض کرلیا گیا ہے کہ وہ لڑکی" را"کی مائی ایجنٹ سیتا اور وہ پنڈت تشمیری مجابہ شمروز تھا جس کے بارے میں پولیس اور انٹملی جنس کو بیافاری ہوئی ہے کہ وہ دونوں مہارانا مائن کی رکھیل ذرگا کی حویلی میں تھہرے ہوئے تھے۔ دُرگا کو حراست میں لے کر پوچھ ہوئی کئی مگر اُس نے کھی نہیں بتایا۔ اور خیال ہے کہ اُن دنوں وہ دونوں سادھوؤں کے بھیں مائس مندر میں موجود تھے۔ کیمی کے سکیورٹی انچارج جگل ناتھ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اُن مندر میں موجود تھے۔ کیمی کے سکیورٹی انچارج جگل ناتھ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اُن دنوں وہ دونوں سادھوؤں کے بھیں کہا کہا تا تھا۔ پہلے تو بہی سوچا گیا کہ وہ اُس مندر میں موجود تھے۔ کیمی کے سکیورٹی انچارج جگل ناتھ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہائس مندر میں موجود تھے۔ کیمی کے سکیورٹی انچارج جگل ناتھ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہائس کی لائس مندر کے تبہ خانے کے لئے غائب ہو گیا ہے۔ لیکن مندر کے تبہ خان مائس کی لاش ملئے کے بعد جو چوں کا رُخ بھی بدل گیا ہے۔ "راؤ چند کھوں کو مائس کی لاش ملئے کے بعد ہوئے کہنے والے گئی ہوئی ہوئے کہنے دی سوچوں کا رُخ بھی بدل گیا ہے۔ "راؤ چند کھوں کو مائس کی لاش ملئے کے بعد ہوئے کہنے والے۔

"اب اس نظریے پرغور کیا جارہا ہے کہ جگل ناتھ بھی اُن دونوں کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ وہ اُفانے کی سرنگوں کے ذریعے کیپ میں داخل ہوتے اور لاشیں گرا کر غائب ہو جاتے۔ اُول کے لئے گولہ باردد بھی اُنہیں جگل ناتھ ہی نے فراہم کیا تھا۔ اور وہ گارڈ بھی سن کے اُلول کے لئے گولہ باردد بھی اُنہیں جگل ناتھ ہی

ساتھ شامل تھا جس کی لاش سرنگ کے اندر پائی گئی ہے۔ اور جب أن لوگوں كا مطلب يورا ہوگرا

تو وہ اُس گارڈ اور جگل ناتھ کو کھی قتل کر کے فرار ہو گئے ۔امیلی جنس کو پورایقین ہے کہ وہ سیتا اور

شمروز ہی تھے جو اب بھی جیسلمیر میں موجود ہیں۔ اور میرا خیال ہے کہ اُن کی گرفتاری اور

نشاندہی کے لئے لاکھوں رویے کے انعام کا اعلان کیا جانے والا ہے۔ کیل یا پرسول کے پیرز

میں شمروز کی وہ تصویر بھی شائغ کی جائے گی جوا کیے میٹزین میں چھپی تھی اور اُس سے اُ ہے

کھی جنہوں نے سینکڑوں او گوں کو بے در دی ہے

"معاف كيج شريمان جي إ" سيتان أس كى بات كات دى _" مي اليي باتين سبيرس

کن ۔ چلئے سوامی جی ! میری طبیعت خراب ہور ہی ہے۔'' دہ اُٹھ کر کھڑی ہوگئ ۔ '' شاحا بتا ہوں دیوی جی!'' راؤ جی نے اُٹھ کر ہاتھ جوڑ دیئے۔''میری باتوں ہے آپ کو...'

'' کوئی بات نہیں' سیتا نے متکرانے کی کوشش کرتے ہوئے ایک بارپھر اُس کی بات کاٹ دی۔ ''میں کمزور دل عورت ہوں اور آپ کوعورتوں کے سامنے ایسی خوفناک باتیں نہیں کرنی جاہئیں۔''

· ' آئندہ خیال رکھوں گا۔'' راؤ جی نے ایک بار پھر معذرت کی۔

ہم میزوں کے لرد گھومتے ہوئے دروازے کی طرف چینے لگے۔ وقت تزرنے کا خیال ہی نہیں ریا تھا۔ ساڑھے گیارہ نج رہے تھے اور بال بھر چکا تھا۔ ایک نی رقاصہ میزوں کے درمیان تحر کتے ہوئے مختلف زاویوں سے اینے جسم کی نمائش کر رہی تھی۔

ہم لائی ہے گزرتے ہوئے باہرا کئے۔ ستا زک کرتازہ ہوا میں گبرے گبرے سانس لیتی ری پھرمیراہاتھ بکڑ کر چلنے نگی۔

" تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟" میں نے یو جھا۔ اس وقت لان میں بھی خاصی رونق تھی۔ یہال بھی لا تعداد گامکِ موجود یتھے۔ دائیں طرف کہیں بار ٹی کیواٹینڈ لگا تھا اور اُس

طرف سے بڑی اشتہا آمیز خوشبوآ ربی تھی۔ '' ہاں ۔۔۔۔ میں تھیک بیوں۔'' سیتا نے جواب دیا۔'' سناتم نے ۔۔۔۔۔ اُس راٹھشس نے ڈرگا كونمن طرح ہلاك كما تھا؟''

''خامیش رہو.... گھر جا کر ہات کریں گے۔''میں نے سرگوشی کی۔

'' س کا نام معلوم ہو گیا ہے۔ میں اُس درندے کو جھوڑ وں گی نہیں۔ اُست بھی اسی طرح

' پلیز سیتا ہے!'' میں نے اس کا ہاتھ دیا دیا۔''ہمارے آپ پاس لوگ موجود ہیں۔ بہتر ہے! نی زیان بندرکھو!''

بنم کٹ سے باہرا گئے۔ سڑک کے ساتھ کئی ٹیکسیاں کھڑی تھیں۔ ہم ایک ٹیکسی میں بیٹھ ملے سفر کے لئے میں نے وہی پرائی یا لیسی اپنائی تھی۔نصف فاصلہ طے بونے کے بعد ہم نے **ایک** بارونق چوک پروہ نیکسی چھوڑ دی۔ کچھ ؤور تک پیدل چلتے رہے، پھرایک آٹو رکشہ میں بیٹھ

مُلِئے۔گھر پہنچتے ہی سیتا پلنگ پر گر کئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے نئی ... '' کیا ہوا۔۔۔۔سیتا دیوی کو کیا ہوا؟''راجیوجلدی سے بولا۔ وہ مینوں ایک دم پریشان ہو گئے **تھ**اور کلینا کے چہرے پر تو ہوا ئیاں ی اُڑنے ککی تھیں۔

'' کچھ نہیں ۔۔۔۔ وُرگا کے بارے میں کچھ باتیں من کراپنے جذبات پر قابونہیں رکھ مکی۔''

شاخت کیا گیا تھا۔'' ''ایک بات بتاؤ راؤ جی اِ'' پریم چندشراب کا گھونٹ بھرتے ہوئے بولا۔''دحمہیں سے سب

كير كيير معلوم موا؟ الجهي تك توسمي بيير مين إليبي كوني بات نبيل جيسي - " ''تم بھول گئے ہو کہ میرا بھانجا بابوراؤ اللیل جنس میں ہے۔'' راؤ نے جواب ویا۔''میں گھر ے نکلنے والا تھا کہ وہ ملنے کے لئے آگیا۔سب کچھاس معلوم ہوا ہے۔اورمندر کے نیجے

تبه خانے کا انکشاف بھی آج دو پہر کے وقت ہی ہوا ہے۔ اگر بابوراؤ المیلی جس میں نہ ہوتا تو میں بھی دوسروں کی طرح ان باتوں سے بے خبر بی رہتا۔ بہت سی باتیں تو اخباروں میں بھی نہیں بھیپتیں۔ایک بات اور' راؤ جی نے شراب کا آخری گھونٹ لی کر ویٹر کو مزید شراب لانے کا اشارہ کیا اور بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

'' وہ دونوں درگا نامِی اُس عورت کے پاس جس حویلی میں کٹم رے بوئے تھے اُسے بیل کر و یا گیا تھا۔لیکن اب کل کسی وقت وہ حویلی کھولی جائے گی ورانسپکٹر وشوا ناتھ حویلی کی تلاشی لے گا۔ ہوسکتا ہے دویلی ہے اُن دونوں کا کوئی سراغ ٹل جائے۔''

"انسكِمْ وشواناتھ كوئى توپ قىم كى چىزلگتا ہے۔ ميں نے پہلے بھى اہم معاملات ميں أس كا نام سناہے۔''پریم چندنے کہا۔

'' وہ واقعی توپ چیز ہے۔۔۔۔اپنے محکمہ میں وہ جارہ کے نام سے مشہور ہے۔ ڈرگا نامی عورت ے نفتش کی ذمبدداری بھی اُسی کوسو نپی کی تھی۔ اُس نے ایسے ایسے ہاتھ دکھائے کہ اُر کا کی آتما بھی بیاکل رے گی۔ اُس نے دُرگا کی ٹائلیں چیرویں۔ مگر دُرگا بھی بڑی تخت جان عورت تھی

أس نے جان دے دی مگرز بان نہیں کھولی۔'' میں نے سیتا کی طرف ویکھا۔ اُس نے آئکھیں بند کر لیں اور جھر جمری لے کررہ گئی۔ راؤ

تی نے بھی اُس کی اس کیفیت کوٹ کرلیا اور جلدی سے بولا۔

''معاف کرنا دیوی جی! ہم بن آپ کے سامنے ایسی با تیں نہیں کرئی چاہئے جیس ۔''

" كيا السية ظ لم ول بني اس ونيا ميس موجود مين؟ "سيتان ابي اعدوتي كيفيت برقابو یائے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔''

''کی کی زبان کھلوانے کے لئے پولیس کے اپنے کچھطریقے ہوتے ہیں۔ اور پھر آپ یہ بھی تو سو چنے وہ عورت کسی ہمدردی کی مشتق نہیں تھی۔ اُس نے ایسے دوا گروادیوں کو پناہ دے

میں نے کہا۔

یں ہے ہوں۔ شو بھا دوڑ کرپانی کا گلاس لے آئی۔کلینا اُس کے قریب بیٹھ کرا سے تبلی دیے گئی۔ سیتا اُس سے لیٹ کرپہلے ہے بھی زیادہ پھوٹ پھوٹ کر رونے گئی۔کلینا بھی اپنے جذبات پر قابونه ر_{کو}۔ سکاتھی

ں ں۔ میں نے مداخلت نہیں کی۔ دل کا غبار نکل جائے تو اچھا ہے۔ تقریباً دس منٹ بعد ستاا پُن حالت پر قابو پاسکی تھی۔ اور تب میں نے راجیو وغیرہ کو بتایا کہ سیتا کے جذبات کیوں بے قابو ہو گئے تھے

ے ہے۔ میں اب سیتا کے قریب بیٹھ گیا تھا۔ اُس کے جذبات کا بیطوفان و کھے کر مجھے کہلی باریہ احساس ہوا تھا کہوہ دُرگا کوکتنا چاہتی تھی۔

)

قد ساڑھے پانچ فٹ، کسرتی جسم، مضوط ہاتھ پیر، تا ہے جلیبی رنگت، ٹوتھ برش ٹائپ کی بھاری مونچھیں، دائیں رُخسار پرتقریباً ڈیڑھا نچ لیے انجان اور مسلے تھے جلیے بھی منجن نہ کیا گیا ہو۔ تاہم سامنے اُوپر والے ایک دانت پرسونے کا خول چڑھا ہوا تھا۔ ہائیں کان میں سونے کی ہائی تھی اور سرکے بال ہے تحاشہ لمبے تھے جنہیں گردن پرالاسٹک ہمیئر بینڈ میں پنیا کی صورت میں باندھ رکھا تھا۔ اُس نے ڈارک براؤن رنگ کا ۔ فاری سوٹ پہن رکھا تھا اور دیجپی کی بات یہ تھی کہ بش شرف کے آسین نہیں تھے۔ یہ شاید کوئی نیا فیشن ایجا ہوا تھا۔ اور بدلباں اُس پر بالکل نہیں نیچ رہا تھا۔

وہ ل کے پڑے اور جگل ناتھ اور دوسرے گارڈ کی لاشوں کی دریافت کے بارے میں وہ خبر مندرتہہ خانے اور جگل ناتھ اور دوسرے گارڈ کی لاشوں کی دریافت کے بارے میں وہ خبر تیسر رے روز اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔اخبارات نے اور بھی بہت سے سننی خیز انکشافات کئے تھے اور اُن کا بہر حال ہم سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ ایک انکشاف بیہ بھی تھا کہ ایک غیر ملک

سیرٹ ایجنٹ بھی انٹملی جنس آفیسر کے بھیس میں اُس کیپ میں تھا۔ جو کیمپ کے تمام پروگرام اور سرگرمیوں کو خفیہ کیمروں کے ذریعے مائیکر وفلم میں محفوظ کرتا رہا تھا۔ اُس انٹملی جنس آفیسر کو شہر میں ایک ایسے آومی کے ساتھ دیکھا گیا تھا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ حکومتوں کو ہلیکہ میل کرنے میں بری مہارت رکھتا ہے۔ اُس کا طریقہ کار بڑا دلچپ تھا۔ وہ کروڑوں روپیہ خرج کر کے حکومت بی کے آدمیوں کے ذریعے حکومت کے اہم ترین راز حاصل کرتا اور اُن کی بناد پر حکومت کو بلیک میل کر کے اربوں روپے کما تا۔ اور اب تک تیمبری دنیا کی کئی حکومتوں کو بنیاد پر حکومت کو بلیک میل کر کے اربوں روپے کما تا۔ اور اب تک تیمبری دنیا کی گئی حکومتوں کو بلیک میل کر چکا تھا۔ اخبار نے تو یہاں تک لکھا تھا کہ یہ انٹریشنل بلیک میل کر کے تین ارب بہلے بھی چین کے حوالے سے ایک اہم راز کے سلسلے میں ہند سرکار کو بلیک میل کر کے تین ارب بہلے جس جین نے وصول کر چکا تھا اور اب بھر جیسلمیر جیسی اہم ترین چھاؤئی میں اُس کی موجودگی اور ایک انتہا جنس آفیسر سے اُس کا میل ملاپ خطرے کی علامت سمجھا جارہا تھا۔

اس سارے ڈرامے ہے ہمیں کوئی دلچی نہیں تھی۔ بہر حال ہم بر وقت آگاہ ہو گئے تھے اور ہم نے مختاط رویہ اختیار کرلیا تھا۔ شہر میں ایک بار پھر ہلچل می مجے گئی تھی اور مشتبرلوگوں کو چیک کیا جارہا تھا۔ میں نے سیتا کو مشورہ دیا تھا کہ دو چار روز تک ہمیں بھی اپنی پناہ گاہ میں دبک رہنا چاہئے لیکن دُرگا کے قاتل کے بارے میں آگاہ ہو جانے کے بعد سیتا کے لئے آرام ہے بیٹھے رہنا ممکن نہیں تھا۔

اور پھرتیسرے ہی روز سیتانے انسپکٹر و شواناتھ کو کھوج نکالاتھا۔ اس وقت رات کے دس بج رہے تھے۔ و شواناتھ بھی اُس وقت مہاراجہ ہوٹل کے کلب میں موجود تھا۔ اُسے دیکھر مجھے یقین نہیں آرہاتھا کہ بیشخص پولیس آفیسر ہوسکتا ہے۔ اُس کے ساتھ ایک ادھیڑ مرعورت بھی تھی جس نے اپنے آپ کو جوان اور حسین بنانے کی بھر پورکوشش کی تھی۔ وہ دونوں اُس وقت ڈانس فلور پر تھے۔ تقریباً درجن بھر جوڑ بے موسیقی کی مدھ بھری تانوں پر ڈانس فلور پر تھرک رہے ہتھے۔

ایک راؤنڈ حتم ہوا تو انسپئر وشواناتھ ہمارے ساتھ والی میز پرآ کر بیٹھ گیا۔ پانچ منٹ کے وقفے سے رقص کا دوسرا راؤنڈ شروع ہوا تو سیتا اُٹھ کر دوسری میز کی طرف ، چلی گئی اور کچھ کہے بغیر وشواناتھ کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ اُسے کچھ کہنے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ اُس جیسی حسین لڑکی کے سامنےکون کا فرانکار کرسکتا تھا؟

وہ دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ڈانس فلور پر پہنی گئے۔ کی اور جوڑے بھی اُٹھ اُٹھ کر تھر کئے ۔ گئی اور جوڑے بھی اُٹھ اُٹھ کر تھر کئے سگھ تھے۔ وشواناتھ نے سیتا کو اپنے سینے سے لگا رکھا تھا۔ اُس کا ایک ہاتھ سیتا کے ہاتھ میں تھا اور دوسرا ہاتھ اُس نے بیتا کی کمر پر جمائل کر رکھا تھا۔ اور میں دیکھ رہاتھا کہ: ہ اُس نے ہاتھ سے میتا کو اپنے ساتھ دبا رکھا تھا۔ سیتا کے ہونوں پر بڑی دلفریب مسکرا ہے تھی اور وہ دونوں میں کچھ باتیں بھی کررہے تھے۔

وہ راؤ نڈ بھی ختم ہوا۔انسپکٹر وشواناتھ اس مرتبہ سیتا کے ساتھ ہی ہماری میزیر آگیا تھا۔

ہونقوں کی طرح رقص کرتی ہوئی عورتوں کو گھورتا رہالیکن میری تمام تر توجہ اُن کی باتوں پر مرکوز تھی۔ سیتا واقعی بہت ذہانت کا ثبوت دے رہی تھی۔ اُس نے باتوں ہی باتوں میں یہ بھی معلوم کرلیا تھا کہ انسیکڑ وشواناتھ کی کارکلب کے باہر سڑک کے کنارے پر کھڑی تھی۔ سیتا نے اُس کارکا ماڈل اور نمبر بھی اُس کے منہ ہے اُگلوالیا۔

ورون میں میں میں میں میں ہیں خوالی کو جاتا ہے۔ وشوا ناتھ دوسرا گلاس بھی خالی کر چکا تھا۔ وہ آخری گھونٹ لے کر خالی گلاس میز پر پیٹختے ہوئے سیتا کی طرف ہاتھ بڑھا کر بولا۔''ایک راؤیڈ ہوجائے ۔۔۔۔۔؟''

"ضرور!" بیتانے کہتے ہوئے اُس کا ہاتھ پکڑلیا۔

میں اُن سے پہلے ہی اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ '' میں چلتا ہوا سیتا!'' میں نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔'' کلینا پریثان ہور ہی ہوگیتم فارغ ہوکر جلدی آ جانا۔''

''فھیک ہے ڈیئر ۔۔۔۔ میں جلدی آ جاؤں گی۔''سیتانے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

انسکٹر وشواناتھ نے مجھ سے ہاتھ ملایا تو اُس کے ہونٹوں پر خفیف ی مسکراہٹ تھی۔ کباب سے ہڈی نکل جانے پر وہ خوش ہور ہاہوگا۔

عمارت سے باہر آگر میں اوھراُوھر ویکھنے لگا۔کلب کا ابنا پارکنگ پلاٹ تھا جو بھرا ہوا تھا۔ بہت می گاڑیاں دائیں بائیں دُور دُور تک سڑک کے ساتھ کھڑی تھیں۔ وشواناتھ کی نیلی کارتلاش کرنے میں مجھے زیادہ دُشواری پیش نہیں آئی۔ وہ کارکلب کے گیٹ سے تقریباً سوگر آگے فٹ پاتھ کے ساتھ لگی کھڑی تھی۔ وہاں فٹ پاتھ برایک قد آور گنجان شاخوں والا درخت بھی تھا جس کی شاخیں سڑک کے اُوپر تک پھیلی ہوئی تھیں۔ اُس درخت کی وجہ سے یہاں کسی قدر تاریخ تھی

مجھے کار کی ڈگی کھولنے میں زیادہ دُشواری پیش نہیں آئی۔ میں نے محتاط نگاہوں سے اِدھر اُدھر دیکھا اور ڈگی میں گھس گیا۔۔۔۔۔ ڈگی کافی کشادہ تھی اور اُس میں کوئی سامان بھی نہیں تھا۔ 'ٹولتے ہوئے مجھے ربو کا ایک نکڑا مل گیا جسے میں نے ڈگی کے ڈھکنے میں پھنسا دیا تا کہ ڈھکنا وری طرح بندنہ ہو سکے۔

۔ مجھے زیادہ انظار نہیں کرنا پڑا۔ آ دھے گھنے بعد ہی سیتا اور انسپکٹر وشواناتھ پہنچ گئے ونوں کار میں بیٹھ گئے ۔انجن شارٹ ہوااور کارحرکت میں آگئی۔

تقریباً آ دھے گھنٹے تک کارمختلف سڑکوں پر دوڑتی رہی اور پھراس طرح جھنکے لگنے لگے جیسے ارکن کچے راستے پر پہنچ گئی ہو۔ میں نے ڈگی کی جھری سے جھا تک کر باہر دیکھا۔ یہ شاید شہر کا لوکی نواحی علاقہ تھا۔ اور پوری طرح آباد نہیں ہوا تھا۔ کہیں کہیں بنگلے تھے جن میں روشنی نظر آ بواقعی

پندرہ منٹ مزید چلتے رہنے کے بعد بالآخر کار زُک گئی۔۔۔۔۔ اُن دونوں کے اُتر جانے کے گریبا پانچ منٹ بعد میں بھی ڈگ سے نکل آیا اور گہرے گہرے سانس لیتا ہوا چاروں طرف '' یہ میرے پی ہیں ۔۔۔۔ مبہ ہیر سنگھ۔'' سیتا نے اُس نے میرا تعارف کرایا۔'' چھے مہینے پہلے ہمتھم ور میں اپنی زمینیں چے کر کاروبار کی نیت سے بیال آئے تھے۔ان کے ایک دوست نے وعدہ کیا تھا کہ آرمی میں فوذ سلائی یا سی اور چیز کا ٹھیکہ دلوا دے گا۔لیکن اب تک وہ انہیں ٹھیٹا بی دکھا تار ہاہے۔'' بی دکھا تار ہاہے۔'' ٹھیکہ اور ٹھیٹی جو بانب پر انسیکٹر وشوا ناتھ بنس دیا۔اور میں بھی مسکرائے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔

تخصیکہ اور نصبی کے بیز آئیٹ پر اسپیٹر وسوانا تھوں میں دیا۔ اور بین میں سرے میر سے سو سے سار ''اب یہ افران کی کا موٹل یا کلب کھو لنے کی سوچ رہے ہیں۔'' سیتا نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔''مہابیر جی اگر چیٹر ملیے واقع ہوئے ہیں کیکن جوان اور حسین عورتوں میں رہ کر بہت '' سے میں میں اس میں اس سے ایس کر لئے الباری کاروبار مناسب رہے گا۔''

خوش ہوتے ہیں۔اورمیرا خیال ہےان کے لئے اپیا ہی کاروبارمناسب رہے گا۔'' اس مرتبہ بھی و نواناتھ نے ہلکاسا قہقبہ لگایا۔

''مہائیر جی ... '' وہ میرا نام لیتے ہوئے کچھ چونک ساگیا، پھر بولا۔''ہاں تو مہابیر جی! '' مہائیر جی ... '' وہ میرا نام لیتے ہوئے کچھ چونک ساگیا، پھر بولا۔''ہاں تو مہابیر جی!'

آپ کی بتنی اتنی سن رہےآپ کو دوسری عورتوں کی طرف دیکھنے کی کیا ضرورت ہے؟'' ''دل کو ذرا تقویت مکتی ہے۔'' میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔'' ویسے سیتا دیوی! تم نے شریمان جی کا تعارف نہیں کرایا۔''

کے سریمان ہی ہوارت میں کر ہے میرے منہ سے سیتا کا نام من کر بھی وہ چونک گیا۔ اُس کے چبرے کے تاثرات ایک دم بدل گئے تھے۔۔۔۔لیکن اُس نے فوراُ ہی اپنی کیفیت پر قابو پالیا۔ وہ ایک ایسے کیس پر کام کر دہا

. تھا جس میں سیتا کا نام اُس کے لئے بردی اہمیت رکھتا تھا۔ ہوسکتا ہے سیتا کے ساتھ اُس نے مہابیر کا نام بھی سن رکھا ہو۔ اور اس وقت بید دونوں نام س کروہ چو کئے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔ مہابیر کا نام بھی سن رکھا ہو۔ اور اس وقت بید دونوں نام س کروہ چو کئے بغیر نہیں۔

مہابیرہ ما من سر ملک برات کو سے بیت کے اس کا تعارف کرایا۔''و منہیں یاد ہے مہابیر ''یہ وشواناتھ بی بین پولیس آفیسر۔'' سیتا نے اُس کا تعارف کرایا۔''و منہیں یاد ہے مہابیر جی! اُس راتِ مہاراجہ کلب میں کوئی بات ہو رہی تھی تو سی نے کہا تھا کہ انسکیٹر وشواناتھ جلاد

جی! آس رات مهاراجه قلب یں بوق بات ،وربی ں و س ب کو س ب ۔ ہے۔ اب دیکھو! یہ ہمارے سامنے بمیٹھ ہیں، ان میں ایسی کوئی بات نظر آتی ہے؟ خوش گفتار، نرم اور ہمدرداینہ لہجہ، پرُ وقار شخصیت۔ مجھے تو یہ بہت اچھے انسان گگے۔''

م اور ہمدر دایہ ہجنہ پر وفار تصیب کے سے بہت کی گئیں۔'' میں نے مسکرا کر کہا تو وشواناتھ '' ہاں واقعی مجھے تو ان میں ایسی کوئی بات نظر نہیں آئی ۔'' میں نے مسکرا کر کہا تو وشواناتھ _____

بھی مسلرا دیا۔

۔ اس دوران ایک ویٹرٹرالی لے کرقریب ہے گزرا تو وشواناتھ نے اُسے روک لیا۔ ٹرا^لی کی شراب ہے لبریز گلاس اور چند بوتلیں بھی رکھی ہوئی تھیں۔ وشواناتھ نے شمپئن کے دو گلاس اُٹھا کرمیز پررکھ لئے۔ تیسرا گلاس اُٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو میں نے اُسے روک دیا۔

وشواناتھ نے تیسرا گلاس نہیں اُٹھایا۔میز پررکھے ہوئے دوگلاسوں میں ہے ایک گلا^{س آئی} کرایک ہی سانس میں ضالی کردیا۔

رقص کا ایک اور راؤنڈ شروع ہو چکا تھا۔ وشواناتھ سیتا سے باتیں کر رہا تھا۔ میں ا^{گر چ}

پہ پوچھنے کی ضرورت نہیں رہی تھی کہ میں کون ہوں۔ پہ ''میرے سامنے میری پنی پر ہاتھ صاف کرنے کی کوشش کر رہے ہوانسپکڑ! شرم آنی چاہئے مہیں۔ "میں نے کہا۔

أنتم يهال كيي آئي؟ ' وشواناته مكلايا ـ

''تہهاری کارکی ڈگی میں بیٹھ کر۔'' میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔'' تکلیف تو مجھے ہت ہوئی تھی مگر کوئی بڑا مقصد حاصل کرنے کے لئے کشٹ تو کرنا ہی پڑتا ہے۔'' "برامقصد كيامطلب؟" وشواناته نے مجھے گھورا۔

'' تمہاری بہت تعریقیں تی تھیں مگرتم تو بڑے چغلر نگلے۔'' میں نے کہا۔ اسی دوران سیتا بیٹر ے اُٹھ کر ایک طرف کھڑی ہوگئ تھی۔ '' تم ایک نہایت اہم کیس پر کام کر رہے ہو۔ تہیں تو این سائے سے بھی مختاط رہنا چاہئے۔ لیکن اس حسین لونڈیا کو دیکھ کرتمہاری عقل گھاس چرنے ہا گئی۔تم یہ بھی بھول گئے کہ تمنہیں کی سیتا کی تلاش تھی اور وہ سیتا کلب میں تمہار بے ساتھ وانس كرر ہى تھى۔ اور سيتا اس طرح آسانی سے تمہارے ساتھ آگئ تو تم سمجھ كہ وہ مجنس گئی اور نہاری رات عیش میں گز رے گی۔''

"كياكينا چاہتے ہو؟" أس كے حواس شايداب بھى قابو ميں نہيں تھے۔

"تم واقعی بہت بیوقوف ہو" میں نے کہا۔" تم جلادمشہور ہو لیکن تم صرف أن لوگوں بظم کر کتے ہوجنہیں پکڑ کر تمہارے ہاتھوں میں دے دیا جائے۔تمہاری اپنی کھوپڑی میں عقل ام کی کوئی چیز ہیں جس سے تم کام کرسکو۔ تم نے ایک عورت کوتشدد کا نشانہ بنایا۔ اُس کی ٹائلیں پروالیںکین اب بیدد کھناہے کہ تمہاری بانبوں میں لئی شکتی ہے۔''

وشواناتھ کے چبرے پر وحشت ی طاری ہوگئی۔ وہ ایک جھٹے سے اُٹھ کر کھڑ اہو گیا.....اُس نے بوی پھرتی سے پتلون کی جیب کی طرف ہاتھ بڑھایالیکن میں نے اُنچھل کر اُس کے ہاتھ پر مُرِي تَقُوكر مار دي فِي صُوكر ہے أس كى أنگلياں مُز كئيں اور وہ زور زور ہے ہاتھ جھنگلنے لگا۔ میں نے اُسے منجلنے کا موقع دیئے بغیر دوسرِی ٹھوکراُس کے گھٹے پرلگائی۔ وہ ایک ٹائگ پر ناچ کررہ گیا۔ الکٹھوکر اُس کی دوسری ٹانگ پر کئی۔ وہ اپنی جگہ پر اُچھلا اور کولہوں کے بل زمین پر کر۔ میں الواناتھ كو سنجلنے كا موقع نہيں وينا جا ہتا تھا۔ أس نے زمين پر پڑے پڑے ايك بار پھر ہاتھ ہون کی جیب کی طرف بڑھایا۔اس مرتبہ میرے بیرکی ٹھوکر اُس کی تنبٹی پر تکی اور وہ بلبلا کررہ کیا۔ دوسری ٹھوکر میں نے اُس کے کندھے پرلگانی، وہ ایک بار پھر پیخ اُٹھا۔

" تم نے اپنے لئے خود ہی اس جگہ کا انتخاب کیا تھا " میں نے اُسے ایک اور تھوکر مارتے وشوانا تھ آخچل پڑا...... وہ جیسے ہی سیدھا ہوا میں نے زوردار گھونسه اُس کے جبڑے ہ^{یں اسئ}ے کہا۔''اس ویرانے میں تبہاری آ واز کوئی نہیں سے گا.... یہی بٹکلةتمہاری سادھی ہے گا۔'' وشواناتھ اپنا سیدھا ہاتھ جھٹک رہاتھا۔ اُس کے چہرے پر کرب کے آثار نمایاں تھے۔ اور الراجا مک ہی اُس نے میری طرف چھلا مگ لگا دی میں پھرتی ہے ایک طرف ہٹ کر اُس

وِ کیھنے لگا۔ میرا اندازہ درست نکلا تھا۔ پہاڑی کے دامن میں بیعلاقہ ابھی آباد ہور ہا تھا۔کہیں کہیں بنگلے بن کیے تھے۔ جوآ بادیتھے وہاں روشنیاں ہور بی تھیں۔ پیهمی ایک بنگله بی تھا أس كی حيار ديواري توتھي ليكن گيٺ ابھي نہيں لگا تھا۔ قريب ترين

آباد بگلەتقرىباسوگز كے فاصلە پرتھا۔ يە بىگلەزيادە برانېيں تھا۔ وشواناتھ نے اندر داخل ہوگر تمام بتیاں جلا دی تھیں۔ میں محتاط انداز میں قدم اُٹھا تا ہوا عمارت کے پہلو کی طرف نکل گیا اور ا کی گھڑ کی ہے جھانگ کر دیکھنے لگا اندر کہیں ہے میتا کے بیننے کی آ واز تو سنائی دے رہی تھی یگر اُن دونوں میں ہے کوئی دکھائی نہیں دیا تھا۔ مجھے اندازہ لگانے میں وُشواری پیش نہیں اَ لُ تھی کہ اس بنگلے میں اس وقت ہم تینوں کے سوااور کوئی نہیں تھا۔اور میں پیجھی سمجھ گیا تھا کہ انسپکڑ وشوا ناتھ سیتنا کواس ویران بنگلے میں کیوں لایا تھاسیتا جیسی حسین لڑ کی ہوتو کوئی بھی مردایے' حواس پر قابونہیں رکھ سکتا۔ اور میں سمجھتا تھا کہ وشواناتھ کی موت ہی اُسے یہاں لے آئی تھی۔ اُن دونوں کے قبقہوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ میں دوسری طرف چلا گیا۔ایک کھڑی کے پٹ کھلے ہوئے تھے۔ میں چوکھٹ پر چڑھ کر بڑی آ ہتلی سے دوسری طرف کود گیا۔ أس بنظلے میں فرنیچر وغیرہ کچھنیں تھا اور میرے خیال میں یہ بنگلہ ابھی پوری طرح تیار نہیں ہوا تھا اس کئے یہاں کوئی سامان بھی نہیں لایا گیا تھا۔ میں دیے قدموں چلٹا ہوا اُس کونے کی طرف بوھ گیا جہاں سے سیتا کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

میں نے دروازے سے جھا تک کرویکھا تو میرا دماغ بھک ہے اُڑ گیااُس کمرے میں بیڈ بچھا ہوا تھا۔ایک میز بھی تھی جس پرشراب کی دو بوتلیں اور تین گلاس رکھے ہوئے تھے۔ دد کرسیاں اور ایک صوفہ بھی تھا۔ وشوانا تھ نے پورا بندوبست کر رکھا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ وہ پہلے بھی یہاں عور توں کولاتا رہاہے۔

میرے لئے وہ سنسی خیز منظرتھا جومیں دیکھ رہاتھا۔ سیتا بیڈ پر پشت کے بل پڑی ہو گی تھی۔ اُس کی دونوں ٹانلیں نیچیطی ہوئی تھیںساڑھی کا بلوبھی اُس پر سے ہٹا ہوا تھا اور وشواناتھ اس طرح اُس کے اُوپر جھکا ہوا تھا کہ اُس نے سیتا کے دونوں باز واپنے ہاتھوں ہے د بار کھ تھے اور سیتا کا بوسہ لینے کی کوشش کر رہا تھا۔ سیتا ہنتے ہوئے سرکو إدهر أدهر حركت دیتے ہوئے ایخ آپ کو بچانے کی کوشش کررہی تھی۔

میں نہایت دیے یاؤں کمرے میں داخل ہو گیا اور آگے جھک کر انسکٹر وشواناتھ کا کندھا تھیتیایا کیبلی مرتبه ثایدائس نے توجہ بیس دی۔ میں نے دوبارہ ذراز ورسے ہاتھ مارا۔ ''شریمان جی.....ہم بھی یہاں موجود ہیں۔''

و یا.....وه کراهتا هوا پلنگ پر اُلٹ گیا۔

'' کککون ہوتم؟''اُس نے اپنا جملہ کمل نہیں کیا۔میری صورت دیکھ کرا ک

ا پر اچھی اور پیروں کے بل اُس کے پیٹ پر ٹری۔ ان بازی اور پیروں کے بل اُس کے پیٹ پر ٹری۔

'' و ثواناتھ کے پاس اب سوائے چیخنے کے کوئی کا مہیں رہ گیا تھا۔ سیتانے دوڑ کرمیز پر سے فراب کی بوتل اُٹھا لی اور اُسے گردن سے پکڑ کر و شواناتھ کی طرف کیگی۔ و شواناتھ اُس وقت اُٹھنے کی کوشش کرر با تھا۔ سیتانے بوتل اُس کے سر پر دے ماری …… و شواناتھ کے منہ سے نکلنے والی یہ چیخ سب سے زیادہ زوردار اور خوناک تھی۔ اُس کا سر پھٹ گیا تھا اور خون بہہ نکلا تھا۔ فرم پرشراب پڑنے سے دہ اور بھی تاجی اُٹھا تھا۔

ا ٹوٹی ہوئی ہوئی ہوتل اب بھی سیتا کے ہاتھ میں تھی۔ میں نے سیتا کی طرف دیکھا، اُس کے پہرہ خون پرے پر بے پناہ درندگی نظر آ رہی تھی۔ وشواناتھ کے دونوں ہاتھ سر پر تھے۔ اُس کا چبرہ خون ہے تر تھا۔ وہ پشت پر بیڑا تڑپ رہاتھا۔

ستا کے ہاتھ میں نُوٹی ہونی بوتل ایک خطرناک ہتھیار بن گی تھی۔ اُس کے نوٹے ہوئے کونے بلب کی روشیٰ میں چبک رہے تھے۔ اُس نے ٹوٹی ہوئی بوتل کو خبر کی طرح سرے اوپر الها کراُس کے پیٹ پی پیوست ہو گئےوہ الها کراُس کے پیٹ پر وارکیا بوتل کے کونے وشوانا تھ کے پیٹ میں پیوست ہو گئےوہ نامین کے خون کا سیتا نے بوتل ہا ہر تھینی تو خون کے فوارے اُبل پڑے۔ وہ اُ چھل کرائیک طرف ہٹ گئے۔

''میں تمہیں اس طرح ماروں گی جس طرح تم نے وُرگا کو مارا تھا''ود؛ وَل ایک طرف بھٹتے ہوئے غرائی۔ پھرمیری طرف دیکھتے ہوئے بولی۔''شمروز!اس کی ٹا نگ پکڑو تحق ہے ... بھوٹنائبیں۔''

و شوائتھ تڑپ رہا تھا۔ میں نے شخنے کے قریب ہے اُس کی ایک ٹانگ گرفت میں لے لی۔
یکا دوسری ٹانگ پکڑ کر کھینچنے لگی۔ و شواناتھ کی چینیں بڑی خوفناک تھیں ۔۔۔۔ لیکن سیتا پر بھی
اللہ گ سوار تھی۔ و و د شواناتھ کی ٹانگ کو کھینچتی چلی گئی۔ اور پھر کے بعد دیگر رے کڑک کڑک کی دو
اللہ کا آوازیں اُ بھریں ۔۔۔ سیتا نے ایک جھنکے ہے اُس کی ٹانگ جھوڑ دی اور بوتل اُٹھا کر اُس کی
الکول کے بیج میں زوردار وارکیا ۔۔ پھر بوتل جھوڑ کر کھڑی ہوگئی اور گہرے گہرے سانس لینے
الکول کے بیج میں تر ہور ہی تھی۔

سی نے وشواناتھ کی طرف دیکھا وہ اب بھی بری طرخ تڑپ رہا تھا۔ اور پھر رفتہ رفتہ وہ اگت ہوتا چلا گیا۔۔۔۔۔ وہ بے بوش ہو گیا تھا یا مر گیا تھا اس کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔ اگر اُس لا پچھ سانس ہاتی بھی تھے تو میرے خیال میں وہ زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکے گا۔

سیتا کی حالت بھی بتدرج مُعمول پر آتی جلی گئی۔ وہ دیوارے ٹیک لگائے کھڑی گہرے کھی سیتا کی حالت بھی بتدرج مُعمول پر آتی جلی گئی۔ وہ دیوارے کی ساڑھی اُٹھا کر اُس کی طرف بڑھادی۔ ''اب میہ بہن لواور یہاں ہے چلنے کا و چار کرو۔۔۔۔'' میں نے کہا۔'' زیادہ دیر رُ کنا مناسب فارس ''

وہ ایک بار پھر ہاتھ پتلون کی جیب کی طرف بڑھانے کی کوشش کرر ہاتھا۔ میں سمجھ گیا کہ وہ جیب بیار پھر ایک بار پھر کر اس کی کلائی کو دونوں ہاتھوں کی جیب سے پیتول نکالنا چاہتا تھا۔ میں نے اُس کا کالر چھوڑ کر اُس کی کلائی کو دونوں ہاتھوں کی گرفت میں لے لیا اور اُسے پوری قویت سے موڑتا چلا گیا۔

سیتنا اب تک ایک طرف گھڑی تھی۔ اور پھر اچانگ ہی اُس نے آگے بڑھ کر وشوانا تھ ک ٹانگوں کے بچ میں زور دار ٹھو کر مار دی۔ وشوانا ھا بلبلا اُٹھا۔۔۔۔۔ باز ومیری گرفت میں ہونے کے باوجود وہ جھکتا چلا گیا۔ سیتا نے اُس کی ٹھوڑی پر نیچے کی طرف سے گھٹنے سے ضرب لگائی۔ دو ایک بار پھر چنج اُٹھا۔

' پیں پار پی ہوت کا مزہ لوٹنے کے لئے مجھے اپنے ساتھ یہاں لائے تھے نا… میں تمہیں بتاتی ہول '' دتم جیون کا مزہ کیا ہوتا ہے۔'' سیتا کہتے ہوئے کمر پر لپٹی ہوئی ساڑھی کھو لنے لگی۔ساڑھی کی نال کو قابو میں رکھنے کے لئے دوبکل لگے ہوئے تھے اُس نے دونوں بکل کھول کرساڑھی اُ تاردی۔۔۔۔ اب اُس کے جسم پر بلاؤز اور پیٹی کوٹ رہ گیا تھا۔۔۔۔۔۔

''لو دیکھو۔۔۔۔۔ اور اچھی طرح دیکھ لوکہ میں تہہاری زندگی میں آنے والی آخری عورت ہوں۔' سیتا تن کر وشواناتھ کے سامنے کھڑی ہوگی۔''تم بہت بہادر ہو نا۔۔۔۔۔ جلاد ہو۔لوگ تہہارا نام من کر تھرتھر کا پہنے لگتے ہیں۔لیکن اب میں جان گئی ہوں تم میں کتی شکتی ہے۔تہہاری اصل شکتی تو اُن سیا ہیوں میں ہے جو شکار کر کے تہہار ہے سامنے ڈال دیتے ہیں اور تم درندہ بن کراُ سے ادھٹر دیتے ہو۔لیکن جو اپنا شکارخود نہ کر سکے وہ تو درندہ بھی نہیں کہلا سکتا۔ مردارخور ہونا ہو وہ ایک لمحہ کو خاموش ہوئی اور پھر اُسے ایک اور شوکر مارنے ہوئے جن روز پہلے تم نے ایک عورت پر بہادری کے جو ہر دکھائے تھے۔۔۔۔۔ وہ تہارے سامنے بس پڑی تھی۔۔۔۔ وہ تہبارے سامنے بس پڑی تھی۔۔۔۔ وہ تہبارے سامنے بس پڑی تھی۔۔۔۔ وہ تہبارے سامنے بس پڑی تھی۔۔ اِتھ پیرنہیں ہلا سکتی تھی اور تم نے اُس کی ٹائگیں چیر دی تھیں۔ آج بھی سامنے بس پڑی تھی۔۔ اِتھ پیرنہیں ہلا سکتی تھی اور تم نے اُس کی ٹائگیں چیر دی تھیں۔ آج بھی سامنے بیاس پڑی تھی۔۔ اِتھ پیرنہیں ہلا سکتی تھی اور تم نے اُس کی ٹائگیں چیر دی تھیں۔ آج بھی

تمہارے سامنے ایک عورت کھڑی ہے۔ آؤ۔۔۔۔آز ماؤا پی شکق اور۔۔۔۔''
وشوانا تھ نے اچا تک ہی جھٹکا دے کر اپناباز ومیری گرفت سے چھڑا یا اور سیتا پر چھلانگ لگا
دی۔ سیتا غافل نہیں تھی وہ بری پھرتی ہے ایک طرف ہٹ گئی اور وشوانا تھ کی گردن پر اُس کے
بالوں کی چٹیا پکڑلی۔ بال استنے لیے تھے کہ سیتا نے اُنہیں ہاتھ پر ایک بل دے کر گرفت بن لا
اور زور زور سے جھٹکے دینے گئی۔ وشوانا تھ جیخ رہا تھا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے بال چھڑا نے ک
کوشش کر رہا تھا۔ سیتا نے اُس کے ایک گھٹنے کے بیچھے ٹھوکر ماری۔ وہ لڑکھڑا کر زمین پر گراہ
سیتا اُس کے بالوں کو دونوں ہاتھوں میں پکڑے فرش پر پھسٹی رہی۔ پھرائے چھوڑ کر اچا گھا۔

سیتانے میری طرف دیکھا۔ اُس کے ہونٹوں پر چھکی مسکراہٹ آگئی۔ اُس نے ساڑھی ہو لے کر پہلے اُسے جھاڑا، پھراُس کے بکل الگ کئے اور اُسے کمر پر لپیٹ کر تال لگانے لگی۔ اُس نے ساڑھی پہننے میں پانچ منٹ سے زیادہ نہیں لگائے۔ اس دھینگا مشتی میں اُس کے بال بھر گئے تھے اور چپرے کا میک اپ بھی خراب ہو گیا تھا۔ اُس نے دیوار کے ساتھ شگے ہوئے آئیز کے سامنے کھڑے ہوکر ہاتھوں سے بالوں کو درست کیا اور بیڈ پر سے اپنا پرس اُٹھا کر درواز کی طرف بڑھ گئی۔ دروازے کے قریب پہنچ کر اُس نے مُو کر ایک لمحہ کو وشوانا تھ کی لاش کی طرف دیکھا اور باہرنکل گئی۔

رے دیں اور برآ مرے ہے آتر کر کار کے بہوکلوں نے ہمارا استقبال کیا اور برآ مرے ہے آتر کر کار کے بہر نکلتے ہی شنڈی ہوا کے جھوکلوں نے ہمارا استقبال کیا اور برآ مرے ہے آتر کر کار کے قریب آگئے۔ میں نے ڈرائیونگ سائیڈ کا دروازہ کھول کر دیکھا چابی اکنیشن میں موجود تھی۔ میں نے انجن میں نے انجن میں نے انجن میں نے انجن شارٹ کر کے کارکور پورس گیئر میں ڈال کر گیٹ سے باہر نکلتے ہی اُسے بائیں طرف موڑ دیا اور رفار برطادی۔

ر مار برت رک ''اس طرف آتے ہوئے میں ڈگی میں بند تھا۔۔۔۔'' میں نے کہا۔'' مجھے کچھاندازہ نہیں کہ ہم کس طرف ہے آئے تھے ہے راستہ بتاتی رہنا!''

"ابھی توسیہ ھے چلتے رہو!" سیتانے اشارہ کیا۔

میں نے رفتار کچھاؤر بڑھا دی۔ سیتا خاموش بیٹھی سامنے دیکھتی رہی۔ وہ اُس وقت ہوتی جب اُسے راستہ بتانا ہوتا۔ میں نے بھی اُسے مخاطب کرنا مناسب نہیں سمجھا اور خاموثی سے ڈرائیونگ کرتارہا۔

O

ہم تین چار دن تک مکان سے باہر نہیں نکلے۔ راجیو اور اخبارات کے ذریعے ہمیں صورتحال کا پیتہ چلنا رہا۔ انسکٹر وشواناتھ کے قل نے ایک بار پھر شہر میں ہلچل مجا دی تھی۔ اُس کا کار ہم نے ایک وریان سڑک پر چھوڑ دی تھی اور وشواناتھ کی لاش بھی اگلے روز صبح ہی دریاف کار ہم نے ایک ویریان سڑک پر چھوڑ دی تھی اور وشواناتھ کی لاش بھی اگلے روز صبح ہی دریاف

روں و کی ہوئی بوتل اور کار کے اسٹیئرنگ ہے اُنگلیوں کے نشانات ملے تھے۔ سیتا کے نشانات شاہدت کر گئے تھے۔ بیتا کے نشانات کے شاخت کر گئے تھے جبکہ کار کے اسٹیئرنگ ہے ملنے والے میری اُنگلیوں کے نشان ہو گئے ہیں۔ اللہ بارے میں بیشبہ نظا ہر کیا گیا تھا کہ بیکشمیری مجاہد شمروز کی اُنگلیوں کے نشان ہو گئے ہیں۔ اللہ اخبارات نے ایک بار پھراس خطرے کی نشاندہی کی تھی کہ ان دونوں کی جیسلمیر میں موجودگ ہا اخبارات نے ایک بار پھراس خطرے کی نشاندہی کی تھی کہ ان دونوں کی جیسلمیر میں موجودگ ہا جات کرتی ہے کہ وہ اپنے کی اور منصوب پر بھی ممل کرنا چاہتے ہیں۔ پ

م جیسا میر رہت بڑی چھاؤٹی تھی۔ یہاں بہت ہی اہم تنصیبات بھی تھیں۔انسکٹر وشوانا تھے کہ قتل کے بعد تمام تنصیبات پرکڑا پہرہ لگا دیا گیا تھا۔ پولیس ایک بار پھر چوکس ہوگئی تھی ادر شم

میں چیکنگ شروع کردی گئ تھی۔ کئی مشتبرلوگوں کو پکڑ کرحوالات میں بھی بند کردیا گیا تھا۔ انسپکٹر وشوانا تھے کے لیے کے حوالے سے بیزبریں اخبارات میں شائع ہوئی تھیں کہ چھپلی رات اُسے مہاراجہ کلب میں ایک حسین لڑکی کے ساتھ رقص کرتے ہوئے اور بعد میں اُس کے ساتھ کلب سے جاتے ہوئے دیکھا گیا تھا۔ مختلف لوگوں نے اُس کا جوحلیہ بتایا تھا اُس میں بڑا تضاد تھا۔ ہر حض نے مختلف حلیہ بتایا تھا۔

ہم بہرحال مخاط ہوگئے تھے۔ میں اور سیتا تو تین چارروز تک باہر ہی نہیں نکلے۔ اور پھر ہم نے گھر سے نکلئے کا فیصلہ کرلیا۔ لیکن ہم ایکے نہیں نکلے۔ کلینا، شوبھا اور راجیو ہمارے ساتھ تھے۔ جب ہم گھر سے نکلے تو پانچ نئ رہے تھے اس لئے ہم نے کسی ہول کا رُخ کرنے کی بجائے گریسر ساگر اور سم جانے کا پروگرام بنایا تھا۔ یہ دونوں کینک پوائنش تھے۔ گریسر ساگر دراصل ایک بہت بڑی مصنوی جھیل تھی جو جیسلمیر شہر کے بائی راجہ جیسل نے بنوائی تھی۔ دراصل ایک بہت بڑی مضنوی جھیل تھی جو جیسلمیر شہر کے بائی راجہ جیسل نے بنوائی تھی۔ پورے شہر کی بائی راجہ جیسل میں بائی کی ضرورت ای جھیل سے پوری کی جاتی تھی۔ 1965ء میں جب شہر میں پائی کی سیلائی کا با قاعدہ نظام قائم ہوا تو یہ تاریخی جھیل میں پائی زیادہ ہوتو اُس بارہ دری تک کے وسط میں ایک خوبصورت بارہ دری بھی تھی۔ جھیل میں پائی زیادہ ہوتو اُس بارہ دری تک کشتیاں بھی چلتی ہیں۔ جھیل گریسر کے کنارے سے ذرا پہلے پیلے پھروں کا ایک خوبصورت میں ایک منتقش دروازہ ہے جے تیلون کا دروازہ کہا جاتا ہے۔ اس دروازے کے بارے میں ایک دلیسے کہانی سننے میں آئی ہے۔

تیکون ایک خوبصور رقاصد تھی جوسندھ سے جیسلمیر آئی تھی۔ بہت جلداُس کی خوبصورتی کے چرچ پورے راجہ مہارا ہے اُس کی چوکھٹ پرسر پر ایج پورے راجہ مہارا ہے اُس کی چوکھٹ پرسر نیاز خم کرنے گئے۔ راجستھان میں تیکون کی حسن پر بہت شاعری کی گئے۔ تیکون کے پاس دولت کی کمی نہیں تھی۔ اُسے سابق کا موں کا بھی شوق تھا۔ اُس نے 1909ء میں جھیل کے قریب پیلے پھروں کا ایک خوبصورت دروازہ تقمیر کردا دیا۔ جھیل کی طرف جانے والے لوگ اُس دروازے تھے۔

جیسلمیر میں اگر تیلون کے چاہنے والے بڑی تعداد میں موجود تھے تو اُس کے حاسدوں کی بھی خیری نہیں تھی۔ پچھلوگوں نے راجہ لبابن تگھ کے کان بھر دیئے کہ معصوم لوگ ایک طوائف کے بنائے ہوئے دروازہ مسمار کرنے کا تھم بنائے ہوئے دروازہ مسمار کرنے کا تھم دے دیا۔ تیلون کو مہاراجہ کے اس تھم کا علم ہوا تو اُس نے چند پٹڈتوں کو اپنے ساتھ ملا کر اُس دروازے کے اُوپر وشنو بھگوان کا مندر تھیر کروا دیا اور اس میں مور تیاں رکھوا دیں۔ مہاراجہ اس دروازے کو مسمار نہیں کرا سکا۔ یہ خوبصورت دروازہ آج بھی جوں کا توں موجود ہے۔

مجمیل کے کنارے کچھ وقت گزار کر ہم کرائے کی گاڑی میں سم کی طرف روانہ ہو گئے۔ سم جمیل سے کنارے کچھ وقت گزار کر ہم کرائے کو بصورت جگہ ہے۔ یہاں کوئی جمیل یا

''انٹیلی جنس آفیسر بابوراؤ۔'' اُس مخص نے اپنا نام دُ ہرایا۔ میں نے سیتا کے چہرے ہے نظریں ہٹا کر اوھراُوھرو یکھا۔ ہمارے آس پاس ہزاروں لوگِ تھے۔اس جموم میں اگر صرف اک فائر کی آواز گوئے اُٹھے تو اس طرح بھلکدڑ کچ جائے گی کہ کسی کو دوسروں کا تو کیا اپنا بھی ہوش نہیں رہے گا۔اور کسی کو پیۃ بھی نہیں چلے گا کہ کہاں کوئی لاش گری ہے اور لاش گرانے والا كون تها؟ كھويدى ميں بھىجد ركھنے والے لوگ ايسے ہى موقعول سے فائدہ أُمُاتے ہيں۔ يبي ب کچھ سوچتے ہوئے میں نے دھوتی کے بل میں چھایا گیا پیتول نکالنے کے لئے کرتے کے فيح ہاتھ ڈ النا جا ہا تو وہ تحص بولا۔

' دِنهیں مسٹر شمروز'' أس كا لهجه معقول تھا۔ نہ تو میں نے سختی محسوں كی تھی اور نہ ہی ایسی زى كە كىي خوش نېمى مىں مبتلا بوا جا سكتا۔ "كوئى غلط حراً ت تىمبارے لئے نقصان دہ ثابت ہوگی۔ ال کے برعکس اگرتم چاہوتو میں تمہاری طرف دوئی کا ہاتھ بڑھا سکتا ہوں۔''

'' دوی؟''میرے منہ ہے بے اختیار نکلا۔ اُس کے منہ ہے اپنا نام بن کر تو میں سالس لما بھول گیا تھا۔ اُس نے مجھے پہلیان لیا تھا اور اینے آپ کو ایک میلی جنس آفیسر کی حیثیت ہے چارف کرایا تھا۔ اس کے باوجود وہ ہم ہے دوتی کی بات کرر ہا تھا۔ اُسے تو چاہئے تھا کہ وہ ہم پر گن تان لیتا اور چیخ چیخ کر لوگوں کو بتا تا کہ ہم وہ دہشت گرد میں جن کے ہاتھوں اب تک مبتکرول لوگ مارے جا چکے ہیں۔لیکن وہ ہماری طرف دوئن کا ہاتھ بڑھار ہاتھا۔'' دوئتی.....'' لم نے ایک بار پھر کہا۔'' اُٹرتم دافعی انسلی جنس آفیسر ہوتو :مارے لئے تمہارے منہ سے دوسی کا فل چھ جيب سالگتا نا - ائرتم بلي چو جے كھيل سے دل بہلا نا جا ہے ہوتو تمہيں يكيل مبنكا إلك گا۔ بہتر ہے كہ جو كچھ أن كرنا جائتے ہو براہِ راست كر ڈ الو_''

"اگر مجھے کچھ کرنا ہوتا تو اسی روز کرڈالتا جب میں نے تم دونوں کومہاراجہ کلب میں انسکٹر افرا تھ کے ساتھ دیکھا تھا۔'' اُس نے جواب دیا۔''لیکن اُس وقت مجھے بچھ شبہ تھا۔ سیتا دیوی الأنكهول كى رنگت نے مجھےشش و بنج میں مبتلا كرد یا نها ليكن اگل صبح انسپئز وشوانا تھ كى لاش ملى أنکھے یقین ہو گیا کہ رات کو اُس کے ساتھ مہاراجہ کلب میں رقص رئے والی سبت دیا ہی تھی ا الهم نتیجہ اخذ کرتا بھی مشکل نہیں تھا کہ اُس کے ساتھ دوسرا آ دی شمر وز کے سوا اور کوئی نہیں ہو ا لگُه'' وہ چند کمجے خاموش ہوا پھر بات جاری رکھتے ہوئے گئے گا۔

ا ''لکن کے بعدتم لوگ غائب ہو گئے ۔ میں تم لوگوں کی تابش میں سر مردان رہا اور آج سے ا

تاریخی عمارت نہیں۔ اُونے نیچے ملے ہیں اور اُن کے پرے اُفق تک سنہری ریت کا صحرا ہے۔ یباں لوگ صرف غروب آفاب کا منظرد کھنے کے لئے آتے ہیں۔ اس وقت ہزاروں کی تعداد میں لوگ موجود تھے۔ اُن میں غیرملکی سیاح بھی تھے جو لوگا کے شاکل میں ٹیلوں پر آلتی پالتی مارے بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک با قاعدہ میلے کا سال تھا۔ لوگ

اونوں کی سواری سے لطف اندوز ہورہے تھے۔ کھانے پینے کی چیزوں کے لا تعداد سالز بھی

أفق برة سته آسته و هلنا مواسورج سرخ كولي كاطرح جيسے فضا مين معلق موكرره كيا تھا اور بوں گ رہاتھا جیسے تا حدثگاہ پھیلا ہواصح البوكى لبريں لئے ہوئے سمندر میں تبدیل ہوگیا ہو۔غروب آ فتاب کے تھوڑی دیر بعد تک میسرخی برقرار رہی اور پھر سرمکی دھندلکا پھیلنے لگا۔ لوگوں کی واپسی شروع ہوگئی تھی۔

ہم بھی ٹیلے ہے اُڑ کر اُس طرف چلنے لگے جہاں ہاری کرائے کی گاڑی کھڑی تھی۔ ابھی ہم نے چندگز کا فاصلہ طے کیا تھا کہ ایک کار ہمارے قریب آ کرڑکی ، دروازہ کھلا اور ایک آدی اُٹر کر ہمارے سامنے کھڑا ہو گیاوہ چند کمیے باری باری ہمیں دیکھتا رہا، پھرسیتا کے چیرے پر

نظریں جماتے ہوئے بولا۔ ں بماے ہوئے جوں۔ ''میرا نام ہابوراؤ ہے سیتا دیوی.....انٹیلی جنس آفیسر ہابوراؤ۔''

یہ نام من کرمیرا دل اُنھیل کرحلق میں آگیا میں نے متوحش نظوں ہے اُس کی طرف دیکھااور پھرسیتا کی طرف دیکھنے لگا۔ اُس کے چہرے پر بھی ہوائیاں می اُڑ رہی تھیں!

OOO

پہراتفاق ہے میں دھونی پاڑے ہے گزرر ہاتھا کہتم لوگ نظرآ گئےمیں تم لوگوں کو وہیں پہراتفاق ہے میں دھونی پاڑے ہے گزرر ہاتھا اور پیچیا شروع کردیا۔ گریسرساگر پرجھی تمہارے قریب نہیں آیا۔ ملاقات کے لئے یہ بہترین جگہ تھی اس لئے میں نے اس موقع سے فائدہ اُٹھایا یا ایسا کرنے کی کوشش کرر ہاہوں۔'' ایسا کرنے کی کوشش کرر ہاہوں۔'' مہاری طرف و کیھتے ہوئے بولا۔''تمہاری میں چند کھے گہرے کہرے سانس لیتا رہا بھرائس کی طرف و کیھتے ہوئے بولا۔''تمہاری

میں چند کسے گہرے گہرے سالس لیتا رہا بھراس کی طرف دیکھے ہوئے بولا۔ تمہاری باتیں اب تک میری سمجھ میں نہیں آسکیں۔تم انٹیلی جنس آفیسر ہواور ہم ہندوستان کی پولیں، انٹیلی جنس آفیسر ہواور ہم ہندوستان کی پولیں، انٹیلی جنس آری اور ہرادار سے کوسب سے زیادہ مطلوب دہشت گرد لیکن دوئی کی با تیں ۔۔۔۔''
''اے میری غرض سمجھ لو!'' اُس نے میری بات کاٹ دی۔''ہندسر کار ہمیں چند ہزار روپ مہینہ پگار دیتی ہے اور ہم اپنی جانیں ہیلی پر لئے پھرتے ہیں۔ کئی بیوقوف مارے بھی جاتے ہیں۔ وہ کسی موقع سے فائدہ اُٹھانے کی بجائے اپنی جان دے دیئے کو ترجیح دیتے ہیں۔ لیک ہیں۔ وہ کسی موقع سے فائدہ اُٹھانے کی بجائے اپنی جان دے دیئے کو ترجیح دیتے ہیں۔ لیک ہیں اے کرانی (قربانی) یا آتما ہیا ہی ہیں۔اور میں ایسے لوگوں میں سے نہیں ہوں کہ جیون میں اے کہا ہیا ہمریان ہوئی میں آنے والے کسی سنہری موقع کو ضائع کر دُوں۔قسمت زندگی میں صرف ایک بارمہر بان ہوئی میں آنے والے کسی سنہری موقع کو ضائع کر دُوں۔قسمت زندگی میں صرف ایک بارمہر بان ہوئی

ہے۔وہ بار بارایسے مواقع نہیں دیتی۔'' ''تو گویا بیتمہارے لئے ایک سنہری موقع ہے جس ہےتم فائدہ اُٹھانا چاہتے ہو؟'' میں نے اُس کے چہرے پرنظریں جماتے ہوئے کہا۔

اں سے پہرے پر سریں مات ، دے ہو۔ ''ہاں'' وہ إدهر أدهر ديكھنے لگا، پھر بولا۔''ميراخيال ہے ہميں کسی جگه پر بيٹھ کراطمينان سے بات کرنی چاہئے۔ آؤ! وہاں بیٹھتے ہیں۔'' اُس نے ایک طرف ایٹیارہ کیا۔

ے بات کر کی چاہئے۔ آو! وہاں بیصے بیل۔ ۱۱ سے اپیک رسی مورہ پیک میں میں نے سیتا کی طرف دیکھا، اُس کی آنکھوں میں اُ بھون تیررہی تھی۔ ہم بابوراؤ کے ساتھ ایک ملی فی چل دیئے جس کے دامن میں تھوڑ ہے تھوڑ نے فاصلے پر جسل بوری، فردٹ، چنے ، میلیم اور ای قسم کی چیز وں کے مخصلے کھڑے تھے۔ بعض تخصلے والوں نے پیٹرومیکس جلالے تھے۔ وربعض تحصلوں پر میوب لائٹس لگی ہوئی تحسی جنہیں جلانے کے لئے جزیر موجود تھے۔ بعالیم مستقل طور پر بہیں رہتے تھے اور ان کے مالکوں نے اپنے لئے بوریا بسترکا بندو بست بھی کر مطیعہ مستقل طور پر بہیں رہتے تھے اور ان کے مالکوں نے اپنے لئے بوریا بسترکا بندو بست بھی کر

رما سات میں نے ادھر اُدھر دیکھا، بہت ہے لوگ غروب آ فتاب کے دلفریب نظارے کے بعد واپس جارہے تھے اور بہت ہے لوگ اُن ٹھیلوں کے آس پاس پینچوں پر بیٹھے ناوُ نوش سے لطف اندوز ہورہے تھے۔

ر مدور ہور ہے ہے۔ اچا تک ہی میرے ذہن میں ایک اور خیال اُمجرا۔ انٹیلی جنس آفیسر بابو راؤ میٹھا بن کر جمارے گردکوئی جال تو نہیں بن رہا؟ ایسا تو نہیں کہ اُس کے چھاور ساتھی بھی آس پاس موجود موں اور بابوراؤ اس بات کا منتظر ہو کہ تفریح کے لئے آئے ہوئے لوگ واپس چلے جائیں اور ہ لوگ ہمیں گھیرلیں لق و دق صحرا میں وہ ہمیں آسانی ہے گولیوں کا نشانہ بنا تھے تھے۔ بین

بېرحال اگراليي كوئى كارروائى موئى توكم از كم بابوراؤ تو زنده نېيىن چ سكے گا۔

ہم بھیل پوری والے ایک ٹھیلے کے قریب آ گئے۔ ایک بینج پر ایک جوان عورت اور ایک آدمی بیشا ہوا تھا۔ اُن کے ساتھ چھ سات برس کی عمر کا بچہ بھی تھا۔ را جیو، شو بھا اور کلینا ہمارے ساتھ ساتھ تھیں۔ اُن کے چیروں پر ہلکاسا خوف نمایاں تھا۔

بابوراؤ بینج اُٹھا کر ٹھیلے ہے کچھ دُور لے گیا۔ اُس نے راجیووغیرہ کوٹھیلے کے قریب ہی بیٹھنے کوکہا اور مجھے اور سیتا کواُن بینچوں پرالگ لے گیا۔ اُس نے سب کے لئے بھیل پوری کا آرڈر بھی رہے رہ اِٹھا

جینے پر بیٹے سے پہلے میں نے إدھراُ دھر دیکھا۔ وسیع وعریض علاقے میں جگہ جگہ کھڑے ہوئے ٹھیلوں پر بیٹے والا ہمارے ہاتھوں ہوئے ٹھیلوں پر بیٹے والا ہمارے ہاتھوں میں منگل کا سمال تھا۔ ٹھیلے والا ہمارے ہاتھوں میں ہمیل پوری کی بلیٹیں تھا کر چلا گیا۔ میں اور سیتہ ایک بیٹے پر بیٹے تھے اور بابو راؤ ہمارے سامنے دوسرے بیٹے پر۔اُس کا چیرہ روثنی کی طرف تھا۔

'' کیا میں اسے بلی چوہے کا کھیل سمجھوں یا''

'' دنہیں مسٹر شمروز!'' اُس نے میری بات کاٹ دی۔'' میں نے کہا تھا نا کہ قسمت کی دیوی زندگی میں صرف ایک بارمہر بان ہوتی ہے۔ جھے بھی ایک بارموقع مل رہا ہے اور میں اس سے فائدہ اُٹھانا چاہتا ہوں۔''

رہ اٹھا نا چاہتا ہوں۔ '' فائدہ تو تمہیں اس طرح بھی پہنچ سکتا ہے کہ ہمیں پکڑ کر قانون کے حوالے کر دو۔'' میں ک

''اس ہے کیا ہوگا۔۔۔۔؟''وہ میری طرف دیکھتے ہوئے بولا۔''میرے عہدے میں ترقی ہو جائے گا اور اس کے ساتھ بہادری کا ایک سرٹیفکیٹ مل جائے گا اور اس کے ساتھ بہادری کا ایک سرٹیفکیٹ مل جائے گا۔لیکن میسرٹیفکیٹ مجھے زندگی کی وہ آ سائشیں مہیا نہیں کر سکتا جن کی ایک انسان تمنا کر سکتا ہے ''

" دلیکنتم ایک ذمه دارآ فیسر جوتمهارے فرائض

'' یہ کھار ہے دومسٹر شمروز!'' اُس نے میری بات کاٹ دی۔'' وہ لوگ بیوتو ف ہوتے ہیں۔ بوفرض کی ادائیگی کے لئے اپنی ہتیا کر لیتے ہیں۔''

بابوراؤ کا یہ جواب میرے گئے انو گھانہیں تھا۔ اس سے پہلے میں لودروا کیمپ کے سکیورٹی انچارج جگل ٹاتھ سے بھی ایسی با تیں سن چکا تھا۔ وہ سیتا کے حسن و شباب پر مر منا تھا اور محش ایک رات اُس کے ساتھ گزار نے کے لئے ہمارے ہاتھوں کیمپ کی تابی بھول جانے کو تیار تھا۔ اُس سے بہلے بھی ایسے بہت سے اوگ میر کی نظروں میں آپھے تھے۔ ہنو مان گڑھ میں ''را'' کے اُس سے بہلے بھی نہیں بھول سکوں گا جس نے گیٹ ہاؤس میں چوری چھنے سیتا سے اُس ایک بٹ میں اُس کی لاش ملی تھی۔ ملاقات کی تھی اور اگلے روز صبح گیٹ ہاؤس کے عقب میں ایک ہٹ میں اُس کی لاش ملی تھی۔ ملاقات کی تھی اور اگلے روز صبح گیٹ ہاؤس کے عقب میں ایک ہٹ میں اُس کی لاش ملی تھی۔

طرف و مکھتے ہوئے کہا تھا۔ ''الی صورتحال میں تم لوگوں کے لئے بہتر یبی ہے کہ جتنی جادممکن ہو سکے یہاں سے نکل جاؤاور میں تمہیں موقع دے رہا ہوں۔''

" تم ہماری محبت میں تو بیرسب کچھ نہیں کر ہے۔" میں نے ایک بار پھراُس کے چبرے پر

نظرین کمادیں۔''مطلب کی بات کروکیا چاہے ہو؟''

بابوراؤ چند بلیح میری اور سیتا کی طرف د یَهما ر با پهر بولایه میری گازی بو کهران

" بو کھر ان؟ " میں نے چونک کراُس کی طرف دیکھا۔" ابھی تم ہمیں سرحدیا ربجوائے کی بات کررہے تھے۔ادر پوکھران تو سرحد کی طرف نہیں ہے۔ بیتو مخالف سمت میں ہے۔۔۔۔۔

ہم تو اور اندر کی طرف طلے جائیں گے۔'' ''شبہ ہے کہتم لوگ اُس طرفِ سے سرحد پار کر کے سندھ میں داخل ہونے کی کوشش کرو

مے۔ اس کئے تقر کی سرحد پر کڑی نگرانی شروع کر دی گئی ہے۔'' بابوراؤ نے جواب دیا۔ ''پوکھران سے میراایک آ دی تم لوگول کوانو پے کڑھ یا چندی کڑھ تک پہنچا دے گا۔ وہاں ہے تم اوگ آسائی سے بنجاب کی طرف نکل کتے ہو۔ پنجاب سے سرحد پارکرناتم لوگوں کے لئے

مشکل نہیں ہوگا۔'' " و کھر ان تو بہاں سے زیادہ فاصلے پر نہیں۔ زیادہ سے زیادہ ایک سومیں کلومیٹر ہوگا تم **ا بی گاڑی خود کیوں نہیں لے جا کئتے ؟ اور پھراس گاڑی میں ایسی کیا بات** ...

" تتمهارے لئے یہ جاننا ضروری میں کہ اس گاڑی میں کیا خاص بات ہے۔ " بابوراؤ نے مرى بات كاث دى- "اور گاڑى ميں خود كيوں تبيل لے جانا چاہتا؟ تمہيں اس سے بھى كوئى غرض مبیں ہوتی چاہئے۔لیکن بہر حال! یہ تمہارے لئے ایک بہت اچھا جائس ہے۔ اور تم اوگ ال سے فائدہ اُٹھا سکتے ہو۔''

"اس بات کی کیا ضانت ہے کہ ہمارے ساتھ کوئی ، ھوکہ نہیں موگا؟" میں نے اُس کے چ*یرے پرنظریں جم*ادیں۔ ''ضانت تو اِس بات کی بھی مہیں کہ یہال سے اُٹھنے کے بعدتم لوگ اینے گھر تک پہنچ سکو مے۔''اُس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" محمل ہے ، میں نے گہرا سائس لیتے ہوئے جواب دیا۔ " بمیں تمہاری یہ پیشکش معطور ہے۔ ہمیں کب جانا ہوگا؟''

" میں کل شام تک مہیں بتاؤوں گا۔" بابوراؤنے جواب دیا۔ "شہرے باہر جانے والوں کو می بری تحق سے چیک کیا جارہا ہے۔ جو تحص اپنی شاخت پیش نہیں کرسکتا أے روك ليا جاتا ہے۔ اور اُس کے بارے میں تصدیق ہونے کے بعد بی جانے کی اجازت دی جاتی ہے۔ ہول اور شرینوں سے سفر کرنے والے مسافروں کو بھی بردی حق سے چیک کیا جاتا ہے۔ میں تم

ہاری طرف دوتی کا ہاتھ بڑھار ہاتھا۔اس کا مطلب تھا کہ بازی اُو کچی تھی۔اور میں سوچی رہاتھا کہ جولوگ قومی مفادات پر ذاتی مفادات کوتر بچے دیے ہیں اُن کا کر دار کیا ہوگا۔ "أس رات مهاراجِه كلب مين جميل وكم كرتم نے كيت مجھ ليا كه ميں سيتا ہوں؟" سيتا نے بابوراؤ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ باتوں کے ساتھ ساتھ ہم بھیل پوری بھی کھاتے جا

وہ بھی سیتا کے ساتھ ایک رات گز ارنے کا خوابش مند تھا۔ اوراب انٹیلی جنس آفیسر بابوراؤ. یہ بھی کسی موقع سے فائدہ اُٹھانا جاہتا تھا جس کے لئے وہ ہمیں نظر انداز کرنے کو تیار تھا بلکہ

۔۔ میں انٹیلی جنس میں ہوں۔اورتم بھی انٹیلی جنس میں رہ چکی ہو۔'' بابوراؤ نے جواب دیا۔ ''تیہاری فائل میں تمہاری تصویر بھی موجود ہے جس کی کا بیاں بنا کر ایجنسی کے فیلڈ آفییروں میں تقسیم کی گئی ہیں۔میرے پاس بھی تہاری ایک تصویر موجود ہے۔اُس رات میں نے تمہیں د يكها تو چونك گيا تھا۔تمهارا حليه اگر چه بدلا ہوا تھا۔ آنھوں كى رنگت مختلف تھى كيكن مجھے شبہ ہوگيا

تھا۔اورا گلے روز جب انسپکٹر وشوا ناتھ کی لاش ملی تو مجھے یقین ہو گیا کہ وہ تم ہی تھیں اور تمہارے ساتھشم وزتھا۔'' ''جس رات تم نے ہمیں مہارِ اجبر کلب میں ویکھا تھا اس سے ایک رات پہلے ہمیں بھی تمہارے بارے میں کچھ بھنک مل کئی تھی۔ یا یوں کہو کہ جمیں تمہارا نام معلوم ہو گیا تھا۔'' میں

''اوہوہ کیے؟''اُس نے چونک کرمیری طرفِ دیکھا۔

'' اُس روز لودروا کے مندر میں تہہ خانے اور خفیہ سرنگوں کا انکشاف ہوا تھا اور جگل ناتھ اور دوسرے سکیورنی گارڈز کی لاشیں ملی تھیں۔ اورتم نے اپنے ماما مسٹر راؤ کو اس بارے میں بتایا تھا۔'' میں نے کہا۔ ''اوہ . تو تم میرے ماما کو جانتے ہو؟'' اُس نے چیعتی ہوئی نظروں سے میری طرف دیکھا۔ '' تمہارے ماما سے میری دِوتی اُسی روز ہو کئی تھی جب ہم جیسلمیر مہنچے تھے۔'' میں کے

حھوٹ بولا۔اس طرح میں اُسے سی اور چکر میں ڈالنا جا بتا تھا۔ " بہر حال میں نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ " میں یہ بیس بوتھوں گا کہ جارے ہاتھوں ہونے والی تباہیوں کونظر انداز کر کے تم کیا فائدہ اُٹھانا چاہتے ہو۔۔۔۔نیکن پیضرور جانثا چاہوں گا کہ ہم ہے کیا کام لینا جائے ہو؟"

'' میں تم لوگوں کو اس ملک ہے فرار ہونے کا موقع دینا جا ہتا ہوں۔'' اُس نے باری باری ہم دونوں کی طرف دیکھا۔''پولیس اور تمام ایجنسیوں کے تمام ایجنٹ شکاری کوں کی طرح تم لوگوں کو تلاش کررہے ہیں ہم لوگ زیادہ عرصہ تک چھے ہیں رہ سکو گے۔ جیسلمیراور جے بِور میں تمہارے تمام رشتے داروں کے گھرول کی تگرانی ہور ہی ہے۔'' بیآ خری جملہ اُس نے سینا کی

لوگوں کو کاغذات بنوا زُوں گا اورتم لوگوں کو یہاں ہے نگلنے میں پریشانی نہیں ہوگی۔'' ''ٹھیک ہے۔۔۔۔'' میں نے کہا۔'' کل کہاں ملاقات ہوگی؟''

'' دھوتی پاڑے کی مین سٹریٹ پرجمبئی ہوٹل کے نام سے ایک مارواڑی کاریسٹورنٹ ہے۔'' بابوراؤ نے کہا۔'' مارواڑیوں کے ریسٹورنٹ عام طور پرنہایت تھرڈ کلاس اور گھٹیافتم کے ہوتے ہیں۔ان ریستورانوں میں چرسیوں اور موالیوں کی بھر مار ہوتی ہے اور ہم جیسا کوئی شریف آ دی وہاں قدم رکھنا بھی پندنہیں کرتا ۔لیکن جمبئی ہوٹل ایئر کنڈیشنڈ اور بڑا اچھاریسٹورنٹ ہے۔ میں کل شام ٹھیک سات بج تمہیں وہاں ملوں گا۔اور تم الکیلیآ ؤگے۔''

''وٰن ……!'' میں نے اُس سے ہاتھ ملایا۔''لیکن ایک بات ذہن میں رکھنا ہم تو اپنی جان ہقیلی پر لئے بھر رہے ہیں،موت سے نہیں ڈرتے لیکن اگر ہمارے ساتھ دھوکہ ہوا تو تم بھی زندہ نہیں بچ سکو گے۔''

''مجھے اپنا جیون بہت پیارا ہے۔'' بابوراؤ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔'' میں بھی کچھ لے ''مجھے اپنا جیون بہت پیارا ہے۔'' بابوراؤ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔'' میں بھول۔'' کر یہاں ہے بہت دُورنکل جانا چاہتا ہوں، تاکہ باقی زندگی آرام اور سکون سے گزار سکول۔'' میں جواب دینے کی بجائے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ یہ دیرانہ اب دیرانہ لگنے لگا تھا۔ تقریبا سب ہی لوگ جا بچکے تھے۔ بہت سار مے تھیوں کی بتیاں بھی بچھ بچکی تھیں۔ اِکا دُکا لوگ ہی رہ گئے تھے۔ میں بھی اُٹھ کر کھڑا ہوگیا۔

کئے گئے۔ یں می اہر طرح ہو ہوئے۔ ''میک ہے مسٹر بابوراؤ!'' میں نے اُس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔'' میں کل شام سات بجے بمبئی ہوئل میں تمہاراانظار کروں گا۔''

سات بے بی ہوں یں مہارا رصاد روں اور اور اور اور اور اور خطیے والے کو پیسے دے کر راجیو وغیرہ خطیے والے کو پیسے دے کر دوسری طرف چل دیئے جہاں ہماری کرائے کی دوسری طرف چل دیئے جہاں ہماری کرائے کی گاڑی کھڑی تھی۔ ڈرائیور ہمارا منتظر تھا۔ ہم گاڑی میں بیٹھ گئے تو اُس نے انجن شارٹ کر کے گاڑی آئے بڑھادی۔ وہاں چندگاڑیاں ابھی تک کھڑی تھیں۔ میں نے ویرانے میں ادھراُدھر دیکھا۔ بابوراؤ نظر نہیں آیا۔ وہ اندھیرے میں مدتم ہو چکا تھا۔

و پھا۔ بابوراو سربیں ہیا۔ وہ معدیر سے میں مدامت ہوئے۔ جب ہم شہر میں داخل ہوئے تو ابھی صرف نو ہی ہج تھے۔ ہم نے ایک موڑ پر کرائے گ گاڑی چھوڑ دی اور مختلف راستوں ہے ہوتے ہوئے دھو بی پاڑے کی طرف روانہ ہوگئے۔ ہیں نے اس بات کا خیال رکھا تھا کہ ہمارِ اتعیا قب تونہیں کیا جار ہا؟

ے ہی بات موں اسلامی کا میں ہوئی ہوئی ہے۔ میں نے ہم رائے بھر خاموش رہے۔ کیکن گھر بہنچتے ہی سب اپنی اپنی بولیاں بولنے لگھے۔ میں نے اور سبتا نے راجیو وغیرہ کواصل بات نہیں بتائی تھی کیکن اس بات پرسب ہی کو حیرت تھی کہ ایک انٹیلی جنس آفیسر نے ہمیں کیسے چھوڑ دیا تھا؟

ا یک کا بیسرے یں بیے ہو روٹی شوبھا اُٹھا کر باور چی خانے میں چل گئ تھی۔ کچھ در بعد وہ چائے بنا کر لے آئی تو ^{میں} مسکرائے بغیر نہیں رہ سکا۔ہم اُس وقت واقعی چائے جیسی کسی چیز کی طلب محسوں کررہے تھے۔

ہوک سی کوئییں تھی۔ بھیل پوری ہے ہی پیٹ بھر گیا تھااس لئے کسی نے کھانے کے بارے میں موجا بھی نہیں - چائے کے بارے میں موجا بھی نہیں اوگ ایک ہی کمرے میں بیٹھے با تیں کرتے رہے۔

بارہ بیج کے قریب شوبھا اور راجیواُ ٹھ کر اپنے کمرے میں چلے گئے۔ سیتا اور کلینا دونوں ایک کمرے میں سوتی تھیں اور میں الگ کمرے میں سوتا تھا۔ جس کمرے میں ہم بیٹھے ہوئے مجے دہ اُن دونوں کا تھا اور کلینا چاریائی پرلیٹی اوکگھر ہی تھی۔

ایک بجے کے قریب میں آپنے کمرے میں آیا تو سیتا بھی میرے پیچیے ہی چلی آئی۔ میں ہار پائی پر کروٹ کے بل لیٹا ہوا تھا وہ میرے سامنے کری پر بیٹھ گئی اور ہم انٹیلی جنس آفیسر بابو راؤ کے بارے میں ماتیں کرنے لگے۔

''میرا خیال ہے ادھربھی کوئی بہت اُونچا کھیل کھیلا جار ہا ہے'' سیتا کہدرہی تھی۔''اور ہاپوراؤ کچھ لے کراس کھیل سے لکلنا چاہتا ہے۔''

"اور وہ 'کچھ' بھی اتنا کچھ ہوگا کہ وہ پوری زندگی عیش و آرام سے گزار سکے گا۔ " میں نے کہا۔ "کیان سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ اس کھیل سے نکلنا چاہتا ہے تو ہمارا سہارا کیوں لے رہا ہے؟ اور وہ اپنی کار ہمارے ذریعے یہاں سے بو کھر ان کیوں بھیجنا چاہتا ہے؟ کیا وہ سب کچھاس کار میں ہوگا جس کے لئے وہ یہاں سے فرار ہونا چاہتا ہے؟ نوٹوں سے بھری ہوگی اور ایسی چیز؟"

''وہ اتنا بیوتوف نہیں ہے۔'' ستا نے مسکراتے ہوئے کہا۔'' کہ نوٹوں سے بھری ہوئی ادیاں اورسونا ہمارے ذریعے یہاں سے باہر بھیجے۔ کار میں یقینا کوئی ایسی چیز ہوگی جس کے وفن وہ بعد میں کسی اور جگہ نوٹوں کی بوریاں یا سونا وصول کر سکے گا۔''

''اوہ……!'' میں چونک گیا۔'' کار میں یقینا کوئی الیی چیز ہوگی جے وہ خودنہیں لے جانا پاہتا۔ مثلاً کوئی بہت ہی اہم راز …… وہ کار ہمارے ذریعے بھجوانا چاہتا ہے تا کہ ہم پکڑے ہائیں تو سارا:لزام ہم پرگرے کہ ہم سرکاری راز لے کر بھاگ رہے تھے۔مطلوب تو ہم پہلے فاہیں۔اس بات پر بڑی آسانی سے یقین کرلیا جائے گا۔''

''یقینا ایسی بی بات ہوگ۔'' سیتا نے کہا۔''اور ہمارا جیسلمیر سے پو کھر ان کا سفر ہمارے نون کا آخری سفر بھی ثابت ہوسکتا ہے۔''

''اور میں نہیں چاہتا کہ کلینا اور را جیو وغیرہ اس سفر میں ہمارے ساتھ ہوں۔'' میں نے کہا۔ 'اجیوتو اپنا کوئی بند و بست کر سکتا ہے لیکن کلینا کے لئے پریشان ہوں۔ وہ بہت معصوم لڑکی ہے، لا دنیا میں اُس کا کوئی نہیں ہے۔اگر وہ اگیلی رہ گئی تو خونخو ار بھیڑ ئے اُسے کھا جائیں گے۔'' ''کلینا کو میں بھی اکیلینہیں چھوڑ نا چاہتی ۔لیکن صور تحال اب تبدیل ہو چکی ہے۔' سیتا نے المہ''ہم زمینی حقائق سے منہ نہیں موڑ کتے اور نہ ہی ہم کسی خوش قبی میں مبتلا رہنا چاہتے ملا' وہ چند لمحوں کو خاموش ہوئی پھر بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگی۔''بابوراؤ نے ٹھیک ہی

کہا تھا۔ ہمارے گرد گھیرا تک ہوتا جار ہا ہے۔اب یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ ہم جیون بھرایک مکان کی حیار دیواری میں محصور رہیں ۔ اور اس بات کی بھی حنانت نہیں ہے کہ ہم کسی ایک جگہ برمقد رہ کر بھی محفوظ رہیں گے۔ہم ہندسر کار کو یہاں نا قابل تلافی نقصان پینچا چکے ہیں۔تین اسرائیلی ا یجنٹ جاریے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں اور تم ان یہودیوں کی فطرت ہے اچھی طرح واقف ہو۔ دنیا میں کہیں ان کا ایک آ دمی بھی مارا جائے تو جب تک وہ کم از کم سو بے گناہوں کوموت کے گھاٹ نہ اُتار دیں چین سے نہیں بیٹھتے ۔فلسطین اور لبنان میں یبی سب کیچھ ہورہا ہے۔ بھارت ہے اسرائیل کے دوستانہ تعلقات ہیں یبال تو اسرائیل اپنی اس پالیسی پڑمل پیرا نہیں ہوسکتالیکن اپنے آ دمیوں کے قاتلوں کی گرفتاری کے لئے وہ بھارت سرکار پرزیادہ ہے زیادہ د باؤ ڈالے گا۔ کیمپ کی تاہی کے سلسلے میں تمہارا نام سامنے آچکا ہے۔ تمہاری تلاش میں كونى كسرنبين چھوڑى جائے كى۔ اس كئے يبال ربنا اب جارے كئے ممكن تبين بابوراؤ نے تھیک کہاتھا۔ ہمیں جلد سے جلدیہاں سے رخصت ہو جانا چاہئے۔ یہ درست ہے کہ وہ اپنے سمی بڑے مقصد کے حصول کے لئے ہمیں استعال کرنا جا ہتا ہے اور ہمیں فرار کا ایک راستے بھی دکھار ہاہے ۔لیکن ہم اُس کے منصوبے پڑھل نہیں کریں گے۔''

'' کیا مطلب....؟''میں نے اُنجھی ہوئی نظروں ہے اُس کی طرف دیکھا۔ " بہم بو کھر ان ضرور جائیں گے۔" سیتانے جواب دیا۔ ' گاڑی اُس کے آ دمی کے حوالے کر

ے ہم اپناراستہ الگ کرلیں گے۔''

‹ لکینان لوگوں کا کیا ہوگا؟'' میرااشار ہ کلینا اور راجیو وغیرہ کی طرف تھا۔ ''میں ایک اور زخ پرسوچ رہی ہوں ''سیتانے کہا۔ میں سوالیہ نگا ہوں ہے اُس کی طرف و کھتار ہا۔ سیتا بات جاری رکھتے ہوئے بولی۔''میری ما تا جی کے ایک کزن باڑمیر میں رہے ہیں۔ وہاں اُن کی تھیتی باڑی ہے۔ہم راجیواور کلیناوغیرہ کو باڑمیر بھیج دیتے ہیں، بعد میں ہم بھی وہاں بہنچ جامیں گے۔ پاکستان کی سرحد وہاں سے زیادہ ؤور شیں۔ ہم راجیو اور شو بھا کو ہندوستان ہی کے کسی شہر کی طرف بھیج ویں گے اور کلینا کو لے کر پاکستان کی طرف نکل جائیں

گے۔ تم ایک تشمیری مجاہد ہو۔ پاکتان میں تمہارا بڑا نام ہے وہاں تمہیں ہاتھوں ہاتھ لیا میرے ساتھ چلے گی۔ ''لیکن تم نے شاید بابوراؤ کی باتوں پر توجہ نہیں دی تھی۔'' میں نے کہا۔'' اُس نے بتایا^{تھ ''}اگر کوئی دھو کہ بھی ہوا تو ہم میں سے کم از کم ایک تو پی جائے گا۔''

کے تھرکی سر مدکی کڑی تگرانی ہورہی ہے۔''

' سرحد بند بی کیوں نہ کر دی جائے ۔۔۔۔ اسمگلروں کے لئے ہمیشہ رائے کھلے رہتے تیں۔ سیتا نے مسکراتے ہوئے کہا۔'' ماما راجندر ناتھ کی ساری زندگی باڑمیر میں گزری ہے۔ وہ خو^{راہم}

تو نہیں لیکن ایسے لوگوں ہے اُس کے تعاقبات ضرور ہوں گے۔ وہ یقیناً ہماریِ مدد کریں گئے۔' '' تہباری داستان تو وہاں تک بھی پہنچ چکی ہوگی'' میں نے کہا۔' و ممکن ہے باڑ مبر ہم

بھی انٹی جنس کے آ دمی موجود ہوں۔اور و ہاں آنے جانے والے لوگوں پر نگاہ رکھی جارہی ہو۔ ہامکن ہے تمہارا ماما دلیش بھگت ثابت ہواورخود ہی ہمیں پولیس کے حوالے کر دے۔' ''مامارا جندر ناتھ ایسائہیں کرسکتا۔''سیتانے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔'' اُس کی ایک بیٹی میرے جاجا کے بیٹے سے بیابی ہوئی ہے۔ میرے ساتھ کسی تم کی زیادتی کر کے وہ اپنی بٹی کے جیون میں کا نے نہیں بچھائے گا۔''

''تو پھر؟''میں نے سوالیہ نگاہوں ہے اُس کی طرف دیکھا · ' كل صبح بى أنهيس با ژمير بھيج ديا جائے۔''سيتانے كہا۔

''اوراس دولت کا کیا کروگی؟''میں نے بوچھا۔

" پھوز بور ہم راجو کو دے دیتے ہیں، باقی اینے پاس رکھ لیں گے۔ سونا تو سرحد یار بھی ہارے کام آسکتا ہے۔''سیتانے جواب دیا۔

ہم پھھ دہریتک پروگرام بناتے رہے۔ پھرسیتا، راجیواور کلینا کو جگا کر لے آئی اور اُنہیں اپنا

راجیو، کلینا ادر شو بھامبنج سوہرے ہی گھر ہے رخصت ہو گئے ۔ اُنہیں جوز بورات دیے گئے تھےوہ کلینا اور شو بھانے پہن لئے تھے اور اُن پر کسی قسم کا شہبیں کیا جا سکتا تھا۔ یا بوراؤ نے بتایا

قا کہ شہرے باہر جانے والوں کو بھی چیک کیا جار ہا تھا۔ پولیس اور انٹیلی جنس کوسیتا اور شمروز کی تلاتی تھی۔ دونوں جوان اور حسین وخو برو تھے۔ اُن کے حلیے بھی پولیس اور انٹیلی جنس کو کسی حد تک معلوم ہو چکے تھے ۔لیکن کلینا،شو بھا اور راجیو میں سے کوئی بھی ان حلیوں یا معیار پر پورانہیں

اُرْ تا تھا۔ اس کئے تو فع تھی کہ اُنہیں شہر ہے نگلنے میں زیادہ دُشواری پیش نہیں آئے گی ۔ لیکن بہر حال ہماری بے چینی دو بہر تک برقر ار رہی۔اور دو پہر کے بعد ہم نے اپنے طور پر یقین کر لیا کہوہ خیریت کے ساتھ شہر سے نکل چکے ہوں گے۔

شام ساڑھے چھ بج میں باہر جانے کے لئے تیار ہوا توسیتا بھی ضد پر آگئی کہ دہ بھی

'' دونوں کا جانا مناسب نہیں ہوگا ۔۔۔،' میں نے سیتنا کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

سیتا بڑی مشکل سے ہیچھے رہ جانے پر تیار ہوئی تھی کیکن اُس کے چبرے کے تاثر ات کو دکھھ کر میں اندازہ لگا سکتا تھا کہ وہ میرے نصلے سے خوش نہیں ہے۔ اُس نے مجھے اس طرح انصت کیا جیسے یہ ہماری زندگی کی آخری ملاقات ہو۔

مین بازارزیادہ دُورہیں تھااور مجھے بمبئی ہوئل تلاش کرنے میں بھی زیادہ دُشواری پیش نہیں الل۔ یہ ریسٹورنٹ ایک بارونق سائیڈ اسٹریٹ کے کارنر پر واقع تھا۔ اس کا ایک درواز ہ سائیڈ

اسريث كي طرف بهي تعا-

یں رے بات ہوئے ہی میری نظرین سامنے گلی ہوئی کھڑی کی طرف اُٹھ گئیں۔ ٹھیک سات نج اندر داخل ہوتے ہی میری نظرین سامنے گلی ہوئی کھڑی کی طرف اُٹھ گئیں۔ ٹھیک سات نج رہے تھے۔صاف ستھراریسٹورنٹ تھا۔ گا بکوں میں جوان اورخوبصورت لڑکیاں بھی شامل تھیں جوابی بوائے فرینڈز کے ساتھ بیٹی ہوئی تھیں ۔ بدریٹورنٹ خاصا بڑا تھا اور سائیڈ اسٹریٹ والے دروازے ہے ذرا آ مے کیبن بھی تھے اور ہر کیبن کے سامنے پر دہ کھنچا ہوا تھا۔

بابوراؤ مجھے نظر مہیں آیا۔ میں سائیڈ اسٹریٹ کے دروازے کے قریب ایک ایک میز پر بیٹھ گیا جہاں سے دونوں طرف نگاہ رکھ سکتا تھا۔ میرے بیٹھنے کے فورا ہی بعد ویٹر بھی نازل ہو گیا اور میں نے اُسے جائے کا آرڈردے دیا۔

ابھی میں جائے لی رہا تھا کہ ایک ادھیر عمر عورت سامنے والے وروازے سے اندر داخل موئی۔ اُس نے عقابی نظروں سے ہال کا جائزہ لیا اور نیے تلے قدم اُٹھائی ہوئی میرے سامنے والی کری پرآ کر بیٹھ کی۔ وہ صورت ہی ہے فاحشد لگتی تھی اور اُس نے لیاس بھی کچھ ایسا پہن رکھا تھا كەلىي شرىغ آ دى كوأس كى طرف نگاه أٹھاتے ہوئے بھی شرم آ تی تھی۔

"م اكيلي بين بوربين مورب شريمان جي """ أس في ميري طرف ديكه كرمسرات

" آپ مجھے اکیلا ہی رہنے دیں شریمتی جی!" میں نے خشک کہج میں جواب دیا۔"میرا ایک دوست یہاں آنے والا ہے اور اُس کا تعلق بولیس سے ہے۔ ایبا نہ ہوتمہارے لئے کوئی

سمتاپيدا ہوجائے۔" اس کا چیره ہونق سا ہو گیا وہ ایک جھکے سے اُٹھ گی اور پھر وہ ریسٹورنٹ میں بھی نہیں زی میں ول ہی دل میں مشکرا دیا۔ ا

اور پھر وقت گزرتا رہااور میری بے چینی بڑھنے گئی بابوراؤ نے ٹھیک سات بجے کا کہاتھا اورسات نج کر چیس منٹ ہو چکے تھے۔میرے ساتھ کہیں دھو کہ تو نہیں ہور ہا؟ بابوراؤنے میرے ساتھ کوئی چال تو نہیں چکی؟ کلِ جب اُس نے ہمیں دیکھا تھا تو وہ اکیلا تھا ادر ہم پانچ تھے۔ ظاہر ہے وہ اکیلا ہم پر قابونہیں پاسکتا تھا۔ وہ ہمارے قریب آگیا اور اپنے ہارے میں

ایک فرصی کہانی سناڈالی۔اور میں دنیا کا سب سے بڑا ہوتوف تھا کہ اُس کہانی پریقین کرلیا۔ میرے پاس پیتول موجود تھااور مرنے ہے پہلے دو جار کوتو گراہی سکتا تھا۔سات نے کرتمیں من پر میں اُٹھ گیا۔ بل ادا کر کے ریسٹورنٹ سے نکلاتو مجھے آس باس کوئی غیر معمولی سرگری دکھائی نہیں دی۔ ویسے انٹیلی جنس والے اتنے بیوقوف نہیں ہوتے کہ اس قتم کی سرگرمی^{وں کو} دوسروں کی نظروں میں آنے دیں۔

میں إدهراُدهرد مکھتا ہواواپس چل پڑا۔ میں نے اگر چدایئے تعاقب کا خیال رکھا تھالیکن 🛪 شام کا وقت تھا۔ سڑکوں پرلوگوں کی آیہ ورفت تھی اور بیا نداز ہ لگانا وُشوارتھا کہان میں کوئی مبر

چھا کررہاہے یا نہیں؟

مكان كے سامنے بينج كر ميں تصفحك كيا وروازے پر تالا لگا ہوا تھا ميرے دل كى رھوكن ايك دم تيز ہوگئ _ يس مُر كر كلى ميں إدھر أدھر ديكھنے لگا۔ ايك طرف سے ايك آ دى اور رومورتیں آ رہی تھیں۔قریب چھنے کرائن میں سے ایک مورت میری طرف آگئی۔ ''حالی میرے یاس ہے....''

سیتا کی آوازی کریں اُٹھل پڑا۔ اُس کا چہرہ چزی سے ڈھکا ہوا تھااس لئے میں اُس کی مورت مبیں دیکھے سکا۔ اُس نے تالا کھولا اور ہم اندر داخل ہو گئے ۔ سیتا نے **ن**وراْ دروازہ بند کر کیا ۔ ادر مجھ سے لیٹ گئی۔

'' يركيا حركت تقى كهال گئ تقين تم؟'' مين نے يو چھا۔

"می مهمین اکیلے کیے چھوڑ دیت؟" بیتانے چرب پرے چزی ہٹاتے ہوئے کہا۔ ہم کرے میں آ گئے۔ سیتا نے چھولدار کیڑے کا گھا گھرا اور چولی پہن رہی تھی اور سرپر چزی اوڑ ھرتھی تھی۔اور پھراُس نے بتایا کہ میرے جانے کے چندمنٹ بعد ہی وہ لباس پہن کر میرے پیچھے نگل کھڑی ہوئی تھی اور جمبئی ریسٹورنٹ کے قریب سائیڈ سٹریٹ میں کھڑی ہو کر میری نگرانی کرنی رہی تھی۔ اُس کے کہنے کے مطابق میں ایک لمحہ کو بھی اُس کی نگاہوں ہے۔ اد بھل ہمیں ہوا تھا۔ اُس نے اُس فاحشہ عورت کو بھی دیکھا تھا جومیری میزیر آئی تھی اور جے میں نے بھگادیا تھا۔

"اگرکوئی گزیر ہوجاتی توتم کیا کرلیتیں؟" میں نے کہا۔

"دو چار کوتو گرا ہی دیتے۔"اُس نے کہتے ہوئے چولی میں چھپا ہوا پستول نکال لیا۔ یہ جگل **ناتھ کا پنتول تھا۔میرے یاس جو پستول تھا وہ بھی لودر دا کیمپ ہی سے مارا گیا تھا۔**

ہم ابھی باتیں کر ہی رہے تھے کہ باہر کے دروازے پر ہلکی می دستک کی آ وازین کر اُنچیل الاے ۔۔۔۔ '' بیکون ہوسکتا ہے؟ '' میں نے کہا اور اس کے ساتھ ہی میرے ذہن میں بابوراؤ کا خ**اِل اُنجرا تھا۔ دستک دینے کا انداز دوستانہ تھا۔ ا**گر کوئی گڑ بڑ ہوتی تو اس طرح ہلکی دستک نہ

ہم دونوں کمرے سے باہر آ گئے۔ سیتا پتول سنجال کر محن کے ایک تاریک گوشے میں بمک گئی۔ میں نے بھی اپنا پستول نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ اس دوران دستک کی آواز دوبارہ **بھری تھی۔ میں نے آ ہتلی سے درواز ہ کھول دیا اور دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا.....میرا** لغمازہ درست نکلا۔ وہ بابوراؤ ہی تھااور خالی ہاتھ تھا۔ اُس نے اندر داخل ہوتے ہی درواز ہ بند کردیا۔ میں اُس کے سامنے آگیا۔

"معاف كرنا دوست" وه ميرى طرف د كيهة موئ بولا-" مجهة تم سے ملاقات ك کے بیطریقہ اختیار کرنا پڑا،جس کے لئے میں معذرت جا ہتا ہوں۔''

مجھے صورتحال کا اندازہ لگانے میں دُشواری پیش نہیں آئی۔ وہ مجھ سے ملاقات کے لئے ریسٹورنٹ میں نہیں آیا تھا بلکہ دُور کھڑے رہ کر ریسٹورنٹ کی تگرانی کرتا رہا تھا اور پھر میرا تعاقب كرتا موايبال تك بنيج كياتها-

· میں نے ریسٹورنٹ میں تم سے ملاقات کرنا مناسب نہیں سمجھا ، وہ کہدر ہاتھا۔ ''اگر میں کل تم سے ملاقات کے لئے اس مکان کا پید بوچھتا تو تم بھی نہ بتاتے۔ اور کسی ریسٹورنٹ میں بیٹھ کر بات کرنا مناسب نہیں تھااس کئے مجھے پیطریقداختیار کرنا پڑا۔''

" آؤ اندر کمرے میں بیٹے کر بات کرتے ہیں۔ "میں نے کہا۔

ہم کمرے میں آئے تو سیتا بھی آئی۔اُس نے پہتول دوبارہ چولی میں چھیالیا تھا۔ " يتم دونوں كے كاغذات بيل بابوراؤ نے جيب سے دو كاغذ أكال كرميرى طرف بیڑھا دیئے۔ یہ وحید الدین اور رضیہ بیکم کے نام کے کاغذات تھے۔اور اس امر کی تقیدیق کی گئی تھی کہ بیہ دونوں جیسلمیر کےشہری ہیں۔ دونوں کاغذوں پرکوتوال کیمُمہر اور کو توال کے دستخط بھی

" يكاغذات مسلم نامول سے اس لئے بنوائے گئے ہیں كداب شہر میں مسلمان بھی كثير تعداد میں آباد ہیں۔اور پوکھران میں تم جس تحص کوملو کے وہ بھی مسلمان ہے۔ میں تہہیں اُس کے بارے میں تفصیل ہے بتا دُوں گا۔ ویسے راجستھان کے ہرچھوٹے بڑے شہر میں مسلمان بڑی

تعداد میں آباد ہیں۔ نسی مسم کی چیکنگ کے وقت مسلمان عورتوں کوزیادہ پریشان نہیں کیا جاتا۔'' بابوراؤ کے خاموش ہونے پر میں نے اور سیتا نے ایک دوسرے کی طرف ویکھا اور پھر سیتا اس سے مختلف سوالات کرنے لگی۔

د ہمیں کب جانا ہوگا اور گاڑی کہاں ہے؟ ' میں نے پوچھا۔

'' گاڑی صبح تمہیں اپنے مکان کے دروازے پر کھڑی ملے گی۔ اُس میں جابی بھی ^{آگی ہو} کی۔ نیلے رنگ کی سیڈان ہے۔ تم لوگ مبح ٹھیک سات بجے یہاں سے روانہ ہو جاؤ گئے۔'' ابو

راؤنے جواب دیا۔

'' میک ہے'' میں نے سر ہلا دیا۔ اس دوران سیتا کمرے سے چلی گئی تھی۔ اور تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ جائے بنا کر لے آئی۔ اِب ہمیں یقین ہو گیا تھا کہ بابوراؤ نے اپنے بارے

میں جو کچھ کہا تھا وہ درست تھا وہ واقعی کسی بہت خطرناک کھیل میں پھنسا ہوا تھا اور اپنے آپ کواس سے نکالنا جا ہتا تھا۔ اگر ہمیں بھاننے کے لئے کوئی چکر چلایا ہوتا تو اب تک ہمارا

قصہ تمام ہو چکا ہوتا۔ لیکن بابوراؤ کے بارے میں ہمارے شبہات بے بنیاد نکلے اور معاملہ جوں

'' پو کھرِ ان میں تم جس شخص ہے رابطہ کرو گے اُس کا نام سلامت علی ہے۔'' بابوراؤ ^{نے} عائے کی چسلی لیتے ہوئے کہا۔'' وہ تمہیں پو کھران کے مین بازار میں واقع کالی بھون ریسٹور^ن

میں ملے گا۔ اُس سے رابطہ کرنے کے بعدتم لوگوں کو کوئی خطرہ نہیں رہے گا۔' وہ چندلمحوں کو فاموش ہوا پھرسلامت علی کے بارے میں تفصیل ہے بتانے لگا۔

گیارہ بیج کے قریب بابوراؤ چلا گیا میں اُسے رخصت کرنے کے بعد دروازہ بند کر ے واپس آیا تو سیتا والہانہ انداز میں مجھ سے لیٹ کئی۔

"سارے سنگھٹ وُور ہو گئے" وہ بولی۔"اب آخری مرحلہ رہ گیا ہے۔ جیسلمیر سے لکنے کے بعد کوئی ہمارا راستہبیں روک سکے گا۔''

میں این آپ کوچھڑانے کی کوشش کرنے لگالیکن سیتا مجھے لے کر جاریائی پرگر گئی! ہم اگر چەرات كودىر تك جا گتے رہے تھے كين صبح ساڑھے يانچ نچے آئكھ كُل گئي۔ سيتا فوراُ ی کمرے ہے نکل کئی اور میں کچھ دیر بستر پر پڑا اینٹھتا رہا۔ اور پھر اُٹھ کر میں نے بھی تیاری فروع کر دی۔ مندر کے تہہ خانے سے ملنے والے زیورات، سونے کی مورتیاں وغیرہ ایک موٹ کیس میں ڈال کر اُوپر کیڑے ڈال دیئے۔ ناشتہ کرنے کے بعد سیتا بھی تیار ہوگئی۔لباس کے حوالے سے اس وقت اُس نے ساڑھی کا انتخاب کیا تھا اور اُس کا پلوسر پر ڈال رکھا تھا۔ ۔ ٹھیک سات بجے میں نے بیرونی دروازہ کھول کر باہر جھا نکا کی میں لوگ آ جارہے تھے اور

میتا کوکار کے بارے میں بتایا۔ چندمنٹ بعد ہم مکان سے نکل آئے دروازہ بھیڑ کریا ہر سے کیڈا گادیا اور کار کی طرف أگئے۔ کار کے دروازے لاک نہیں تھے۔ النیشن میں جالی تلی ہوئی تھی۔ میں نے ڈرائیونگ میٹ سنجال لی۔ سیتا ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ میں نے ڈیش بورڈ کا جائزہ لیا۔ فیول بتانے والاميمر بتار باتھا كيميكى بحرى موئى تھى _ستانے سوك كيس چھلى سيك بر دال ديا تھا۔ ميس نے پھے مُوکر دیکھا، بچھلی سیٹ پریانی ہے بھرا ہوا ایک مشکیزہ بھی رکھا ہوا تھا۔ میں سیدھا ہو کر بیٹھ كيا۔ انجن اسٹارٹ كرنے كے لئے النيشن كى طرف ہاتھ بر هايا تو فورا بى ايك خيال ذہن ميں

وردازے سے چند گزآ کے نیلے رنگ کی ایک خوبصورت سیڈان کھڑی تھی۔ میں اندرآ گیا اور

المرااور میں نے ہاتھ پیچھے ہٹالیا۔ "كيا بوا؟" سيتان أنجهي بوئي نظرون سے ميري طرف ديكھا۔

" عانی تھماتے ہی اگر کار دھاکے ہے أُرْکُی تو؟" میں نے اپنے خدشے کا اظہار کیا۔ "الِّينَ كُوكَى بات مونى موتى تو بهت يہلے مو چكى موتى ـ"سيتانے كبا-"تم الله كا نام لے كر

میں نے اُنگلی اور انگو مے کی چنگی میں جالی پکڑ کر اللہ کا نام لیتے ہوئے اُسے گھما دیا پہلی **لُاک**وشش میں انجن جاگ اُٹھا۔ کوئی دھا کہ نہیں ہوا۔ میں ابجن کو گیئر میں ڈ ال کر گاڑی کوحر کت م كم لے آیا۔ سیتنا مجھے راستہ بتاتی رہی اور میں كار كومختلف گلیوں اور سر كوں پر گھما يتا ہوا بالآخر أس لاک پرنکل آیا جوشبر کے نواتی علاقے ہے ہوتی ہوئی پو کھران کی طرف چلی گئی تھی۔

شہر سے تقریبا ایک میل باہر چیک پوسٹ پر مجھے گاڑی روک دینی پڑی۔ہم سے آگے ایک
بس اور دو کاریں تھیں۔ یہ چوکی عارضی طور پر قائم کی گئی تھی۔ سڑک پر بیریئر لگا دیا گیا تھا جم
کے دونوں طرف مسلح پولیس والے کھڑ ہے تھے۔ ایک طرف سڑک سے ذرا ہٹ کرایک خیر بھی
لگا ہوا تھا۔ سیتا نے ساڑھی کا پلوسر پر دو بیٹے کی طرح درست کرلیا۔ اُس نے حلیہ بدلنے میں پکھ
مخت کی تھی۔ آنکھوں پر تاریک شیشوں والا چشمہ بھی لگا ہوا تھا۔
اگلی گاڑیوں سے فارغ ہوکر ایک انسپکڑ میری طرف آگیا اور مجھ سے مختلف سوالات کرنے
اگلی گاڑیوں سے فارغ ہوکر ایک انسپکڑ میری طرف آگیا اور مجھے سے مختلف سوالات کرنے

لگا۔ میں نے وہ کاغذات اُس کی طرف بڑھادیئے۔ '' آپ دونوں نیچے اُتر آئے۔۔۔۔۔گاڑی چیک کی جائے گا۔''انسپکٹر نے کہا۔ میں نیچے اُتر آیا۔ سیتا اپنی طرف کا دروازہ کھول رہی تھی کہ خیمے سے ایک آدمی کو برآ کہ ہوتے دیکھ کرمیں چونک گیا۔۔۔۔۔وہ انٹملی جنس آفیسر بابوراؤتھا۔

پویک میں ہستوں ہیں ہوگا ہوگا ہوں ہوا ہوا جانے دوانہیں۔گاڑی چیک ''ارے نارائن ۔۔۔۔۔ان دیوی جی کو کیوں پریشان کرتے ہو؟ جانے دوانہیں۔گاڑی چیک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔'' اُس نے قریب آگرانسپکٹر سے کہا۔

''انسکٹر نے کہا۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوا دوبارہ گاڑی میں بیٹھ گیا اور انجن اسٹارٹ کر دیا اور گاڑی ایک جھٹے ہے آگے بڑھا دی۔ سڑک پختہ اور بہت شاندار تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ ریلوے لائن بھی تھی جو

پوکھر ان، رام ڈیوڑی اور بھالوری ہوئی ہوئی جودھ پوری طرف چلی گئی ہی۔ آئھ نج چکے تھے۔ دُھوپ میں ابھی ہے تیزی آگئی تھی اور پیش بڑھتی جارہی تھی۔ میں نے کارکی رفتار بڑھادی اور اطراف میں دیکھنے لگا۔ تا حدنگاہ لق و دق صحرا بھیلا ہوا تھا جہال کہیں کہیں جھوٹی پہاڑیاں بھی نظر آرہی تھیں ۔ لیکن کہیں معمولی ساسبزہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

شروع میں چندمیل تک تو سڑک بے حدصاف اور ہموارتھی۔لیکن آگے خاصی ٹوٹ پھوٹ نظر آرہی تھی۔کارکومسلسل ملکے ملکے دھچکے لگ رہے تھے۔ سیتا سامنے دیکھتے ہوئے بتارہی تگ کہ تقریباً پینتالیس میل آگے چندن نام کا ایک قصبہ ہے جوریلوے ٹیشن بھی ہے۔ چندن سے پنیٹے مکلومیٹر آگے بوکھر ان ہے۔لیکن ہمیں بوکھر ان پہنچنے سے پہلے ہی وہاں سے نکلنے کی کوئی

منصوبہ بندی کرتی ہوئی۔ کافی دیر خاموثی رہی۔ میں نے گردن گھما کرسیتا کی طرف دیکھا۔اُس کی پیشانی پینے سے ترتھی اور چہرے پر دحشت بھی نمایاں تھی۔ میرے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ آگئ۔ بیں سامنے سڑک کی طرف دیکھنے لگا جوصحرا میں سانپ کی طرح بلِ کھاتی ہوئی نِظرآ رہی تھی۔ سامنے سڑک کی طرف دیکھنے لگا جوصحرا میں سانپ کی طرح بلِ کھاتی ہوئی نِظرآ رہی تھی۔

تا سے مرت کی رف کریں گائیں۔ تقریباً ایک گھنٹہ سفر کرنے کے بعد سامنے ہے ایک بس کوآتے و کی کر میں نے کارسزگ ہے ہٹالی اورایک اُونچے ٹیلے کے چیچے لیتا جلا گیا۔ مجھے بابوراؤ کی اس کار کے بارے میں بھ شبہ تھا اور میں فی الحال کسی کی نظروں میں نہیں آنا چاہتا تھا۔ اگر چہکوئی ایسی بات ابھی جس

ما منے نہیں آئی تھی لیکن جھے اندیشہ تھا کہ سڑک پر بھی پیٹر ولنگ نہ ہور ہی ہو۔ اس لئے ہیں نے سوچا تھا کہ کچھ دیر سڑک ہے۔
موچا تھا کہ کچھ دیر سڑک سے ہٹ کر سفر کرنے کے بعد دوبارہ سڑک پر آجاؤں گا۔
میں اُونے ٹیلوں کے پیچھے ہی پیچھے ڈرائیو کرتا رہا۔ ریت اگر چہ جمی ہوئی تھی اور سخت تھی لیکن کہیں کہیں کار کو آگے بڑھنے میں خاصی دُشواری چیش آری تھی۔ ٹا کر کہیں نرم ریت میں دہنے تو کار کو آگے بڑھانے میں بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا۔ تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد ٹا کرایک بار پھر ریت میں دھنس گئے۔

میں نے نیچے اُٹر کر إدھر اُدھر دیکھا اور دوسرے ہی لمحہ میرے رو نکٹے کھڑے ہو گئے ۔۔۔۔۔ آدھا گھنٹہ پہلے تک میں سڑک کو نگاہ میں رکھے ہوئے تھا لیکن اب سڑک غائب تھی ۔۔۔۔۔ ہم نجانے کس طرف نکل آئے تھے۔ کس صحرا میں بھٹلنے کا مطلب میں اچھی طرح سجھتا تھا۔ تیچ ہوئے ریگزاروں میں ایزیاں رگڑتے ہوئے مرنے کے تصور ہی سے میں کانپ اُٹھا۔۔۔۔۔ سیتا بھی کارے اُٹر آئی۔ وہ پینے میں شرابور ہو رہی تھی اور چہرہ مرجھایا ہوا تھا۔ گرمی کی شدت نے اُپ نڈھال کر دیا تھا۔

"كيابوا؟"أس نة مُرده ليج مِن بوجِها-

''ٹائزریت میں دھنس گئے ہیںکارتو ذرای کوشش سے نکل آئے گی لیکن' میں نے جان بوجھ کر جملہ کمل نہیں کیا۔ ''لیکن کیا؟''

''ہم راستہ بھنگ گئے ہیں اور کس ریگستان میں راستہ بھنگنے کا مطلب بھی ہو؟'' میں نے کہا۔ سیتا کانپ اُنٹی۔ میں دل ہی دل میں اُس وقت پرلعنت جھینے لگا جب بابوراؤ کی پیشکش قبول کی تھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ بابوراؤ کوتو گزشتہ رات ہی گلا گھونٹ کر ہلاک کر دینا چاہئے تھا۔ لیکن اب ایسی با تیں سوچنے کا وقت گزر چکا تھا۔ ہم یونمی کھڑے ویران می نگاہوں سے چاروں طرف دیکھتے رہے۔ دائیں طرف بہت وُ درایک پہاڑی نظر آرہی تھی۔

''میرا خیال ہے اگر ہم اُس پہاڑی تک پہنے جائیں تو راستہ تلاش کر کتے ہیں۔ لیکن پہلے کار کونکا لنے میں میری مدد کرو!'' میں نے کہا اور کار کے پیچلی طرف پہنے گیا۔ سیتا بھی میرے ساتھ گئی۔ چند منٹ کی کوشش ہے ہم کار کو دھکیل کر تقریباً دوفٹ آگے لیے جانے میں کامیاب ہو نئے۔ لیکن اتن میں مخت ہے ہی ہم دونوں بری طرح ہانپ گئے تھے۔ سیتا کے لئے گرمی نا قابل محداشت ہور ہی تھی۔ اُس نے ساڑھی اُ تار کر کار میں پھینک دی۔ اب اُس کے جم پر بلاؤز اور مخلی کوٹ تھا۔ پہنے میں بھیگا ہوا بلاؤز بدن ہے چپکا ہوا تھا۔ میں نے بھی ٹی شرٹ اُتار کر کار

کارا شارٹ کر کے میں اُسے آ ہت آ ہت آ گے بڑھانے لگا۔ اُس چٹان تک چہنچنے میں تقریباً اُما کی گھنٹے لگ گئے ۔ سورج سر پر چمک رہا تھا۔ دماغ پلیلے ہور ہے تھے۔ آ سان سے جیسے آ گ

برس رہی تھی اور ریت بھی انگاروں کی طرح تپ رہی تھی۔کار میں رکھا ہوا پانی کامشکیزہ ہمارے بہت کام آیا تھا۔حقیقت تو بہے کہ اگر کار میں بابوراؤ نے پانی کا بیمشکیزہ نہ رکھا ہوتا تو ہم بہت کام آیا تھا۔حقیقت تو بہت کہ اگر کار میں بابوراؤ نے بانی کا بیمشکیزہ میں بھی اب صرف چند کھونٹ بانی رہ گیا تھا۔ بیتا نے ایک گھونٹ بھر گرمشکیزہ میری طرف ڈال دیا اور نڈھال می ہوکر سیٹ پر ڈھیر ہوگئی۔

یے پیٹا میں اور دوسوگز وُ ورتھی۔ کار کے پہنے ایک بار پھرریت میں دھنس گئے میں نے انجن بند کر دیا اور درواز ہ کھول کر نیچے اُئر آیا۔

"اس چنان پر شاید سائے کی توئی جگه ل جائے۔ نیچ اُتر آؤ! ہم کار کو بہیں چھوڑ دیں گئے۔ " میں نے کہتے ہوئے دیں گئے۔ " میں نے کہتے ہوئے سیتا کی طرف والا دروازہ کھول دیا۔

''مین نہیں اُٹھ سکتی ……ایک قدم بھی نہیں چل سکوں گی۔''سیتا کراہی۔ ''میں سیکام ارستال صوفہ جناگز کا فاصلہ سے وہاں ہمیں بقینا کو گی

''ہمت سے کام لوسیتا! صرف چندگر کا فاصلہ ہے۔ وہاں ہمیں یقینا کوئی سامیہ دار جگہ ل جائے گی۔'' میں نے کہتے ہوئے اُسے سہارا دے کرینچے اُتارلیا۔ سیتا نے دوسرے ہاتھ میں پانی کامشکیزہ بھی اُٹھا لیا تھا۔ اُس نے سارا بوجھ میرے اُوپر ڈال رکھا تھا اور میں اُسے تقریباً گھیٹی ہوا چل رہا تھا۔

ہم بمشکل پیاں گز کا فاصلہ طے کر پائے تھے۔ میں نے سیتا کو چھوڑ دیا۔ وہ کئے ہوئے درخت کی طرح لہرا کرینچ گر گئی۔۔۔۔ میں نے بتھے۔ میں نے سیتا کو چھوڑ دیا۔ وہ کئے ہوئے درخت کی طرف نظریں اُٹھتے ہی میں کانپ گیا۔۔۔۔آسان پر بہت بلندی پر دوگدھ نضا میں چکر کاٹ رہے تھے۔ میں اس مردار خور پرندے کی فطرت سے واقف تھا۔ یہ شکار کو تاڑ لیتا ہے اور اُس کے مرنے کے انتظار میں منڈ لاتا رہتا ہے۔

''سیتا۔۔۔۔!'' میں نے اُسے باز وسے پکڑ کراُٹھاتے ہوئے کہا۔'' آسان پر گدھ منڈلانے گلے ہیں۔ انہیں ثاید ہمارے مرنے کا انظار ہے۔ اور عین ممکن ہے کہ وہ ہمارے مرنے کا انظار کئے بغیر ہم پرحملہ کر دیں۔ ہمیں ان سے بچنے کے لئے جلد سے جلداُس چٹان تک پہنچ جانا چاہئے۔'' میں سیتا کو بمشکل گھیٹیا ہوا چل رہا تھا۔ اس دوران میں نے ایک بار پھراُوپر دیکھا۔ گدھوں کی تعداداب چار ہوگئ تھی اور وہ فضا میں چکر کا میتے ہوئے نیچے آر ہے تھے۔۔۔۔۔۔

کدھوں کی تعداداب چار ہو تی کاوروہ تھا یک پسرہ کے جوئے ہے، رہے ہے ہیں۔ تقریباً ہیں گز کا فاصلہ طے کرنے کے بعد سیتا پھر گر گئی۔ میں نے ایک بار پھراُو پر دیکھا، 'گرهوں کی تعداد پانچ ہو گئ تھی میں سیتا کو بازو ہے پکڑ کر گھیٹیاریا۔ پہاڑی تقریباً پچا^{ں گز} دُوررہ گئ تھی۔ سیتا ایک بار پھر گر گئی۔ میری اپنی حالت بھی اچھی نہیں تھی۔ د ماغ جیسے پیملا جارہا تھا اور پنڈا جیسے تیز دُھوپ میں جملسا جارہا تھا۔

روں کی پیمر پیمر اہٹ س کر میں نے اُو پر دیکھا اور کانپ اُٹھا..... وہ دس بارہ گدھ تھے جو ہمارے سروں ہے تیں چالیس فٹ اُو پر فضا میں منڈ لا رہے تھے۔ اور پھرایک گدھ غوطہ لگا تا ہوا

ہم سے بچیس تمیں فٹ کے فاصلے پر ریت پر بیٹھ گیاوہ چمکتی ہوئی چھوٹی چھوٹی آنکھوں ہے ہاری طرف دیکھ رہاتھا۔

" سيتا أنفو!" بين جِيجا۔ "بي گدھ ہم پرحمله کرنے والے بيں۔"

''مم …… میں نہیں اُٹھ سکتی۔'' سیتا کراہی۔'' مم …… مجھے پہیں چھوڑ دو! تم جاؤ …… اپنے آپ کو بحالو اِن گدھوں ہے۔''

. میں نے اپنے اُو پرمنڈ لاتے ہوئے ان گدھوں کو دیکھا، جھک کرسیتا کو کندھے پر اُٹھایا اور

ین کے بھی او پر سدلا کے ہوئے ان لا کون وہ پھی بھی ترمینیا کو لند کے پر اٹھایا اور چنان کی طرف دوڑ لگا دی۔ بچاس گز کا فاصلہ میرے لئے بچاس میل بن گیا تھا۔ میرے بیر رہت میں دھنس رہے تھے۔ میں بار بارلؤ کھڑا رہا تھا لیکن سر پر پروں کی بھڑ بھڑا اہٹ کی آواز جھے مسلسل دوڑتے رہنے پر مجبور کررہی تھی۔ بالآخر میں چنان کے قدموں میں بہنچ گیا اور سیتا کو ایک بہت بڑے پھر کے قریب زمین پر لٹا دیا اور ایک پھر اُٹھا کر گدھوں کی طرف دے مارا۔

شکارکو ہاتھ سے نکلتے دیکھ کرشاید گدھ مالیوں ہو گئے تھے۔ وہ بتدری کی طرف پرواز کرتے ہوئے فضا میں بھرتے چلے گئے۔ میں بھی سیتا کے قریب زمین پر گر گیا اور گہرے گہرے سانس لینے لگا۔ پانی کامشکیزواب بھی سیتا کے ہاتھ میں تھا۔ میں نے اُس کے ہاتھ سے مشکیزہ لیا۔ پانی کے ایک دو گھونٹ سیتا کے طلق میں ٹیکائے، ایک گھونٹ خود پیا اور اسینے

حواس پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگا_۔

چند منٹ بعد میں اُٹھ کر ادھراُدھر دیکھنے لگا اور بالآخر پہاڑی پر چڑھنے کا ایک راستہ نظر آ گیا۔ میں نے سیتا کی طرف دیکھا جس کے پسنے میں ترع یاں جسم پر چپلی ہوئی ریت چیک رہی گیا۔ اُس کا چہرہ مرجھایا ہوا تھا اور ہونٹوں پر پپڑیاں جی ہوئی تھیں۔ میں نے اُت سہارا دید کر اُٹھاد ا

'' مجھے چھوڑ دوشمروز میں نہیں چل سکوں گی۔'' وہ کراہی۔

میں نے پانی کامٹیزہ اُس کے ہونؤں سے لگا دیا۔ اُسے ایک گھونٹ پانی پلانے کے بعد کی نے مشکیرہ کندھے پر لٹکا لیا اور سیتا کو تقریباً گھیٹما ہوا چٹان پر چڑھنے لگا۔ تقریباً سوفٹ اُوپر دائمیں طرف چٹان کا ایک بہت بڑا پھر سائبان کی طرح آگے کو نکلا ہوا تھا۔ اُس تک پہنچنے کا داستہ بہت ننگ اور مخدوش تھا۔ لیکن سرف وہی ایک ایسی جگہ تھی جہاں چلچلاتی ہوئی وُھوپ سے کھودیر کے لئے نجات مل سکتی تھی۔

میں نے سیتا کو کندھے پر لا دلیا اور آہتہ آہتہ اُس تنگ ہے راستے پر چڑھنے لگا۔ وہ راستہ میں نے سیتا کو کندھے پر لا دلیا اور آہتہ آہتہ اُس تنگ ہے راستے پر چڑھنے لگا۔ وہ راستہ میں نہنچا سکتی تھی۔ میں بہت احتیاط میرے قدموں کی معمولی کی لغزش ہم دونوں کوموت کے مندمیں پہنچا سکتی تھی۔ میں بہت احتیاط سے قدم اُٹھا تا ہوا سائبان نما پھر کے نیچ پہنچ گیا۔ وہاں کافی کشادہ جگھی۔ میں نے سیتا کو نیچ لا دیا اور خود بھی گر کر لیے لیے سانس لینے لگا۔ گرم ہوا کے تھیٹر ہے ہمارے چیروں سے فکرا

رہے تھے گر سائمان کا سامیغنیمت تھا۔ حواس پر قابو پانے کے بعد میں صورتحال کا جائزہ لینے لگا۔ یہ جگہ تقریباً آٹھ فٹ کمی اور چیوف چوڑی تھی۔ پیچیے چٹان تھی اور آ گے عمودی ڈھلان جو تقریباً اسی فٹ تک چل گئی تھی۔ دُور کھڑی ہوئی کارکی تھلونے کی طرح نظر آ رہی تھی۔ اس سے آ گے تا حدثگاہ ریکستان پھیلا ہوا تھا۔ تیز دُھوپ میں صحرا میں آگ کے الاوُسے د کہتے ہوئے۔ فت ہے۔

سر، رہے ہے۔ میں مُرد کر سیتا کی طرف دیکھنے لگا جو تد هال ی بڑی ہوئی تھی۔ میں نے اُسے ایک محون اور پانی بلایا۔ اپنے ہوئے ہمی تر کئے اور سیتا کا سرائی کود میں رکھ لیا۔ وہ ہو لے ہو لے کراہ رہی تھی۔ لیکن کچھ دیر بعد اُس نے آنکھیں کھول دیں۔

ں ۔ بن پور ریسد اسے اس میں ایک الوں سے جماڑنے لگا۔

ریت جارے ہے۔ سیتا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اُس کے چرے پر مردنی می تھی اور آنکھوں سے ویرانی جہا تک رہی تھی۔ وہ پک جھیکے بغیر میری طرف دیکھتی رہی۔ میری نظریں اُس کے چرے سے مجسلتی ہوئی بلاؤز پر تک کئیںسیاہ بلاؤز سے جھائتی ہوئی گھاٹیاں بڑا دلفریب منظر پیش کر مقاتم میں

رسی یں۔ سیتا نے دونوں ہاتھ میری گردن میں جمائل کر دیئے۔اُس کی آنھوں کی سرخی کچھاور بڑھ گئی تھی اور ہونٹوں پر بڑی خفیف کی مسکراہٹ آگئی ہی۔ میراچپرہ آ ہتہ آ ہتہ نیچ جھکنے لگا اور پھر دونوں کے نیچ ہوئے ہونٹ ایک دوسرے سے مل گئےسیتا میرے ساتھ لپٹی جارہی تھی دونوں کے نیچ ہوئے ہونٹ ایک دوسرے سے مل گئےسیتا میرے ساتھ لپٹی جارہی تھی

جیسے جمعے اپنے اندرسالینے کی کوشش کررہی ہو۔اور پھر میں بھی اپنے حواس کھو بیٹھا۔۔۔۔! ہمیں اس سائبان کے نیچے لیٹے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ ہو چکا تھا۔ میں ایک بار پھراُٹھ کر سامنے ویکھنے لگا۔''ہمیں اس چٹان کے اُوپر چڑھ کردیکھنا چاہئے۔ ممکن ہے دوسری طرف کی سبتی یارائے کے آٹارنظر آ جائیں۔''میں نے کہا۔ '

سیتالباس درست کرتی ہوئی اٹھ گئی۔ ہم دونوں سائبان نے نکل کرائس رائے پر چلنے گئے جس سے بیمال تک پہنچ تھے۔ میں آگے تھا اور ایک ہاتھ سے جٹانی دیوار کا سہارا لے رکھا تھا۔ دوسرے ہاتھ سے بیتا کا ہاتھ بکڑا ہوا تھا۔ ابھی ہم نے تقریباً پندرہ فٹ کا فاصلہ لے کیا تھ کہ دوسرے ہاتھ سے بیتا کا ہاتھ بکڑا ہوا تھا۔ ابھی ہم نے تقریباً پندرہ فٹ کا فاصلہ لے کیا گئی۔ سیتا کے پیر کے نیچ سے ایک پھر نے جگہ چھوڑ دی۔ اُس کے مر ۔ ، ید ہلک ہی بین کل گئی۔ سنجلنے کی کوشش میں اُس نے جھے بھی اپنی طرف تھنج لیا۔۔۔۔میرا پیر بھی پھسل گیا اور دوسرے ہی سنجلنے کی کوشش میں اُس نے جھے بھی اپنی طرف تھنج لیا۔۔۔۔میرا سرکھی پھر سے طرایا۔۔۔۔آگھوں کے سامنے ایک محد کو نیلی پیلی می چنگاریاں چیکیں اور پھر میرا سرکھی پھر سے طرایا۔۔۔۔۔آگھوں کے سامنے ایک محد کو نیلی پیلی می چنگاریاں چیکیں اور پھر میرا سرکھی میرا سرکی میں ڈوبتا چلا گیا۔۔۔۔!!

" " " البتم ہوش میں آ رہے ہو چند سیکنڈ اس طرح بے حرکت کیٹے رہو! میں تمہارے خون کانمونہ حاصل کرنا جا ہتی ہوں۔''

ای لمحہ مجھے اپنے دائمیں بازو پر ٹاڑک می اُنگلیوں کے لمس کا احساس ہوا۔ میں ابھی اُنگلیوں کے اُس کمس کے بارے میں سوچ ہی رہاتھا کہ منیہ ہے بے اختیار سسکاری می نکل گئی۔ بازومیں پیوست ہونے والی سوئی کی چیبن خاصی تکلیف وہ تھی۔

ہیں موسکو میں اور اور ان کا میں اور ان کا میں ہوگی۔ ٹمیین کے لئے خون کے چند ہی قطرے '''بس چندسکینڈ! تمہیں زیادہ تکلیف نہیں ہوگی۔ ٹمیین کے بہت قریب ہے اُنجری تھی۔ کافی ہوں گے۔'' وہ زم نسوانی آواز اس مرتبہ میرے کان کے بہت قریب ہے اُنجری تھی۔ سوئی باز و سے نکل گئی۔اب درد کا ہلکا سااحیا 'ن باقی رہ گیا تھا۔ لیکن ایک جیرت انگیز بات

یہ ہوئی کہ خون کے چند قطرے نگلنے ہے میر ہے سر کا درد ہاکا ہو گیا تھا ادر میں بڑی حد تک بہتری محسوں کرنے لگا تھا۔ میں نے بڑی احتیاط ہے سرکو دائیں طرف تھمایا۔

وں رکے وہ ماہ یہ بیل کے بی سے بول سے مردور یہ رہائے ہوئے ہے۔ آتھوں پر نازک تی آئیل درمیانے قد کی ایک و بلی بیلی عورت میر ہے سامنے کھڑی تھی۔ آتھوں پر نازک تی آئیل فریم کی عینکہ کانوں میں مبئے ہے تاہیں، تاک میں چھوٹی سی تھی جس میں بہت نھا سا ٹکینہ جَب گا اور کمر تک جھولتے ہوئے ساہ بال ۔ اُس نے گا بی رنگ کی سوتی ماڑھی پہین رکھی تھی جھھا پی طرف متوجہ با کرائس کے ابن فرین مسراہے آتھی۔ اُس کے مسلم مسلم مسلم مسلم اپنی عمر ہے کہیں اُنہر آئیں جس ہے وہ اپنی عمر ہے کہیں نیادہ بوی نظر آنے گئی تھی ۔ لیکن چیرے پر نمودار ہونے والی میہ باریک کالیس میں جس کے بیلے حصے میں ایک بار پھر در آن ملکی میں اُن جیرے برے کود کھتار ہا۔

نے آنکھیں بند کر لیں۔ میرے کندھے اور سر کا معائنہ کرنے ہے بعد ذا ہتر نے پٹیاں دوبارہ ماندھ دیں اور میرے ہاتھ یر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔

"ابِتم آرام كرو ذبن ير بوجه مت أالواس وقت كجه ديركي نيندتمهار ي لئے مفيد

د کیکن میں کہاں ہوں بیکون می جگہ ہے؟ کیا میری یا دداشت، مکن نامعلوم خوف

تح تحت میں اینا جملہ پورانہ کرسکا۔ " تم چندن میں ہو یہ چھوٹا سا قصبہ جیسلمیر شہر سے جاکیس میل کی دُوری پر واقع ہے۔

آس یاس میلوں وورتک کوئی آبادی نہیں تمہارا نام وحید الدین ہے۔ ابتم آرام کرو! ' وْ اکثر کے ہونٹوں پر ایک بار پھرمسکراہٹِ آگئ۔ اُس کی نظریں میرے چبرے پرمرکوز تھیں اور نجانے أن نگامول مين كيا سحر تفاكيمبري آئلهي خود بخود بند مون لكيس!

دوبارہ جب میری آ کھ کھلی تو ماحول نیم تاریک تھا وارڈ کے آخری سرے پر چھت ہے لکا ہوا مرهم روشنی کا بلب جل رہا تھا۔ اُس بلب کی بیاری روشن اسنے بڑے کرے کی تاریکی وُور كرنے كے لئے قطعى ناكافى تھى۔ ميں ماحول كاجائزہ لينے كى كوشش كرتے ہوئے يہ يادكرنے كى کوشش کرر ہاتھا کہ میں کون ہوں اور راجستھان کے ذور دراز قصبے چندن کے اس ہیپتال میں کس طرح پہنچا؟ ڈاکٹر نے بتایا تھا کہ صحرا میں سفر کے دوران ہماری کارخراب ہوگئ تھی اور ہم بھلتے ہوئے اس چٹان تک بھنے گئے تھے جہال ہے گر کرہم دونوں زمی ہو گئے تھے۔ میں سوچ رہا تھا کدرضیہ کون تھی اور میں اُس کے ساتھ صحرا میں کہاں جارہا تھا؟ اگر میرے ساتھ رضیہ نام

کی کوئی عورت تھی تو وہ اب کہاں ہے؟'' میرے دماغ یر دُھندی چھالی ہوئی تھی۔ تیز سنسناہٹ کے بعد سر میں ایک بار پھر درد مونے لگا اور میں سر جھٹک کررہ گیا۔ میں جو کچھ بھی تھا مجھے کچھ یادنہیں آر ہاتھا۔میری یا دواشت کھوچکی کھی!!

میرے د ماغ میں نیسیں اُٹھ رہی تھیں۔ سر کا درد بڑھتا جا رہا تھا۔ اور پھرسسکیوں کی آواز من كريس اپناسر در د بھول گيا اور إدهراُ دهر ديھے لگا۔ به آواز أس سكرين كے دوسرى طرف ہے اُمجرر ہی تھی جو میرے اور ساتھ والے بیڈ کے درمیان ایستادہ تھی۔ میں اُس بیڈ ہے اُٹھ کر مگرین کے دوسری طرف پہنچ گیا۔ بستر پر بیٹھی ہوئی ایک جوان عورت گھنٹوں میں سر دیئے رو

'كيا موا تهمين كوئي تكليف بكيا؟' مين في بمدردانه ليج مين يو جهار أسعورت نے سراُٹھا کر دیکھا۔ وہ سیتاتھی جو چند کمجے حسرت آمیز نگاہوں سے میری طرف دیستی رہی پھر بیٹرے اُٹھ کر والہانہ انداز میں مجھ سے لیٹ کررونے لگی۔

"كياتم ذاكر بو مين نے كيكياتے ہوئے لہج ميں يو چھا-'' ہاں'' اُس کی آنکھوں میں چک ی اُبھر آئی۔'' میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا تھالیکن أس وقت تم يريم مد موقى طارى تھى _ ميں تمبارى طرف سے بہت فكر مندرى مول _ تم جب

ے یہاں آئے ہوتھوڑی در کو ہوش میں آنے کے بعد پھر بے ہوش ہوجاتے ہو۔ سہر حال!اب میں تہاری حالت سے قدر مے مطمئن ہوں۔'' ''جب سے یہاں آیا ہوں ۔۔۔۔!'' میں بزیزایا۔میری آنکھیں بھنچ گئیں۔ میں سوچنے لگا

کہ بیکون می جگہ ہے اور یہاں کب، کیوں اور کیے آیا تھااور مجھے کیا ہوا تھا؟ ذہن پر زور دیے سے سر کا دردشدت اختیار کرنے لگا۔ د ماغ میں چنگاریاں ی پھوٹے للیس۔ میں نے ب

" رپریثان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں فی الحال د ماغ پر بوجھ مت ڈالو! یہ کیفیت وقتی

ہے۔ ویسے تم لوگ خوش قسمت ہو کہ جب بیرحادثہ پیش آیا تو اُس کے پچھے دیر بعد ایک شتر سوار أس طرف ہے گزراجس نے تم لوگوں کود کھے لیا۔ جلتے ہوئے اُس صحرامیں بیسیوں میل تک ایس كوئي حكه نهيس جهال كسي قتم كي طبّي امداد مهيا هو سكے۔ چندن ميں همارا ميه سپتال اگر چه بهت جھوٹا ہے لیکن میں کوششِ کرتی ہوں کہ یباں مریضوں کو ہوسم کی سہولتیں حاصل ہوں۔ میں یہاں کی واحد ڈاکٹر ہوں ۔کھبراؤ نہیں میں تمہاری مناسب دیکھ بھال کروں کی ۔سرمیں درد کی تکلیف بھی جلد ہی دُور ہو جائے گی۔ رضیہ کے بارے میں بھی پریشان ہونے کی ضرورت مہیں۔ وہ بالكل تھيك ہے۔بس معمولي حديث آني بيں۔''

" رضیہ یہ کون ہے؟ اور یہ کون کی جگہ ہے؟" میں نے وحشت زدہ می نگا ہول سے اُس کی طرف دیکھا۔

'' تمہاری دوست رضیہ ہیں جس کے ساتھ تم سفر کر رہے تھے۔'' اُس نے جواب دیا۔ '' تمہاری گاڑی شاید خراب ہو گئی تھی اورتم دونوں صحرامیں بھٹکتے ہوئے اُس چٹان تک بہنچ گئے تھے جہاںتم دونوں کو بیرحادثہ پیش آیا تھا۔ وہ شتر سوارتم دونوں کے لئے فرشتہ ثابت ہوا تھا۔ وہ سفر کے دوران کچھ دیرستانے کے لئے چٹان کے سائے میں رکا تھا۔ اُس نے تم دونوں کو دہاں بے ہوش پڑے ہوئے دیکھ لیا اور اُونٹ پر لا دکریہاں چھوڑ گیا۔ کیانمہیں یا دنہیں؟''

''صحرامیں سفر مسسطاد شد ''' مجھے اپنے پیٹ میں گر ہیں می پڑتی ہوئی محسوں ہونے لگیں۔ ''نہیں ڈاکٹر! مجھے کچھ یادئہیں مجھے توا پنا نام تک یادئیس ہے۔''

" تمهارا نام وحيد الدهين ب-" رضيه في رايا تها-" واكثر آم جلك كرمير بسراور

اند ھے پر ہندھی ہوئی بٹیوں کا جائزہ لینے لگی۔ بڑی شدت کی گری تھی۔ ہر چیز دہک رہی تھی۔ بیلمبا چوڑا کمرہ تندور کی طرح تپ رہا تھا۔ میرے سرمیں ایک بار پھر درد کی شدید نہریں اُٹھنے لکیں۔میرے دانت خود بخو دھنچ گئے اور میں

'بیر کیا ہو گیا شمروز بیرسب کیا ہے؟ تمہاری یادداشت کیوں تھو کیمہیں کچھ ماد

کیوں نہیں آتا؟ مجھے بڑا خوف لگ رہا ہے۔اگر انہیں معلوم ہو گیا کہ ہم کون ہیں تو بیلوگ ہمیں فوراً پولیس کے حوالے کردیں گے۔اور جانتے ہو پھر کیا ہوگا؟''

; '' تم کون ہو....؟'' میں نے اُلمجھی ہوئی نگاہوں سے اُس کی طرف دیکھا۔ ''' نہ میں نہ نہ نہ کہ میں نہ نہ ہوئی نگاہوں سے اُس کی طرف دیکھا۔

''میں میں سیتا ہوں مجھے پہانوشمروز!'' اُس نے جواب دیا۔''اب بھی وقت ہے اپنے ذہن پر زور دواور یاد کرنے کی کوشش کرو! میں نے ریگتان کے سفر کے بارے میں انہیں ایک فرضی کہانی سائی تھی۔ اُنہوں نے تمہارے شریر کے زخم ویکھنے کے لئے تمہارے کپڑے اُتار دیئے تھے اور تمجھ گئے تھے کہتم مسلمان ہو۔ میں نے اُنہیں تمہار ااور اپناوہی نام بتا دیا جو بابوراؤ نے ہمیں بتائے تھے۔ یعنی تم وحید الدین ہواور میں تمہاری دوست رضیہ۔ میں اُن لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو بہت سادہ لوح، بیوقوف اور ڈر بوک ظاہر کررہی ہول۔ لیکن مجھے لیقین ہے کہ ہماری اصلیت زیادہ عرصے تک چھپی نہیں رہ سکے گی اور'

و اکثر رادها کو کمرے میں داخل ہوتے دکھ کراُس نے جملہ ادھورا جھوڑ دیا۔ ''اے مسٹر وحید! تم یہاں کیا کر رہے ہو؟'' ڈاکٹر رادھا قریب آگر بولی۔ ''اس عورت کے رونے کی آواز س کر میں یہاں آگیا تھا۔'' میں نے کہا۔ ''پہچانوا ہے۔۔۔۔۔یہ رضیہ ہے۔ تمہاری دوست۔'' ڈاکٹر رادھا بولی۔

« منبین میں اے نبیں جانتا۔ 'میں نے یہی سے سر ہلا دیا۔

یں سی کے بیات کروں گی۔ شاید وہ تبہاری ''ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔ابتم اپنے بیڈ پر جاؤ! میں ضبح بثیر سے بات کروں گی۔ شاید وہ تبہاری کچھ مد د کر سکے۔''

"بشيركون؟"

یریں ''ای قصبے کاریخے والا ہے۔ مسلمان ہے ۔۔۔۔۔ اُس سے مل کر تمہیں یقیناً بہت خوشی ہوگی۔'' ڈاکٹر رادھانے کہا۔

ر اور در ایک وقت در میانے قد کا ایک آ دی کھانے کی ٹرے اُٹھائے میرے بیڈ کے قریب پہنچ گیا۔ اُس نے نگ می پتلون اور ڈھیلی می شرٹ پہن رکھی تھی۔ سر پر دھاری دار کپڑے کی پکڑی بندگی ہوئی تھی۔ اُس نے ٹرے میرے بیڈ بر رکھ دی جس کے ایک پیالے میں گدلا سا شور با اور نام چینی کی پلیٹ میں دو چیا تیاں رکھی ہوئی تھیں۔

'' پید میرااسٹنٹ جگت شکھ ہے۔ میری عدم موجودگی میں ہیتال کی تمام ذمہ داریاں بھی '' پید میرااسٹنٹ جگت شکھ ہے۔ میری عدم موجودگی میں ہیتال کی تمام ذمہ داریاں کی پورا کرتا ہے۔'' ڈاکٹر رادھانے کہا اور وارڈ کے آخری بیڈ کی طرف دیکھنے لگی جہاں ایک مریضہ کراہ رہی تھی۔ ڈاکٹر رادھاتیز تیز قدم اُٹھاتے ہوئے اُس کی طرف چکی گئے۔

راہ ربی کی۔ دامر روسایر کر در کہا گائی کر سٹول پر رکھ دی اور سامنے دیوار پرنظریں جمائے میں نے بستر پر رکھی ہوئے ٹرے اُٹھا کرسٹول پر رکھ دی اور سامنے دیوار پرنظریں جمائے ہوئے سوچنے لگا کہ میں کون ہوں ۔۔۔۔کیا ہوں؟ رضیہ نامی اس عورت کے ساتھ سفر کیوں کر ہا تھا؟ اگر رضیہ میری دوست ہے تو میرے بارے میں سب کچھ بتا کیوں نہیں دیتی؟ لیکن میرے

ذہن میں کوئی بات نہیں آسکی۔ د ماغ کی نسوں میں تناؤ سا پیدا ہونے لگا..... تاریکی کی جادر آنکھوں کے سامنے چھیلنے گئی۔ میں نے سوچنا چھوڑ دیا۔ ٹرے اُٹھا کر اپنے سامنے رکھ لی اور شور بے میں روٹی بھگوکر کھانے لگا۔

صبح میں بستر پراپنے اِردگرد کا جائزہ لے رہاتھا کہ رضیہ ناشتے کی ٹرے لے کر پہنچے گئی۔ اُس کے چبرے پڑنم اور خوثی کے ملے جلے تاثرات تھے۔ اُس نے ٹرےسٹول پر رکھ دی اور پائگ کی ٹی پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

ہ پہلی سے اس مادثے میں بہت معمولی چوٹیں آئی تھیںاب میں بالکل ٹھیک ہوں۔اور آگرچ ہپتال میں دہنے کا کوئی جواز نہیں ہے گرڈ اکٹر رادھانے محض تمہاری وجہ سے جھے یہاں اسنے کی اجازت دے دی ہے اور میں نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ مریضوں کی دیکھ بھال اور

دومرے کاموں میں اُس کی مد ڈکر تی رہوں گی ۔'' دور ا

''چلواچھا ہے۔۔۔۔تہہارا دل لگارہےگا۔'' میں نے جواب دیا۔ میں جب بھی رضیہ کو دیکھتا میرے د ماغ کو جھٹکا سالگنالیکن پھر تاریکی چھا جاتی۔۔۔۔۔

''میں مریضوں کو ناشتہ وغیرہ دیے دُول پھرتمہارے پاس آ کر بیٹھوں گی۔'' وہ کہتے اوئے دوسری طرف چلی گئی۔

اُس کے جانے کے بعد میں نے ٹرے اپنے سامنے رکھی اور ناشتہ کرنے لگا۔ ای دوران دفیر والی اور ناشتہ کرنے لگا۔ ای دوران دفیر والی آگی اور باتیں کرنے لگی۔ ابھی زیادہ دینہیں گزری تھی کہ ایک دراز قامت آدمی الدؤ میں داخل ہوا۔ وہ چند لمحے ادھر اُدھر دیکھتار ہا پھر نے تلے قدم اُٹھا تا ہوا بیڈ کے قریب آگیا۔ اُس کا جمعت مند اور آ کھول میں جسس کی چک تھی۔ بڑی بڑی مونچیس اُس کی شخصیت لوبرا پر وقار بنارہی تھیں۔ وہ چند لمحے پر جسس نگا ہوں سے میری طرف دیکھتار ہا، پھر مدھم لمجے لمی بولا۔ اُس کا بولا۔ ''اگر میں غلطی نہیں کر رہا تو تم وحید الدین ہو؟''

''ہاں ۔۔۔۔۔اورتم؟''میں نے أبجی ہوئی نگاہوں ہے اُس کی طرف دیکھا۔ ''میرا نام بشیر ہے۔'' اُس محض نے اپنا تعارف کرایا۔''ڈاکٹر رادھانے بتایا تھا کہ تمہاری

مادداشت کھو چکی ہے۔''

'' پریشان ہونے کی ضرورت نہیں '' اُس نے نرم کہج میں کہتے ہوئے میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔'' اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی حادثے کے باعث یادداشت ختم ہو جاتی ہے۔کین ایسا وقتی طور پر ہوتا ہے۔ممکن ہے کسی اور معمولی حادثے ہے تمہاری یادداشت لوث آئے۔''

بشیر کچھ در میرے پاس بیٹھا با تیں کرتا رہا اور پھر دوبارہ آنے کا وعدہ کر کے چلا گیا۔ رضیہ بھی اس دوران کہیں جا بھی تھی۔ میں بستر پر لیٹا سوچنا رہا کہ بیسب پچھ کیا ہے؟ میں اپنے خیالات سے چونکا تو اُس وقت جب ایک اور آ دمی میرے بیڈ کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ جیو نے قد کا گول مٹول سا آ دمی تھا جس نے سفید دھوتی اور کھدر کا کرنٹہ پہن رکھا تھا۔ وہ ہندو تھا۔ مظلے کی طرح پھولا ہوا بیٹ عجیب سا تا تر پیش کررہا تھا۔

گا۔ سے ما رائے ہے۔'' اُس نے رُومال سے بیشانی اور گردن پر بہنے والا بسینہ یو نچھے ''میرا نام رائے ہے۔'' اُس نے رُومال سے بیشانی اور گردن پر بہنے والا بسینہ یو نچھے ہوئے اپنا تعارف کرایا۔''میں ڈیزرٹ آفیسر ہوں۔ مجھے معلوم ہوا تھا کہتم اپنا فرض سجھتے ہیں ۔۔۔۔۔ بتاؤا پچکے ہو۔ اس ریگتان میں سفر کرنے والوں کی دیکھ بھال کرنا ہم اپنا فرض سجھتے ہیں ۔۔۔۔ بتاؤا ابتہہیں کچھ یاد آرہا ہے یانہیں؟''

اب بین چھیودارہ ہے ہیں ہوں۔ میں نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے نئی میں سر ہلا دیا۔ ویسے بیٹخص جھے ذرا بھی پندئہیں آیا تھا اور میری خواہش تھی کہ اُوٹ پٹانگ سوالات سے میراد ہاغ خراب کرنے کی بجائے جلد سے جلد چلا جائے۔ چندر تی باتوں کے بعد اُس نے بتایا کہ وہاں سے چندمیل و ورسڑک کے کنارے ایک خالی سوٹ کیس کی شناخت کرانا چاہتا تھا کہ وہ میرا ہے یا نہیں؟ میہ جاننے کے بعد کہ میں اپنی یا دداشت کھو چکا ہوں اُس کا بیسوال بڑا ہی احتصافہ تھا۔

ہے۔ یں سے بوب ویو۔ ''د ٹھیک ہے ۔۔۔۔۔ میں ڈاکٹر ہے مشورہ کر لیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ تمہیں میرے ساتھ جانے کی اجازت دے دے وے گی۔'' رائے کہتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پچھ دیر بعد دہ واپس آگیا اور میرے چبرے پرنظریں جماتے ہوئے اطلاع دی کہ ڈاکٹر رادھانے اُسے کل مجھے ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی ہے۔

بھے ساتھ کے جانے کی اجازے دیے دل ہے۔

* مجھے افسوس ہے ۔۔۔۔ میں کل بھی تمہارے ساتھ نہیں جاسکوں گا۔ تم اگر کوئی سوٹ کیس

شاخت کرانا چاہتے ہوتو اُسے بہاں کیوں نہیں لے آتے ؟'' میں نے جواب دیا۔ نجانے کیا

بات تھی کدائس اجبی کی نظریں مجھے اپنے جسم پرسوئیوں کی طرح چھتی ہوئی محسوس ہور ہی تھیں۔

بات تھی کدائس اجبی کی نظریں مجھے اپنے جسم پرسوئیوں کی طرح چھتی ہوئی محسوس ہور ہی تھیں۔

دموث کیس یہاں لا تا درست نہیں ہوگا۔ میں پرسوں آؤں گایا پھر اُس سے اسکھے دن سے

میں تمہارے صحت یاب ہونے کا انتظار کر سکتا ہوں ۔۔۔۔ میں پھر آؤں گا۔' وہ خض کہتا ہوا

ردازے کی طرف بڑھ گیا۔ رائے چلا گیالیکن میرے لئے کچھ اور اُلجھنیں پیدا ہو گئی تھیں۔ نبانے کیابات تھی کہ میں اُس کی موجود کی میں عجیب سی بے چینی محسوس کر تار ہا تھا۔

الجائے کیا بات کی کہ کی آئی کی موجود کی میں بجیب کی ہے چیسی محسوس کرتار ہاتھا۔
کچھ در پر بعد وارڈ سے نکل کر مہیتال کے حتن میں آگیا۔ سورج اگر چہ مغرب کی طرف جھک
رہاتھا مگراً س کی حدت برقرار تھی۔ مہیتال کی شکستہ باؤنڈری وال کے دوسری طرف ایک جو ہڑ
نظر آ رہا تھا جس کے گندے پانی میں مولیتی اور ننگ دھڑنگ جیج نہا رہے تھے۔ کنارے پر
ایک طرف چند ہندو عورتیں کپڑے دھورہی تھیں اور اُن کے قریب ہی تین چار خارش زوہ کتے
انی میں بیٹھے ہوئے تھے۔

''ارے کیا ہوا۔۔۔۔۔ تمہارے ہاتھ سے خون کیوں بہدر ہاہے؟'' میں نے پوچھا۔ ''جھے کچھ نہیں ہوا۔۔۔۔۔ بید میراخون نہیں ہے۔'' جگت سنگھ کہتا ہوا تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ اُسی وقت چارآ دمی ایک چار پائی کندھوں پر اُٹھائے ہپتال کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئے۔ پارپائی پر ایک موٹے آ دمی کی لاش تھی۔ لاش پر کئی گہرے زخم نظر آ رہے تھے۔ اُسے بڑی بدردی سے موت کے گھاٹ اُتارا گیا تھا۔ وہ لوگ لاش کو کہیں دُورے اُٹھا کر لائے تھے۔ بائس لینے کے لئے اُنہوں نے چار پائی برآ مدے میں رکھ دی۔

میں بھی قریب آگیا اور لاش کا چرہ دیکھتے ہی بری طرح بدحواس ہوگیا۔ وہ مسٹررائے کی اُن کھی جو ڈیز رٹ آ فیسر کی حیثیت ہے بھے سے ملاتھاابھی میں لاش کو اچھی طرح دیکھ بھی مالیا تھا کہ ڈاکٹررادھا بھی وہاں پہنچ گئی۔

"تم اپنے بیڈ پر جاؤ مسٹر دھید! میں کچھ دیر بعدتم سے ملاقات کروں گی۔" ڈاکٹر رادھانے بری طرف دیکھتے ہوئے کہا اور آ دمیوں کو لاش اُٹھانے کا اشارہ کیا۔ میں اپنے بیڈ پر آ گیا اور گرئی سے باہر کا منظر دیکھنے لگا۔ مپتال کے برآ مدے میں اپ قصبے کے بہت سے لوگ جمع ہو بھے تھے۔ زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ رضیہ بھی تیز تیز قدم اُٹھاتی ہوئی میرے قریب آ گئے۔ وہ اُٹھی بدحواس اور کسی قدر رخوفز دہ می نظر آرہی تھی۔

''تہارے لئے ایک بری خبر ہے ۔۔۔'' اُس نے میری طرف دیکھے بغیر کہا۔''ڈاکٹر رادھا المربی ہے کہا۔''ڈاکٹر رادھا المربی ہے کہا۔''

''میری ملاقات کا اُس کی موت ہے کیاتعلق؟'' میں نے اُلجھی ہوئی نگاہوں ہے اُس کی

'' میں کچھنہیں جانتی بس وہ لوگ کہتے ہیں کہتم آخری شخص ہوجس سے رائے ملاتھا میں جارہی ہوں۔ پچھ در بعد آؤں گی۔ ' وہ تیزی سے باہر نکل کئی۔

میراد ماغ بری طرح چکرار ما تھا.... یہ بات میری شمجھ میں نہیں آسکی تھی کہ مجھ سے ملاقات کے بعد رائے اگر مرگیا تھایا کسی نے اُسے قُل کر دیا تھا تو اس میں میرا کیا قصور تھا؟ میں این اس اُ مجھن پرِ قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے ڈاکٹر رادھا کا انتظار کرنے لگا اور ڈاکٹر رادھا تقریز آ دھے گھنٹے بعد آئی تھی۔

"كيايدورست كم مجه يهال في وسيارج كيا جار باع؟" ميل في يوجها-'' ہاں مسر وحید ہمیں دوسرے مریض کے لئے بید کی ضرورت ہے اور تمہیں اب کوئی جسمانی تکلیف ہیں ہے صرف یا دواشت کھوئی ہے اور اس کے علاج کے لئے ضروری نہیں کہ مبتال میں رہا جائے۔ تمہیں میتال چھوڑنے پر مجبور کرتے ہوئے مجھے افسوس ہور ہا ہے لیکن میری بھی کچھ مجبوریاں ہیں۔اگرتم چاہوتو تصبے کے گیسٹ ہاؤس میں تمہارا انتظام کیا جاسکا ہے۔بشیر بھی وہیں رہتا ہے۔''

'' گیٹ ہاؤس میں ''''' میں اُس کی طرف دیکھتے ہوئے برد بردایا۔''میرے خیال میں مجھے ہپتالِ سے نکالنے کی وجہ وہ نہیں جوتم نے بتائی ہے۔ رضیہ سے معلوم ہوا ہے کہ قصبے کے لوگ مجھ پر کسی قتم کا شبہ کر رہے ہیں۔ ڈیز رٹ آفیسر رائے اپنی موت ہے کچھ دیر پہلے مجھ مل کر گیا تھا اور اُس کی موت کا ذ مہ دار مجھے تھبرایا جار ہاہےگویا میں کسی شیطانی توت کے

دونہیں یہ بات نہیں مسٹر وحید۔ ہمیں واقعی دوسرے مریض کے لئے بیڈ کی ضرورت ہے۔ رضیہ بھی اب تمہارے ساتھ گیسٹ ہاؤس میں رہے گی۔'' ڈاکٹر رادھانے نظریں جھاکر

''رائے کی موت کیے واقع ہوئی تھی…اُ ہے قل کیا گیا تھایا کوئی حادثہ؟'' میں نے یوچھا۔ ''اُس کی موت کی وجہ کوئی نہیں جانتا۔ اُس کی لاش بہتی ہے تقریباً ایک میل وُور ریگستان میں اُس کی جیب کے قریب پڑی پائی گئی تھی جس پر زخموں کے لا تعداد نشان تھے اور زبان ہ کئی ہوئی تھی۔ آس پاس اُس کی جیپ کے بہوں کے علاوہ اور کسی قسم کے نشان نہیں ملے جس ے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہو کہ اُسے تنی نے قبل کیا ہوگا۔ اس وجہ ہے اُس کی موت کو پرُ اسرار

قرار دیا جار ہاہے اور' نے اُس کا جملہ کمل کر دیا۔

ڈاکٹر رادھانظریں جھکائے خاموش کھڑی رہی۔ چندلمحوں بعدوہ میری طرف دیکھتے ہوئے بولی۔''میں کچھ دیر بعد کی کوتمہارے پاس بھیج دُوں گی جوتمہیں گیسٹ ہاؤس پہنچا دے گا۔'' یہ کہنے کے ساتھ ہی ڈاکٹر رادھادہاں سے چلی گئے۔

ڈاکٹر رادھا کے جانے کے بعد میں ایک بار پھراً مجھن میں مبتلا ہو گیا۔ بشیر مجھے ہندوؤں کی تو ہم پری کے بارے میں تھوڑا بہت بتا چکا تھا اور میں سوچے بغیرنہیں رہ سکا کہ قصبے کے لوگ مجھے کی پراسرار شیطانی قوت کے زیراٹر سمجھ رہے تھے اور ظاہر ہے وہ یہاں میری موجودگی کو بھی پندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھ کتے تھے۔لیکن میں بید قصبہ اُس وقت تک نہیں چھوڑ سکتا تھا جب تک میری یاد ڈواشت نہلوٹ آئے۔اس کے لئے یادداشت کا بحال ہونا بہت ضروری تھا۔ آخر میں کون ہوں کہاں ہے آیا ہوں اور یہاں کس طرح پہنجا؟ رضیہ سے میرا کیا تعلق ہے؟ أس نے مجھے ایک عجیب کہانی سائی تھی۔ مجھے شمروز کے نام سے مخاطب کیا تھا اور اپنا نام بھی سیتا بتایا تھا اور اس خوف کا اظہار کیا تھا کہ اگر قصبے کے لوگوں پر ہماری اصلیت کھل کئ تو وہ ہمیں پولیس کے حوالے کرویں گے۔ ہاری اصلیت کیا ہے؟ کیا ہم کوئی علین جرم کر کے بھاگے وہوئے ہیں؟ سیتا اچھا نام تھا سیتا د ماغ پر زور ڈالنے سے میرا سر دُ کھنے لگا اور میں کسی غاطرخواه نتیج پر نه پینچ سکا۔

ی میقسبه زیاده برانبیس تھا۔ ایک کمی سڑک اور اُسے کراس کرتی ہوئی چندگلیاں جِن میں جا بجا لیچر کھیلا ہوا تھا۔ قصبے کے عین وسط میں ایک مندر، اُس سے مصل پرائمری سکول اور چند وُ کا نیں تھیں ۔ یہاں ان دیہا توں کی ضرورت کی ہر چیز دستیاب تھی۔ بیشتر مکان کیجے تھے البتہ چنر پلی اینوں کے کچھ بختہ مکان بھی نظر آ رہے تھے۔ قصبے کے آخری سرے پر ایک جھولی می مجد تھی۔ سمپری کی بنا پر مجد کی حالت خاصی ابتر تھی۔ مینارٹوٹ کیلے بیتے،۔ پیلی اینوں کی الالاارين جگه جگه سے ٹونی ہوئی تھیں۔ سحن میں خود روجھاڑیوں کی بہتات تھی۔ جار دیواری کی المنٹی اوگ اینے گھروں کی تغییر میں استعال کر چکے تھے۔اینٹوں کی بجائے اب وہاں بانس کے پودول کی حیار دیواری تھی۔مجد کے محرابی در دازے بھی ٹوٹ گئے تھے۔ برآ مدے پر کھیریل کی مِیت تھی۔ منجد سے ملحق وہ چھوٹی می عمارت تھی جسے گیسٹ ہاؤس کے طور پر استعال کیا جاتا کھا۔ دونوں عمارتوں کا برآ مدہ ایک ہی تھا۔ بعض اوقات مسجد کو بھی مہمان خانے کے طور پر امتعال کرلیا جاتا تھا بلکہ بیر کہنا درست ہوگا کہ مجد ہی دراصل قصبے کا گیسٹ ہاؤس تھی۔ وہ حصہ جوبشیر کے استعال میں تھاکسی زمانے میں مجد کے پیش امام کا حجرہ رہا ہوگا۔ یہ حصہ صرف ایک لمرے پرمشمل تھا۔

میں جب سیتا کے ساتھ وہاں پہنچا تو بشیر ہمارے استقبال کے لئے موجود تھا۔ کمزے میں ''اوراس کا ذمہ دار مجھے تشہرایا جار ہا ہے۔ کیونکہ آخری مرتبہ وہ مجھ سےمل کر گیا تھا۔'' جمل اللہ خطرز کی ایک مسہری بچھی ہوئی تھی۔ ایک چھوٹی می رائننگ ٹیبل اور ضرورت کی دوسری اللہ میں موجود تھیں۔ اندرونی حصہ میں اس ہے مہتی ایک اور چھوٹا سا کمرہ تھا جے بیک وقت

کین اور غسل خانے کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ چھوٹا کمرہ بھی اتنا کشادہ تھا کہ بوقت ضرورت اُس میں ایک چاریائی بھی بچھائی جاسکتی تھی۔ بڑے کمرے کی ایک کھڑکی ہے ڈھوپ کی کرنیں کمرے کے وسط میں بیٹنی رہی تھیں۔ را کمٹنگ ٹیمبل پرایک پرانے سے ٹائپ رائیٹر کے علاوہ کچھاور جزیں بھی رکھی ہوئی تھیں۔

علاوہ کچھاور چیزیں بھی رکھی ہوئی تھیں۔ ''تم لوگوں کے یہاں آنے ہے مجھے بے حد خوثی ہور ہی ہے۔ رہائش کے لئے تم لوگ میہ کمرہ استعال کر سکتے ہو۔ میں مجد میں سو جایا کروں گا۔ تم لوگ آ رام کرو! میں پچھے دیر بعد آؤں گا۔''بٹیرنے خاموش ہوکر کچھ دیر بیتا کی طرف دیکھا اور باہرنکل گیا۔

میں عجیب ہی تھکن محسوں کر رہا تھا۔ بشیر کے جاتے ہی سیتا تو کمرے کی چیزوں کا معائنہ کرنے لگی اور میں بستر پرلیٹ گیا۔ میں نے اپنے ذہن کو بالکل آ زاد چھوڑ دیا۔ میں اس وقت عجیب کیفیت محسوں کر رہا تھا۔ اس چھوٹے سے قصبے کی تمام آبادی ہندوؤں پر مشتمل تھی۔ بشیر واحد مسلمان تھا۔ وہ تقریباً پنیتیس سال کی عمر کا ایک وجیہداور خوبروآ دمی تھا۔ مسلمان ہونے کے ناطے اگر چہمیں اُس سے کوئی خطرہ نہیں تھالیکن رضیہ (سیتا) کی طرف د مکھتے ہوئے اُس

کی آنھوں میں اُ بھرنے والی چیک نے جھے بہت پچھ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔ دفعتہ میرے ذہن کو ایک جھٹکا سالگا..... ذہن پر گہری تاریکی کی بجائے وُ ھندی محسوں ہو رہی تھی۔اس دُھند میں پچھ ہیو لے سے اُ بھرر ہے تھے ٰ اور پھراپنے باز و پر ہاتھ کا دباؤ محسوں کر کے میں اُمچھل پڑا..... وہ سیتاتھی۔

ے ہیں ، ، ن پ سوال ہے اور کیا ہے ۔ ''اوہکیابات ہے؟'' میں نے اُلجھی ہوئی نظروں ہے اُس کی طرف دیکھا۔ '' ربعات لیہ ''ستار نکا

''باہرایک آدمی تم سے ملنا جاہتا ہے۔ اُس کا تعلق کویس سے ہے۔''سیتانے کہا۔ اُس کے لہج میں ملکے سے خوف کی جھلک تھی۔ لہج میں ملکے سے خوف کی جھلک تھی۔

مر ں ربت اور میں اور میں پولیس کیپٹن ہوں۔'' اُس مخص نے اپنا تعارف کرائے ''میرا نام گو پال شکھ ہے اور میں پولیس کیپٹن ہوں۔'' اُس مخص نے اپنا تعارف کرائے ہوئے کہا۔'' مجھے تمہارے آ رام میں نخل نہیں ہونا چاہئے تھا لیکن چند ضروری با تیں پوچھا تھیں جس کے لئے تہمیں زحمت دے رہا ہوں۔ بہتر ہوگا کہ ہم کمرے میں بیٹھ کر بات کریں۔'' اُس نے جیپ کی ڈرائونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ڈرائور کو وہیں زکنے کا اشارہ کیا اور میرے ساتھ

پس پڑا۔ '' میں نہیں سمجھتا کہ تہمیں کچھ بتا سکوں گا۔تم بھی جانتے ہو کہ ایک حادثے کے بعد میں اپنی ماد داشت کھو بیٹھا ہوں۔'' میں نے کہا۔

'' میں اس حاوثے کے بارے میں نہیں، رائے نامی اُس شخص کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں جوآج صبح تم سے ملا تھا۔ اورتم سے ملا قات کے تھوڑی ہی در یعد اُسے ریگتان میں بے دردی سے آل کر دیا گیا تھا۔'' گویال شکھنے کہا۔

''لللین میں اُسے بالکل نہیں جانتا۔ وہ مجھ سے ملنے کے لئے ہیتال آیا تھا اور سی سوٹ کیس کی شاخت کے سلطے میں مجھے ڈیز رٹ آفس لے جانا چاہتا تھا۔'' میں نے زک زک کر جواب دیا۔ کسی انجانے خوف کی لہر میرے پورے جسم میں سرائیت کر گئ تھی۔

میں میز کے کنارے پر بیٹھ گیا۔ میرے دماغ میں آندھیاں ی چل رہی تھیں۔ میں چند کھے
اپ بے ربط نفس پر قابو پانے کی کوشش کرتا رہا پھراُسے بتانے لگا کہ رائے نامی اُس تخص سے
میری کیا گفتگو ہوئی تھی؟ میں نے یہ بھی بتایا کہ رائے نے دوبارہ آنے کے لئے کہا تھا۔ کیپٹن
گوپال میری بتائی ہوئی باتیں ڈائری پرنوٹ کرتا رہا۔ میرے خاموش ہونے پراُس نے ڈائری
ہیں میں ڈال لی۔

" کیاتم بتا کتے ہو کہ بیسب کھ کیا ہے؟" میں نے سوالیہ نگاہوں ہے اُس کی طرف الھا۔

"خرور" گوپال سگھ مسکرا دیا۔" اُس کا اصل نام بہاری لال تھا۔ عام طور پر اُسے مسٹر ملائے کہا جاتا تھا۔ اُس کا کسی محکے سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اُس کی جیپ کا رجٹریشن نمبر بھی جعلی ہے۔ وہ دراصل منشیات کا اسمگر تھا۔ اُس کی مجر کرمیاں ناصی و سیج تھیں۔ وہ ل کے ایک الکیس میں بھی بمبئی پولیس کومطلوب تھالیکن اچا تک عائب ہو گیا۔ اُس کا بمبئی سے بہاں آنا اور اُس میں بھی بمبئی پولیس کومطلوب تھالیکن اچا تک عائب ہو گیا۔ اُس کا بمبئی ہو دہ اب مر چکا ہے اور اُس میں بھی اُس کے لئے بہت اہم تھی۔ وہ اب مر چکا ہے اور اُس بھی بھی اُس کے لئے استخدام کیوں تھے؟"
میں بچھ باد کر نے کی کوشش کرو! میں نہیں چا ہتا کہ تمہاری لاش بھی مسٹر رائے کی اُس کے لئے است کے بھی میں بہی مسٹر رائے کی اُس کے بھی میں کہا۔

ر میں کانپ اُٹھا۔ اس سے پہلے کہ میں کوئی جواب دیتا بشیر کمرے میں داخل ہوا۔ اُس نے المین کو پال شکھ سے جس طرح ہاتھ ملایا اُس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ایک دوسرے کواچھی طرح

جانتے تھے۔

"بیلوسکےتم یہاں کیا کررہے ہو؟" بشرنے أے گھورا۔

'' میں تمہارے اس مہمان ہے کچھ ضروری معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرر ہا تھا۔لیکن بقول اس کے اسے کچھ یا ذہیں۔'' کیپٹن گو پالِ شکھنے جواب دیا۔

"درست ہے...اس کی یادداشت کھو چکی ہے۔"بشرنے کہا۔

''بہرطال میں پھر آؤل گا۔ اور مسر وحید! بہتر ہوگا کہتم جلد سے جلد اپی یادداشت واپس لانے کی کوشش کرو۔'' کو پال سنگھ نے کہتے ہوئے اس انداز سے میری طرف ویکھا جیسے اُسے شبہ ہوکہ میں یادداشت کھوجانے کا ڈھونگ رچار ہا ہوں۔

میں کچھ کہنا تی چاہتا تھا کہ سیتنا کھانے کی ٹرےاُ ٹھائے کمرے میں داخل ہوئی۔ باتوں میں احساس ہی نہیں رہاتھا کہ شام ہو چکی ہے۔ کیمیٹن گوپال مجیب می نظروں سے سیتنا کودیکھنا ہوا باہر چلا گیا۔ سیتنا نے کھانے کی ٹرے میز پر رکھ دی اور ہم میٹیوں کھانا کھانے لگے۔

پی میات کے بعد بشیر نمیں قصبے کی سیر کو لے جانا چاہتا تھالیکن سیتا، ڈاکٹر رادھا کی مدد کا بہانہ کر کے ہپتال چلی گئی۔ بشیر نے اپنے کپڑوں کا ایک جوڑا مجھے دے دیا اورخود ہا ہرنکل گیا۔

بہارہ رہے ہیں ہوں ہوں کے درات کے بارک ہوں کے بھر کے کیڑے مجھے فٹ آ گئے۔ لباس بدلنے مم دونوں کا قد وقامت تقریباً ایک ہی تھا اس کئے بشر کے کیڑے مجھے فٹ آ گئے۔ لباس بدلنے کے بعد میں بیڈیر بیٹھ گیا اور کیپٹن گوپال سنگھ کی باتوں پرغور کرنے لگا۔ اُس نے بتایا تھا کہ

رائے نشات کا استمگر ہے اور میں سوچ رہاتھا کہ منشات کے ایک استمگر کو مجھ سے کیا کام ہوسکتا ہے؟ را۔۔ میرے پاس کیوں آیا تھا؟ کوئی بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ میں سر جھنگتا ہوا

ہے؛ را۔ یورے پال یوں اوا سا اول ہوں ہے۔ میں ایس استظر تھا۔ ہم دونوں جیسے ہی بانس کے کمرے سے باہر آ گیا۔ بشیر مجد کے برآ مدے میں انساز تنظر تھا۔ ہم دونوں جیسے ہی بانس کے

پودوں کی ہاڑھ سے نکے، ہاہر موجود ایک پولیس کا سیبل نے ہمیں روک لیا۔ '' یہ آ دمی باہر نہیں جا سکتا۔'' کا تطیبل نے میری طرف اشارہ کیا۔

'' تیوں ''''یکٹر کے منہ ہے ملکی ی غرابٹ نگل۔

'' كَيْنِيْنَ كُو بِال كَاتَكُمْ ہے كه اس كى حفاظت كى جائے۔ميرى دُيونْي اس لئے يہال لگا كَنَّ عُلِيْ ہے۔'' كانشيبل نے جواب ديا۔

ہے۔ '' اے ذرا قصبے تک جانا ہے۔۔۔۔۔اگر چاہوتو تم بھی ہمارے ساتھ چل سکتے ہو۔''بشیر نے ''اے ذرا قصبے تک جانا ہے۔۔۔۔۔۔اگر چاہوتو تم بھی ہمارے ساتھ چلے کہا۔ کانشیبل چند کمجے سوچتار ہا، پھر ہمارے ساتھ چلنے پرآ مادہ ہو گیا۔ اور ہم ہے دوقدم آگے حاذ لگا

ہاری واپسی تقریباً ڈیڑھ گھٹے بعد ہوئی تھی۔ کانٹیبل تو باہر ہی رُک گیا اور بشیر معجد والے ہماری واپسی تقریباً ڈیڑھ گئے بعد ہوئی تھی۔ کانٹیبل تو باہر ہی رُک گیا اور بشیر معجد والے کمرے میں چک سا برآ مدہ طے کرتا ہوا اپنے کمرے میں آگیا۔ دروازہ کھولتے ہی مجھے بجیب سااحساس ہونے لگا۔ دل میں اضطراب اور بے چینی سی تھی۔ میں جیسے ہی اندر داخل ہوا دروازے کے قریب کسی چیز سے ٹھوکر لگی۔ میں اور بے چینی سی تھی۔ میں جیسے ہی اندر داخل ہوا دروازے کے قریب کسی چیز سے ٹھوکر لگی۔ میں

نے دیوارٹول کرسونچ آن کر دیا۔ کمرے میں روثنی ہوتے ہی میراد ماغ بھک ہے اُڑ گیا۔۔۔۔۔۔ کمرے میں ابتری پھیلی ہوئی تھی۔ بثیر کا سوٹ کیس بستر پر کھلا پڑا تھا۔ کپٹر ہے اور دوسری چزیں بھی فرش پر بکھری ہوئی تھیں۔ میں چند لمجے متوحش نگاہوں سے بیرسب پچھ دیکھتا رہا پھر دردازے سے باہرآ کر بشیر کو پکارنے لگا۔

کمرے کی حالت دیکھ کر نبیر بھی چونک گیاصورتحال سجھنے میں اُسے دین نہیں لگی تھی۔ وہ اُبھی ہوئی نگا ہول سے میری طرف دیکھنے لگا، گویا اس کی وجہ جاننا چاہتا ہو لیکن ظاہر ہے میں کیا بنا سکتا تھا؟ میں تو خودا پے آپ کو بے بسمحسوس کرر ہاتھا جوا پے آپ کو بھی شناخت نہیں کر سکتا تھا۔ چند کھوں تک ہم خاموثی ہے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے پھر بیر آگے بڑھ کر سکتا تھا۔ چند کھوں تک ہم خاموثی ہے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے پھر بیر آگے بڑھ کر جی سے کی میں کی دولینا بیکارتھا۔

بشرد دبارہ مجد والے کمرے میں جاچاتھا۔ میں سیتا کا انظار کرتار ہا۔ میراخیال تھا کہ شاید ماری غیر موجودگی میں بیتلاش سیتا نے لی ہو۔ لیکن بہت دیر تک جب سیتانہیں آئی تو میں بیہ موچتے ہوئے بستر پر لیٹ گیا کہ سیتا ہیتال میں سوگئی ہوگی۔

صبح ڈاکٹر رادھانے جھنجھوڑ کر مجھے جگا دیا۔ میں نے خمار آلود نگاہوں سے اطراف میں انگھا۔مشرقی کھڑ کی سے اندرآنے والی دُھوپ کی کرنیں فرش پر مچل رہی تھیں۔

'' کیابات ہے ڈاکٹرکیابشر نے تمہیں رات کے واقعہ کے بارے میں بتا دیا تھا؟'' میں الوجھا

ُ ' اُہاں ۔۔۔۔۔ لیکن اس وقت میں رضیہ کے بارے میں پوچھنے آئی ہوں۔تم نے اُسے کہیں پکھا تو نہیں؟''ڈاکٹر رادھاکے لیجے میں پریشانی نمایاں تھی۔

''گزشته رات اُس نے کھانا ہمارے ساتھ ہی کھایا تھا، پھر ہپتال چلی گئ تھی اور واپس نہیں آگئی۔شاید وارڈ کے کسی بیڈیرسور ہی ہو۔''میں نے کہا۔

''وہ رات کو کھانا لے کریباں آئی تھی۔اس کے بعد میں نے اُسے نہیں دیکھا۔۔۔۔وہ غائب

'' فائب سے کیا مطلب ……؟'' میں بری طرح چونک گیا۔ ڈاکٹر رادھا کے لیجے نے مجھے اور سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ گزشتہ روز کیپٹن گو پال سنگھ کی پوچھ کچھ سے آفرہ کہیں بھاگ گئی ہو …لیکن سوال تو یہ پیدا ہوتا تھا کہ وہ اس یکستان میں کہاں جاشتی تھی؟ ''دبیپل کے درخت کے نیجے بیٹھے ہوئے ہندو سادھو نے گزشتہ رات اُ ہے کس آ دمی کے اُمری کے منگر کے درختوں کے جھنڈ کی طرف جاتے و یکھا تھا۔ لباس سے وہ آ دمی کوئی ہندو ہی لگتا تھا گارادھا نے باعث سادھوا س کا چہرہ نہیں دیکھ سکا۔ اس کے بعد سے رضیہ کوئیں دیکھا گیا۔''

''میں اُس کی موجود گی ضروری نہیں سمجھتا۔''میں نے اُسے کھورا۔

"تو پھر میں بھی تمہارے ساتھ چلول گا۔"بشرنے کہا۔ اُس نے اپنے طور پرمیری حفاظت ی ذ مه داری قبول کر لی تھی اور جھے بھی اس پر کوئی اعتر اض نہیں تھا۔ البتہ یہ اطمینان تو تھا کہ ان حالات میں میرا کوئی ہمدر دبھی موجود ہے۔

کچھ دریر بعد ہم گیسٹ ہاؤس سے نکل آئے اور بشیر کی جیپ میں سوار ہو کر اُس مقام کی طرف چل دیے جہال ڈاکٹر رادھا کے کہنے کے مطابق رام داس ملہوتر ہ خیمہ زن تھا۔

ہپتال کے سامنے ایک وسیع میدان میں شاندار جیمے نصب تھے۔ اُن جیموں کو دیکھ کرید خیال ہوتا تھا جیسے کوئی مہاراجہ یہاں پڑاؤ ڈالے ہوئے ہو۔ تین چھوٹے خیمے تھے اور ایک بڑا جو باہر سے بہت خوبصورت نظر آ رہا تھا۔۔ بڑے جسے کے قریب ہی ایک ثاندار شامیا نہ لگا ہوا تھا جس کے نیچے تین چار ایزی چیئرز چھی ہوئی تھیں۔شامیانے کے بانس پر لکی ہوئی ایک چھوٹی چرخی سے کیڑے کا بنا ہوا ایک بہت بڑا پنکھا لگا ہوا تھا۔ چرخی میں ہے کز رنے والی رشی کا

ووسرا سراایک آ دمی کے ہاتھ میں تھا جے وہ زور زورے آگے پیچھے سیجی رہا تھا اور اُس کے اس ممل ہے پیکھامتحرک تھا اور ہوا لگ رہی تھی۔

شامیانے کے قریب ہی ایک ٹرک اور ایک شاندار لینڈ کروزر کھڑی تھی۔ ٹرک میں ایک چھوٹا سا جنر یئر بھی نصب تھا جس سے ضرورت کے وقت بجلی پیدا کی جاسکتی تھی۔ لینڈ کروز ربھی ایئر کنڈیشنڈھی۔ کرسیوں کے قریب ہی ایک میزھی جس کے ساتھ ہی ایک آنس بائس بھی رکھا ہوا تھا جس میں کو کا کولا کی بوٹلیں بھری ہوئی تھیں۔

درمیانی کرسی پر ایک ادھیڑ عمر آ دمی پرُ وقار انداز میں میٹھا ہوا تھا۔ اُس کے باتیں ہاتھ کی اُنگلیوں میں موٹا سا سگار دیا ہوا تھا۔ قیمتی لباس کے ساتھ ہی اُس کا با رُعب چیرہ اور آنکھوں کی چک اُس کی شخصیت میں بڑا پراسرار تاثر پیدا کر رہی تھی۔ اُس کے قریب ہی دوآ دمی مؤدباند انداز میں کھڑے تھے۔وہ دونوں بھی ہندو تھے۔

ہماری جیپ شامیانے ہے چندگز کے فاصلے پر زک گئی۔ میں، ڈاکٹر رادھااور بشیر کے ساتھ جیپ سے اُتر آیا۔ ڈاکٹر رادھانے اُس شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتا دیا تھا کہ وہی رام داس ملہوترہ ہے جو مجھ سے ملنا حابتا ہے۔اُس محص نے اگر چہاہیے آپ کومیرا شناسا بتایا تھالیکن وہ میرے لئے قطعی اجبہی تھا۔ اُس نے آ گے بڑھ کر ہمارااستقبال کیا۔

''مجھے افسوس ہے وحید! تم جن حالات ہے دوجار ہو وہ میرے لئے بھی پریشائی کا باعث ہے۔ میں اُس وقت جمبئی میں تھا۔تمہارے ساتھ پیش آنے والے حادثے کی خبر میں نے اخبار . میں راھی تھی۔''

'پی حالات میرے لئے خاصے پریشان کن ہیں۔میری سجھ میں نہیں آرہا کہ کیا کروں۔ یمال ڈاکٹر رادھااورمسٹر بشیر کا مجھے بہت سہارا ہے۔'' میں نے کہا۔

" تم نے مجھے رات ہی کو کیوں نہیں بتایا تھا؟" میں نے اُسے گھورا۔ ''رات کوتو میں اپنے کوارٹر میں تھی۔ بیسب کچھ مجھے ابھی کچھ دیر پہلے ہی معلوم ہوا ہے۔'' ڈ اکٹر رادھانے کہا۔ رائے کی موت کا منظر میری نظروں میں گھوم گیا ۔ کہیں رضیہ بھینہیں نہیں! ابیانہیں ہو

سکتا۔ رضیہ کے بارے میں ایسانہیں سوچا جا سکتا۔ وہ یہاں جرائم پیشدافراد کی آلہ کارنہیں ہوسکتی تھی۔ اُسے یقینا اُن لوگوں نے اغوا کیا ہو گا جو مجھ سے کچھ پوچھنا چاہتے تھے۔ وہ رضیہ کے ذریعے و باؤ ڈال کر اپنا مقصد بورا کرنا جاہتے ہوں گے میں نے سر جھٹک دیا اور ڈاکز رادها کی طرف متوجه ہو گیا۔

، ں رب دیبہ دیا۔ '' کیا اُسے ریگتان کی طرف تلاش کیا گیا ہے؟ میرا مطلب ہے۔۔۔۔'' کسی انجانے خوف ہے میں اینا جملہ کمل نہ کر سکا۔

''میں تمہارا مطلب مجھتی ہوں۔'' ڈاکٹر رادھانے جواب دیا۔''یہاں دونین روز سے کچھ

پراسرار واقعات رونما ہونے لگے ہیں۔'' ''کیا میراان پراسرار واقعات ہے کوئی تعلق ہوسکتا ہے؟'' میں نے اُلجھی ہوئی نظروں سے

اُس کی طرف دیکھا۔ ا

''صورتحال خاصی پیچیدہ ہے۔'' بشیر کی آواز سن کر میں درواز ہے کی طرف گھوم گیا۔ وہ نجانے کب سے دروازے میں کھڑا ہماری باتیں من رہا تھا۔'' یہاں کےلوگ سمجھتے ہیں کہان یراسرار واقعات کے ذمہ دارتم ہو۔''

میں ایک بار پھرسوچ میں کھو گیا۔ مجھے یہاں آئے ہوئے صرف دو دن ہوئے تھے اور ال عرصہ میں ایک آ دمی پراسرار طریقے سے ہلاک ہو چکا تھا۔ اور میری اپنی دوستِ لا پتہ تھی۔ برسمتی ہے وہ دونوں آخری مرتبہ مجھ سے ملے تھے۔لوگوں کے خیال میں، میں کسی راسرار شیطانی قوت کے زیراثر تھااور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اُن کا پیلین پختہ ہوتا جار ہاتھا کہ

ان پراسرار داقعات کا مجھ ہے کوئی تعلق ضرور ہے اور وہ مجھے تصور وارسمجھ رہے تھے۔ ''مپتال میں ایک آدمی آیا ہے جوتم ہے ملنا چاہتا ہے۔وہ اگر چیہندو ہے' بُن اُس کی باتوں ے ظاہر ہوتا ہے کہ مہیں جت انجھی طرح جانتا ہے۔ رام داس ملہور ، کا شار بمبئی کے امیر ترین آ دمیوں میں ہوتا ہے۔ وہ ہپتال کے سامنے والے میدان میں خیمہزن ہے۔ اگرتم چاہوتو أس ے مل سکتے ہو۔' ڈاکٹر رادھانے کہتے ہوئے چھتی ہونی نظروں سے میری طرف و میکھا۔

''اوہاً کر وہ میرے بارے میں جانتا ہے تو یقیناً میری مدد کرسکتا ہے۔ میں اُسے ضرور ملول گا۔' میں نے جلدی ہے کہا۔

''لیکن میرا خیال ہے کہ ہمیں کیپٹن گو پال شکھ کی واپسی کا انتظار کر لینا چاہئے۔وہ رضیہ ^{کی} تلاش میں ریکستان کی طرف گیا ہوا ہے۔' بشیر نے کہا۔

"كيا ميں مسٹر وحيد سے تنہائى ميں بات كرسكتا ہوں؟" ملہوترہ نے بارى بارى ڈاكٹر رادھا اور اور بشير كى طرف ديكھا اور اور بشير كى طرف ديكھا اور كندھے أچكاتے ہوئے وہاں سے دُور ہٹ گئے۔ رام داس ملہوترہ ایك بار پھر ميرى طرف متوجہ ہوگا۔

" د'اگر تمہاری یادداشت برقرار ہوتی تو تم مجھے فوراً پہچان لیتے۔ میں تھوڑے عرصہ بعد جیسلمیر جاتا رہتا ہوں۔ آخری مرتبہ چندروز پہلے ہم جیسلمیر میں ملے تھے۔ اس وقت تمہاری مدکرنا میں اپنااخلاقی فرض سمجھتا ہوں۔ اور یہاں میری آمد کا مقصد بھی یہی ہے۔''

''جیسلمیر.....''میرے ذہن کو جھٹکا سالگا۔ ''میرا خیال ہے اگرتم کوشش کرو تو تمہیں سب کچھ یاد آ سکتا ہے۔'' ملہوترہ کی نظروں میں عبر سے چھ تھی

' دونہیں جمھے کچھ یادنہیں ہے۔ میں کچھ نہیں جانتا میں اپنا ماضی بھول چکا ہوں۔'' ن بر سے دیں میں ا

میں نے بے بمی سے جواب دیا۔ ''تو گویاتم ممل طور پراپی یا دداشت کھو چکے ہو؟'' ملہوترہ کی نظروں میں شبے کی جھلک تھی۔ رام داس ملہوترہ کے جارحانہ تیورد کیھ کرڈ اکٹر رادھا اور بشیر قریب آ گئے۔

را اورا اوران اوران کے باران کے پاروری اور اور اسکون کی ضرورت ہے د ماغ پر غیر مخروری ہو جھان کے لئے اس د ماغ پر غیر ضروری ہو جھان کے لئے نقصان دہ ثابت ہوسکتا ہے۔''بشیر نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔ ''اس اطلاع کاشکریہ'' ملہوترہ نے بشیر کو گھورا۔

'' تیز دُھوپ اے نقصان بھی پہنچا کئی ہے۔''اس مرتبہ ڈاکٹر رادھانے کہا۔ '' تیز دُھوپ اے نقصان بھی پہنچا کئی ہے۔''اس مرتبہ ڈاکٹر رادھانے کہا۔

''میں آپ لُوگوں کو زیادہ پریشان نئیں کروں گا۔۔۔۔۔اگر آپ دونوں چاہیں تو واپس جا سکتے ہیں۔ وحید دو پہر کا کھانا میر ہے ساتھ کھائے گا۔میرا خیمہ ایئر کنڈیشنڈ ہے۔اسے کرمی کا احساس سمٹنیں ہوگا۔'' ملہوڑ ہ نے کہا۔

''وحید میرے زیر علاج ہے ۔۔۔۔ میں اے ایسا مشورہ نہیں دُوں گی۔ اب ہمیں واپس چانا چاہئے۔ کیوں وحید؟'' ڈاکٹر رادھانے میری طرف دیکھا۔

''تو ٹھیک ہے ۔۔۔۔ میں شام کو گیٹ ہاؤس آ جاؤں گا۔ مجھے پچھالی باتیں معلوم ہیں جو تمہاری یا دداشت لوٹانے میں مدد گار ثابت ہو علق ہیں۔'' رام داس ملہوتر ہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور رخصت کرنے کے لئے جیپ تک ہمارے ساتھ آیا۔

ڈاکٹر رادھا کو ہپتال کے سامنے اُتار کر ہم دونوں گیسٹ ہاؤس آ گئے۔ بثیر نے اس موضوع پر مجھ سے کوئی بات نہیں کی تھی۔وہ اپنے کام میں مصروف رہااور میں بستر پر لیٹا موجودہ صورتحال کے بارے میں سوچتارہا۔

بہاری لال رائے کے قتل اور پھر رضیہ کی گمشدگی نے فضا میں عجیب می کشیدگی پیدا کر دی تھی۔ رام داس ملہوتر ہ کی آمد نے مجھے ایک اور اُلجھن میں مبتلا کر دیا تھا۔ وہ اپنے آپ کومیر ا شاسا بتار ہا تھا۔ اور چندروز پہلے جیسلمیر میں مجھ سے ملا قات کا دعویدار بھی تھا۔ مجھے یہ سب پچھ یادئیس تھا کین ملہوتر ہ کا رہن سہن اور ٹھا تھ بتار ہا تھا کہ اگر وہ کروڑ پی نہیں تو لکھ پی ضرور ہے۔ اُس کی شان وشوکت کہی مہاراجہ سے کم نہیں تھی ۔ اور میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ اُس کے پاس آئی دولت کہاں سے آئی ہوگیاور اُس کی آمدنی کا ذریعہ کیا تھا؟

' شام کے سائے ڈھل چکے تھے۔ ملہورہ کی لینڈ کروزر گیسٹ ہاؤس کے سامنے زکی تو میں اُس وقت بشیر کے سامنے زکی تو میں اُس وقت بشیر کے ساتھ کمپاؤنڈ میں بیٹیا رہا۔ دوسرے ملازم نے بنچے اُتر کر دروازہ کھولا اور ملہورہ لینڈ کروزر سے اُتر کر پرُ وقارانداز میں چلتا ہوا ہماری طرف آنے لگا۔ ہم دونوں نے اُٹھ کراُس کا استقبال کیا اور بیٹھنے کے لئے تیسری کری کی طرف اشارہ کیا جو باقی دونوں کرسیوں کی طرح خاصی شکتہ تھی۔

''مسٹر بشیر!اگرتم اجازت دوتو میں تنہائی میں وحید ہے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔'' ملہوتر ہ نے چندری جملوں کے تباد لے کے بعد بشیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ہ پیروں ہوں سے بادھے سے بعد بیری سرک دیتے ہوئے اہا۔ بشیر نے میری طرف دیکھا اور میری رضا مندی پاکر وہاں ہے اُٹھ گیا۔ اُس کے جانے اور بلات کا کھی ہے گا بازنا میں میں اور میری رضا مندی پاکستان کے جانے

کے بعد ملّہوترہ کئی کموں تک گہری نظروں سے میرے چہرے کا جائزہ لیتار ہااور پھر قدرے آگے تھکتے ہوئے بولا۔

''اب تمہیں یاد آ جانا چاہئے کہ چندروز پہلے جیسلمیر میں ہماری ملاقات ہوئی تھی۔'' ''مجھے بالکل یادنہیں ہے۔ ماضی کی کوئی بات میرے ذہن میں محفوظ نہیں رہی۔'' میں نے

ہواب دیا۔
''دہتمہیں اتنا تو یاد ہوگا کہ انٹیلی جنس آفیسر بابوراؤ نے ریگتان میں سم کے مقام پرتم سے
طُلْ قات کی تھی اور تم دونوں کے درمیان ایک نہایت اہم معاملہ طے ہوا تھا۔'' ملہور ہ نے میری
اُنگھوں میں جھا تکتے ہوئے کہا گویا اُسے شبہ تھا کہ میں یادداشت کھو جانے کا ڈھونگ رچارہا
موں۔

''انٹیلی جنس آفیسر بابوراؤاہم معاملہ میں بالکل نہیں سمجھا۔'' مجھے اُس کی باتوں اُسے اُلجھن سی محسوس ہونے گئی تھی۔ اُسے اُلجھن سی محسوس ہونے گئی تھی۔ اُسے اُلجھن سی محسوس ہونے گئی تھی۔

''اب مجھے کھل کر بات کرنی پڑے گی۔''ملہور ہ نے مختاط نگاہوں سے جاروں طرف دیکھتے ۔ اوٹ مدھم لیجے میں کہا۔''تم اُگر دادی ہو کشمیری مجاہد ۔۔۔۔۔ جواپنے دیش کی آزادی کی جنگ لڑ

رہے تھے۔ تم نے تشمیر میں بھارتی سیناؤں کو نا قابل تلافی نقصان پہنچایا تھا۔ تمہاری گرفتاری کے انعابات مقرر کئے گئے لیکن تم بھارتی سیناؤں کے خلاف کامیائی سے کارروائیاں کرتے رہے اور بالآ فرانٹیلی جنس ایجنسی ''را'' کی ایک خوبصورت ایجنٹ کو تشمیر بھیجا گیا تا کہ وہ تمہیں ایپنے حسن کے جال میں پھنسا کر تمہیں گرفتار کرنے میں مدد دے سکے۔ وہ تم تک بہنے تو گئی لیکی خود تمہارے پریم میں مبتلا ہوگئے۔ سیتا اور تم نے دوسرے مجاہدین کے ساتھ ال کر جموں میں کی اعلیٰ بھارتی فوجی افسروں کوموت کے گھاٹ اُتار دیا۔ اور تم دونوں بنجاب سے ہوتے ہوئے جیسلمیر بہنچ گئے اور یہاں بھی تم دونوں نے تاہی پھیلا نا شروع کر دی لودرواکیمپ کو تباہ کر کے میں تمہاری جیسلمیر بہنچ گئے اور یہاں بھی تم دونوں نے تاہی پھیلا نا شروع کر دی لودرواکیمپ کو تباہ کر کے تمہاری ایک اہم کارنامہ انجام دیا تھا۔ تمام انٹیلی جنس ایجنسیاں اور پولیس تمہاری علی میں تھی۔ لیکن انٹیلی جنس آفیسر بابوراؤ نے تہمیں کھوج نکالا۔'' وہ چند کھوں کو خاموش ہوا پھر بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''بابوراؤ اپنے دیش کا کھا تا ہے گر غدار ہے۔ اُس نے لودرواکیمپ کے بارے میں ایک مکمل فلم تیاری تھی جس میں بھارت اسرائیل معاہدے کا عسب بھی شامل تھا۔ وہ یہ مائیکر وفلم بمبئی میں کلیان رائے بی نامی ایک مخص کو پہنچانا چاہتا تھا لیکن وہ یہ کام خود نہیں کرتا چاہتا تھا۔ اُسے کسی آدمی پر بھی بھروسہ نہیں تھا۔ ایسے کاموں میں بڑی راز داری برتی جاتی ہے۔ تم لوگ اُس کی نظروں میں آگئے۔ بابوراؤ نے تم سے فائدہ اُٹھانے کا فیصلہ کرلیا۔ اُس نے یہ فیصلہ بہت سوچ سمجھ کرکیا تھا کہ اگر تم بکڑ ہے بھی گئے اور وہ مائیکر وفلم تم سے برآ مدہوگی تو ساراالزام تم بی لوگوں پر آئے گا۔ مجھے تم لوگوں پر بھی شبہ نہ ہوتا لیکن میرے ایک آ دمی نے اطلاع دی کہ بابوراؤ نے وحید الدین اور رضیہ کے نام سے کا غذات بنوا کرتم لوگوں کو جیسلمیر سے نگئے کا موقع راؤ نے وحید الدین اور رضیہ کے نام سے کا غذات بنوا کرتم لوگوں کو جیسلمیر سے نگئے کا موقع کی جمافت تھی کہ بابوراؤ اُسی دو پہراُن کے ہاتھوں مارا گیا اور تم لوگ بھی غائب ہو گئے۔ اور پھر کی ماقت تھی کہ بابوراؤ اُسی دو پہراُن کے ہاتھوں مارا گیا اور تم لوگ بھی غائب ہو گئے۔ اور پھر میں نے اخبار میں رضیہ اور وحید الدین نامی خض کوریگتان میں پیش آنے والے حادثے کی خبر میں نیس نہمی اُس کی طرف و کی کا خری ہیں بو سے۔ ''میں نہیں سمجھا کہ تم کیا کہ رہ ہو سے آجی ہوئی نگا ہوں سے اُس کی طرف و یکھا اور نہ بی دماغ میں تھیں ہیں تا ہیں بات یاد ہے۔'' میں نے اُس کی طرف و یکھا۔ میر نے دماغ میں آندھیاں می چلے گئیں۔ اور پھر دفعتہ میرے دماغ میں دھا کہ سا ہوا۔۔۔۔'' میں اُسے اُس کی طرف و یکھا۔ میر نے دماغ میں آندھیاں می چلے گئیں۔ اور پھر دفعتہ میرے دماغ میں دھا کہ سا ہوا۔۔۔۔۔''

میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں بحفاظت سرحد کے پار پہنچادیا جائے گا۔'' '' مجھے کچھ یادنہیں آر ہا ۔۔۔۔ میں کچھ نہیں جانتا۔'' میں نے بے بسی سے سر جھٹک دیا۔ ''ویسے تمہاری بیدذ ہنی کیفیت کب تک درست ہو جائے گی؟'' ملہوترہ نے مشتبہ نگا ہوں سے میری طرف دیکھا۔

ردیس کھے نہیں کہ سکتا۔ ڈاکٹر رادھا کا خیال ہے کہ ہوسکتا ہے دو چار روز میں میری پادداشت لوٹ آئے یااس میں غیر معید عرصہ بھی لگ سکتا ہے۔'' میں نے جواب دیا۔

''اوہ …'' ملہوترہ نے کہا۔'' بہرحال یہ باتیں کی سے کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں پھر
کسی وقت تم سے ملاقات کروں گا۔ اپنے ذہن پر زور ڈالنے کی کوشش کرو …… ہوسکتا ہے تہہیں
آٹی یاد آ جائے۔'' ملہوترہ کہتے ہوئے اُٹھ گیا۔ وہ جیسے ہی کمیاؤنڈ سے باہر نکلا بشیر تیز تیز قدم
اُٹھا تا ہوا میر نے قریب آگیا۔ جھے یقین تھا کہوہ کی جگہ چپ کر ہماری گرانی کرر ہا ہوگا۔
میں اس وقت شدید اُلجھن میں مبتلا تھا۔ وہ باغ میں چیو نئیاں می رینگ رہی تھیں۔ بشیر شاید
جرے کے تاثر ات سے میری کیفیت بھانپ گیا تھا۔ وہ جھے سہارا دے کر کمرے میں لے آیا۔
وہ جھے سے کچھ پوچھنے کی کوشش کرتا رہا لیکن میری زبان جیسے گنگ ہوکررہ گئ تھی۔ بالآخر کئی منٹ کی خاموثی کے بعد میں نے اُسے رام داس ملہوترہ سے ہونے والی گفتگو کے بارے میں بتا دیا

ھے ن کربشیر بری طرح چونک گیا۔ '' دہشت گردی …… مائیکرووقلم ……''بشیر میری طرف دیکھتے ہوئے بولا۔''صورتحال خاصی پیچیدہ ہوگئی ہے۔میراخیال ہے ہمیں فورا کیٹن گو پال کواطلاع دین چاہئے ۔لیکن نہیں ……اس طمرح معاملہ کچھاور ہگڑھائے گا۔''

الله بیر تقریباً ایک گھنے تک میرے پاس بیٹا با تیں کرتا رہا اور پھراُٹھ کرمبجدوا کے کرے میں بھلا گیا۔ میں بستر پر لیٹ گیا۔ سیمرا دہاغ بری طرح چکرا رہا تھا۔ دفعۃ ایک اور خیال میرے فئین میں اُکھرا۔ صورتحال نہ صرف بیچیدہ بلکہ ہمارے لئے نہایت علین ہوگئ تھی۔ اگر پولیس کو پہنے گا گیا کہ میں در حقیقت کون ہوں تو اذیت ناک موت ہے جھے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ رضیہ نے بھی کہا تھا کہ اُس کا نام سیتا اور میں شمروز ہوں اور اب رام داس ملہوترہ بھی ایک ایسی کہائی گار ہا تھا جو نہایت خوفناک تھی۔ اگر ہم واقعی کچھاور تھے تو انٹیلی جنس آفیسر بابوراؤ نے ہمارے آگئے جن فرضی ناموں سے بھی واقف تھا۔ اس کیا تھا۔ اس کے گار ہوں اور اب رام داس ملہوترہ میں اب تک بچائے ہوئے تھے۔ رام داس ملہوترہ میں اجب کچھ جانتا تھا اور ہمار نے فرضی ناموں سے بھی واقف تھا۔ اس لئے گاری اُس کے گاری اُس کے بیٹے ہوائی تھی۔ اگر وہ زندہ ہوتا تو گاری اُس کے بیٹے بہاں پہنچ چکا ہوتا۔ صورتحال کی میسلمیر سے نکلے تھے۔ اگر وہ زندہ ہوتا تو گھی میں در موت کے گھاٹ اُتار چکے تھے جس ہم جیسلمیر سے نکلے تھے۔ اگر وہ زندہ ہوتا تو گھی میں اور میر سے لئے بھی بیان بنچ چکا ہوتا۔ صورتحال کی میسلمیر سے نکلے تھے۔ اگر وہ زندہ ہوتا تو گھی صورتحال کی میسلمیر سے نکلے تھے۔ اگر وہ زندہ ہوتا تو گھی سے بہاں بنچ چکا ہوتا۔ صورتحال کی میسلمیر سے نکلے تھے۔ اگر وہ زندہ ہوتا تو گھی میں میں کا نب اُٹھا۔ بیتا بھی گھی میں میں کا نب اُٹھا۔ بیتا بھی گھی میں مورتحال کی میں کا نب اُٹھا۔ بیتا بھی بھاؤ کا گھی میں کا نب اُٹھا۔ بیتا بھی بھاؤ کا گھیں مورتحال کی میں کا نب اُٹھا۔ بیتا بھی بھی کو کا گھیں کا در میر سے لئے بھی بھی کو کا گھی کا در میر سے لئے بھی بھی کھیاؤ کا گھیں کو کا کہ بیاں بھی جھی کا در میر سے لئے بھی بھی کھی کو کا کھیا کہ کا کہ بیاں بھی جھی کی کو کو کا کہ کا کھی کی کو کی کو کی کھیاؤ کا گھیں کو کا کھی کی کو کی کو کی کھی کو کا کھی کو کو کو کو کو کھی کو کا کھی کو کو کھی کو کو کو کھی کو کھی کے کو کھی کو کھی کو کھی کو کو کھی کے کہ کو کو کھی کو کھی کو کھی کو کھی کھی کو کھی کو کھی کو کھی کھی کو کھی کو کھی کے کھی کھی کو کھی کو کھی کو کھی کو کھی کے کھی کھی کو کھی کھی کے کہ کو کھی کے کھی کھی کو کھی کو کھی کو کھی کھی کو کھی کے کھی کے کھی کھی کے کھی کھی کو کھی کھی کو کھی کھی کو کھی کھی کھی کے کھی کھی کھی کھی کھی کھ

ایک بی راسته تھا۔ فرار!

میں وقت گزرنے کا انظار کرتے ہوئے یہ سوچار ہا کہ کیا میں واقعی دہشت گردتھا؟ کیا میرا تعلق تشمیر سے ہے؟ لیکن تشمیر کہاں ہے؟ اور وہ انتماع جنس آفیسر بابوراؤ کون تھا؟ مجھے یادئیں آ رہا تھا کہ کسی نے مجھے کوئی مائیکر وفلم دی تھی۔ مجھے تو کچھ بھی یادئییں تھا۔

نصف شب کے قریب جب مجھے یقین ہوگیا کہتی والے سور ہوں گے تو میں آہٹی ہے اُٹھ کر کھڑی کے رائے کمرے سے باہر آگیا۔ میں مجد کے سامنے والے زخ سے کر را پڑتا سے باہر نکلنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا کیونکہ اس طرح مجھے مجد کے برآ مدے سے گزرنا پڑتا اور اس طرح بشیر کی نظروں میں آسکتا تھا۔ مزید برآں گیسٹ ہاؤس کے گیٹ پر کیپٹن گویال سنگھ کا کانشیبل بھی موجود تھا۔ بشیر اور کانشیبل اگر چہ سور ہے تھے لیکن قدموں کی آ ہٹ سے کی کی آنکھ کھل سکتی تھی۔

سہلا نار ہا اور بہب ورو کی ملائک ہا ہوا تہ رہ ہور ہیں ہے۔

گل ہے نکل کر قصبے کی مین روڈ پر پہنچتے ہی کول نے بھونک کر میرا اسقبال کیا ۔۔۔۔ میں جلدی ہے ایک اور گل میں گھس گیا اور دو بارہ مین روڈ پر آنے کی بجائے گلیوں میں جلنار ہا۔

میر ہے سامنے کی منزل کا نشان نہیں تھا۔ تیز تیز قدم اُٹھاتے ہوئے میں کم ہے کم وقت میں زیادہ ہے زیادہ فاصلہ طے کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ایک گل کے آخری موڑ پر پہنچا تو ہیتال کی عمارت و کھی کر شوشک گیا۔۔۔۔۔اس کے سامنے ہی رام داس ملہوترہ کا کیمپ تھا۔ میں چھوری گل کے موڑ پر کھڑا کیمپ تھا۔ میں چھوری گل کے موڑ پر کھڑا کیمپ کی طرف دیکھی اربا اور پھر واپس مُرنا ہی جاہتا تھا کہ اچا تک ہی آنکھوں کے موڑ پر کھڑا کیمپ کی طرف دیکھی انہ میں اپنے سامنے نیلی پلی چنگاریاں می ناچ اُٹھیں۔۔۔۔۔مر پر لگنے والی ضرب آئی شدید تھی کہ میں اپنے سامنے نیلی پلی چنگاریاں می ناچ اُٹھیں۔۔۔۔۔مر پر لگنے والی ضرب آئی شدید تھی کہ میں اُخ والی ساتھ ہی میراذ بمن تاریکی میں ڈو بتا چلا گیا۔۔۔۔۔ا

جس جگہ میں ہوش میں آیا أے با قاعدہ كمرہ نہیں كہا جا سكنا تھا۔ تقریباً بارہ فٹ لہا اور سات فٹ چوڑا پہاڑى غارتھا۔ غیر ہموار دیواریں اور جھى ہوئى حصت میرے خیال كى تصدیق كررى تھيں _چھت اس قدر نيچى تھى كەقدرے لمبے قد كے آ دى كا سرحچت كوچھوسكنا تھا۔ يہاں فرنيچرنام كى ايك پرانى ى كرى پڑى ہوئى تھى۔ اس كے علاوہ ككڑى كى چندٹو ئى ہوئى چيزيں بھى

بھری ہوئی تھیں۔ایک طرف دیوار کے قریب پھر کا ایک چبوترہ تھا جس پر ٹین کا بنا ہوا ایک دیا جل رہا تھا۔ دیئے میں کیراسین آئل کی بجائے شاید کسی قتم کی چربی استعال کی جا رہی تھی۔ گاڑھے سیاہ وُھویں کے ساتھ غارمیں ایک نا گواری بو پھیلی ہوئی تھی۔ میرے قریب ہی گدلے سے پانی کا ایک جگ رکھا ہوا تھا۔ میری ایک کلائی آئنی کڑے میں جکڑی ہوئی تھی جس سے نسلک زنجر کا دوسرا سرادیوارمیں گے ہوئے ایک بک میں پھنسا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

چند کموں تک تُو میں تیجھ نہ سمجھ سکا اور پھر رفتہ رفتہ صور تحال واضح ہوتی چلی گئی۔ رات کو میتال کے قریب سرکی پشت پر ضرب لگا کر مجھے بے ہوش کیا گیا تھا اور اب میں ایک قیدی تھا۔ لیکن میں ابھی تک کوئی اندازہ نہیں لگا سکا تھا کہ مجھے قید کرنے والاکون ہے؟

دہشت سے میرے رو نگٹے کھڑے ہو گئے ۔۔۔۔ میں نے آئھیں بند کر کیں۔ چند کمحوں بعد جب آئی میں کھولیں تو حقیقت جوں کی توں میرے سامنے موجود تھی۔ سیتا کا مُردہ جم آئی ترج برق عالت میں بڑا تھا۔۔۔۔۔ اُس کا لباس تار تار اور جسم پر لا تعداد چھوٹے چھوٹے زخم آرہے تھے جواس بات کا ثبوت تھے کہ مرنے سے پہلے اُس پر بے پناہ تشدد کیا گیا تھا۔۔۔۔ میں میسوچے بغیر ندرہ سکا کہ رضیہ یا سیتا کی موت کا ذمہ دار صرف اور صرف میں تھا۔۔۔۔۔

میں دیوار سے نیک لگا کر ورش گیا۔ میری آئکھیں بھیگی ہوئی تھیں اور دماغ میں تیز سنستاہت ہورہی تھی۔ سر پر جہاں ضرب لگائی گئی تھی وہاں دردکی شدید ٹیسیں اُٹھ رہی تھیں۔ یوں محسوس بورہا تھا جیسے میرے سر پر دھاکے ہورہے ہوں۔ پھر اچا تک ہی دماغ میں روشنی کا جھما کہ ہوا۔ بحل کا ایک کوندا سالیکا اور میں اپنے ماضی کی طرف کو شنے لگا ۔۔۔۔!

میری کھوئی ہوئی یادداشت لوٹ رہی تھی۔ بیتے ہوئے واقعات تاریکی سے نکل کر سامنے اُنے لیے۔ خیالات اور یادول کے اس جوم میں میراد ماغ دُ کھنے لگا۔ میں بار بارسر کو جھٹک رہا

تھا تا کہ ذہن کا بوجھ کسی حد تک کم ہو سکے۔ میں نے آئکھیں بند کرلیں اور ماضی کی ایک ایک

تصویر ذہن کے بردے برواضح ہوتی چلی گئی!

میرا گاؤں سوپور کم از کم تین مرتبہ درندہ صفت بھارتی فوجیوں کے ہاتھوں تباہ ہوا تھا۔ میں اُس وقت کم عمر تھا کیکن ان درندول کا مقابلہ کرنے کے لئے میں نے بھی رائفل اُٹھا لی اور مجاہدین کے ایک گروپ میں شامل ہو گیا۔ اور پھر میرا نام بھارتی فوجیوں کے لئے دہشت کی علامت بن گیا۔... میں ایک معرکے میں زخمی ہو کر ڈوڈا کی طرف نکل آیا جہاں سیتا نے بچھے ایک غار میں پناہ دی اور چوری چھے میرا علاج کرایا۔ سیتا ''را'' کی ایجنٹ تھی۔ نہایت خوبصورت، حسین۔ اُسے میری گرفت کے لئے تشمیر جیجا گیا تھالیکن وہ میرے شق میں مبتلا ہو خوبصورت، حسین۔ اُسے میری گرفت کے لئے تشمیر جیجا گیا تھالیکن وہ میرے شق میں مبتلا ہو

گئی۔ سیتا ہندو تھی لیکن اینے کزن کے ہاتھوں اپنی عزت لٹوا بیٹھی۔ اُسے اپنے وهرم ہی ہے

نفرت ہو گئی تھی۔ تشمیر میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم وہ اپنی آ تھوں ہے و کیے چکی تھی۔ اُسے ہندوفو جیوں سے نفرت اور تشمیری مسلمانوں سے ہمدردی ہو گئی۔ میں اور سیتا مل کر تباہی پھیلاتے رہے۔ہم نے ہندوفوج کو نا قابل تلافی نقصان پہنچایا۔ جیسلمیر کے قریب دہشت گردی کے ٹریننگ کیپ کی تباہی ہمارا آخری کا رنامہ تھا۔ہم پکڑے

یر سے رئیب ہیں ہے چھپتے پھر رہے تھے کہ بابو راؤ نامی ایک انٹیلی جنس آفیسر کی نظروں میں آ گئے اور اُس نے ہمیں فرار ہو جانے میں تعاون کی پیشکش کی۔ وہ اپنی گاڑی ہمارے ذریعے پوکھر ان بھجوانا چاہتا تھالیکن ہمیں ریگتان میں وہ حادثہ پیش آگیا اور میں اپنی یا دواشت کھو میٹھا۔ہمیں شمروز اور سیتا کی حیثیت ہے تو شناخت نہیں کیا گیالیکن ہمارے لئے گئی اور اُلجھنیں

پیدا ہوگئ تھیں۔ اور پھر رام داس ملہور ہ آگیا۔۔۔۔۔ وہ مجھ ہے کی مائیکر وفلم کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔
رہا تھا اور میں ایسی کسی چیز کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔
اس دوران میں نے محسوں کیا تھا کہ سیتا سہمی ہی ہی ہی ہے۔ اور پھرائس نے مجھے بتایا بھی تھا کہ وہ میری اورا پی اصلیت چھپانے کے لئے اپنے آپ کوسیدھی سادھی اور ڈر بوک ہی لڑکی بوز کر رہی تھی۔ اور اجرائس کی بجی ہوئی لاش میرے سامنے بوز کر رہی تھی۔ اور پھر یکا یک وہ غائب ہوگئی۔۔۔۔ اور اجرائس کی بجی ہوئی لاش میرے سامنے بڑی تھی۔ سیتا ہوی جگرے والی لڑکی تھی۔ اُس نے تھن اور سیگین ترین عالات کا مقابلہ کیا تھا اور

اس میں بھی کچک نہیں آئی تھی۔لیکن وہ اس طرح خاموثی ہے مرجائے گی؟ مجھے اپی آٹھموں پر یعتین نہیں آ رہا تھا۔ اور پھر اُن سکرٹ ایجنٹوں کی زندگی بھی بڑی عجیب ہوتی ہے۔ ان کی سرگرمیاں بری خوفناک ہوتی ہیں۔ چنگی بجاتے میں حکومتوں کے تختے اُلٹ دیتے ہیں اور خود بالآخر گمنامی کی موت مرکئی تھی۔ بالآخر گمنامی کی موت مرکئی تھی۔ مجھے اُن کے ساتھ بالوراؤ کی کار پر لوکھر ان جانے کے لئے روانہ ہوا تھا۔

مجھے یاد آگیا کہ میں بیتا کے ساتھ بابوراؤ کی کار پر پوکھران جانے کے لئے روانہ ہوا تھا۔ اور پھر صحرا میں بھلتے ہوئے اس پہاڑی پر پہنچ گئے جہاں سے کرنے کے بعد میری یا دواشت م ہوگئ تھی۔

جیتال میں پہلے بہاری لال رائے نے اپ آپ و ڈیزرٹ آفیسر ظاہر کر کے جھ سے رابط کیا تھا۔ وہ کی سوٹ کیس کی شاخت کے بہانے مجھ اپ ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔ اس کے بچھ بی دیر بعدرائے کو پراسرارطور پر قل کر دیا گیا تھا۔ پھر رام داس ملہورہ سامنے آیا وہ اپ آپ کو میرا شناسا ظاہر کرتے ہوئے مجھ ہے کی مائیکر وفلم کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا۔ اور اب سیتا کی میٹ شدہ لاش میر سامنے تھی۔ ملہورہ ہم دونوں کی اصلیت ہے آگاہ تھا۔ سیتا کو دھو کے سافوا کر لیا گیا تھا اور وہ لوگ تشدہ کر کے اُس سے غالباً اُس مائیکر وفلم کے بارے میں بوچھنا چاہتے تھے لیکن وہ تشدہ کی تاب نہ لاسکی اورختم ہوگئی۔ خود مجھے بھی قصبے سے اغوا کر کے اس غار میں قبلے کے بارے میں اس غار میں قبلے کہ کہا گیا گیا ہے ایک اور سینا کو بے رحی سے موت کے گھاٹ اُ تار نے والاکون تھا؟ رام داس ملہورہ یا کوئی اور سین؟ سیتا کو بے رحی سے موت کے گھاٹ اُ تار نے والاکون تھا؟ رام داس ملہورہ یا کوئی اور سین؟ سینا کو بے رحی سے موت کے گھاٹ اُ تار نے والاکون تھا؟ رام داس ملہورہ یا کوئی اور سین؟ سینا کو بے رحی سے موت کے گھاٹ اُ تار نے والاکون تھا؟ رام داس ملہورہ یا کوئی اور دائے سرکاری کی کا بھی بابوراؤ سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اُنہیں کی طرح علم ہوگیا تھا کہ بابوراؤ سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اُنہیں کی طرح علم ہوگیا تھا کہ بابوراؤ سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اُنہیں کی طرح علم ہوگیا تھا کہ بابوراؤ نے سرکاری رہشتمل کوئی مائیکر وفلم بنائی ہے جے وہ جمیئ کے کلیان جی نامی کی شخص کے ہاتھ فروخت

کرنا چاہتا تھا۔ اور یہ لوگ وہ قلم ہتھیا نا چاہتے تھے۔ ڈاکٹر رادھانے بتایا تھا کہ جھے اور سیتا کو ایک شتر سوار بے ہوثی کی حالت میں ہپیتال چھوڑ گیا تھا۔ وہ شتر سوار کون تھا اور ہماری کار کہاں تھی ۔۔۔۔؟ ہپیتال میں قیام کے دوران کی نے ایک مرتبہ بھی کار کا ذکر نہیں کیا تھا۔ سیتانے اُن لوگوں کو بتایا تھا کہ اُن کی کار خراب ہوگئ تھی اور وہ لوگ اُس پہاڑی پر آ گئے تھے جہاں اُنہیں وہ حادثہ پیش آیا تھا۔لیکن سوال تو یہ تھا کہ کار کہاں گئی؟ جو شخص اُنہیں زخی اور بے ہوثی کی حالت میں ہپتال چھوڑ گیا تھا اُس نے چٹان کے

دامن میں کارضرور دیکھی ہوگی۔لیکن اُس نے کسی سے کار کا ذکر کیوں نہیں کیا تھا؟ بہت دیر تک سوچنے کے بعد میں کسی نتیج پر نہیں پہنچ سکا تو میں نے سر جھٹک کر دیوار سے ٹیک لگا لی۔ دیئے میں شاید تیل ختم ہور ہاتھا کیونکہ روشن کم ہوگئی تھی۔میری کلائی پر پڑی ہوئی جھٹزی خاصی تکلیف دہ ثابت ہور ہی تھی۔ میں اُس ہاتھ کو کم سے کم حرکت دینے کی کوشش کر رہا تھا تا کہ تکلیف زیادہ نہ ہو۔

سیتا کی موت پرمیرا دل و که د ہاتھا۔ میری آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔ میں ایک ہمدر دساتھی سے محروم ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ سناٹا میرے اعصاب کو بری طرح متاثر کر رہاتھا۔لیکن پھر دفعۃ باہر کسی انگلہ دھمک می سنائی دی۔ وہ بھاری قدموں کی آوازتھی جولحہ بہلحہ قریب آتی جارہی تھی۔ بالآخر اوروازے کے سامنے پہنچ کریہ آواز زک گئی۔ اس کے ساتھ ہی ٹارچ کی تیز روشنی میرے پھرے پر پڑی ۔۔۔۔میری آئکھیں چندھیا می گئیں۔ میں نے جلدی سے زخ پھیرلیا۔

''بہت بہادر بننے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔۔۔مبعد کے گیسٹ ہاؤس کو بھول جاؤ اور ذرا اپیرے گیسٹ ہاؤس میں بھی رہ کر دیکھ لو!'' بشر کی پیشانی ہے بہتا ہوا خون اس بات کی گواہی دے رہاتھا کہ اُس کے ساتھ مارپیٹ بھی کی گئ تھی۔ میں چند لمجےمتوحش نگاہوں ہے اُس کی طرف دیکھتا رہا پھر رام داس ملہوترہ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"تو مجھے اغوا کرنے والے تم ہولیکن بشر کو یہاں کیوں لایا گیا ہے؟"

'' یہتمہاراسب سے بڑا ہدر د ہاورا سے بہاں لانا میرے لئے یوں بھی مفید ثابت ہوسکتا ہے کہ قصبے میں اب تمہیں تلاش کرنے والا کوئی نہیں رہا۔ ہندوؤں کوتم سے کوئی دلچی نہیں ہو سکتی۔ غائب ہو جانے پر اُنہوں نے اطمینان کا سانس لیا ہوگا۔'' ملہور ہ نے معنی خیز انداز میں مسراتے ہوئے کہا۔

''لیکن سیتا نے تمہارا کیا بگاڑا تھا؟ اس معصوم کواس بے رحی سے کیوں ہلاک کیا گیا ہے؟'' یا نے کہا۔

'' وہ تمہاری ساتھی تھی اور مجھے یقین تھا کہ وہ تمہارے رازے واقف ہوگی۔ اور ہم وہی راز اُس سے اگلوانا چا ہے تھے۔ وہ'' را'' کی سابق ایجنٹ تھی۔ تمہارے ساتھ مل کر اس نے بڑی تابی پھیلائی تھی۔ بھارتی حکر ان تو اس کے نام ہے بھی کا پننے لگے تھے۔ لیکن وہ تو بڑی شس ثابت ہوئی۔'نگو کے چند ہاتھ بھی برداشت نہ کر سکی۔'' ملہوترہ نے کہا اور اپنے قریب کھڑے ہوئے کہے تڑ گئے آدمی کی طرف و یکھا جس نے بشرکودھکا دے کر گرایا تھا۔ ''نہیں سے وہ پچھ نہیں جاتی تھی۔'' میں نے جواب دیا۔

''گویاتم جانتے ہو۔''ملہوترہ نے میرے چیرے پرنظریں جمادیں۔

''مم میں کیسے جانتا ہول جھے کھ یاد نہیںتم جانتے ہو میں اپنی یادداشت سے خروم ہو چکا ہوں۔'' میں نے چرہ جھکاتے ہوئے جواب دیا۔ میں اُس پر بیظا ہر نہیں ہونے دینا واجہ تھا کہ میری یادداشت لوٹ آئی ہے۔

پر بہت میں ہوں سے معلق وہ ہے۔ ''بوں سے'' ملہوترہ نے مجھے گھورا۔''میں تم سے علیحدگی میں بات کروں گا۔ کھانا تیار ہو ہگاہے اور کہہیں بھوک بھی لگ رہی ہوگ ۔۔۔۔۔ ہماری باقی گفتگو کھانے پر ہوگ۔'' ملہوترہ نے ٹنگو کو اشارہ کیا۔ اُس نے آگے بڑھ کر بشیر کے منہ میں ٹھنسا ہوا کپڑا نکال دیا گئن ہاتھ بند ھے رہنے دیئے۔ پھر وہ میرے قریب آگیا اور میری کلائی میں پڑا ہوا آہنی کڑا غار کے دہانے کی طرف ہے اُبھرنے والی بیہ آواز رام داس ملہوترہ کی تھی۔ میں نے مُوکر اُس کی طرف دیکھا۔ دروازے میں تین آ دمی کھڑے تھے۔ ایک ملہوترہ، دوسرا اُس کا دیو قامت ملازم جس نے تیسرے آ دمی کو پکڑر رکھا تھا۔ دیو قامت ملازم نے اُس آ دمی کوزورداردھ کا دیا۔ دہ لڑکھڑا تا ہوا کمرے کے وسط میں آ کرگرا۔

۔ وہ بشیر تھا جس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اور منہ میں کپڑ اٹھنسا ہوا تھا۔۔۔۔۔بشیر کو اس حالت میں دیکھ کر میں لرز اُٹھا۔۔۔۔!

000

'' دختہبیں بیرحرکت بہت مہنگی پڑے گی ملہوترہ'' بشیر نے اُسے دھمکی دی۔'' کینیئن گو _{یال} کو وحید کے بارے میں سب پچھ معلوم ہے۔اس کی گمشدگی پر وہ خاموش نہیں رہے گا_۔تم کر طرح زبچ نہیں سکو گے۔''

''میرے بیخے اور نہ بیخے کا سوال تو اُس وقت پیدا ہو گا جب مجھ پر بات آئے گی۔ قصبے کے کسی آ دمی کو بیعلم نہیں ہے کہتم لوگوں کو اغوا کرنے والا کون ہے۔'' ملہور ہ نے مسراتے موسر کہ ا

''کیامطلبکیاتم ہمیں زندگی بھر کے لئے اپنا قیدی بنائے رکھنا جا ہے ہو؟''میں نے اُسے گھورا۔

''میں یہ روگ نہیں پالوں گا۔۔۔۔لیکن تم لوگوں کو اس طرح غائب کر دیا جائے گا کہ دنیا میں تمہارا نام تک نہیں رہے گا۔'' ملہوترہ نے کہا۔

"كيأتم بمين قل كردوك؟" مين نے أے كھورا۔

'' ہاںاورتم لوگوں کی ہڈیاں بھی اس غار میں گل سڑ جائیں گی۔'' ملہوترہ نے باری باری ہم دونوں کی طرف دیکھا۔اور پھر مجھے باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔

میں نے ایک نظر بدقسمت سیتا کی لاش اور زمین پر بندھے ہوئے بشیر کی طرف دیکھا اور غار کے دہانے کی طرف قدم بڑھا دیئے۔ملہوترہ آگے تھا۔ اُس کے پیچپے میں اور ٹنگو، جس نے میرے باز ویرگرفت جمار کھی تھی۔

مختلف سرتگوں میں چکراتے ہوئے ہم جیسے ہی غار سے باہر نکلے مارے حیرت کے میری آئنسیں تھلی کی تھلی رہ گئیں جنگل میں منگل کا سماں تھا۔ چاروں طرف چٹانوں میں گھرے ہوئے ایک چھوٹے سے میدان میں خیے نصب تھے۔ دومختلف جگہوں پر پیٹرومیکس جل رہ تھے۔ایک طرف ملہوترہ کا باور چی کھانا تیار کرنے میں مصروف تھا۔

ہم آیک میز کے قریب بینی نے جس کے گرد کرسیاں بچھی ہوئی تھیں۔ ہمارے بیٹھنے کے چند منٹ بعد ملازم نے میز پر کھانا چن دیا۔ ملہوترہ نے کھانے کی طرف اشارہ کیا لیکن میں نے انکار میں سر ہلا دیا۔

''میر کے ساتھ تعاون کر کے فائدے میں رہو گے۔'' ملہوترہ نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔ ''بصورت دیگرتمہاری اور بشیر کی موت بڑی اذیت ناک ثابت ہوگی۔میرا پیہ ملازم ٹنگوتشد دادر اذیت کے بیمیوں طریقے جانتا ہے۔''

'' کیاتم واقعی ہمیں قبل کر دو گے؟'' میں نے متوحش نگاہوں ہے اُس کی طرف دیکھا۔ ''اپنے آپ کو احمق ثابت کرنے کی کوشش مت کروشمروز!'' ملہوتر ہ نے کہا۔'' تمہار^ی عافیت ای میں ہے کہ مجھ سے تعاون کرو۔اور میہ بات ذہن نشین کرلو کہ یہاں نہ تو کوئی تمہا^{ری} مدد کوآئے گا اور نہ ہی تم یہاں سے فرار ہو سکتے ہو۔اوراگر تم نے جھوٹ بو لنے کی کوشش کی ^{تو}

میں تج اُگلوانا بھی جانبا ہوں۔ مجھ سے تعاون کر کے فائدے میں رہو گے۔تم وہ مائیکروفلم میرے حوالے کر دو! اور میں تنہیں سرحد پار کراؤوں گا۔تم پاکتان میں محفوظ رہوگے۔ یہاں کی انگلی جنسِ،آرمی یا پولیس تنہارا کچھنیں بگاڑ سکے گی۔''

''لَيْن مجھے کچھ یا زنہیں میں کچھنیں جانتا۔'' «متهد کے سر رسین ا

'' جہیں سب کچھ یاد آ جائے گا۔'' ملہوترہ نے میرے چہرے پر نظریں جمادیں۔ عین اُی لوہ خیمے کے دوسری طرف کوئی پھر اڑھکنے کی آ واز سائی دی۔ ہم دونوں نے چونک کر اُس طرف دیکھا۔ ملہوترہ کے چہرے پر ایک لمحہ کو اُبھون کے تاثر ات اُبھرے تھے۔ پھر بیہ تاثر ات بدل گئے۔ وہ ٹارچ اُٹھا کر اُس کی روشیٰ میں چاروں طرف دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔ اُس وقت بھے بھی پہلی مرتبہ اس جگہ کوغور ہے دیکھنے کا موقع ملا۔ یہ چٹانوں میں کسی مندر کے گھنڈرات بھے۔ بھی پہلی مرتبہ اس جگہ کوغور ہے دیکھنے کا موقع ملا۔ یہ چٹانوں میں کسی مندر کے گھنڈرات بھے۔ بھی پہلی مرتبہ اس طرف اُونچی شکتہ دیواریں تھیں۔ کہیں کہیں کوئی ستون بھی نظر آ رہا تھا۔ ''شاید کوئی جانور تھا۔'' ملہوترہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔'' میں تم سے چند با تیں پوچھنا چاہتا ہوں۔ بھے یقین ہے کہتم ٹھیک ٹھیک جواب دوگے۔''

''تم مجھ سے کیا بو چھنا چاہتے ہو؟ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میں کچھ نہیں جانتا۔'' میں لئے جواب دیا۔ میں اندھیرے میں اُس طرف دیکھ دہاتھا جہاں سے پھراڑ ھکنے کی آواز ناکی دی تھی۔ اور پھر ایک لمجے کے لئے میں نے دو چٹانوں کے درمیان ایک ہیو لے کومعلق دیکھا۔لیکن دوسرے ہی لمحہ ملہور ہ کی آواز نے مجھے اپنی طرف متوجہ کرلیا۔

'' تو پھر مجھے دومرا طریقہ اختیار کرنا پڑے گا۔'' ملہور ہنے کہتے ہوئے جیب سے شین لیس آمل کی ایک چھوٹی می ڈبیہ نکالی جس میں ایک سرنج اور ایک چھوڑ می شیشی میں کوئی سیال بھرا اواقا۔

'' بیٹروتھ سپریم ہے۔۔۔۔۔اس کی خاصیت ہیہ ہے کہ یہ ہرایک کو بچ بولنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ ان اس کے استعال ہے پہلے میں ویسے ہی تم سے سوالات کروں گا۔ اس کے بعدیہ انجکشن لگا رون سوالات وُ ہرائے جامیں گے۔ اگر کئی بات میں تصاد پایا گیا تو پھر تمہیں ٹنگو کے حوالے رویا جائے گا۔ اور یہ جان لو کہ ٹنگو تمہارے جسم کاریشدریشہ الگ کر دے گا۔''

ا '' '' م سیحتے کول نہیں ۔۔۔'' میں تقریباً چیخ اُٹھا۔'' جب میں کچھ جانتا ہی نہیں تو دواؤں کے اُٹھال اور تشدد کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔'' میں خاموش ہو کر ملہوڑہ کے چہرے کو تکنے لگا اُل درندگی اور ہر ہر یت کے سوا پچھ قبیں تھا۔ میری نظروں کے سامنے سیتا کی لاش گھوم گئی جو اُک بر بریت کا واضح ثبوت تھی۔لیکن میں نے بھی طے کر لیا تھا کہ خواہ پچھ بھی ہوزبان نہیں اگل بر بریت کا واضح ثبوت تھی۔لیکن میں نے بھی طے کر لیا تھا کہ خواہ پچھ بھی ہوزبان نہیں اُلوں گا۔اورو یہے بھی اس مائیکر وقلم کے بارے میں پچھ نہیں جانتا تھا جس کے بارے میں وہ اُل

ادمتہیں شایدعلم نہیں، میں نے اُس کے چبرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔ ''بشر

کیٹین گو پال کوتمہارے بارے میں سب کچھ بتا چکا ہے۔ وہ مجھے تلاش کرتا ہوا اس طرف ضرور آئے گا۔''

''یہ بات میرے ذہن میں بھی ہے۔'' ملہور ہ نے مسراتے ہوئے کہا۔''یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ کیٹین گو پال سنگھ کو اطلاع دینے کے بعد بشر کی نیت بدل گئی ہو۔ ممکن ہے اسے بھی تمہاری اہمیت کا انداز ہ ہوگیا ہواور وہ تمہیں لے کر فرار ہوگیا ہو۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ بشیر نے یہ پروگرام بری عجلت میں بنایا تھا۔ کیونکہ اُس کی جیپ میں پانی کی ایک بوتل کے سوا پھے نہیں تھا۔ کسی خاطر خواہ انتظام کے بغیر ریکتان میں نکلنا موت کو دعوت دینے کے متر ادف ہوتا ہے۔ تم لوگ بھی ریکتان میں راستہ بھٹک گئے۔ جیپ کا پٹرول ختم ہوگیا تو تم لوگ بیتے ہوئے صحرا میں گری اور ریکتان میں راستہ بھٹک گئے۔ جیپ کا پٹرول ختم ہوگیا تو تم لوگ بیتے ہوئے صحرا میں گری اور ریکا سے مرگے۔ دونوں کی لاشیں جیپ میں ملیں گی۔ اور ہرکوئی لانچے اور ہوت کے اس انجام پرکانی اُنٹے گا۔''

میں کانپ کررہ گیا. ملہوترہ کے شیطانی ذہن نے بڑے بھیانک منصوبے تیار کرر کھے تھے۔ ''اگر میں پہرکہوں کہ میں کچھ جانتا ہوں تو؟'' میں نے زُک زُک کر کہا۔

'' ریں نیے ہوں ریں سہ بوط ہو تا ہوں۔ '' تم مجھے ہروہ بات بتاؤ گے جو میں پو چھنا چاہتا ہوں۔اور میں بیہ بتا دینا بھی ضروری سجھتا ہوں کہ میں ٹنگوکوبھی مایوں نہیں کرنا چاہتا۔'' اُس نے دیو قامت ٹنگوکوا شارہ کیا۔ِ

بوں میری ریڑھ کی ہڈی میں سردی کی لہری دوڑگئمیں سمجھ گیا کہ ملہوترہ جمھے کسی حالت میں مجھے نہیں حالت میں بحض نہیں بخشے تھا۔ بھی نہیں بخشے تھا۔ ب بچھے نہیں اپنے کا اعتراف کر کے میں نے گویا اپنے مقدر پرخود ہی بدشمتی کی ممبر لگا دی تھی۔ ملہوترہ تھے اُگوانے کے لئے میرے جسم کا ریشدریشدالگ کردےگا۔

ں ہر فاراں کے ہورہ فی ہوائے ہے ہے بیرے ان کیا کیا ہے۔ است کا کہاں اس قدر مضبوطی ہے دیو قامت ٹنگو نے چمڑے کے ایک فیتے سے میری دونوں کلا ئیاں اس قدر مضبوطی ہے باندھ دیں کہ چمڑے کا فیتہ گوشت میں پیوست ہوتا ہوامحسوس ہونے لگا۔ پھر ٹنگو نے میراسر پکڑ کرگر دن کوایک طرف موڑا۔ میری گر دن کی ہڈی ٹوٹتی ہوئی محسوس ہونے لگی ٹنگو نے ایک

ر رودی دایی رک رود کیرن رودی کیرن رون کی جن کو کا بری در کے تی است سے اللی کی چیخ نکل گئی۔ میں زور زور زور دار جھئنے لگا۔ کتنی حیرت کی بات تھی کہ میں، جس کے نام بی سے دنیا کا نیتی تھی، اس قدر آسانی سے ان لوگوں کے متھے جڑھ گیا تھا اور خاموثی سے تشدد برداشت کر رہا تھا۔

'' میں تمہیں ایک موقع اور دے رہا ہوں'' ملہوتر ہ کی آ واز سنائی دی۔'' وہ مائیکر وفلم الدان سرع''

'' مجھے کچھ یا دنہیں ۔۔۔۔ میں کچھ نہیں جانتا۔'' میں نے کراہتے ہوئے جواب دیا۔ ''

بھے پھ یادیں سسیں پھین جات یں سے حرابے ہوتے ہوا ہوا ہے۔ ملہوترہ نے ایک بار پھر نگو کواشارہ کیا۔ عین اُس لمحے کسی طرف سے دھب کی آواز سالی دی سسلہوترہ ایک جھٹکے ہے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔اس کے ساتھ ہی اُس نے اعشاریہ تین آٹھ کا ریوالور نکال لیا۔ اُس نے ٹارچ اُٹھا کر دوسرے ملازم ارجن کواشارہ کیا اور وہ دونوں آواز کی سمت دوڑیڑے۔

''شمروزکیاتم میری آوازین رہے ہُو؟''

۔ آواز بلاشبہ بشیر کی تھی ۔۔۔۔ میں کری ہے اُٹھ کرآواز کی طرف دوڑا۔ اگر چہ خیمے کوآگ لگ پھی تھی کیکن اُس طرف تاریکی تھی۔ میں جیسے ہی ایک ٹوٹے ہوئے ستون کے قریب پہنچا کی نے پیراہاتھ پکڑلیا اور مجھے تھینچتا ہوا پہاڑی کے ایک اور غار میں داخل ہو گیا۔

وہ بشرتھا۔ ہم دونوں اندھوں کی طرح غار میں ٹھوکریں کھاتے ہوئے بالآخرایک کھلی جگہ پر گل آئے۔ یہ بھی مندر کے کھنڈر کا ہی ایک حصہ تھا۔ ہمارے سامنے پھروں کی کشادہ سیڑھیاں بھیں۔ آسان پر چیکتے ہوئے چاند کی مرھم روشیٰ میں نیچے ایک جیپے کھڑی نظر آرہی تھی۔ میرا بلانس پھول رہا تھا۔۔۔۔ میں اپنی کیفیت پر قابویانے کے لئے ایک پھر پر میٹھ گیا۔

ا ''ہم ابھی خطرے سے باہر نہیں نگلے۔ نیچے میری جیپ کھڑی ہے۔اگر ملہور ہم سے پہلے نیپ تک پہنے گیا تو ہمارے فرار کی تمام راہیں میدود ہو جائیں گی۔''بشیر میرا بازو پکڑ کرسٹر ھیاں آڑنے لگا۔

ایک جگہ ہم ایک دیوار کی آڑیں رُک گئے۔بشرششے کے ایک گلڑے سے میری کلا ئیوں پر معابوا چڑے کا فیتہ کا فیتہ کا شخ لگا۔ بیستا کی ٹوٹی ہوئی عینک کا شیشہ تھا۔ جمھے پینجھنے میں دینہیں اور شیشے کے اور شیشے کے ماکٹرے اب وہ میرے ہاتھوں پر بندھا ہوا چڑے کا فیتہ کاٹ رہا تھا۔ سیتا مرنے کے ماکٹرے سے اب وہ میرے ہاتھوں پر بندھا ہوا چڑے کا فیتہ کاٹ رہا تھا۔ سیتا مرنے کے میری مدرکو پہنچ گئے تھی۔

چند سینڈ بعد ہم دیوار کی آڑ ہے نکل کر پھر پنچ اُئر نے لگے۔ آخری سیڑھی ہے زمین کا ملائقر یبا آٹھ فٹ تھا اور وہاں سے بندرہ بیس فٹ کے فاصلے پر جیپ کھڑی تھی۔ بشیر سیڑھی نے کو دکیا۔ میں چھلا نگ لگانے کی بجائے سیڑھی کا کنارہ پکڑ کر لئک گیا اور اس سے پہلے کہ فا ہاتھ چھوڑ تا فضا دھما کے کی آواز ہے لرز اُٹھی دائیں طرف بلندی ہے آنے والی ٹولی لیا ہوتے ہیں نے ایکل قریب پھر پر گی۔ پھر کا ایک کنزا اُڑ کر میری گردن پر لگا اور اُسی وقت میں نے کھے جائے ہے ہیں جھر کا ایک کنزا اُڑ کر میری گردن پر لگا اور اُسی وقت میں نے کھی جھر اور کے ساتھ چپک گیا۔ وائیں طرف دیوار پر کھڑ ارام داس ملہوترہ صاف نظر آرہا تھا۔ اُس کے ساتھی مختلف سمتوں وائیں طرف دیوار پر کھڑ ارام داس ملہوترہ صاف نظر آرہا تھا۔ اُس کے ساتھی مختلف سمتوں

میں کھڑے فائر نگ کررہے تھے۔

بشر نے چند کمح صور تحال کا جائزہ لیا اور میرا ہاتھ کچڑ کر دیوار کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگا۔ میں اُس وقت اپنے آپ کو دنیا کا سب سے احتی انسان مجھ رہا تھا۔ ملہوترہ اور اُس کے آدمی اب جیپ پر فائزنگ کررہے تھے۔ گولی لگنے سے جیپ کی وغر شیلٹر میں ایک سوراخ ہو گیا تھا اور کئری کے جالے کی طرح شیشے میں دراڑیں پڑگئی تھیں۔

میرے جسم کا جوڑ جوڑ دُ کھ رہا تھا۔ سر میں دھا کے ہور ہے تتھے۔ میں بےحس وحرکت جیپ کے فرش پر لیٹار ہا۔ فائر نگ کی آ وازیں بہت چیچے رہ گئی تھیں اور جیپ تیز رفتاری سے ریگستان میں اُچھلتی ہوئی جارہی تھی۔

''ہم ک*ی طرف جارہے ہیں*؟''میں نے جیپ کے فرش سے اُٹھتے ہوئے پوچھا۔ درس نہاں ''انشن نہیں ''نشن

'' پچھ پہتی ہیں ۔۔۔۔''بشر نے جواب دیا۔''اس وقت تو میں ان لوگوں سے زیادہ سے زیادہ دُ ورنکل جانا چاہتا ہوں۔ رات کے وقت سمت کا تعین مشکل ہے۔ ویسے چندن یہاں سے تقریبا چالیس میل کے فاصلے پر ہے۔ہم صبح ہونے پر ہی راستے کا تعین کر سکیں گے۔اس وقت تک ہم سکی محفوظ مقام تک پہنچ جائیں گے۔''

''وہ پہاڑی کہاں پر ہے جہاں سے شرسوار مجھے اور سیتا کو بے ہوثی کی حالت میں اُٹھا کر لا ما تھا؟'' میں نے یو تھا۔

ویو عاب میں سے پیا ہے۔ ''ای راستے میں ہے ۔۔۔۔۔ چندن سے تقریباً تمیں میل کے فاصلے پر۔ وہاں سے تقریباً پانچ میل ثال میں وہ سڑک ہے جو چندن اور پوکھر ان کی طرف جاتی ہے۔''بشیر نے کہا۔ ''کیا اس یہاڑی میں غار وغیر و بھی ہوں گے؟''

''راجستھان کے صحراؤں میں نظر آنے والی ہر پہاڑی میں تمہیں خوفناک غارملیں گے۔'' بشیر نے کہا۔''کسی زمانے میں اس علاقے میں کالی دیوی کے ماننے والوں کی اکثریت تھی۔ تباہی و ہر بادی کی اس دیوی کے پجاری اُسے خوش رکھنے کے لئے انسانی جانوں کی جینٹ دیا کرتے تھے۔شہر کے کسی مندر میں چونکہ وہ کسی انسان کو کالی کے چرنوں پر موت کے گھائے نہیں اُ تاریختے تھے اس لئے اُن لوگوں نے ریگستان میں ان پہاڑیوں کے غاروں میں کالی دیوی ک قربان گاہیں بنار کھی تھیں۔ اس طرح وہ قانون کی گرفت ہے بھی آزاد رہتے تھے۔لیکن پھر قانون کی تحق سے بیر جی ان ختم ہوتا چلا گیا۔ جس غار سے ہم فرار ہوئے ہیں وہاں بھی کسی زمانے

میں کالی دیوی کا مندرتھا اور غار کا وہ حصہ قربان گاہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا جہاں ہمیں قیدر کھا گیا تھا۔''

کالی دیوی اور انسانوں کی قربانی کے بارے میں، میں پہلے بھی بہت کچھین چکا تھا۔ میں مزید کچھ کہنے کی بجائےصحرا کی تاریکی میں گھورنے لگا۔

تقریبا بیس میں کا فاصلہ طے ہونے کے بعد جیپ کا انجن خرخرانے لگا۔۔۔۔اس کے ساتھ ہی مفار کم ہوتی چلی گئی۔ بشیر گیئر بدل بدل کر انجن کوسنجالنے کی کوشش کر رہاتھا مگر کا میاب نہ ہو سکا اور بالآخر جیپ رُک گئی۔ بشیر انجن چیک کرنے کے لئے نیچے اُٹر اتو لڑ کھڑا کر ریت پر گر گیا۔ میں جلدی سے نیچے کود گیا۔ بشیر کو اٹھانے کے لئے جیسے ہی اُس کا ہاتھ پکڑا، میں بری طرح میں جندی گیا۔۔۔۔اُس کی پیشانی پر ہاتھ بھیراتو ہاتھ ۔ چونک گیا۔۔۔۔۔اُس کی پیشانی پر ہاتھ بھیراتو ہاتھ

جب جپانے لگا۔اس وقت مجھے خیال آیا کہ جب بشر کو غار میں لایا گیاتھا تو اُس کی پیشانی زخمی اور غالبًا اس وجہ سے اُسے بخار ہو گیا تھا۔ اور بخار بھی اس قدر شدید تھا کہ اگر فوری طور پر کمی تم کم علی امداد نہ پہنچائی گئی تو اُس کی حالت بگڑنے کا اندیشہ تھا۔ مجھے تو جرت تھی کہ وہ اُب تک اپنے آپ پر قابو کیسے پائے ہوئے تھا؟

ا میں نے بڑی مشکل ہے اُسے اُٹھا کر جیپ کی پیچلی سیٹ پر ڈال دیا۔ جیپ میں پانی کی الک بوتل کی بیشائی پرر کھنے لگا۔ الک بوتل ک گئے۔ میں نے اپنی کمیش کا دامن بھاڑااور کپڑا بھگو بھگو کر اُس کی پیشائی پرر کھنے لگا۔ اُلاں وقت اس کےعلاوہ کچھاور کیا بھی نہیں جاسکتا تھا۔

رات بیتی جارہی تھی۔ بشیر پرغنودگی طاری تھی اور میں اس خیال سے سہا جارہا تھا کہ اگر بشیر کو پکھے ہو گیا تو آبادی ہے میلول دُورر یکتان میں میری زندگی کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ اگر رام داس ملہورہ اور اُس کے وحثی ساتھیول کے ہاتھ آنے سے پنج بھی گیا تو دن میں انگاروں کی مطرح تیتی ہوئی ریت مجھے موت کی نیندسلا دے گی۔

رات کے آخری پہر بغیر کو پچھ ہوتی آیالیکن وہ اپنی جگہ ہے اُٹھنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔
میں نے اُسے لیٹے رہنے کامشورہ دیا اور دھیان بٹانے کے لئے اُس ہے باتیں کرنے لگا۔
''میں ایک بات پوچھنا چا ہتا ہوں دھید!''بشر نے میرے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے آلہا۔''تم نے بتایا تھا کہ دام داس ملہورہ تم ہے کسی مائیکر وفلم کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ جہاں انک میرا خیال ہے سیتا کی موت اور مجھ پر تشد دبھی تمہاری ہی وجہ ہے ہوا ہے۔ آخر کیوں؟'' بشیر کی اس کیوں کے پیچھے بہت سے سوالات پوشیدہ تھے۔ میں فوری طور پر جواب دینے کی بیائے سوچنے لگا کہ میری ہی وجہ سے میہاں دوئل ہو چکے ہیں۔ بشیر بھی میری ہی وجہ سے مصیب بجائے سوچنے لگا کہ میری وجہ سے میہاں دوئل ہو چکے ہیں۔ بشیر بھی میری ہی وجہ سے مصیب میں بھائے سوچنے لگا کہ میری وجہ سے میہاں دوئل ہو بھی ہیں۔ بشیر بھی میری ہی وجہ سے میں کر دیا گئی میں کامیاب نہ ہو پا تا تو یقینا جھے بھی آئل کر دیا گیا تا۔ موجودہ حالات میں ہم دونوں کی زندگیوں کی اب بھی کوئی ضانت نہیں دی جا سی تھے بھی آئر ملہور ہ ہمیں تلاش کرتا ہوا اس طرف آنکا تو ہم چوہوں کی طرف میں مارے جا میں گے۔ ملہور ہ اگر میں میں تلاش کرتا ہوا اس طرف آنکا تو ہم چوہوں کی طرف میں عال سے جا میں گے۔ ملہور ہ ہمیں تلاش کرتا ہوا اس طرف آنکا تو ہم چوہوں کی طرف میں میں تلاش کرتا ہوا اس طرف آنکا تو ہم چوہوں کی طرف میں میں تلاش کرتا ہوا اس طرف آنکا تو ہم چوہوں کی طرف میں عال سے جا میں گیری ہیں۔ کی جا سے جا میں گیا کے میں میں تلاش کرتا ہوا اس طرف آنکا تو ہم چوہوں کی طرف کی ہورہ کے میں تو ہورہ کی ہورہ کی ہورہ کی ہورہ کی کیا کہ کی ہورہ کی ہورہ کی ہورہ کی ہورہ کی کیں ہورہ کی ہورہ کیا ہو کی ہورہ ک

اورأس كے ساتھى مسلح تھے جبكہ ہم دونوں نتبے تھے۔ اور ہمارى طرف ہے كى قتم كا دفاع ممكن نبيس تھا۔ ميں نے فيصلہ كيا كہ زندگى كے اس نازك موز پر بشير كوتمام حالات ہے آگاہ كرويا جائے۔ بالآخر چند لمحول كى خاموثى كے بعد ميں مدھم لہجے ميں بشير كو اس خوزيزى كالپس منظر بتانے لگا۔

''وہ مائیکر وفلم کہاں ہے؟'' اُس نے میرے خاموش ہونے پر پوچھا۔ ''میں اُس فلم کے بارے میں چھ نہیں جانتا۔'' میں نے جواب دیا۔'' بیمت بچھنا کہ میں تہمیں چھ بتا تا نہیں چاہتا۔ جچھے تم براعتماد نہیں ہے۔اگر اعتماد نہ ہوتا تو اپنے بارے میں بیسب کچھ بھی نہ بتا تا۔ حقیقت بیہ ہے کہ انٹمیلی جنس آفیسر بابوراؤ نے بچھے کوئی فلم نہیں دی تھی اور نہ ہی میں اس سلسلے میں کچھ جانتا ہوں۔ اُس نے ہمیں اپنی گاڑی پوکھر ان پہنچانے کے لئے کہا تھا۔ وہ فلم اگر اس گاڑی میں کہیں چھیائی گئی ہوتو میں کہنہیں سکتا۔''

ر '' بھی تم ہے ہدردی ہے شمروز ۔۔۔۔'' بالآخراُس نے کہا۔''اگر کسی ہندوکو تمہاری اصلیت کا '' مجھے تم ہے ہدردی ہے شمروز ۔۔۔۔'' بالآخراُس نے کہا۔''اگر تم دوبارہ ملہوترہ کے ہاتھ لگ گئے تو وہ بھی تمہیں اس وقت تک زندہ رکھے گا جب تک تم ہے اس مائیکروفلم کے بارے میں پچھ معلوم نہیں کر لیتا''

یں مربیبات ''اور میں مائیکروفلم کے بارے میں کچھنہیں جانتا۔'' میں نے کہا۔ ''اور جب اُسے یقین ہو جائے گا کہتم واقعی اُس فلم کے بارے میں کچھنہیں جانتے تو اس صورت میں بھی وہ تہمہیں موت کے گھاٹ اُ تارنے میں دیز نہیں لگائے گا۔''بثیرنے کہا۔ کچھ دیر بعد موضوع بدل گیا اور ہم باتوں میں اس قدر مگن رہے کہ وقت گزرنے کا احساس

ہیں ہیں دوہ ہا۔ دن کا ہلکا سا اُجالا تھیل رہا تھا۔ بشر نے جیپ کا بوٹ اُٹھایا اور انجن چیک کرنے لگا۔ بیٹری کا تارلوز ہوگیا تھا۔ اُسے درست کرتے ہی انجن شارٹ ہوگیا۔ بشیر کی حالت اگر چدزیادہ بہتر نہیں تھی لیکن اُس نے جیپ کو تیز رفاری ہے دوڑا دیا۔ بخار کے باعث اسٹیرُنگ پر اُس کے اتحہ کیکماں سے تھے۔۔۔

ہاتھ کیکیار ہے تھے۔ مشرقی افق پرسرخی پھیل رہی تھی۔ کچھ دیر بعد سورج طلوع ہو گیا۔ سورج کا گولا منظر عام پر آتے ہی آسان ہے آگ برسے گی۔ ریت سینے گئی رات کے وقت ہوا کے جوجھو نکے خوشگوارمحسوں ہور ہے تھے اب لو کے پھیڑ ہے بن کرجسم کو جھلسائے دے رہے تھے۔ ہم صحیح سمت میں جارہے تھے۔ بشیر کے خیال میں چندن زیادہ ہے زیادہ ہیں میل دُورتھا۔ جیپ کی مینکی ہیں اتا بیڑول موجودتھا کہ اگر راستہ بھکے بغیر چلتے رہے تو آسانی ہے وہاں پہنچ سکتے تھے۔ لیکن صحرا میں بھکنے کا خیال ہی رُوح فرسا تھا۔

ے ماعیاں ن روں وہ ماع کے مطلا جارہا تھا۔ بیاس سے حلق میں کانٹے پڑر ہے تھے۔ بوتل گرمی کی شدت سے دماغ کی مطلا جارہا تھا۔ بیاس سے حلق میں کانٹے پڑر ہے تھے۔ بوتل

میں صرف چند گھونٹ پانی رہ گیا تھا اور ہم دونوں میں ہے کوئی بھی اُسے استعال نہیں کر ہا تھا۔
پانی کے یہ چند گھونٹ ہم نے کسی انتہائی نازک وقت کے لئے محفوظ کرر کھے تھے۔
بشیر کی حالت بھر بگڑ نے گئی میں نے اُسے ایک گھونٹ پینے کا مشورہ دیا گر اُس نے
انکار کر دیا۔ اسٹیئر نگ اُس کے قابو میں نہیں تھالیکن وہ اسٹیئر نگ سے بہنے کو بھی تیار نہیں تھا۔
سامنے بہت دُور ایک بہاڑی نظر آ رہی تھی۔ میر سے خیال میں اُس کا فاصلہ تین چارمیل سے کم
نہیں تھا۔ جیپ کا زُن آئی بہاڑی کی طرف تھا۔ میر نے ذہن میں اُس کا فاصلہ تین چار اُنہوں کا فاصلہ
یہ وہی بہاڑی تو نہیں جہاں مجھے اور سیتا کو حادثہ پیش آیا تھا؟ ہم اب تک تقریباً میں میل کا فاصلہ
طے کر چکے تھے اور بشر کے کہنے کے مطابق وہ بہاڑی چندن سے آ و سے راستے میں تھی۔ اس

''کیا یہ وہی پہاڑی ہے جہاں ہمیں حادثہ پیش آیا تھا؟'' میں پو چھے بغیر نہیں رہ سکا۔
''ہاں اور اس طرف تقریباً پانچ میل دُور پو کھر ان کی طرف جانے والی سڑک ہے۔''
ہیر نے ایک طرف اشارہ کیا۔ پھر چو نکتے ہوئے بولا۔'' اوہ وہ دیکھو! وہ کیا ہے؟''
میں نے بھی چونک کر اُس طرفد یکھا۔ وہ ایک سیاہ نقط تھا جو لمحہ بہلحہ واضح ہوتا جارہا تھا۔ وہ
میل نے بھی جو بڑی تیزی سے فاصلہ سمیٹ رہی تھی۔ اُس جیپ کو دیکھ کر میرا دل لرز اُٹھا.....
مجھے یہ بیجھنے میں دیر نہیں گئی کہ رام داس ملہوترہ ہم ہے پہلے یہاں بینج کیا تھا اور اب بڑی تیزی سے ہماری طرف آرہا تھا۔ بشیر نے اس جیپ کوا نی طرف آرہا تھا۔ بشیر نے اس جیپ کوا نی طرف آتے دیکھنے کے باوجودا نی جیپ کی رفتار کم نہیں کی تھی۔
اُس جیپ کوا نی طرف آتے دیکھنے کے باوجودا نی جیپ کی رفتار کم نہیں کی تھی۔
اُس جیپ کوا نی طرف آتے دیکھنے کے باوجودا نی جیپ کی رفتار کم نہیں کی تھی۔
اُس جیپ کوا نی طرف آتے دیکھنے کے باوجودا نی جیپ کی رفتار کم نہیں کی تھی۔

" بشر! اُدهرد یکھو بائیں طرف " میں نے بائیں طرف اشارہ کیا۔ اُس طرف ہے جمی کی جیپ تیز رفتاری ہے ہماری طرف آ رہی تھی۔ " ثناید وہ ہمیں دونوں طرف سے گھرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ " میں نے کہا۔

'' وہ ملہوترہ کے ساتھی نہیں ۔۔۔۔' بشر نے جواب دیا۔'' پولیس جیپ ہے۔ جیپ پر پولیس کا الگیہ بھی نظر آرہا ہے۔'' الگیہ بھی نظر آرہا ہے۔'' اللہ بھی نظر آرہا ہے۔'' عنور سے دیکھیے اللہ کھیے بھی دوسری جیسے بھی ایک چھوٹا سا جھندا لہراتا ہوا نظر آگیا۔۔۔۔'اب فحص اطمینان ہوگیا کہ ہم ملہوترہ کے شبح میں آنے ہے نن جائیں گے۔ الجھ اطمینان ہوگیا کہ ہم ملہوترہ کے شبح میں آنے ہے نن جائیں گے۔ ابشر نے جیپ کی رفتار کیجھ اور بڑھا دی۔ ہماری جیپ دوسری دونوں جیپوں کے درمیانی ایک تھا۔ فاصلے لمحہ بہلحہ اللہ کے بہلحہ بہلے کے بیان میں بھی کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ فاصلے لمحہ بہلحہ بہلے کہ بہلے کے بیان میں بھی کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ فاصلے لمحہ بہلحہ بہلے کہ بہلے کوئی کے کہلے کہ بہلے کہ بہلے کہ بہلے کے کہلے کہ بہلے کی بہلے کہ بہلے کہ بہلے کہ بہلے کہ بہلے کہ بہلے کی بہلے کے کہ بہلے کے کہلے کے کہلے کی کوئی کی کے کہلے کی کوئی کی کوئی کی کوئی کوئی کے کہلے کے کہلے کی کوئی کے کہلے کے کہلے کہلے کے کہلے کی کے کہلے کی کہلے کی کوئی کے کہلے کی کر کے کہلے کی کے کہلے کے کہلے کی کہلے کے کہلے کی کہلے کے کہلے کی کر کے کہلے کی کہلے کے کہلے کے کہلے کی کہلے کے کہلے کی کہلے کی کر کے کہلے کے کہلے کی کہلے کے کہلے کے کہلے کے کہلے کی کہلے کے کہلے کی کہلے کی کوئی کوئی کے کہلے کے کہلے کے کہلے کی کہلے کی کہلے کے کہلے کی کہلے کی کہلے کے کہلے کی کہلے کے کہلے کی کہلے کے کہلے کے کہلے کی کہلے کے کہلے کی کہلے کے کہلے کے کہلے کی کہلے کے کہلے کی کہلے کی کہلے کے کہلے کے کہلے کی کوئی کے کہلے کی کہلے کے کہلے کے کہلے کی کوئی کے کہلے کی کے کہلے کے کہلے کی کوئی کے کہلے کے کہلے کی کہلے کے کہلے کے کہلے کے کہ

اب دونوں طرف کی جیبیں اتنا قریب آ چکی تھیں کہ ان میں بیٹھے ہوئے آ دمیوں کو دیکھا جا الکما تھا۔ دائیں طرف ہے آنے والی جیپ میں ملہوتر ہ اور اُس کے ساتھی تھے اور بائیں طرف ہے آنے والی جیپ میں کیپٹن گو پال سنگھ اور تین کائشیبل نظر آ رہے تھے۔ بشیر شاید ان دونوں

جیپوں کے درمیان ہے اپنی جیپ نکال لے جانا چاہتا تھا۔ اُس کی نظریں ملہورہ والی جیپ پر تھیں۔ شایدوہ فاصلے کا تعین کر کے فائر نگ رہنے ہے ورر بنا چاہتا تھا۔ میری نظریں اچانک ہی سامنے ایک گہرے کھڈ کی طرف اُٹھ گئیں۔ ہماری جیپ تیزی ہے اُس کھڈ کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔۔ جیپ تھی۔۔۔۔ میں نے چیخ کر بشیر کو اُس طرف متوجہ کرنا چاہا کیکن اب بہت در ہو چی تھی۔۔۔۔ جیپ کے بہیوں نے زمین چھوڑ دی۔۔۔۔ چند کمھے ہوا میں تیرتی رہی پھر قلا بازی کھاتی ہوئی ایک زوردار دھاکے ہے کھڈ کی تہد میں گرگئی۔۔۔۔۔

زوردار دھا کے سے کھڈی تہد میں گرگئ یہ میری خوش متی تھی کہ میں نے جیپ کے کھڈ تک بینچنے سے پہلے ہی جیپ سے چھلا نگ لگا دی تھی۔ میں لڑھکتا ہوا ایک چھوٹے کھڈ میں گرگیا۔ میرے د ماغ میں دھاکے سے ہو رہ تھے۔ تاریکی میں ڈو بتے ذہن کے ساتھ فائزنگ کی آوازیں بھی میری ساعت سے نکرا رہی تھیں۔ میں نے کان چھاڑ دینے والا ایک آخری زورداردھا کہ سنا اور اس کے بعد پچھ معلوم نہیں ہوسکامیرا ذہن مکمل طور پر تاریکی میں ڈوب گیا تھا!

مجھے کچھانداز ہنبیں تھا کہ میں گئی دیر بعد ہوش میں آیا تھا۔لیکن گرمی کی شدت سے د ماغ کچھلا جار ہا تھا۔اس کے ساتھ ہی ایک عجیب می بومبر بے نشنوں سے ظرار ہی تھی۔ میں گھٹنوں اور کہنیوں کے بل رینگٹا ہوا کھڈسے باہرآ گیا۔سامنے کا منظرد کیھتے ہی میں لرز اُٹھا.....

کیپٹن گوپال کی جیپ کے پر خچے اُڑ چکے تھے۔اُس کے ٹائروں اور بعض حصوں ہے اب بھی دُھواں اُٹھ رہا تھا۔ مجھے بیچھنے میں در نہیں گل کہ جیپ پر دہتی بم یا ایسا ہی کوئی آتش گیر مادہ بھینکا گیا تھا۔ کیپٹن گوپال شکھ اور اُس کے کانشیبلوں کی تجلسی ہوئی لاشیں جیپ کے قریب ہی مجھری ہوئی تھیں۔

طرف دیکتار بااور پھریہاڑی کی طرف چلنے لگا۔

پہاڑی میں غار تلاش کرنے میں مجھے زیادہ وُشواری پیش نہیں آئی۔ غار میں ایک خوفناک منظر میرا منتظر تھا۔۔۔۔ میری کارتو موجود تھی لیکن اُس کے قریب ہی زمین پر ایک آ دمی کی لاش پڑی ہوئی تھی جس کے جسم کی رنگت بالکل سیاہ تھی۔ مجھے بچھے میں دیونہیں گئی کہ یہ وہی تخص تھا جس نے بحصے اور سیتا کو ہپتال بہنچایا تھا۔ میرا اندازہ تھا کہ ہم دونوں کو ہپتال لے جانے ہے بہا اُس نے کارغار میں لا کر کھڑی کی ہوگی اور ہمیں ہپتال پہنچانے کے بعد اُس کی نیت بدل کئی ہوگی۔ اُس نے کار میں رکھے ہوئے سوٹ کیس میں سونے کی مورتیاں اور زیورات و کیھ لئے ہوں گے اور بیسب بچھ جرانے کی نیت ہے آیا ہوگالیکن کی زہر ملے سانپ نے اُسے ڈس لیا۔ اِس علاقے میں ایسے زہر ملے سانپوں کی نہیں تھی جن کے کاشنے ہے فورا ہی موت واقع ہو جاتی ہوگالی ہے اور جم سیاہ پڑ جاتا ہے۔

میں لاش سے نظریں ہٹا کر کار کی طرف متوجہ ہو گیا جو ریت میں اٹی ہوئی تھی۔ میں کار کا دروازہ کھول کر پچھ دیر باہر کھڑا رہا، پھراشٹیئرنگ کے سامنے بیٹھ کرانجن شارٹ کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ مجھے مایوی نہیں ہوئی۔ پچھ ہی دیر میں انجن شارٹ ہو گیا۔ میں ریورس گیئر میں کار کو غارے باہر نکال لایا اور بشیر کے بتائے ہوئے راہتے کی طرف موڑ دیا۔

ا است با الرق ما یا بروسی مات بود این کارک بودویا۔ تقریباً پینتیں منٹ بعد میں سڑک پر پہنٹے گیا ۔۔۔۔۔۔ یہ وہی سڑک تھی جہاں سے بیتنا کے ساتھ میں نے کار چیان کی طرف موڑی تھی۔ یہ سڑک ایک طرف چندن سے ہوتی ہوئی بو کھر ان کی طرف چلی گئی تھی اور دوسری طرف جیسلمیر کی طرف جہاں سے ہم آئے تھے۔ میں نے کار جیسلمیر کی طرف موڑ دی۔

سرک پر چندمیل کا فاصلہ طے کر کے میں نے عقبی منظر پیش کرنے والے آئینے کی طرف دی کھا تو چونک ساگیا۔۔۔۔ آئینے میں پچھل سیٹ پر پڑی ہوئی سیتا کی ساڑھی کاعکس نظر آرہا تھا۔ جھے اچھی طرح یاد تھا کہ اُس دوز جب پہاڑی کے قریب ہم کارے اُس نے ساڑھی اُتار کراس سیٹ ساتھ پنجرز سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی اور گرمی کی شدت سے گھرا کراس نے ساڑھی اُتار کراس سیٹ پر ڈال دی تھی۔ اور جب ہم چنان سے گرے تھے تو سیتا کے جسم پرصرف بلاؤز اور پیٹی کوٹ تھا۔ ہبیتال میں ہوش میں آنے کے بعد ڈاکٹر رادھانے اپنی ایک ساڑھی کو پنجرز سیٹ پر ہونا جے وہ آخری دفت تک پہنے رہی تھی۔ میرے خیال میں سیتا کی اُس ساڑھی کو پنجرز سیٹ پر ہونا کی علاقی سیٹ پر پڑی ہوئی تھی۔ میکن ہے اُس شتر سوار نے کار کے سامان کی تلاقی لیتے ہوئے یہ سیاڑھی اُتھی سیٹ پر پڑی ہوئی تھی۔ میکن ہے اُس شتر سوار نے کار کے سامان کی تلاقی لیتے ہوئے یہ سیاڑھی اُتھی سیٹ پر پڑی ہوئی تھی۔ میکن ہے اُس شتر سوار نے کار کے سامان کی تلاقی لیتے ہوئے یہ سیاڑھی اُتھا کہ بھی سیٹ پر پڑی ہوئی تھی۔ میکن ہے اُس شتر سوار نے کار کے سامان کی تلاقی لیتے ہوئے یہ سیاڑھی اُتھا کہ سیٹ پر پڑی ہوئی تھی۔ میکن ہے اُس شتر سوار نے کار کے سامان کی تلاقی لیتے ہوئے یہ سیاڑھی اُتھا کی سیٹ پر پڑی ہوئی سیٹ پر پڑی ہوئی تھی دیا ہو۔

سیتام چک تھی۔اُس کی کسی چیز کا کاریس موجود ہونا میرے لئے خطرناک ٹابت ہوسکتا تھا۔ سی خیال آتے ہی میں نے کارکوسڑک ہے بہت دُور ہٹا کر روک لیا اور پچھلی سیٹ پر آگیا۔ ساڑھی کے علاوہ سیتا کا بینڈ بیگ بھی پچھلی سیٹ پر موجود تھا۔سیتا کے دو تین اور کپڑے اور پچر

دوسری چیزیں بھی سوٹ کیس میں موجود تھیں۔ میں نے تمام کیڑے، بینڈ بیگ اور سیتا ہے تعلق رکھنے والی ہر چیز کو سیتا کی ساڑھی میں لیبٹ کرایک گھڑی کی بنائی اور کارے اُر آیا۔ کار سے چندگرز وُورریت میں گڑھا کھود کر گھڑی کو وُن کر دیا اور ہاتھ جھاڑتا ہوا دوبارہ کار میں آگیا۔
سوٹ کیس میں سونے کی مورتیاں اور زیورات جوں کے توں موجود تھے۔ میں نے اُن پر این کیٹرے وُال دیے اور سوٹ کیس بند کر کے وُرائیونگ سیٹ پر آگیا۔ میرا زخ آگر چہ جیسلمیر کی طرف میں جیسلمیز میں جانا چاہتا تھا۔ جیسلمیر سے چندمیل پہلے ایک بی سوئر کی طرف دیوی کوٹ نامی کوٹ میں جانا جاتی تھی۔ یہی سوئرک آگے جا کر جیسلمیر سے باڑمیر کی طرف جانے والی بی سوئرک اور یوی کوٹ کی طرف جانے والی بی سوئرک ا

ر روں ۔ تین بجے کے لگ بھگ میں دیوی کوٹ پہنچ گیا۔ یہاں زیادہ دیر رُکنا مناسب نہیں تھا۔ چندن کے لوگوں کو صحرا میں پولیس اور رام داس ملہوترہ کے درمیان خونی تصادم کا پیتہ چل گیا ہوگا اور کھڈ سے بشیر کی لاش بھی مل گئی ہوگی۔اور عین ممکن ہے بی خبر اب تک دیوی کوٹ جیسے چھوٹے قصبے میں بھی پہنچ گئی ہواور پولیس کو کسی مشتبہ شخص کی تلاش ہو کیونکہ قصبے والوں کے خیال میں رضیہ اور دحید الدین کو اغوا کر لیا گیا تھا۔ پولیس کو یقینا اُن کی بھی تلاش ہوگی اس لئے زیادہ دیر یہاں رُکنا میرے لئے خطرناک ٹابت ہوسکتا تھا۔

یباں رہا بیرے سے سرمات ، رہ ماہ۔ میں نے ایک چھوٹے سے ریسٹورنٹ میں منہ ہاتھ دھوکر کھانا کھایا اور جب باہر نکلا تو ایک بھکاری لڑکا کارصاف کر رہا تھا۔ میر ہے ہونؤں پر خفیف می مسکراہٹ آگئی۔گاڑی کی صفائی کا خیال میر ہے ذہن میں بھی آیا تھا اور یہ مسئلہ اُس بھکاری لڑکے نے طل کر دیا تھا۔ میں ریسٹورنٹ کے درواز سے میں کھڑ الڑکے کی طرف دیکھار ہا۔ اور جب کاراچھی طرح صاف ہوگئی تو میں نے لڑکے کے قریب آگر پانچ رویے کا ایک سکہ بھکاری لڑکے کے ہاتھ میں تھا دیا اور کار میں بیٹھ گیا۔ایک پڑول پہپ سے ٹیکی قل کرانے کے بعد میں باڑمیر کی طرف روانہ ہوگیا۔

میں سورج غروب ہونے کے بعد ہی باؤمیر پہنچا تھا۔ یہ اگر چہ بڑا قصبہ تھا مگر زمیندار ورجندر ناتھ کا مکان تلاش کرنے میں مجھے زیادہ وُشواری پیش نہیں آئی تھی۔ راجندر ناتھ کی گھی باڑی بھی تھی اور بازار میں آڑھت کی وُکان بھی تھی جہاں عام طور پر اُس کے ختی وغیرہ بیٹا کرتے تھے۔ یہ مرچوں کا بیزن تھا۔ ان دنوں یہ کاروبار عروج پر تھا۔ ہندوستان بھر سے مرچوں کے بیوباری اس بیزن ٹی باڑمیر اور ان قصبوں میں آیا کرتے تھے جو مرچوں کی بیداوار کے لئے شہرت رکھتے تھے مجھے بھی مرچوں کا بیوباری ہی سمجھا گیا تھا۔ اتفاق سے بیل پیداوار کے لئے شہرت رکھتے تھے۔ بارے میں دریافت کیا تھاوہ بھی مرچوں کا آڑھتی تھا۔ اُس نے جھے گھیرنے کی کوشش کی کہ وہ مجھے راجندر ناتھ سے ستا اور بہترین مال دے سکتا ہے لیکن نے جھے گھیرنے کی کوشش کی کہ وہ مجھے راجندر ناتھ سے ستا اور بہترین مال دے سکتا ہے لیکن بالآخر اُس نے مجھے راجندر ناتھ کے داجندر ناتھ سے ستا اور بہترین مال دے سکتا ہے لیکن بالآخر اُس نے مجھے داجندر ناتھ کی داونا کیا۔

راجندر ناتھ تھوڑی دیر پہلے ہی وُ کان سے گھر جا چکا تھا۔ میں نے منٹی کو بتایا کہ میں راجندر ناتھ تھوڑی دیر پہلے ہی وُ کان سے گھر جا چکا تھا۔ مان خوار سے آیا ہوں تو اُس نے ایک ملازم کومیر سے ساتھ کر دیا۔ ملازم میر سے ساتھ اگل سیٹ پر بیٹھ گیا اور راستہ بتا تا رہا۔ بالآخر قصبے کے تقریباً آخر میں ایک حویلی نما مکان کے چھاٹک کے ذیلی ایک حویلی نما مکان کے چھاٹک کے ذیلی درواز سے میں داخل ہوگیا۔

تقریباً دس منٹ بعد وہ ایک آ دی کے ساتھ باہر آیا۔ وہ آ دمی دراز قامت اور بھاری بھر کم جمع کا مالک تھا۔ بڑی بڑی مونچھوں نے اُس کے چبرے کا خاصا رعب بنارکھا تھا۔ اُس نے دھوتی اور کرتہ پہن رکھا تھا اور وہ داقعی زمیندارلگا تھا۔

میں نے ہندوانہ انداز میں اُسے پرنام کیا اور اُسے ذرا الگ لے جا کر کہا۔'' میں سیتا کا دوست مہابیر سکھ ہوں۔ کچھ مہمان آپ کے پاس پہلے بھی آ چکے ہیں اور'' ''سیتا کہاں ہے؟''وہ میری بات کاٹ کرکار کی طرف دیکھنے لگا۔

ر دو جیسلمیر میں ہے۔ "میں نے جواب دیا۔ "چندروز بعد آئے گی۔ ویسے وہ خیریت سے

'''کارکواندر لے چلو! آرام سے بیٹھ کربات کریں گے۔'' اُس نے ایک بار پھرمیری بات کاٹ دی اور ملازم کو بھائک کھولنے کا شارہ کیا۔

میں کار کو پھاٹک نے اندر لے آیا۔ بہت بڑی حویلی تھی۔ بہت وسیع وعریض کمپاؤیٹر تھا۔ سامنے حویلی کی عمارت تھی۔ دائیں طرف درختوں کے پنچے ایک ٹریکٹر اور ایک کار کھڑی تھی۔ میں نے اپنی کاربھی ان کے چیچے کھڑی کر دی۔

راجندرناتھ مجھے دویلی کے آیک کمرے میں لے آیا اور سیتا کے بارے میں مختلف سوالات کرنے لگا۔ باتوں کے دوران ایک موقع پر اُس نے مجھے شمروز کے نام سے مخاطب کیا تو میں تھیل میں

'' بنیں سب کچھ جانتا ہوں ۔۔۔۔'' اُس نے کہا۔'' بھارت سرکار نے اگر ہمارے خاندان کے ساتھ سرکار کی ساتھ زیاد تیاں نہ کی ہوتیں تو ہمیں سیتا کی اس حرکت پر افسوس ہوتا۔لیکن اپنے ساتھ سرکار کی زیاد تیوں کودیکھتے ہوئے ہم یہ سوینے پر مجبور ہیں کہ سیتا نے جو پچھ بھی کیاٹھیک کیا،اور جو پچھ بھی کررہی ہے ٹھیک کررہی ہے۔ہمیں کوئی افسوں نہیں۔''

میں دل ہی دل میں مسکرائے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔ اُس کی باتوں ہے اندازہ لگا لیا تھا کہ اب مجھے کوئی خطرہ نہیں ہے۔

'' بیتا کو تو تمہار نے ساتھ آنا تھا ۔۔۔۔ وہ کیوں نہیں آئی ؟'' اُس نے سوالیہ نگاہوں ہے میری طرف دیکھا۔

''کی وجہ ہے اُسے جیسلمیر میں زکنا پڑگیا ہے۔ وہ تین چار روز مزید دہاں رہے گی۔اس

کے بعد شاید وہ جے پور بھی جائے گی۔'' میں نے اُٹھ کرسوٹ کیس کھولا اور سونے کی رو مور تیاں نکال کرائے پیش کردیں۔'' یہ تھے آپ کے لئے سِیتانے بھیجے ہیں۔''

''سونے کی ہیں؟'' وہ مورتیوں کو اُلٹ ملیٹ کر دیکھتے ہوئے بولا۔'' اُس کی آنکھوں میں عجیب می چیک اُ بھرآ کی تھی۔

"جی ہاں خالص سونے کی۔"میں نے جواب دیا۔

وہ کچھ دریر اُن مور تیوں کی تعریفیں کرتا رہا پھراُٹھ کراندرونی دروازے میں غائب ہو گیا۔ اُس کی واپسی تقریباً پندرہ منٹ بعد ہوئی تھی اوروہ اکیلانہیں تھا۔اُس کے ساتھ راجیو، شو بھا اور کلپنا کے علاوہ راجندر ناتھ کی پتنی رجنی اور جوان بٹی شانتی بھی تھیں۔ مجھے دکھے کرتو راجیواور شو بھا کوبھی خوثی ہوئی تھی کیکن کلینا کی خوثی قابل دیرتھی۔

"سیتادیوی کہاں ہے؟" بیسوال راجیونے کیا تھا۔

''وہ چندروز بعدآئے گی۔''میں نے جواب دیا۔

وہ لوگ کافی ویر تک باتیں کرتے رہے پھرایک ملازمہ نے آ کر رجنی کے کان میں سرگوثی کی تو وہ اُنصتے ہوئے بولی۔'' بھوجن تیار ہے۔۔۔۔ہم بھی منہ ہاتھ دھولو بیٹا! اورسب لوگ وہیں آ جاؤ۔''

ہوں۔ اس کے تقریباً ہیں منٹ بعد ہم سب کھانے کے کمرے میں جمع تھے۔فرش پر پلاسٹک میٹ بچھا ہوا تھا جس پر دستر خوان بچھا کر کھانا چن دیا گیا تھا۔ پیتل کی تھالیوں میں پیتل کی کٹوریاں تھیں جن میں مختلف چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔ مجھے اُس وقت واقعی بڑے زور کی بھوک لگ رہی تھی۔میں بے تکلفی ہے اُن لوگوں کے ساتھ کھانا کھانے لگا۔

O

میں نے راجیو کوسیتا کی المناک موت کے بارے میں بتا دیالیکن کسی اور کواس کی ہوانہیں گئنے دی۔

وو دن میں، میں نے راجندر ناتھ کے بارے میں اندازہ لگالیاتھا کہ وہ اس علاقے کا ایک بود ان میں، میں نے راجندر ناتھ کے بارے میں اندازہ لگالیاتھا کہ وہ اسمگر نہیں تھا کیا اسمگروں بوازمیندارتھا۔ پاکستان کی سرحدیبال سے زیادہ وُ ورنہیں تھی۔ وہ اور میں نے اُس کی باتوں سے اندازہ لگالیاتھا کہ وہ ہمیں سرحدیار کرواسکتا ہے۔
سرحدیار کرواسکتا ہے۔

ر سی پھر تیسر ہے روز میں نے راجندر ناتھ سے یہ بات کہددی۔ اس کے ساتھ ہی میں نے سونے کی ایک اور مورتی اُس کے ہاتھ میں تھا دی۔ سونے کی ایک اور مورتی اُس کے ہاتھ میں تھا دی۔

'' یتحفہ میری طریف ہے۔''

یے میں ہے۔ راجندر ناتھ کی آنھوں میں ایک بار پھر چیک اُ بھر آئی کیکن مجھے اپنے مقصد میں نا کا می نہیں ہوئی _مزید ایک دن گزارنے کے بعد راجیو شو بھا کو لے کر جودھ پورروانہ ہو گیا جہاں اُ س

کچھ رشتہ دار قیام پذیر تھے۔ میں نے سونے کی دومور تیاں اُسے بھی تھا دی تھیں کہ انہیں چھ کر کوئی چھوٹا موٹا کاروبار شروع کر لے۔کلپنا میرے ساتھ جانے پر بھندتھی۔اُس کے مال باپ ختم ہو چکے تھے۔ بھارت میں اُس کا کوئی قریبی عزیز بھی موجود نہیں تھا۔اُس نے اپنی قسمت کو میرے ساتھ ہی وابستہ کرلیا تھا۔

راجیوا در شوبھا کے جود ھ پور جانے کے اگلے روز میں اور کلینا را جندر ناتھ کے ساتھ اُس کی پرانی تی گاڑی میں گھورا "تیتل ور نا اور سانچور ہے ہوئے ہوئے سوئی گام پہنچ گئے ۔ بابوراؤ والی گاڑی میں نے را جندر ناتھ کی حویلی میں ہی چھوڑ دی تھی اور میں نے اُسے گاڑی کے بارے میں بتا دیا تھا کہ وہ بعد میں کسی وقت اُس کے لئے مصیبت کا باعث بھی بن سکتی ہے۔ ''اس کی تم چتا ہی مت کرو۔۔۔'' را جندر ناتھ نے کہا۔'' چار دن بعد ما لک بھی دیکھے گا تو اپنی کارکو پہچان نہیں سکے گا۔''

سوئی گانم میں ہم نے رام نواس نامی ایک پنڈت کے گھر میں قیام کیا۔ایک دن ہمیں وہاں بھی رہنا پڑی بھی رہنا پڑا۔ یہال بھی سونے کے چندزیور اور سونے کی ایک مورتی پنڈت کی نذر کرنی پڑی تھی۔ اگلے روز دو پہر کے بعد ہمیں کہد دیا گیا کہ ہم تیار رہیں۔ رات کو کسی بھی وقت ہماری روائگی ہو سکتی ہے۔

سرحدسوئی نگام سے چند کلومیٹر کے فاصلے پرتھی۔ سرحد سے دوسری طرف رہن کچھ کا علاقہ تھا۔ اس پورے خطے میں کہیں دلدلیں تھیں، کہیں پہاڑیاں اور کہیں ببول اور کیکر کے چھدر سے جنگل تھیلے ہوئے تھے۔۔۔۔۔گر پارکر نام کا قصبہ بھی سرحد کے دوسری طرف چندمیل سے زیادہ نہیں رقبا

کپنا ایک عجیب سنننی محسوں کر رہی تھی۔ اُس نے اپنے آپ کومیرے ساتھ جوڑ لیا تھا۔ اپنوں کوچھوڑ کر اُس نے مجھے اپنا مان لیا تھا اور اب اپنا دیس بھی چھوڑ رہی تھی۔

سورج ڈھلنے کے تقریبا ایک گھٹے بعد ہم ایک کھٹارہ سی جیب پرسوئی گام سے روانہ ہو گئے۔ ہمارے ساتھ را جندر ناتھ کے علاوہ صرف ایک آ دمی تھا جوڈ رائیوکرر ہاتھا۔

'بارے ماطور بسر رماط سے عمادہ کرت ہیں۔ دوں علی بودر ایو کر دوہ ملک سے سرحد کے دوسری طرف تھی۔ تقریباً ایک ٹیم پختہ سڑک چلی گئی تھی۔ تقریباً ایک گھنٹے تک اُس سڑک پر سفر کرنے کے بعد جیب ریکتان کی طرف مُر گئی اور مزید ڈیڑھ گھنٹوں بعد ٹیلوں کی آ ڈیم پانچ اُونٹ تھے۔ ہراُونٹ کے ساتھ دوآ دی تھے اور دہ سب عملے سے سلے تھے۔

رات دو بجے کے قریب ایک اور شتر سوار وہاں پہنچ گیا۔ اُس نے کالے کپڑے پہن رکھے تھے۔ وہ آتے ہی سندھی زبان میں چنج چنج کر کچھ کہنے لگا۔

'' چلو جلدی کرو اُونٹوں پر بٹیٹھو!'' شتر بانوں میں سے ایک نے ہمیں مخاطب کرتے ہوئے چنح کرکہا۔ ایک ہاتھ میرے سینے پرتھا۔

د ستک کی آواز دوبارہ اُ مجری۔ میں نے کلینا کا ہاتھ آ ہتگی ہے اپنے اُوپر سے ہٹایا اور اُٹھ کر دروازہ کھول دیا۔ درواز بے پر وہی آ دمی کھڑا تھا جوہمیں اس کمر بے میں جیپوڑ کر گیا تھا۔ ''سائیں! تم لوگ ناشتہ کرلو۔۔۔۔۔پھروڈ برہتم سے بات کر ہے گا۔'' اُس نے کہا۔ ''منہ ہاتھ دھونے کی جگہ کہاں ہے؟'' میں نے پوچھا۔ '' وہ اُدھ خسل خانہ ہے۔۔۔۔'' اُس نے ہاہرا کہ طرف اشارہ کیا۔

''وہ اُدھر عسل خانہ ہے۔۔۔۔'' اُس نے باہرایک طرف اشارہ کیا۔ ''ٹھیک ہے۔۔۔۔ہم تھوڑی دیر میں تیار ہوجاتے ہیں۔'' میں نے کہا۔

میں نے دروازہ بھیٹر دیا اور کلینا کو جگادیا۔ میں نے دروازہ بھیٹر دیا اور کلینا کو جگادیا۔

ایک گھنٹے بعد ہم اُس تخص کے سامنے موجود تھے جسے وڈیرہ کہا گیا تھا۔ وہ لمبے قد کا ایک بھاری بھر کم آ دمی تھا۔ نوتھ برش ٹائپ کی بھاری موجھیں، سفید اُ جلے کپڑے، کندھے پر پھیلی ہوئی اجرک اور پیروں میں تلے کے کھیے۔ اُس نے سرسری انداز میں میری طرف دیکھا اور پھر کلینا پرنظریں جمادیں۔ میں نے کھانس کراُسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

پید رہے ہوئے ہوئے ہوں کہ اور ہے۔ ''تم لوگ کہاں جانا چاہتے ہوسائیں؟''اُس نے میری طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''کراچی۔'' میں نے مختصر جواب دیا۔

''اگرتم لوگ بس پرسفر کرو گے تو پولیس جگہ جگہ تنگ کرے گی۔ اور پھرتمہارے ساتھ پیہ چھوکری بھی تو ہے نا۔'' اُس نے کہتے ہوئے کلینا کی طرف دیکھا۔'' میں ایک تھنٹے بعد کراچی جا رہا ہوںتم لوگ چا ہو تو میرے ساتھ چلے چلو۔''

''بَهِرْ ہے جی لِیکن ''' میں کہتے کہتے زک گیا۔

"لكن كياسسي" أب ني سواليه نكابول سي ميري طرف ويكها

'' ہمارے پاس روکڑ انہیں ہے جیاگر آپ یہ بکوا دیں تو ہمارے بہت ہے مسئلے حل ہو جائیں گے۔'' میں نے جیب ہے سونے کی ایک چین نکال کِراُس کی طرف بڑھادی۔

وہ چند کھے چین کودیکھنار ہا۔اُسے انگوٹھے کے ناخن پررگڑا۔

'' خالص سونے کی ہے جیاس میں ذرا بھی کھوٹ نہیں ہے۔'' میں نے کہا۔ دد میں میں میں سریاں کے یہ اور اس

''میں نے دیکھ لیاہے ۔۔۔۔کیالو گے؟'' اُس نے پوچھا۔ ''

''جومناسب ہو،' میں نے جواب دیا۔

اُس نے ایک بار پھر چین کو اُفٹ بلٹ کردیکھا، پھر جیب سے تین ہزارروپے نکال کرمیری طرف بڑھاد ہے۔ میں نے خاموثی سے وہ رقم لے لی۔ مجھے پاکستانی کرنسی کی ضرورت تھی اس لئے میں نے کوئی بھاؤ تا وُنہیں کیا۔ حالانکہ میرے حساب سے وہ چین آٹھ ہزار سے کم نہیں تھی۔ ''تم لوگ ناشتہ وغیرہ کرلو ۔۔۔ ہم ایک گھٹے بعد یہاں سے چلیں گے۔'' وڈیرے نے کہا اورا پنے ایک ملازم کواشارہ کیا۔ وہ ملازم ہمیں ایک اور کمرے میں لئے آیا۔ یہاں فرش پر قالین

تمام اُونٹوں پراگر چہسامان لدا ہوا تھالیکن ایک اُونٹ پر مجھےادر دوسرے پرکلپنا کو بٹھا دیا گیا۔ اور پھر اُونٹ جس طرح کھڑے ہوئے تھے میں بشکل اپنے آپ کوسنھال سکا تھا۔ دوسرےاُونٹ پربیٹھی ہوئی کلپنا کے منہ ہے تو ہلک ہی چیخ نکل گئ تھی۔

راجندر ناتھ اور جیپ کا ڈرائیورو ہیں رہ گئے تھے۔ ثمتر بان اُونٹوں کے ساتھ ساتھ دوڑنے گئے۔ یہ اُونٹ کی سواری کا میرا پہلا تجربہ تھا۔ یہ بے کل جانور جس طرح جھکے دے رہا تھا اس سے میرے جسم کا جوڑ جوڑ ہل کررہ گیا۔ کلینا بھی خوف سے چیخ رہی تھی اور میں چیخ چیخ کرائے بتارہا تھا کہ وہ کجاوے کومضوطی سے پکڑے رکھے۔ جھے ان شتر بانوں پر حیرت ہورہی تھی جو اُونٹوں کی رسیاں پکڑے اُن سے بھی آگے دوڑ رہے تھے۔

آروں ما ایک گھنٹے بعد اُن کی رفتار کم ہوگئی۔اب اُونٹ معمول کی چال چل رہے تھے لیکن ہمیں جھکے بدستورلگ رہے تھے۔ ڈیڑھ گھنٹہ مزید سفر کرنے کے بعد ایک بستی کے آثار دکھائی میں جھکے بدستورلگ رہے تھے۔

ریے ہے۔ وہ رات کا آخری پہرتھا بہتی سالے میں ڈونی ہوئی تھی۔ اُونٹ بہتی میں داخل ہوکر ایک حویلی کے پھائک میں داخل ہو گئے۔احاطے میں اُونٹوں کوجس طرح بٹھایا گیا تھا، میں منہ کے بل کرتے گرتے بحاتھا۔

یں ترجے جو جا ہا۔ مجھےاور کلپنا کو نمارت کے اُو پر والے ایک کمرے میں پہنچا دیا گیا جہاں صرف ایک جھلنگا ی کھا نہ بچھی ہوئی تھی۔

''ابتم لوگ ادھرآ رام کروسائیں! صبح وڈیرہ تم سے بات کرے گا۔'' ہمارے ساتھ آنے والے مخص نے کہااور کمرے سے نکل گیا۔

والے ک سے ہما اور سرے کے ک عیاد میں نے ادھر اُدھر دیکھا۔ کمرے میں اس چار پائی کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا۔ اس چار پائی پر بھی صرف ایک رتی رکھی ہوئی تھی۔ میں نے باڑمیر سے روانہ ہونے سے پہلے سے عظمندی کی تھی کہ سوٹ کیس کا سامان ایک تھلے میں ڈال لیا تھا۔ اُس میں زیور بھی تھے اور کیڑے بھی۔اور وہ تھیلا میں نے گلے میں لئکا رکھا تھا۔

میں نے درواز کے کواندر سے کنڈ الگادیا اور رتی اُٹھا کرفرش پر بچھا دی۔

''تم چار پائی پر لیٹ جاؤ! میں یہاں لیٹ جاتا ہوں۔'' میں نے کلینا کی طرف دیکھتے ہوئے کہااورتھیلا کندھے ہے اُتارکر تکیے کی طرح رکھ لیا۔ کمرے میں مدھم روثنی کا بلب جل رہا تھا جے بچھانا میں نے ضروری نہیں سمجھا تھا۔

ر میں ہور جاگئے اور اس سفر نے بری طرح تھکا دیا تھا۔ کلینا جار پائی پر لیٹ گئی اور میں نے بھی رتی پر دراز ہوتے ہی آئیمیں بند کرلیں۔ بھی رتی پر دراز ہوتے ہی آئیمیں بند کرلیں۔

میں ہے۔ مجھے انداز ہنبیں تھا کہ کتنی دیرسویا ہوں گا اور پھر دروازے پر دستک کی آ وازین کرمیر کی آ نکھ کھل گئی۔۔۔۔۔ آنکھ کھلتے ہی میں اس لئے بھی چونک گیا کہ کلپنا میرے ساتھ لیٹی ہوئی تھی۔ اُس کا '' جب تک کوئی بندوبست نہیں ہوجاتا آپ کی مہمان نوازی اور مہر پانیوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔'' میں نے جواب دیا۔

گزشتہ رات سے اب تک وڈیر نے نے ہمارے بارے میں پچھے نہیں یو چھا تھا۔اوراب وہ ہمارے بارے میں پکھے نہیں پوچھا تھا۔اوراب وہ ہمارے بارے میں سب پچھے جان لینا چاہتا تھا۔ اور میں نے بلا تکلف اُسے سب پچھے بتا دیا۔ اب میں یا کتان میں تھا اور میرے دل میں کوئی خوف نہیں رہا تھا۔

''اوہ ……' میری داستان سن کر وہ اُنچیل پڑا۔''تم تو ہیرہ ہو ہیرہ ۔ ۔ بہ سائیں کہ ہندوستانی اسمگلروں سے میرے تعلقات ضرور ہے۔ وہ ہمارا کاروبار ہے لیکن اپنے وطن سے محبت ہمارا ایمان ہے۔ ہم نے جیسلمیر والے کیمپ کی جاہی کے بارے میں بنا تھا اور ہم خوش ہوئے تھے۔ اب ہم امن کی سرز مین پر آگئے ہو۔ یہاں تنہیں کوئی خطرہ نہیں۔ تم سے ملاقات کر کے بڑی خوقی ہوئی۔ اب تم اور کہیں نہیں جاؤگے۔ میرا گھر تمہارے لئے حاضر ہے شمروز سائیں! پاکستان کے لوگ بھی تشمیر یوں سے بہت محبت کرتے ہیں۔ کراچی والوں کو جب پہتے چلے گا کہ تم کون ہو تو وہ تمہارے جلوس نکال دیں گے۔ تمہیں کندھوں پر اُٹھا لیس گے۔ ایک دوروز آرام کرلوسائیں! بھرد کھتا ہیں تمہارے کتے جلوس نکال ہوں۔'

وڈیرہ نوازش علی اس طرح خوش ہور ہاتھا جیسے اُسے بہت بڑی دولت مل گئی ہو۔اس کے بعد تو وہ میرے بارے میں باتیں کرتار ہا۔اور پھرائس نے وہ سوال بھی کر ڈالا جس کے بارے میں، میں بہت دیر سے سوچ رہاتھا۔

'' شمروز سائیں! اس چھوکڑی ہے تمہارا کیا تعلق ہے؟'' اُس نے میرے چہرے پرنظریں جماتے ہوئے کہا۔'' اُس نے میرے چہرے پرنظریں جماتے ہوئے کہا۔'' ابھی تھوڑی دیر پہلے تم نے کہا تھا کہ یہ تمہاری پنی ہے۔اگر میری اُلمجھن ورکر دو تو'' صاف ہوگئی کہ نہ تم ہندووں میں سیتا جیسی لڑکی '' نوازش علی صاحب!'' میں نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔'' ہندووں میں سیتا جیسی لڑکی مجمی تھی جس نے میری خاطر اپنا سب پچھ مجمی تے میری خاطر اپنا سب پچھ مجھوڑ آئی ہے۔ ہم نے ایک دوسرے کواپنانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔''

''اوہ'' وڈیرہ نوازش علی کے ہونٹوں پرمسکراہٹ آھئی۔'' تو پھر یوں کہو تا کہ بیاڑی ہاری بٹی ہوئی۔ اور اس کا نام کلپنائبیں زلیخا ہے۔'' اُس نے پیچیے جھک کر کلپنا کے سر پر ہاتھ پھیرا اور پھر وہی چین جیب سے نکال کر کلپنا کے ہاتھ میں دے دی۔''زلیخا بٹی! اس وقت تو میری طرف سے بیسلامی سمجھ کر قبول کرلو! ہاتی بعد میں دیکھا جائے گا۔''

کلینانے میری طرف دیکھا، اُس کا چپرہ شرم سے سرخ ہو گیا تھا۔

'' لے لوبھی کیسی۔'' میں نے گہر اسانس کیتے ہوئے کہا۔'' آئییں یہ زنجر واپس کرناتھی سوکر وی۔' وڈیرہ نوازش علی نے ہاکا ساقہ تہدلگایا۔ پچیر ومختلف سڑکوں پر ہوتی ہوئی گلشن اقبال کے بلاک سکس میں داخل ہوکرایک بنگلے کے گیٹ کے سامنے پہنچ کررک گئی۔ ہارن بجانے پرایک بچھا ہوا تھا۔ وہ ہمیں بٹھا کر باہر چلا گیا۔تقریباً پندرہ منٹ بعد میں اور کلینا ناشتہ کررہے تھے۔ اُس وقت صبح کے آٹھ بجنے والے تھے۔ نو بج کے قریب ہم کرا چی کے لئے روانہ ہو گئے۔ پجیر و بڑی شاندار اور ایئر کنڈیشنڈتھی۔ ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پرایک گن مین میٹھا ہوا تھا۔ اُس سے بچھلی سیٹ پروڈیرہ اور آخری سیٹ پر ہمیں بٹھا دیا گیا۔ آخر میں سامان رکھنے کی جگہ پر ایک واٹر کولربھی رکھ لیا گیا تھا۔

ں جبہ پر بیسے و روز روز روز ہوئی ہوئے۔ یہ علاقہ بھی ریگتانی تھا۔ کہیں کہیں سبزہ تھا۔ تھوڑی بہت کھیتی باڑی تھی اور چھوٹی جھوٹی بستیاں تھیں۔ میں راجستھان میں ہی اندازہ لگا چکا تھا کہ ریگتان میں رہنے والوں کی زندگی تنی منتخن ہوتی ہے۔

ہم رحیم بازار، بدین، گڑھی، جیٹی، سجاول اور تھٹھہ سے ہوتے ہوئے شام کے قریب کرا چی پنچ گئے۔

ں ۔۔۔ ''تم لوگوں کو کہاں جانا ہے؟'' وڈیرے نے پیچھے مُو کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''جہاں کہواُ تاردیں گے۔''

دو کئی ہوٹل کے سامنے اُ تاریا میں جناب!''میں نے جواب دیا۔ '' کسی ہوٹل کے سامنے اُ تاریا ہیں جناب!''میں نے جواب دیا۔

''ہوٹل میں تھہرو گے اس چھوکری کے ساتھ؟'' اُس نے ججھے گھورا۔''کوئی رشتہ دار، کوئی جانبے والانہیں ہے یہاں؟''

۔ رون ہیں جنابہم پہلی مرتبہ یہاں آئے ہیں۔ یہاں ہم کسی کونہیں جاننے نہ کوئی ہمیں ''نہیں جنابہم پہلی مرتبہ یہاں آئے ہیں۔ یہاں ہم کسی کونہیں جاننے نہ کوئی ہمیں

جانتاہے۔''میں نے جواب دیا۔

پ را ہے۔ میں کے ساتھ ہے۔۔۔۔'' وڑیرے نے کہا۔''تم اکیلے ہوتے تو مجھے پرداہ نہ ہوتی۔ ''کراچی بڑا ظالم شہر ہے۔۔۔۔'' وڑیرے نے کہا۔''تم اکیلے ہوتے تو مجھے پرداہ نہ ہوتی۔ لیکن اس چھوکری کے ساتھ میں تنہیں کسی ہوٹل میں نہیں رہنے دُوں گا۔''

'' تو پھرہم کیا کریں؟'' میں نے اُلجھی ہوئی نظروں سے اُس کی طرف دیکھا۔ '' یہ کیالگتی ہے تمہاری؟'' اُس نے یو چھا۔

"میری بتنی ہے جی۔"میرے منہ سے بے اختیار نکلا۔

''تو پھراییا ہے کہ '''' اُس نے کہا اور چندلحوں کی خاموثی کے بعد بولا۔'' کرا چی میں میرا بنگلہ ہے گلشن اقبال میں ''''کئی کمرے ہیں۔ میں ایک کمرہ تم لوگوں کو دے دُوں گا۔ جب تک چاہو وہاں رہ لینا میرے مہمان بن کر۔ اور یہ بھی رکھلوا پنے پاس ''سکی اور وقت کام آ جائے گی۔'' اُس نے جیب سے چین نکال کرمیری طرف بڑھادی۔

آپ واپ پین ما دوبان کے ایس کے اس کے ۔ ''اچھا،اچھا بھئی۔۔۔۔'' وہ گہراسانس لیتے ہوئے بولا۔ چین اُس نے دوبارہ جیب میں رکھ لیتھی۔''تم تو ناراض ہونے لگے۔ ہمارامہمان بنتا بھی منظور ہے پانہیں؟''

ادھیڑ عرآ دمی نے گیٹ کھول دیا اور پہیر واندر داخل ہوکر برآ مدے کے سامنے زُک گئی۔ بیخاصا بڑا بنگلہ تھا۔ وسیع اور بہت خوبصورت لان تھا۔ کوشمی دومنزلہ تھی۔ اُوپر جانے کے لئے اندر ہی سے زینہ تھا۔ اُس بوڑ ھے ملازم کا نام آ چرتھا۔ یہاں اس کے ساتھ اُس کی بیوی حضوری بھی تھی۔ آچرکو معلوم تھا کہ وڈیرہ نوازش علی آج آنے والا ہے۔اُس نے کھانا تیار کررکھا تھا۔

بنگلے میں فرنیچر بھی بہت شاندار تھا۔ وڈیرہ نوازش علی کلپنا کا ہاتھ پکڑ کرایک کمرے میں لے گیا۔ میں بھی آن کے ساتھ ہی تھا۔ کمرے میں لیے چوڑے وارڈ روب اور دوسری چیزوں کو دکھے کر اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ یہ کسی خاتون کا کمرہ تھا۔ وارڈ روب میں بینگروں پر بڑے شاندار زنانہ ملبوسات منگے ہوئے تھے۔ شاندار زنانہ ملبوسات منگلے ہوئے تھے۔

بیپ پیدیا ماہ میں بہتر ہے۔ ایک میز پر بیٹے ہوئے تھے۔ کلپنانے نیوی بلیورنگ کا شلوار ایک گھٹے بعد ہم مینوں کھانے کی میز پر بیٹے ہوئے تھے۔ کلپنانے نیوی بلیورنگ کا شلوار سوٹ پہن رکھا تھا۔ اس لباس میں وہ بے عد حسین لگ رہی تھی۔

کھانے کے دوران زیادہ تر خاموثی ہی رہی۔ تاہم وڈیرہ نوازش علی بار بار کلپنا کی طرف د کھے رہا تھااور ہر بارکوئی نہ کوئی ڈش اُٹھا کر اُس کے سامنے رکھ دیتا اور بڑے اصرارے اُسے ہر ڈش میں ہے کچھ نہ کچھ لینے پرمجبور کرتا رہا۔

و مل من سب بالمعدولية بالمعدولية المعدولية ال

یہ انگشاف میرے لئے بڑا دلچسپ ہوا کہ زلیخا اُس کی بیٹی کا نام تھا جو کرا چی کے ایک کالج میں زرتعلیم تھی اور ایک سال پہلے اس شہر میں کار کے ایک حادثے میں جال بحق ہوگئ تھی۔اب بات میری سمجھ میں آئٹی کہ وہ کلپنا کو بار باراس طرح کیوں دکھیر ہا تھا۔اُسے کلپنا میں اپنی زلیخا کی جھک نظر آئی تھی اور وہ کمرہ بھی زلیخا کا تھا جس کی ہر چیز اُس نے کلپنا کے حوالے کر دی تھی۔ ''میں نے اپنی حو بلی میں کلپنا کو دیکھتے ہی فیصلہ کرلیا تھا کہتم لوگوں کو اپنی گاڑی پر کرا چی لے کر جاؤں گا اور تمہارا گھر دیکھ لوں گا اور بعد میں کسی نہ کسی بہانے تم لوگوں سے رابطہ رکھوں گا۔'' وڈیرہ نوازش علی کہد ہا تھا۔''لیکن راستے میں تم نے جوانکشافات کئے اس سے جمھے اپنے

دل کی بات کہنے کا موقع مل گیا۔ آج میں بہت خوش ہوں مجھے میری بیٹی بھی مل گئی ہے اور ایک ایسا مخص بھی جیں کی دوسی پر میں فخر کرسکتا ہوں۔''

''ہم اپی خوش قسمتی سمجھتے ہیں کہ پاکستان کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی ہمیں آپ جیسا مربی مل گیا۔'' میں نے کہا۔

ہم رات کے تقریباً دو بجے تک باتیں کرتے رہے اور پھراپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔ بستر پر لیٹتے ہی میں سو گیا اور ضبح دس بجے سے پہلے میری آئھ نہیں کھل سکی تھی۔ کلپنا بھی اپنے کمرے میں سورہی تھی اور وڈیرہ نوازش علی کہیں جا چکا تھا۔

ہم نے ناشتہ کیا اور وڈیرہ بارہ بجے کے قریب واپس آ گیا۔ اور پھر اُس کا زیادہ وقت مختلف لوگوں سے ٹیلی فون پر باتیں کرتے گزرا۔

چار بجے کے قریب کچھ لوگ آگئے جنہوں نے پچھ ایسی تیاریاں شروع کر دیں جس سے
اندازہ لگایا جاسکتا تھا جیسے کوئی دعوت ہونے والی ہو۔ لان کے آ دھے جھے میں ایک طرف مخضر
ساسٹیج بنا دیا گیا تھا جس کے سامنے کئی کرسیاں قطار در قطار رکھ دی گئی تھیں جبکہ لان کے باقی
حصے میں میزیں لگا کر اُن پر کراکری سجائی جارہی تھی۔ روشنی کا بھی معقول انظام کیا جارہا تھا۔
ساڑھے چھ بجے مہمان آ نا شروع ہو گئے وڈیرہ نوازش علی نے جھے اور کلپنا کو ایک
کمرے تک محدود کر دیا اور خود باہر جا کرمہمانوں کا استقبال کرنے لگا۔ اور پھر جب سات بج
کمرے تک محدود کر دیا اور خود باہر جا کرمہمانوں کا استقبال کرنے لگا۔ اور پھر جب سات بج

لان میں درجنوں پرلیں رپورٹرز موجود تھکی فوٹو گرافرز تھے اور نصف درجن سے زیادہ ٹی وی کیمرے مختلف جگہوں پر لگے ہوئے تھےرپورٹروں اور فوٹو گرافرز میں مقامی بھی تھے اور غیر ملکی بھی۔ ہم جیسے ہی برآمدے میں نکلے کیمروں کی فلیش لائٹس چیکئے لگیس اور ٹی وی کیمروں کے زخ ہماری طرف ہو گئے

ایک گھنٹے بعد یہ سلسلہ ختم ہو گیا ٹی وی چینلز کے نمائندے تو فوراْ ہی بھاگ کھڑ ہے ہوئے۔ اخبارات کے رپورٹرز میزوں کے گرد کھڑ ہے ناؤ نوثی کے دوران بھی مجھ سے اور کلپنا مے مختلف سوالات کرتے رہے۔

ے مختلف سوالات کرتے رہے۔ نو ہے ہم لاؤنج میں ٹی وی کے سامنے بیٹھے تھے اور پھر خبرنا ہے میں ٹی وی اسکرین پراپ آپ کو دیکھ کر میں اُنچھل پڑا.....کشمیر کے حوالے سے وزیرِ اعظم کے ایک بیان کے بعد ہماری

اس پریس کانفرنس کی کارروائی نشر کی جارہی تھی۔

وڈرہ نوازش علی چینلز تبدیل کرتا رہا۔ ہرچینل کے نیوز بلیٹن میں میری اس پریس کانفرنس کو مدب ہے دیادہ اہمیت دی جارہی تھی۔ مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔۔ میں سوج بھی نہیں سکتا تھا کہ میری شخصیت اس قدر اہم ہوگی۔لیکن وہ حقیقت میرے سامنے تھی جے جھٹلایا نہیں حاسکتا تھا۔۔۔۔!

 \mathbf{O}

وڈیرہ نوازش علی اس وقت گھر پر موجو دنہیں تھا۔ کلینا صوفے پر میرے ساتھ جڑ کر بیٹھی ہوئی تھے۔
تھی۔ اپنے آپ کوٹی وی پر دیکھ کر اُس کے چہرے پر بھی سنسی کے تاثرات اُ بھر آئے تھے۔
انٹرویو کے دوران بعض رپورٹروں نے اُس سے چندسوالات پو بچھے تھے لیکن وہ زیادہ تر خاموش ہی رہی تھی۔ البتہ خود اُس کے ساتھ جو پچھ ہوا تھا یا جیسلمیر میں اُس نے ''را'' کے ظلم وستم آئے جومظا ہرے دیکھے تھے اُن کے بارے میں اُس نے جیسلمیر میں اُس نے بھی سوچا بھی نہیں ہوگا کہ ذندگی میں بھی اس طرح اُس کی پذیرائی ہوگی یا اس طرح وہ ٹی وی پر آئے گی۔ اور اب وہ اپنے آپ کوٹی وی کی سکرین پر دیکھ کر بہت بھی میں ہوگا یا اس طرح وہ ٹی وی پر آئے گی۔ اور اب وہ اپنے آپ کوٹی وی کی سکرین پر دیکھ کر بہت خت میں ہی تھی۔

وں اور الی سے ایکن سے مطمئن نہیں تھا۔ میں جانتا تھا کہ پاکتان میں بھی بھارتی انٹیلی جنس کے ایجنٹ موجود تھے جو مختلف شہروں میں بم دھاکوں اور تخریب کاری کی دیگر وارداتوں کے ذریعے پاکتان میں انتشار پھیلا رہے تھے۔ ان بھارتی ایجنٹوں کا زیادہ زور کراچی میں تھا جہاں آئے دن دہشت گردی کی وارداتیں ہوتی رہتی تھیں۔ بعض ایجنٹ پکڑے حاتے تھے اور بعض انسانوں کے اس جنگل میں غائب ہوجاتے تھے۔

میں ٹی وی پرآگیا تھا۔۔۔۔۔اور مجھےتشویش یکھی کہ بھارتی ایجنٹوں کوبھی ظاہر ہے پتہ چل گیا ہو گا اور یقینا وہ خاموش نہیں بیٹھیں گے۔ میں نے کلپنا کے سامنے اپنے ان خدشات کا اظہار نہیں کیالیکن گیارہ ہجے کے قریب وڈیرہ نوازش علی واپس آیا تو میں نے اُسے اپنی تشویش سے مرکب ا

'' میں جانتا ہوں سائمیں' وہ مسکراتے ہوئے بولا۔''مجھ سے ایک غلطی تو ہوگئ لیکن میں نے اس کا بندوبست بھی کر لیا ہے۔''

''وہ کیا۔۔۔۔۔؟'' میں نے سوالیہ نگاہوں ہے اُس کی طرف دیکھا۔ '''ابھی بتاؤں گا۔۔۔۔۔ تھوڑی دریمیں پتہ چل جائے گا۔'' اُس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر جھے پتہ چل گیا کہ اُس نے کیا بندوبست کیا تھا۔تقریباً آ دھے گھٹے بعدایک گاڑی کھٹی کے سامنے آ کرزگی۔ وڈیرہ نوازش علی اُٹھ کر گیٹ ہے باہر چلا گیا اور میں بھی برآ مد۔۔ میں آ کر کھڑ اہوگیا۔

وہ سکیورٹی گارڈ زکی وردی میں ملبوس چار لیے تڑنگے آدمی تھے۔ وہ سی سکیورٹی ایجنسی سے
آئے تھے۔ چاروں کے ہولسٹرز میں پہتول نظر آ رہے تھے۔ اُن کے ساتھ پانچواں آدمی سادہ
لباس میں تھا۔ وہ شاید اس سکیورٹی ایجنسی کا کوئی آفیسر تھا۔ اُس نے گھوم پھر کر کوٹھی کا جائزہ لیا
اور اُن چاروں گارڈ زکواس طرح متعین کر دیا کہ اُن کی نظروں میں آئے بغیر کوئی غیر متعلق محض
کوٹھی کے قریب نہیں پھٹک سکتا تھا۔ اُن میں سے دوکی ڈیوٹی تو کوٹھی کے مرکزی گیٹ پرلگادی
گئھی۔ایک کواویر کی منزل پر سامنے کے رُخ پر تعینات کیا گیا تھا اور ایک کی ڈیوٹی کوٹھی کے
گئھی۔ایک کواویر کی منزل پر سامنے کے رُخ پر تعینات کیا گیا تھا اور ایک کی ڈیوٹی کوٹھی کے
پچھلے جسے پرلگادی گئھی تا کہ پچھلی گئی پر بھی نگاہ رکھی جا ہیکے۔

پیکوشی کی حفاظت کا بہترین انظام تھا۔ کوئی غیر متعلق شخص کوشی میں داخل نہیں ہوسکتا تھا۔ ہو
سکتا ہے وڈیرہ نوازش علی اس انظام سے مطمئن ہولیکن میں پوری طرح مطمئن نہیں تھا۔ یہ
سکیورٹی گارڈز آگرچہ ریٹائرڈ فوجی سے اور بڑے چاق وچو بندنظر آرہے سے لیکن دوسری
طرف بھارتی انٹیلی جنس کے ایجنٹ سے جنہیں اس قیم کی صورتحال سے نمٹنے کی خصوصی تربیت
دی گئی تھی اور جھے ان کا اچھا خاصا تجربہ بھی تھا۔ نجانے کیابات تھی کہ ان انظامات کے باوجود
میری تشویش کم نہیں ہوئی تھی۔

وہ رات خیریت ہے گزرگئی۔اگلے روز شبح سویرے ہی وڈیرہ نوازش علی نے اپنے نوکر آچر کو بھتے کر کئی اخبارات منگوا لئے۔ ٹی وی کی طرح اخبارات نے بھی ہمارے بارے میں خبروں کو سب سے زیادہ اہمیت دی تھی۔ ہراخبار کی ہیڈ لائن یہی تھی۔ ہراخبار کے صفحہ اوّل پر میری اور کلینا کی تصویریں بھی تھیں۔بعض اخبارات نے وڈیرہ نوازش علی کی تصویریں بھی تھا کع کی تھیں۔ کلینا اپنی تصویریں دکھے کرخوش ہوتی رہی۔

گزشتہ رات ٹی وی پر خبرنشر ہونے کے بعد کئی لوگوں کے میلی فون آئے تھے۔اوراب بھی آٹھ بجے کے بعد میلی فون کالز کا تا تنا بندھ گیا ۔۔۔۔۔ حالا نکہ صرف ایک اخبار نے وڈیرہ نوازش علی کا فون نمبرشائع کیا تھا اور عوام لواطلاع دی تھی کہ کشمیر کے اس مجابد اعظم سے اس نمبر پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ بہت سے لوگ مجھ سے بات کرنا چاہتے تھے۔ کشمیر میں میری کارروائیوں پر مجھے مبار کباد دینا چاہتے تھے۔ بہت سے لوگ یہ سیجھتے تھے کہ میر سے ساتھ آنے والی لڑکی کلینا نمبیں سیتا ہے جو کشمیر اور ہندوستان میں میر سے ساتھ سرگرم رہی تھی۔ اور شاید بعض وجو ہات کی نمبیں سیتا ہے جو کشمیر اور ہندوستان میں میر سے ساتھ سرگرم رہی تھی۔ اور شاید بعض وجو ہات کی نمبیں سیتا ہے جو کشمیر اور ہندوستان میں میر سے ساتھ سرگرم رہی تھی۔ اور شاید بعض وجو ہات کی نمبیں سے بات کرنے کے ساتھ ہرائی کا اصل نام نہیں جھایا گیا تھا۔ بہت سے لوگ تو صرف کلینا ہی ہے بات کرنے کے

اُس روز کئی کشمیری رہنماؤں کے بھی فون آئے تھے جو کراچی میں اپنی تحریک کے سلسلے میں سرگرم تھے۔ پیسب لوگ مجھ سے ملنا چاہتے تھے لیکن میں مصروفیت کا بہانہ بنا کر اُنہیں فی الحال ٹالاً رہا۔ میں کوئی لائحمل طے کے بغیر سی سے ملاقات نہیں کرنا جا ہتا تھا۔ البتہ میں کسی ایسے تشميري رہنما سے ضرور ملنا چاہتا تھا جس كا تعلق تشمير ميں بھارتی فوجيوں کے خلاف برسر پيكار اُس ہارتی ہے ہوجس سے میں بھی وابستہ رہ چکا تھا۔

تین چار روز گزر گئے۔ میں اخبارات کے ذریعے صورتحال کا جائزہ لیتا رہا۔ اس دوران میں ایک مرتب بھی کوتھی سے باہر نہیں نکلاتھا البتہ وڈریرہ نوازش علی ایک مرتبہ کلینا کوساتھ لے گیا تھا۔ اور تقریباً تین کھنٹوں بعد وہ واپس آئے تو کلپنا تحا نف سے لدی پھندی تھی۔ وارڈ روب میں اگر چہ وڈیرے کی بیٹی زلیخا کے ملبوسات بھرے ہوئے تھے کیکن اُس نے کلینا کواور بھی گئ جوڑے خرید کردئے تھے۔

وڈیرہ نوازش علی کے اور بھی پچھر شتے دار کراچی میں رہائش پذیریہ تھے۔ وہ لوگ اکثر ملنے کے لئے آتے رہتے تھے۔ اُن کی خواتین تو بس کلینا کو کھیرے رہتی تھیں۔ وہ سب لوگ اُسے زلیخابی کے نام سے یکارتے تھے۔

كئى روز كھريس بندر بنے كے بعد بالآخريس نے باہر نكلنے كا فيصله كرليا ميس نے ان تشمیری رہنماؤں کی ایک فہرست بھی تیار کر رکھی تھی جن سے میں ملنا جا ہتا تھا۔

کراچی میں لا تعداد تشمیری آباد تھے۔ یہال مختلف پارٹیوں کے دفتر بھی تھے کیکن مجھے یہ جان کر مانوی ہوئی کہ بیاوگ صرف بیانات کی حد تک محدود تھے۔ یہاں میری بعض ایسے خود ساختہ تشمیری لیڈروں سے بھی ملاقات ہوئی جو تشمیر کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے۔تشمیر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے اُن کے اپنے کوئی ذرائع نہیں تھے۔ اُن کا انھمارا خبارات پر ہی تھا۔ تاہم پاکتان کی ایک دینی جماعت جہاد تشمیر کے حوالے سے بہت زیادہ سرگرم تھی۔اُس جماعت کے رہنما جلسوں میں اپنے پرُ جوش خطابات سے لوگوں کے تعمیر کو جھنجھوڑتے رہتے تھے۔ یہاں سے مجاہدین کو بھی تشمیر کے محاذیر جہاد کے لئے بھیجتے رہتے تھے۔ اور مجھے افسوس اس بات کا تھا کہ محافر پر جانے والے یہ مجاہدین تشمیری نہیں تھے۔ وہ پاکتانی نو جوان تھے جو ہندوؤں سے برسر پرکارتشمیری مجاہدین کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے کھربار اور آرام و آسائش جھوڑ کر جہاد کے لئے جاتے تھے۔ پاکستان کی یہی دینی جماعت تشمیری مجاہدین اور مقبوضہ تشمیر ہےلٹ پٹ کرآ انے والے مہاجرین کے لئے ضرورت کا سامان جمع کر کے بھی جمیجتی رہتی تھی ۔ جبکہ اصل تشمیری بانشندوں کوا پسے کاموں سے زیادہ دلچیپی نہیں تھی ۔ وہ ^{تو} چندے جمع کر کے اور بیانات کے ذریعے این لیڈری چلارہے تھے۔

آ ٹھ دس دنوں کے دوران کسی ایسے تشمیری سے میری ملا قات نہیں ہوسکی جو واقعی کسی تشمیری

منظیم سے تعلق رکھتا ہو۔ یہ چند روز بڑے سکون سے گزر گئے تھے۔ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہوئی تھی۔ میں بڑی حد تک بیزار ہو چکا تھا اور کشمیر کی طرف جانا چاہتا تھا تا کہ اپنی سرز مین پر پہنچ کر اپنی سر زمین کی آزادی کے لئے ایک بار پھر سرگرم عمل ہوسکوںکین وڈیرہ نوازش علی نے مجھے روک رکھا تھا کہ میں چندروز اور آ رام کرلوں۔

اُس رات دومہمان آئے تھے۔ وہ دونوں کشمیری نہیں تھے لیکن کشمیریوں کے ہمدر دضرور تھے۔ اُنہوں نے رات کا کھانا ہمارے ساتھ کھایا تھا۔ کھانے کے بعد کلینا تو اپنے کمرے میں چلی گئ تھی اور ہم لوگ دریتک لاؤ کج میں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔

أن ميں رئيس غوث بخش نام كا ايك تحص و ذيره نوازش على كا دُور كا رشته دار بھى ہوتا تھا اور دوسرامقبول احمد اُس کا دوست تھا۔ رات دو بجے کے قریب جب وہ لوگ جانے گئے تو وڈیرہ نوازش علی نے اُنہیں روک لیا۔ آج نے فوراْ ہی اُوپر والے ایک کمرے میں اُن کے لئے بستر درست کر دیئے تھے۔ وہ دونوں ڈھائی بجے کے قریب اُوپر اپنے کمرے میں چلے گئے۔ وڈیرہ نوازش علی بھی اینے کمرے میں چلا گیا۔

یہاں آنے کے بعد کلینا اور میں الگ الگ کمروں میں سوتے تھے۔ایۓ کمرے کی طرف جاتے ہوئے میں نے کلینا کے کمرے میں جھا نکا۔ تیلی مدھم روشنی والا نائٹ بلب جل پر ہاتھا اور کلینا کروٹ کے بل لیٹی ہوئی تھی۔ اُس کا چہرہ میری طرف تھا اور وہ جاگ رہی تھی۔ مجھے دروازے میں دیکھ کروہ اُٹھ گئے۔ میں بھی آگے بڑھ آیا۔

"كيابات به الجمي تك جاك ربي مو؟" ميس نے كہا۔

''نیند نہیں آرہی،' کلپنانے جواب دیا۔'' پہتہیں کیا بات ہےعجیب می وحشت طاری ہورہی ہے۔''

''اپنا گھريادآ رہاہے؟''ميں نے پوچھا۔

''میرا گھر تو وہی ہے جہاںتم ہو گے'' کلینا بولی۔''لیکن آج تو بڑی وحشت می ہو

ربی ہے۔''
'' تین بجنے والے ہیں۔لیٹ کرآ تکھیں بند کرلو! نیند آ جائے گی۔'' میں کہتے ہوئے کرے ،
'' تین بجنے والے ہیں۔لیٹ کرآ تکھیں بند کرلو! نیند آ جائے گی۔'' میں کہتے ہوئے کرے ، دراصل اس صورتحال سے پریشلان تھا جس کا مشاہرہ میں کی روز سے کر رہا تھا۔ کراچی میں لا كھول تشميري آباد تھے۔ أن ميں دولت مند بھي تھ، غريب بھي اور متوسط طبقے يعلق ركھنے والے بھی۔ پوش علاقوں میں اُن کے قالینوں اور کاروں کے شو رُوم بھی تھے اور پیٹھیلوں پر بزِیال بھی بیچے تھے۔ میں نے یہ بات خاص طور پرمحسوں کی تھی کہ یہ لوگ مطمئن اور پر سکون زندگی بسر کررنے تھے۔ اُنہیں تشمیر میں ہونے والی جنگ سے زیادہ دلچین نہیں تھی۔ میں یہی مب چھموچ رہا تھا کہ دروازے پر ہلکی ی آ ہٹ محسوں کر کے چونک گیا۔ گردن گھما کر اُس

ٹھیک اُسی وفت ایک اور زوردار دھا کہ ہوا ۔۔۔۔۔ اور پھر یوں لگا جیسے عمارت کا کوئی حصہ گرا ہو۔ اوراس کے ساتھ ہی وڈیرہ نوازش علی کی چیخ سنائی دی۔ میں اُٹھ کر دروازے کی طرف لیکا۔ راہداری میں پہنچتے ہی میں رُک گیا۔ شدید سردی اور سنسنی کی ایک لہر میری ریڑھ کی ہڈی میں دوڑتی چلی گئی۔۔۔۔۔۔

کوشی کا لاؤنخ والاحصہ گرچکا تھا۔۔۔۔۔ ایک اور زور دار دھا کہ ہوا اور تمارت کا ایک اور حصہ بیٹھتا ہوا نظر آیا۔ کمرے میں کلینا کی چینوں کی آواز بھی سائی دے رہی تھی۔ میں دوڑتا ہوا کمرے میں پہنچ گیا اور کلینا کو بازو سے پکڑ کر کھینچتا ہوا کمرے کے پچھلے دروازے کی طرف دوڑا۔ بید دروازہ عقبی صحن میں کھلتا تھا۔ اس طرف بھی بہت وسیع وعریض لان تھا۔ میں کلینا کو کھینچتا ہوالان کے آخری سرے پر دیوار کے قریب بیٹھ گیا۔

''تم یہاں بیٹھو میں ابھی آتا ہوں۔'' میں نے کلینا کودیوار کے قریب بٹھا دیا۔ ''جھے چھوڑ کرمت جاؤ مجھے ڈرلگ رہا ہے۔'' کلینا چینی۔

وڈیرہ ملیے کے ینچ دباہوا ہے۔اُس کی زندگی خطرے میں ہے۔''میں نے بھی چیخ کر کہا۔ ''تم یہال بیٹھی رہو! یہال کوئی خطرہ نہیں۔ میں ابھی آتا ہوں۔'' میں دوڑتا ہوا عمارت میں گھس گیا۔ دھاکوں کی آوازیں اب سنائی نہیں دے رہی تھیں۔ مجھے یہ بیجھنے میں دیر نہیں گئی تھی کہ کوٹھی پرحملہ کیا گیا تھا اور یہ حملہ سامنے کے رُخ پر سڑک کی طرف سے کیا گیا تھا۔اس حملے میں راکث برسائے گئے تھے۔اگر بم پھینکے گئے ہوتے تو عمارت مکمل طور پر ملبے کا ڈھیر بن چکی ہوتی۔

عمارت کے پچھ جھے گرے تھے۔ وڈیرہ ہال کے دوسری طرف والی راہداری کے ایک کمرے میں تھا۔ وہ دھاکوں کی آ وازین کر ہماری خیریت دریافت کرنے کے لئے اس طرف دوڑا تھالیکن ایک گرتی ہوئی دیوار کے نیچے دب گیا تھا۔ وڈیرے کی دونوں ٹائکیں ملبے کے نیچے دبی ہوئی تھیں اور وہ مدو کے لئے چنچ رہا تھا۔ میں جھک کرائس پرسے ملبہ ہٹانے لگا۔اس دوران ایک گارڈ بھی دوڑتا ہوا وہاں پہنچ گیا۔ ہم دونوں نے مل کر وڈیرے کو ملبے سے نکالا۔ اُس کی ایک ٹانگ بری طرح پچل گئی تھی۔ جبکہ دوسری ٹانگ سے بھی خون بہہ رہا تھا۔ ہم دونوں نے ایک ٹانگ بری طرح پچل گئی تھی۔ جبکہ دوسری ٹانگ سے بھی خون بہہ رہا تھا۔ ہم دونوں نے ایک ٹانگ بری طرح پچل گئی تھی۔ جبکہ دوسری ٹانگ سے بھی خون بہہ رہا تھا۔ ہم دونوں نے اُسے لان میں دُور ہے۔

اُس عمارت برسر کی طرف کسی گاڑی سے یانچ راکٹ برسائے گئے تھے.... تین راکٹ عمارت کے اور دالے حصے پر گئے تھے اور دو نچلے حصے میں۔ اُوپر جانے والی سیر هیاں سلامت تھیں۔ یہ اوپر زیادہ تباہی پھیلی تھی۔ اُوپر کی منزل پر سامنے کے رُخ پر جو گارڈ ڈیوٹی دے رہا تھا وہ ختم ہو چکا تھا.... وہ کم ہ بھی طبے کا ڈھر بن چکا تھا جس میں رئیس غوث بخش اور مقبول احمد سوئے ہوئے تھے۔ مقبول احمد طبے کے نیچ بن چکا تھا جبکہ رئیس غوث بخش شدید زخی ہوگیا تھا۔ ہم کسی نہ کسی طرح اُسے نیچ دب کرختم ہو چکا تھا جبکہ رئیس غوث بخش شدید زخی ہو گیا تھا۔ ہم کسی نہ کسی طرح اُسے نیچ لانے میں کا میاب ہو گئے۔ ایک گارڈ بھی شدید زخی ہوا تھا۔ جبکہ چوتھا گارڈ معمولی زخی تھا اور

طرف دیکھا تو کلپنا دروازے میں کھڑی تھی۔ مجھے حرکت کرتے دیکھ کروہ آگے آگئی۔ ''مجھے نیز نہیں آ رہی۔ ….ا کیلے میں ڈرلگ رہا ہے۔'' کلپنا کے لہج میں ہلکا ساارتعاش تھا۔ وہ پلنگ کی پٹی پر میٹھ گئی۔ میں بھی پلنگ کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ '''مہر کہ سے ''' کا سی سے کیا نہ سے کیا ۔' کی جاتب کے ایک کا میں سا سے کی ج

''یہاں لیف جاؤ'' میں کنارے کی طرف سرک گیا۔''جمہیں کس بات کی وحشت ہو رہی ہےاور یہاں ڈرنے کی کیا بات ہے؟''

''''''''' '''''''''' وہ بلنگ پر لیٹ گئی۔'' دو تین دن سے دل میں ہول سے اُٹھ رہے ہیں۔ جیسے کچھ ہونے والا ہو۔''

بیسے پڑھ ہونے والا ہو۔ '' کچھ نہیں ہونے والا......آنکھیں بند کرلواور اطمینان سے سو جاؤ!'' میں نے کہا اور اُس کے ہالوں میں اُٹگلیاں پھیرنے لگا۔

نکینا دھیمے لیجے میں باتئیں کرتی رہی اور پھر وہ سوگئ۔ میں نے اُٹھ کر کمرے کا دروازہ بھیز دیا اور پلنگ کے کنارے بر کروٹ پھیر کرلیٹ گیا۔ میں کافی دیر تک کلینا کے بارے میں سوچا رہا جو اپناسب پچھے چھوڑ آئی تھی۔ یہاں اگر چہائے کوئی پریشانی نہیں تھی۔ اُسے وڈیرہ نوازش علی کے خاندان کی خواتین اور دوسر لے لوگوں سے بہت پیار ملاتھا۔ وڈیرہ نوازش علی سے باپ جیسی شفقت ملی تھی لیکن اُسے اپنا دلیش اور اُس دلیش کے لوگ تو یاد آتے ہوں گے۔ اور میں جانتا تھا کہ الی یادیں ہی بعض اوقات انسان کے لئے سوہانِ رُوح بن جاتی ہیں۔ یہی سب پچھے سوچتے ہوئے میری آئیسی بھی بند ہونے لگیں

رس برن سرب مرن میں میں ہور کا کہ ایک زوردار دھا کہ کی آواز سے میری آنکھ کل گئ
میں پہنین کتنی دیر سویا ہوں گا کہ ایک زوردار دھا کہ کی آواز سے میری آنکھ کل ٹائی۔....
دھا کہ ایسا تھا جیسے مر پر بم پھٹا ہو۔ میں ہڑ بڑا کر اُٹھ گیا اور دوسر سے ہی لحہ کلینا بھی چیخی ہوئی
اُٹھ کر مجھ سے لیٹ گئا ہی لحمہ ایک اور زوردار دھا کہ ہوا۔ یہ دھا کہ بھی بم کی طرح زوردار
تھا۔ اس دھا کے کے ساتھ ہی یوں لگا جیسے زلزلہ آگیا ہو میں بلنگ کے بالکل کنار سے پہنگ کے بالکل کنار سے پہنگ کے بنچ گر
تھا۔ کلینا مجھ سے لیٹی ہوئی تھی۔ وہ ایک بار پھر اُچھی تو میں اُس کے دھکے سے بلنگ کے بنچ گر
گیا۔ کلینا بھی میرے اُوپر ہی گری تھی۔ وہ بری طرح چیخ رہی تھی۔

یے دریے دھماکے ہورہے تھےاس کے ساتھ ہی انسانی چینوں کی آوازیں بھی سالگ دیے لگیں پھر پستول یار یوالور سے فائزنگ کی آوازیں بھی سانگ دیے لگیں۔ دیے لگیں پھر پستول یار موالور سے فائزنگ کی آوازیں بھی سانگ دیے لگیں۔

جب میں سمبر میں تھا تو کسی جھاپہ مار کارروائی کے دوران ایسے زور دار دھا کوں، چیخوں اور فائرنگ کی آوازیں سنائی دیا کرتی تھیں۔ایک لمحہ کومیرے ذہن میں یہ خیال بھی آیا تھا کہ میں کہیں خواب تو نہیں دیکھ رہا؟ لیکن یہ کوئی خواب نہیں حقیقت تھی!

اسى لمحه و در يره نوازش على كى چيخ بيوكى آواز ساكى دى -

''شمروز.....زلیخا! کہاں ہوتم لوگ.....؟''

" ہم یہاں ہے بابالید کیا ہور ہاہے؟" میں اپنی جگہ ہے اُٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے چیا۔

اُس پولیس پارٹی کے انجارج نے ہیڈ کوارٹر کواطلاع دے کرمزید پولیس منگوالی تھی۔
کلپنا کوسامنے کی کوشی میں رہنے والی عورتیں اپنے ساتھ لے کئیں اور میں پولیس کے ساتھ ٹارچوں کی روشی میں وڈیرے کے ملازم آچر اور چوتھے گن مین کو تلاش کرنے لگا۔ رات کی تاریکی رخصت ہورہی تھی اور دن کا اُجالا دھیرے دھیرے پھیل رہا تھا۔ دن کے اجالے میں تلاش کا کام آسان ہوگیا۔ دونوں کی لاشیں ملبے کے پنچے دبی ہوئی تھیں۔ اُنہیں بھی ایک ایسولینس کے ذریعے بھیج دیا گیا۔

ا میمولینس کے ذریعے بھیج دیا گیا۔ المیمولینس کے ذریعے بھیج دیا گیا۔ پولیس والوں کو جب بیہ پتہ چلا کہ بیتملہ ایک معروف تشمیری مجاہداوراُس کی ساتھی کو ہلاک کرنے کے لئے کیا گیا تھا تو اُنہوں نے فوراْ ہی اپنے افسرانِ اعلیٰ کواطلاع دے دی اور دن کی روشی پھیلنے تک پولیس کے بعض اعلیٰ افسران بھی پہنچ گئے اوراخبارات کے فوٹو گرافروں اور رپورٹروں نے بھی وہاں پہنچنے میں درنہیں لگائی تھی۔

پولیس کے آیک ذمہ دار آفیسر نے فورا ہی پرلیس کو یہ بیان دے دیا کہ یہ بھارتی انٹیلی جنس ''را'' کے ایجنٹوں کی کارروائی ہے جنہوں نے ایک شمیری مجاہد کو ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس کشمیری مجاہد کے بارے میں ٹی وی پر بھی بہت کچھ آچکا ہے اور اخبارات میں بھی بہت کچھ چھیسے چکا ہے۔

آیک اخباری رپورٹر نے پولیس آفیسر کو متوجہ کرتے ہوئے کہا۔ ''پولیس کو معلوم تھا کہ وہ مجاہد کشمیر میں اور پھررا جستھان میں پاکتان کے خلاف بھارتی انٹیلی جنس کے نیٹ ورک کو بھاری نقصان پہنچا کر یہاں آیا تھا۔ یہ بھارتی انٹیلی جنس کے لئے موسٹ واعد آ دمی ہے۔ یہاں بھی نقصان پہنچا کر یہاں آیا تھا۔ یہ بھارتی انٹیلی جنس کے لئے موسٹ واعد آ دمی ہے۔ یہاں بھی خطرہ تھا اور پولیس بھی اس خطرے نازا'' کے تربیت یا وجود سرکاری طور پر اس مجاہد کی تفاظت کے لئے کوئی انتظامات کیوں نہیں کے گاہ تھی اس کے باوجود سرکاری طور پر اس مجاہد کی تفاظت کے لئے کوئی انتظامات کیوں نہیں کی گئے گئی۔''

''ہم سے اس کے لئے کوئی درخواست نہیں کی گئی تھی۔'' پولیس آفیسر نے جواب دیا۔ 'لیکن میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ حملہ آوروں کو بہت جلد گرفتار کرلیا جائے گا۔'' میں خاموش کھڑا پولیس اور پریس رپورٹروں کی بحث سنتا رہا۔ فوٹو گرافروں نے میری فموری سبحی تھیجی تھیں۔ پولیس نے تباہ شدہ کوٹھی کو گھیر ہے میں لے رکھا تھا۔ نصف درجن کانٹیبل اس کوٹھی پربھی تعینات کر ڈیئے گئے جہاں کلپنا موجود تھی۔ اور پھر میں ایک پولیس پارٹی کے ساتھ ہیتال روانہ ہوگیا۔

ہپتال میں عجیب ساں تھا۔۔۔۔۔ افراتفری مجی ہوئی تھیں۔ وڈیرہ نوازش علی کا دوست مقبول محمد اور دوگن مین ہلاک ہو چکے تھے۔ دوسرا گن مین معمولی زخمی ہوا تھا جسے مرہم پٹی کے بعد ارغ کر دیا گیا تھا۔ رئیس غوث بخش کا ایک باز داور کئی پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں۔وڈیرہ نوازش کی وڈریے کے ملازم آچ کا پیتنہیں چل رہا تھا۔ شاید وہ ملبے کے پنچ دب کرختم ہو چکا تھا یا بے ہوش تھا۔ پکارنے کے باوجود کسی طرف ہے اُس کی آ واز بنائی نہیں دے رہی تھی۔ ہوش تھا۔ پکارنے کے باوجود کسی طرف ہے اُس کی آ واز بنائی نہیں دے رہی تھی۔ آس پاس کی کوشمیاں اگر چہ محفوظ بھی کے جیرے تھی کہ یہاں اتنی شدیدراکٹ بازی ہوئی تھی۔ آس پاس کی کوشمیاں اگر چہ محفوظ رہی تھیں لیکن کوئی پڑوی صورتحال معلوم کرنے کے لئے با ہز نہیں اُکلاتھا۔ اپنی جان تو سب کوعزیز ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں با ہر نکلنے کی جمافت کون کرسکتا ہے؟

جھے ایک اور بات پر بھی چیرت تھی ۔ کوشی کے اُوپر والا حصہ تقریباً پوری طرح تباہ ہو چکا تھا۔ چند دیواریں کھڑی تھیں۔ نیچ کے جھے میں بھی تباہی پھیلی تھی لیکن بکی ابھی تک برقر ارتھی۔ میں ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اُوپر والی ایک دیوار دھڑام سے گری اور اس کے ساتھ ہی تاریکی چھا گئی۔۔۔۔۔گلی کے تھمبے سے بکلی کی لائن اسی دیوار پر لگے ہوئے ایک بریکٹ سے نسلک تھی۔ وہ دیوارگری تو برقی روبھی منقطع ہوگئی۔ اور ہی بھی مقام شکرتھا کہ راکٹ بازی یا بجل کی تاریں نوٹے سے آگنہیں لگی تھی۔

وے ہے، ت یں من من کی ہے۔ اندھیرا ہوتے ہی کوٹھی کے مچھلی طرف سے کلینا کی چیخوں کی آ واز سنائی دینے لگی۔ میں بد حواس ہوکر اُس طرف دوڑا۔اندھیرے میں ٹھوکریں لگنے سے میں دو تین مرتبہ گرتے گرتے

> '' کلینا.....کہاں ہوتم ؟'' میں کوشمی کے عقبی لان میں پہنچ کر چیخا۔ درم ملیں ملیں میں ال مدن ''ان عصر میں ایک طرف

'' مم میں بہاں ہوں۔'' اندھیرے میں ایک طرف سے کلپنا کی ڈری ڈری دائری

چیخ نائی دی۔ میں دوڑتا ہوا اُس طرف پہنچ گیا۔عقبی کوٹھی سے بہت مدھم ہی روثنی اس طرف پہنچ رہی تھی لیکن واضح طور پر پچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ کلینا نے شاید مجھے دیکھ لیا تھا۔ وہ دوڑتی ہوئی مجھ سے لیٹ گئی۔ میں کلینا کو لے کر کوٹھی کے سامنے والے لان میں آگیا۔۔۔۔۔ایک گن مین گیٹ کھول کر باہر جا چکا تھا۔ وہ سامنے والی کوٹھی کا گیٹ دھڑ دھڑ ارہا تھا۔ میں نے کلینا کو وڈیرہ نوازش علی کے باس گھاس پر بٹھا دیا اورخود بھی باہر کی طرف دوڑ لگا دی۔

وارن کی سے یا صفان پر ماری آوازیں من کراطمینان کر لینے کے بعد ہی باہر نکلے تھے۔وہ سامنے کی کوشی کے لوگ ہماری آوازیں من کراطمینان کر لینے کے بعد ہی باہر نکلے تھے۔وہ لوگ بھی ڈرے اور سہم ہوئے تھے۔ اُن میں سے ایک آدمی نے بتایا کہ اُس نے فون کر دیا ہے۔ پولیس آنے ہی والی ہوگی۔

ا پھی طرح جان چکے تھے۔اوراب وہ لوگ بھی سمجھ گئے تھے کہ حملہ ہم پر ہوا تھا۔ پولیس آ و ھے گھنٹے بعد پیچی تھی اوراس کے مزید آ دھے گھنٹے بعد دوایمبولینس گاڑیاں بھی پہنچ گئیں _ زخمیوں اور لاشوں کو ہمپتال روانہ کر دیا گیا۔ پہلے پولیس کی صرف ایک موبائل آئی تھی۔

جھی ٹانگوں کی بڑیاں ٹوٹ چکی تھیں۔ وہ دونوں آپریشن تھیٹر میں تھے۔

مجھے آپریش تھیٹر میں نہیں جانے دیا گیا۔ وڈیرہ نوازش علی کی گلی میں رہنے والے چندلوگ بھی اپنی گاڑیوں پر ہپتال پہنچ جکھے تھے۔ وڈیرے کے اُن سے اچھے تعلقات تھے اور وہ لوگ اُس کی ہیں۔ ی اور موجہ قبل میں حلر گئر تھے۔

اُس کی ہمدردی اور محبت میں چلے گئے تھے۔ پولیس کی بھاری نفری بھی ہسپتال میں موجود تھی۔ چند سلح پولیس والوں نے مجھے گھیر رکھا تھا۔ پہلے میں بینچ پر بیٹھار ہا پھر مجھے ایک کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ میں وہ پورا دن ہسپتال میں ہی رہا۔ اس دوران دو تمین مرتبہ وڈیرہ نو ازش علی کے پڑوی کوفون کر کے کلینا کے بارے میں بھی دریافت کرلیا تھا۔ اگر چہ اُس کی حفاظت کے لئے نصف در جن پولیس والے اُس کوٹھی پرتعینات تھے۔ اُن کے علاوہ بھی پولیس کی بھاری نفری نے وڈیرے کی تباہ شدہ کوٹھی کو گھیرے میں لے رکھا تھالین کلینا خوفز دہ تھی۔

دو پہر کے گیارہ بجے کے قریب بعض ایونگ پیپرز مارکیٹ میں آگئے تھے۔ ہراخبار کی ہیڈ لائن ایک ہی تھی۔

‹ بخشمیری مجامد کی کوشی پرحمله چارافراد ہلاک -''

یرن بہر ن رب کو است کی گھر اور ہوں کے ہیں۔ کیکن اخبارات نے خوفناک حد تک سنتی تفصیلات تو وہی تھیں جو آپ جان مچکے ہیں۔ کیکن اخبارات نے خوفناک حد تک سنتی پھیلانے کی بھر پورکوشش کی تھی۔

پینا ہے ان رکھ ہوگی اور رئیس غوث بخش کو پرائیویٹ رومز میں منتقل کیا جا چکا تھا۔ اُن دونول وؤلے وقریرہ نوازش علی اور رئیس غوث بخش کو پرائیویٹ رومز میں منتقل کیا جا چکا تھا۔ اُن دونول کے جسم پلاسٹر اور پٹیوں سے جکڑ ہوئے تھے۔ مجھے تھوڑی ہی دیراُن کے پاس رہنے دیا گیا۔ وڈیرے کئی رشتے دار بھی ہپتال میں موجود تھے۔ مجھے ہپتال سے جانے کے لئے کہا گیا تو وڈیرے کا ایک قریبی عزیز رئیس سلطان بھی میرے ساتھ تھا۔ وہ اکثر کوشی پر آتا رہا تھا اور مجھے وڈیرے کا ایک قریبی تھا۔ ہم کار پر ہپتال سے روانہ ہوئے تو میری حفاظت کے لئے پولیس کے ایک پولیس کی ایک موبائل بھی ہمارے ساتھ تھی۔

ن ایک وبار کرائے کی طاق کا گاہ کہ کہ کا گاہ کہ کا تھا لیکن گراؤنڈ فلور کے کچھ ھے رہائش کے گوشی کا بالائی حصہ اگر چیکمل طور پر تاہ ہو چکا تھا لیکن گراؤنڈ فلور کے تجھ ھے رہائش کے قابل تھے لیکن وہاں نہ تو بحلی تھی اور نہ ہی گیس ۔ حفاظتی مکتہ نظر کے تحت مین لائن سے ان کے کنکشن کاٹ دیئے گئے تھے۔

سن فات دیے سے سے است میں کہ کہاں جاؤں ۔۔۔۔کلینا بھی خاصی پریثان تھی۔ ایکے میرے لئے واقعی پریثان تھی ۔ ایکے موقع پر رئیس سلطان ہی ہماری مددکوآ گے آیا تھا۔ اُس نے ہمیں اپنے ساتھ چلنے کی پیشش کی و میں انکار نہیں کر سکا تھا۔ رئیس سلطان کا بنگہ گلشن اقبال کے بلاک نمبر دو میں تھا۔ دوسو چالیس ز کا یہ بنگہ بھی دومنزلہ تھا۔ نجلی منزل کا ایک کمرہ ہمارے لئے خالی کردیا گیا۔ نصف درجن پولیس والے بنگلے ہم تھے۔

کے ناہارات میں اور کلینا دیر تک جاگتے رہے اور اس صورتحال پرغور کرتے رہے۔اس میں اُس رات میں اور کلینا دیر تک جاگتے رہے اور اس صورتحال پرغور کرتے رہے۔اس میں

شبنیں تھا کہ کوتھی پر داکٹوں سے حملہ بھارتی انٹیلی جنس ایجنسی'' را'' کے ایجنٹوں ہی نے کیا تھا۔ پچھلے چند روز سکون سے گزرے تھے تو میں'' را'' کو بھول گیا تھا۔ لیکن'' را'' والے مجھے نہیں بھو لیے تھے۔ پاکستان میں بھی اُن کا مضبوط نیٹ ورک قائم تھا اور کراچی میں تو وہ بہت عرصہ سے بڑے منظم طریقے سے اپنی فدموم سرگرمیوں میں معروف تھے۔ وہ لوگ میرے خلاف کارروائی کے لئے موقع کی تلاش میں تھے۔اور بالآخر اُنہیں موقع مل گیا تھا۔

کوش کے گیٹ پر تعینات گن مین کے کہنے کے مطابق صبح چار تبجے کے قریب کوشی سے
تقریباً بچاس گز دُورسڑک پر ایک کار آ کر زکی تھی۔ کوشی پر اُسی کار سے را کٹ برسائے گئے
تھے۔ گن مین نے گیٹ پر موجود اپنے دوسرے ساتھ کے ہمراہ پوزیشن سنجال کر اُس کار پر
فائرنگ بھی کی تھی لیکن وہ کار پستولوں کی رہنے سے دُورتھی۔ اور وہ دہشت گردکوشی پر یکے بعد
دیگرے پانچ را کٹ برسانے کے بعد کار میں فرار ہو گئے تھے۔ اس خوفناک جملے میں، میں تو پج
گیا تھا لیکن چار بے گناہ مارے گئے تھے اور ہمیں پناہ دینے والا وڈیرہ نوازش علی شدید زخی ہوا
تھا۔ اور میرا خیال تھا کہ شاید وہ اب بھی بھی اپنی ٹا تگوں پر کھڑ انہیں ہو سکے گا۔

یہ جو کچھ بھی ہوا تھا بہت افسوں ناک تھا۔ اور مجھے اس پر بہت دُ کھ تھا کہ میری وجہ سے چار بے گناہ انسان اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے اور وڈیرہ نوازش علی جیسا تخلص اور انسان دوست شخص نہ صرف زندگی بھر کے لئے مفلوج ہوگیا تھا بلکہ اُس کی کوشی بھی جاہ ہوگئ تھی ۔ لیکن مجھے سب سے زیادہ افسوس اور دُ کھ اس بات کا تھا کہ کرا چی میں شمیر یوں کی گئی منظیس تھیں۔ ہر تحمی سے زیادہ افسوس اور دُ کھ اس بات کا تھا کہ کرا چی میں شمیر یوں کی گئی منظیس تھیں۔ ہر تحمی جہاد کی دعوید ارتقی لیکن کسی شمیری لیڈر نے اس خوفناک واقعہ کے بعد مجھ سے رابط نہیں کیا تھا۔

کراچی میں ان تظیموں کے بارے میں شروع میں میرا جو تجزید تھا وہ درست ثابت ہوا تھا۔
ان تظیموں کے لیڈروں میں آپس میں ہی اسے شدید اختلا فات تھے کہ وہ بھی ایک دوسر کے قریب نہیں آسکتے تھے۔ بھی ایک مرکز پرجم نہیں ہو سکتے تھے۔ ان میں بھی انفاق رائے بیدا نہیں ہوسکتا تھا۔ شمیر میں جہاد کے حوالے سے چندے جمع کرنے کے معاطے میں تو یہ لوگ بہتر نہوں نوسکتا تھا۔ شمیری عمل طور پر یہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ یہاں شمیری عوام اور شمیری مجاہدین کی برزے فعال تھے لیکن عمل طور پر یہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ یہاں شمیری نہیں پاکتانی لار ہے تھے۔ میں یہ بات کہنے میں جو بچھ بھی کیا جارہا تھا کہ شمیری آزادی کی جنگ شمیری نہیں پاکتانی لار ہے تھے۔ میں یہ بات کہنے میں حق درجن سلح پولیس والے چوہیں گھنے میں ایک بار پھر محدود ہو کر رہ گیا تھا۔ مقامی انتظامیہ کی طرف سے میری سرگرمیوں پر بابندی لگا کے سامنے موجود رہتے تھے۔ کلپنا بھی میر باتھ قید ہوکر رہ گئی تھی۔ گھر کی خواتین نے کئی مرتبہ انکار کر دیا۔

مرتبہ برقعہ بہنا کرائے اپنے ساتھ باہر لے جانا جا ہا تھا لین اُس نے ہرمرتبہ انکار کر دیا۔
اُن دہشت گردوں کا ابھی تک سراغ نہیں لگایا جا تھا لین اُس نے جرمرتبہ انکار کر دیا۔

کوشمی پر راکٹ برسائے تھے۔بعض مشتبہ لوگ حراست میں لئے گئے تھے لیکن پولیس ان سے کچھ معلوم نہیں کرسکی تھی۔

وڈیرہ کی کوشی پرحملہ کرنے والے''را'' کے ایجٹ تربیت یافتہ تھے۔ مجھ سے زیادہ اُنہیں کون جانتا تھا؟ بیحملہ بڑی پلاننگ سے کیا گیا تھا۔ یقینا تمام انظامات پہلے ہی کمل کر لئے گئے ہوں گے۔ حملے کے بعد وہ لوگ اپنے کسی نہ کسی محفوظ ٹھکانے پر پہنچ گئے تھے اور ان کا سراغ لگانا اب آسان نہیں تھا۔

۔ ایک ہفتہ گزرگیا میں وڈیرہ نوازش علی کو دیکھنے کے لئے ہیتال بھی نہیں جاسکا تھا۔ میں مالکل بے بس ہوکررہ گیا تھا۔

. اُس رات دس بجے کے قریب ایک گاڑی کوشی کے سامنے آ کرزگی۔اس کے چند منٹ بعد رئیس سلطان میرے کمرے میں داخل ہوا۔ میں بیڈ کے قریب کری پر بیٹھا ہوا تھا ادر کلینا بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔اُسے دو دن ہے لِکا سا بخار ہور ہاتھا۔

'' دوآ دی تم سے ملنے کے لئے آئے ہیں سائیں شمروز!'' رئیس سلطان نے میری طرف دکھتے ہوئے کہا۔''ان کے ساتھ ایک پولیس آفیسر بھی ہے۔''

''کون ہیں وہ لوگ؟'' میں نے سوالیہ نگاہوں ہے اُس کی طرفِ دیکھا۔

''تم ڈرائنگ رُوم میں آ جاؤ! وہ لوگ وہ ہاں بیٹھے ہیں۔''سلطان کہتے ہوئے واپس چلاگیا۔ میں کچھ دیرا بنی جگہ پر بیٹھارہا۔ پھر کمرے سے نکل کرڈرائنگ رُوم میں آگیا۔ وہاں صوفوں پر رئیس سلطان کے علاوہ تین آ دمی اور تھے۔ایک اعلیٰ پولیس آ فیسرتھا، دوسرا درمیانے قد کا آ دمی جس کے چہرے پرچھوٹی نو کدار داڑھی بڑی بھلی لگ رہی تھی۔اور تیسرے آ دمی کی صورت دکھ کرمیں آگھل پڑا۔۔۔۔۔!!

000

وہ غازی عبدالحق تھا۔۔۔۔۔ کی مرتبہ کشمیر کے مختلف علاقوں میں بھارتی فوجیوں کے خلاف چھا یہ مارکارروائیوں میں ہمارے ساتھ حصہ لے چکا تھا۔ہم کی محاذوں پر شانہ بشانہ لڑے تھے۔ عبدالحق کی مرتبہ زخمی ہوا تھا۔ ایک مرتبہ اُس نے اسلے ہی بھارتی فوجیوں کی ایک چوکی تباہ کر دی تھی۔ اس کارروائی میں وہ خود بھی شدید زخمی ہوا تھا اور کم از کم تین مہینے سرینگر تے تمیں میل دی تھی۔ اس کارروائی پہاڑی غار میں زیر علاج رہا تھا۔ اُس کی اس کارروائی پر ہی اُسے غازی کا خطاب دیا گیا تھا۔

عازی عبدالحق مجھے دیکھ کرصوفے ہے اُٹھ گیا۔ ہم نے بڑے پرُ جوش انداز میں ایک دوسرے سے معانقہ کیا۔ پولیس آفیسر نے بھی مجھ سے گرم جوثی سے ہاتھ ملایا۔ برکت اللہ نام کے دوسرے آدمی نے بھی مجھ سے معانقہ کیا تھا۔

اس ملاقات کے تقریبا آ دھے گھنے بعد ہم رئیس سلطان کے بنگلے سے رخصت ہو رہے سے ۔ بنگلے کے ساتھ رنگ کے تھے۔ قریب ہی فرائیور کے ساتھ سادہ لباس میں ایک اور آ دمی بھی کھڑا تھا جس نے آٹو مینک رائفل اُٹھار کھی ۔ فررائیور کے ساتھ سادہ لباس میں ایک اور آ دمی بھی کھڑا تھا جس نے آٹو مینک رائفل اُٹھار کھی ۔ فررائیور کے ساتھ روا دروازہ کھول دیا۔ پہر و کی سیٹ پر ہم اس طرح بیٹھے کہ میں اور کلینا درمیان کی سیٹ پر تھے، غازی عبدالحق اور اُس کا کی سیٹ پر ہم اس طرح بیٹھے کہ میں اور کلینا درمیان کی سیٹ پر تھے، غازی عبدالحق اور اُس کا ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈیوٹی پر متعین ساتھی برکت اللہ بچھی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈیوٹی پر متعین لیکس والے بھی اپنی موبائل میں بیٹھ گئے۔ پیچھے کچھ دُور ایک جیپ کھڑی تھی۔ پولیس آفیسر ہم لیکس والے بھی اپنی موبائل میں بیٹھ گئے۔ پیچھے کچھ دُور ایک جیپ کھڑی تھی۔ پولیس آفیسر ہم لیک باتھ ملانے کے بعد جیپ کی طرف چلا گیا تھا۔

مبجیر وحرکت میں آگئی ۔۔۔۔گل کے موڑ پر آیک بک اپ بھی کھڑی تھی جس کے پچھلے جھے پر فرش پر چار آ دمی بیٹھے ہوئے تھے۔ اُن چاروں کے پاس آٹو مینک رانفلیں تھیں۔ ہاری پجیر و گلی سے نگل تو وہ پک اپ بھی ہمارے پیچھے لگ گئی۔

آگے ہماری گاڑی تھی، اُس سے پیچھے پولیس کی موبائل اور آخر میں وہ پک اپ۔ مین روؤ پر آگٹن چورنگی سے پولیس موبائل بائیں طرف مُڑگی اور پک اپ ہمارے پیچھے گی رہی۔ نیپا چورنگی سے چیر ویور نیورٹی روڈ پر بائیں طرف مُڑگی۔ وہ پک اپ بھی ہمارے پیچھے ہی تھی۔ میں نے دو تین مرتبہ پیچھے مُڑکر دیکھا تو غازی عبدالحق نے بتایا کہ اس پک اپ میں اپنے ہی آدی ہیں۔

ہماری گاڑی یو نیورٹی ہے بہت آ گے نکل کر دائیں طرف ایک سڑک پر مُوگئی۔اس علاقے میں ابھی ڈویلپسنٹ کا کام ہور ہاتھا۔ کئی رہائش پراجیکٹ زیرتھیر تھے۔اُس سڑک پرنصف میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد پہجیر و بائیں طرف ایک اور سڑک پر مُوگئی۔اس مرتبہ فاصلہ زیادہ طویل ٹابت نہیں ہوا۔ پہجیر وایک بہت بڑے آئئی بھائک کے سامنے زُک گئی۔

ی انگ کھلا اور پجیر و کے پیچے وہ پک اپ بھی اندر آگئ۔ یہ بہت وسیع وعریض احاطہ تھا۔ کئی ایکڑ رقبہ اُو نجی چار دیواری میں گھرا ہوا تھا۔ اندر کی طرف چار دیواری کے ساتھ ساتھ ناریل کے درختوں کی قطاریں تھیں۔احاطے کے اندر بھی جگہ جگہ ناریل کے درختوں کے جمنڈ تھے۔ بہت بڑے حصے میں سرہز اور دیبڑ گھاس گئی ہوئی تھی۔احاطے کے ایک طرف ججرہ نما کئ کمرے تھے جبکہ دوسری طرف ایک بڑگلہ نماخوبصورت عمارت تھی۔

ر کے بیار کی سامنے ایک بھی جبکہ پک اپ دوسری طرف کمروں کے سامنے ایک جگہ مرکی تھی۔ ہم پجیر و سے نیچے اُئر بے تو تین آ دمی برآ مدے میں نمودار ہوئے اور اُنہوں نے آگے بڑھ کر بڑی گرمجوثی سے ہمارااستقبال کیا۔

سے بہاں سرس پر سیف ہیں ، پیدار کا مردور ہے اور کفت وشند کا سلسلہ تھوڑی ہی دیر بعد جارے سامنے چائے کی بیالیاں رکھ دی گئیں اور گفت وشند کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ غازی عبدالحق کے کہنے کے مطابق انہیں کرا چی میری آمد کا اُسی روز پتہ چل گیا تھا جب میں ہندوستان کی سرحد پار کر کے پاکستان میں داخل ہوا تھا اور اُس سے اگلے روز وڈی ہو اور شامی کے ساتھ کرا چی پہنچا تھا۔ مولوی برکت علی نے اُسی رات تشمیر میں میرے بارے میں اطلاع دے دی تھی۔ وہ مجھ سے رابطہ کرنا چاہتا تھا لیکن ہماری پارٹی کی ہائی کمان نے اُسے روک دیا تھا اور مجھ سے دُور رہنے کی ہدایت کی تھی۔ اس کے دودن بعد ٹی وی پر میرا انٹرو پونشر

ہوا ھا۔ غازی عبدالحق کے کہنے کے مطابق ہماری پارٹی کی کمان اس وقت کمانڈرگلریز کے ہاتھ میں تھی۔وہ اگر چہ بہت جوشیلانو جوان تھالیکن بڑی سمجھداری سے کام لے رہا تھا۔ اُس نے بھارتی فوج کو تشمیر میں کئی محاذوں پر لوہے کے چنے چبوا دیئے تتھے۔وہ چھلاوے کے نام سے مشہور ہو

گیا تھا۔ایک رات سرینگر میں کوئی چھاپہ مار کارروائی کرتا تو صبح باندی پورہ میں اُس کی موجودگ کی اطلاع ملتی۔

میری عدم موجودگی میں تشمیر میں آزادی کی تحریک میں بڑے نشیب و فراز آئے تھے۔ ہمارے کی پرانے مجاہدین اپنی سرزمین کی حرمت پر قربان ہو چکے تھے۔ لا تعداد نئے پڑجوش اور ولولہ انگیز نوجوان تحریک میں شامل ہو کر بھارتی فوجیوں کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بے ہوئے تھے۔

غازی عبدالحق کے کہنے کے مطابق کشمیر میں مجاہدین کی تین چار تنظیمیں مل کر ایک پڑی کاروائی کا منصوبہ بنارہی تھیں۔اوراس کے لئے اُنہیں چندا لیے نو جوانوں کی ضرورت تھی جو وادی سے باہررہ کراس منصوبے پر کام کر سکیس۔اس سلسلے میں میرا نام بھی اُن کے سامنے تھا۔ لیکن وہ لوگ بھی اس منصوبے کو ختی نہیں دے پائے تھے کہ اُنہیں وڈیرہ نوازش علی کی کوشی پر راکٹوں سے جلے کی اطلاع ملی۔ میں اس جلے میں نے گیا تھا اور پولیس کی ایک پارٹی میری مفاطر سے جلے کی اطلاع ملی۔ میں اس جلے میں نے گیا تھا اور پولیس کی ایک پارٹی میری حفاظت پر معمور کر دی گئی ہی لیکن مولوی برکت اللہ نے بھی اپنے آ دمیوں کے ذریعے خفیہ طور یرمیری نگرانی شروع کرادی تھی۔

ادھرسرینگریں ہماری ہائی کمان نے بھی اپنے منصوبے پرعمل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس منصوبے کو پایہ تھیل تک پہنچانے کے لئے اسلحہ اور گولہ بارود کی ضرورت تھی۔ روس کے شکنج سے آزاد ہونے والی وسطی ایشیائی اسلامی ریاستوں میں اسلحہ اور گولہ بارود کے انبار لگے ہوئے تھے۔ ان ریاستوں کواپی اقتصادی اور مالی حالت کو سہارا دینے کے لئے سرمائے کی ضرورت تھی اور بعض ریاستیں میہ اسلحہ فروخت کر کے مختلف مما لک سے سرمائیہ اور ضرورت کی چیزیں حاصل کر رہی تھیں۔

ہماری ہائی کمان نے بھی ایسی ہی ایک وسط ایشیائی ریاست سے اسلحہ اور گولہ بارود کا ہندوبست کرلیا تھا اور اس گولہ بارود کو کشمیر تک پہنچانے کے لئے کم از کم دو ایسے آدمیوں کی ضرورت تھی جو وادی کے چے چے سے واقف ہوں اور ہوائی جہاز میں اس علاقے کی نشاندہی کر سکیں جہاں اسلحہ گرایا جاتا تھا۔ اس مقصد کے لئے میر ااور ترمیز نامی ایک نوجوان کا انتخاب کیا گیا تھا۔ ترمیز ان دنوں بارہ مولا میں تھا۔ اُسے اطلاع بھجوا دی گؤ تھی کہ وہ آزاد کشمیر کی طرف سے ہوتا ہوا کرا چی بہنچ جائے۔

غازی عبدالحق مجھ سے رابطے کے لئے خود کراچی آگیا تھا اور اُس نے مجھ سے رابطہ کرنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ اور اس وقت وہ میرے سامنے بیٹھا اس منصوبے کی تفصیلات بیان کر رہا تھا۔ منصوبہ بڑا خوفناک تھا۔ غازی عبدالحق کی اطلاع کے مطابق بھارت کارگل کی طرف سے پاکستانی علاقے میں واقع چندالی پہاڑی چوٹیوں پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنا رہا تھا جو دفاعی اعتبار سے بڑی اہمیت کی حامل تھیں۔ ان چوٹیوں پر قبضہ کرکے پاکستان کو اس طرف سے مفلوج اُس روز شام سے ذرا پہلے ایک فوٹو گرافر میری تصویریں تھنچے کرلے گیا۔اس کے اسکلے روز تر میز بھی کراچی پہنچ گیا۔ وہ بڑی گرمجوثی سے مجھ سے ملا۔ ہم تشمیر میں کئی معرکوں میں اسکھے رہ چکے تھے۔

ایک ہفتے میں ہمارے پاسپورٹ تیار ہو گئے اور ویزے بھی لگ گئے۔ ہماری تمام تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔ ہمیں ہر طرح کی بریفنگ دی جا چکی تھی۔ اور جب میں کلپنا ہے مل کر رخصت ہونے لگا تو وہ والہانہ انداز میں مجھ ہے لیٹ گئی۔ اُس کی آٹھوں میں آنسوآ گئے تھے میری آٹھیں بھی بھیگ گئی تھیں ۔۔۔۔میرے دل میں اچا تک ہی یہ خیال آیا کہ میرے اس مشن کا انجام نجانے کیا ہو۔۔۔۔ میں زندہ واپس آتا بھی ہوں یانہیں۔ میرے بعد کلپنا کا کیا ہوگا؟

میں بیسب کچھ و چہا ہوا کلینا ہے رخصت ہو گیا جہاز نے ٹیک آف کیا تو میرا دل اُمچیل کرحلق میں آعمیا۔ میں زندگی میں پہلی مرتبہ ہوائی جہاز میں بیٹھا تھا۔ میں دیر تک آنکھیں بند کئے بیٹھار ہااوراپی کیفیت پر قابو پانے کی کوشش کرتا رہا۔ پرواز ہموار ہوئی تو میں نے آنکھیں کھول دیں۔

ہماری منزل الما تاتھی۔ ایئر پورٹ پر دو آ دمی ہمارے استقبال کوموجود تھے۔ ہم رات نو بج کے قریب الما تا پہنچے تھے۔ وہ دونوں ہمیں شہر کے نواح میں واقع ایک مکان میں لے گئے۔ پہلے کھانا اور پھراس کے بعد سز قبوے سے ہماری تواضع کی گئی۔

"ابتم لوگ آرام کرو! ہم صبح چھ بجے یہال سے روانہ ہو جائیں گے۔" اُن دونوں میں سے ایک نے کہااور وہ ہم سے ہاتھ ملا کر رخصت ہو گئے۔

اس مکان میں صرف ایک بوڑھا رہ گیا تھا۔ اُس کی عمرستر نے کچھ اُوپر ہی رہی ہوگی۔ چہرے پر جھر یول نے مکڑی کا جالا سا تان رکھا تھا۔ بوڑھے نے ہمیں شبح پانچ بجے جگادیا۔ میں کمرے سے باہر نکلا تو اطراف کا منظر دیکھ کر جیران رہ گیا۔ بید مکان ایک چھوٹی ہی پہاڑی پر تھا۔ چاروں طرف اُونچ درخت اور سبزہ تھا۔ دُور پہاڑوں کی برف پوش چوٹیاں تھیں۔ مجھے شمیر کی وادی یاد آگئی۔۔۔۔ایے حسین مناظر وہیں دیکھے جا سکتے تھے۔

ہم ناشتے وغیرہ سے فارغ ہوکر تیار ہو گئے۔ ہمارے دونوں میز بان ٹھیک جے بیج بینی گئے اور ہم بوڑھے سے رخصت ہوکر اُن کے ساتھ کھلی حجیت والی جیپ پرسوار ہو گئے۔ پہاڑوں میں بل کھاتی ہوئی سڑک اگر چہ پہنے تھی لیکن بعض مقامات پر نہایت خطر ناک موڑ اور گھا ٹیاں تھیں۔ اس لئے جیپ کی رفتار بھی زیادہ تیز نہیں تھی۔ ہمارا سفر تقریباً دن بحر جاری رہا۔ ہم فردنزے، اندژان اور قوقند سے ہوتے ہوئے بالآخر شام کا اندھیرا پھیلنے کے تھوڑی دیر بعد مرغاب بہنچ گئے۔

مرغاب کوشہز نہیں ایک بڑا قصبہ کہا جا سکتا تھا۔ اُس کی آبادی سرسبز پہاڑیوں پر اِدھراُدھر بھری ہوئی تھی۔ ہماری جیپ شہر کے مرکزی بازار سے ہوتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی اور کیا جا سکتا تھا۔ پاکستان بھی بھارت کے اس منصوبے سے بے خبر نہیں تھا اُس نے بھی کارگل کے دوسری طرف اپنے علاقے میں دفاعی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ سرینگر سے کارگل چہنچنے کا واحد راستہ وہ ہائی وہے تھا جو در ہ زوجی لا ، دراس اور لداخ سے

سرینگر سے کارگل چینچنے کا واحد راستہ وہ ہائی وے تھا جو درّہ زو بھی لا، دراس اور کدار سے ہوتا ہوا کارگل تک پہنچا تھا۔ ہمار سے مجاہدین کا منصوبہ میں تھا کہ بھارت جیسے ہی کارگل کی طرف اپنی کارروائی شروع کرے اُس ہائی وے کو بلاک کر کے اُس کی سپلائی لائن کا ب دی جائے اور اس سے پہلے مجاہدین کی ایک بوی تعداد لداخ ہے آگے پہنچا دی جائے تا کہ بھارتی فوج کے لئے زیادہ سے زیادہ مشکلات پیدا کی جا سکیں۔

ہائی کمان نے منصوبے کی منظوری دے دی تھی۔اسلحدلانے کے لئے ایک چھوٹے طیارے کا بھی بندوبست ہو چکا تھا جس کا پائلٹ ایک اطالوی تھا۔ اُس کا تعلق اٹلی کے ایک ایپ الیپ گروہ سے تھا جو دنیا بھر کے چھوٹے ممالک کو اُن کی ضرورت کے مطابق اسلحہ اور گولہ بارودسپلائی کرتا تھا۔ ہماری تنظیم کے لئے بھی اسلحہ کا بندوبست اُسی گروہ نے کیا تھا۔

منصوبہ اگرچہ بڑا خوفناک تھا۔ اُس کی کامیابی سے بھارت کی کمرٹوٹ عتی تھی۔ اُس کے فوجی بڑی تعداد میں مجاہدین کے گھیرے میں آ جاتے تو مجاہدین بھارتی حکمرانوں سے اپنی بات منوا کتے تھے اور بھارت کو یقینا اُن کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑتے۔

ہم رات کو دیر تک بیٹھے اس منصوبے کے حوالے نے باتیں کرتے رہے۔ مجھے کلینا کی بھی پریشانی تھی۔ میں نے جب غازی عبدالحق سے اس کا ذکر کیا تو وہ مسکراتے ہوئے بولا۔
''اس کی شہیں فکر نہیں کرنی چاہئے ۔۔۔۔۔ وہ یہیں رہے گی مولوی برکت اللہ کی فیلی کے ساتھ۔'' وہ چند کمحوں کو خاموش ہوا پھر بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا۔'' سونا مارگ کے قریب مقررہ مقام پر اسلحہ گرانے کے بعد تم کراچی واپس مقررہ مقام پر اسلحہ گرانے کے بعد تم کراچی واپس قبار جاؤ واپس چلا جائے گااور اس کے بعد تم کراچی واپس آ جاؤ گے۔ اس کے بعد صور تحال بردی حد تک تبدیل ہو چکی ہوگی۔ تم اگر چا ہوتو یہاں رہ کر بھی

تحریک کے لئے خدمات انجام دے سکو گے۔'' اگلے روز میں نے کلپنا ہے اس منصوبے کا ذکر کیا تو وہ پریشان ہوگئی۔ '''

'' کیاتم مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ گے؟'' اُس نے میرے چہرے پرنظریں جمادیں۔ ''مجبوری ہے ۔۔۔۔'' میں نے کہا۔''تم جانتی ہو میں نے اپنی زندگی اپنے وطن کی آزادی کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ میں تشمیر ہے باہر بھی رہاتو اپنے کاز نے لئے کام کرتا رہا۔اوراب مجھے ایک اور موقع مل رہا ہے۔ مجھے اپنے مشن کی کامیابی کے لئے تمہاری وُ عاوُں کی ضرورت ہے۔ میں واپس آؤں گا۔اور پھر ہم دونوں ۔۔۔۔''

'' کیا میں تمہارے ساتھ نہیں جاستی؟'' اُس نے میری بات کاٹ دی۔ ''نہیں'' میں نے جواب دیا۔''اگر کوئی زمنی مشن ہوتا تو میں تہمیں بھی بھی یہاں نہ چھوڑ تا لیکن مجوری ہے۔''

بالآ خرایک بہت بڑی حو ملی میں داخل ہو کر رُک گئی۔ اُس حو ملی کی دیواریس کسی قلعے کی فصیل کی طرح بہت مضوط اور اُو کئی تھیں۔ چاروں کونوں پر واچ ٹاورز کی طرح برج بنے ہوئے تھے۔ بعد میں پنتہ چلا کہ یہاں کسی زمانے میں قبیلے کے سردار کی رہائش ہوا کرتی تھی۔ جب کمیونزم کا تسلط ہوا تو اس حو ملی پر حکومت نے قبضہ کرلیا اور سوویت یونین کی شکست وریخت کے بعد سے ریاست آزاد ہوئی تو بیح ملی اس علایتے کے ایک بااثر آدی کے قبضے میں آگئی۔

حویلی کی عمارت بہت شاندار تھی۔ اُس میں کئی کمرے تھے۔ یہاں تین آ دمی پہلے سے موجود تھے۔ ہم دن بھر کے سفر سے بری طرح تھک گئے تھے۔ گرم گرم قہوے سے ہماری تواضع کے میں میں کہ مذاب سے جاری سے گئے تھے۔ گرم گرم قہوے سے ہماری تواضع

کی گئی۔ رات کا کھانا کھانے کے بعد ہم جلد ہی سوگئے۔ صبح میں سمجھ میں دیگر اور مواجعی کی میں اتھا میں

صبح سات بجے میں بیدار ہوگیا۔ ترمیز ابھی تک سور ہاتھا۔ میں حویلی کی عمارت سے نکل کر لان میں آگیا۔ بزی دینر اور ملائم گھاستھی۔ کئی اقسام کے پھولوں کے لپودے تھے۔ ایک طرف گلاب کے پھولوں کا تحتہ تھا۔ جھے اعتر اف کرنا پڑا کہ گلاب کے اتنے حسین پھول میں نے بھی نہیں دیکھے تھے۔ یہ حویلی بھی کسی قدر بلندی پرتھی۔ اطراف میں دُور دُور تک بلند نے بھی نہیں اور ضبح کی نرم دُھوپ میں پہاڑوں کی چوٹیاں تھیں۔ بعض چوٹیاں برف سے ڈھکی ہوئی تھیں اور ضبح کی نرم دُھوپ میں برف اس طرح چک رہی تھی کہان پرنگاہ ٹکانا مشکل ہور ہاتھا۔

برت ہیں مرن پہنے وہ میں جب میں پر عاملہ کا مہم مہ ہم سب نے ہمارے دونوں میز بان بھی رات اُسی حو یکی میں رہے تھے۔نو بجے کے قریب ہم سب نے ناشتہ کیااور اس کے تھوڑی ہی دیر بعد دواور آ دمی وہاں پہنچ گئے ۔ اُن میں ایک بہت ہی با رُعب شخصیت کا ہا لک تھاوہ ناصر تھا۔

ہمیں ایک بہت بڑے کرے میں لے جایا گیا اور اُس کمرے کو دیکھ کر میری آتکھیں ہمیں ایک بہت بڑے کمرے میں لے جایا گیا اور اُس کمرے کو دیکھ کر میری آتکھیں مارے جرت کے بھٹی کی بھٹی رہ گئیں یہاں ہمارے لئے اسلحہ کا بندوبت کیا تھا۔ اُس نے ہمیں اسلحہ کی دو پشیاں بھی دکھائیں جوہمیں لے جانی تھیں۔ اُن میں آٹو مینک راتھلیں ، مارٹر ہمیں ، لائٹ مشین گئیں ، اینٹی ایئر کرافٹ گئیں ، راکٹ لانچر ، لا تعداد راکٹ ، مارٹر گئوں کے گئیں ، لائٹ مشین گئیں ، اینٹر گئوں کے گولے اور بڑی مقدار میں ایمونیشن شامل تھا۔

حویلی کے دوسرے کمروں میں بھی اسلح اور گولہ بارود کے انبار گئے ،وئے تھے۔شام سے ذرا پہلے اسلحہ کی کچھ پٹیاں ایکٹرک پر لاوکر کسی طرف رواند کر دی گئیں اور اس کے ایک گھنے کا بعد ہم بھی جیپ پررواند ہو گئے۔آڑھے ترجھے بل کھاتے ہوئے پہاڑی راستوں پر ایک گھنے کا بسنر خاصا د شوار تابت ہوا تھا۔

یں رہ میں میں اور اور میں گھرا ہوا وہ چھوٹا سا میدان تھا جہاں ڈکوٹافتم کا ایک طیارہ بھی کھڑا تھا۔ دراز قامت ناصراورایک اور آ دی پہلے ہے وہاں پہنچ چکے تھے۔اسلحہ کی پیٹیاں جہاز پر لا دی جا چکی تھیں۔ جہاز کا پائلٹ ایک نوجوان اطالوی تھی۔سلوانو اس قتم کے ٹی خطرناک

مثن انجام دے چکا تھا۔ اُسے ایسے کاموں کا خاصا تجربہ تھا۔

میدان میں دو کمرول پرمشمل ایک چھوٹی ہی ممارت بھی تھی اور ناصر اُس ممارت کے ایک کمرے میں بیضا ہوا تھا۔ اُس کے سامنے پرانی ہی میز پرایک طاقتورٹر اُسمیٹر رکھا ہوا تھا۔ دس بجے کے قریب اُس ٹرانسمیٹر پرسکنل موصول ہوا۔ ناصر نے کال ریسیوکی، چند منٹ تک بات کرتا رہا پھرٹر اسمیٹر بند کر کے اُٹھ گیا۔

''کلیرنس سکنل مل گیا ہے ...ابتم لوگ روانہ ہو جاؤ!'' وہ ہمیں اشارہ کرتے ہوں بولا۔ ہم عمارت کے سامنے کھڑے ہوئے جہاز کے قریب آگئے۔ جہاز میں پائلٹ کی سیٹ کے پیچھے صرف دوسیٹیں تھیں۔ باقی جھے میں اسلحہ اور گولہ بارود کی پیٹیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ہمارے بیٹھتے ہی پائلٹ سلوانو نے بھی اپنی سیٹ سنجال لی۔

''أو پر ریک پر پیرا شوٹ رکھے ہوئے ہیں۔ وہ باندھ لو!'' اُس نے ہماری طرف ویکھتے ہوئے کہا۔ ہم نے پیرا شوٹ اُتار کئے۔ سلوانو کو اپنی سیٹ سے اُٹھنا پڑا۔ پیرا شوٹ باندھ کر اُس نے ہمیں سمجھا دیا کہ ضرورت پڑنے پر انہیں کر، طرح کھولا جا سکتا۔ ہے۔ اور پھر وہ اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

وہ میدان زیادہ بڑانہیں تھا۔ جاروں طرف پہاڑیاں تھیں۔ اور مجھے جیرت تھی کہ یہ طیارہ یہاں کِس طرح اُتراہوگا۔

ابحن سارت ہوا اور طیارہ میدان میں دوڑنے لگا اُس کی رفتار بڑھتی گئی اور پھر وہ مینٹرک کی طرح پھدک کرفضا میں بلند ہوگیا۔ میرا دل اُچھل کرطلق میں آگیا میرا خیال تھا کہ طیارہ کسی بھی وقت کسی پہاڑی سے کرا جائے گا۔لیکن سلوانو ماہر پائلٹ تھا وہ بڑی ہوشیاری سے طیارے کو اُو پر اُٹھاتے ہوئے پہاڑیوں کے اس حصار سے نکالتا ہوا لے گیا۔فضا میں ایک دو چکر لگانے وکے ساتھ طیارہ بدستور بلندی اختیار کرتا رہا اور بالآخر اُس کا اُرخ پامیر کے بلند سلمہ کوہ کی طرف مُو گیا۔

ہم پامیر کی بچیس برّارفٹ بلند چوٹی پارکر کے پاکستان کی فضائی پی ہے ہوتے ہوئے کشمیر کی فضا میں آگئے تھے۔ ہمیں زمین ہر اُس جگہ کی تلاش تھی جہاں ہمیں اسلحہ کی پیٹیاں گرانی تھیں۔ پیٹیوں کے ساتھ پیرا شوٹ گلے ہوئے تھے اس لئے پیٹیوں کے زمین پر گر کر ٹوٹے کا کوئی خطرہ نہیں تھا۔

روسی و میں اور میں سے روشی کے مخصوص سکنلز کی تلاش تھی۔ لیکن اس سے پہلے کہ ہم اپنی منزل کا سراغ لگاتے ہمارا طیارہ ایئر پاکٹ میں پھنس گیا ۔۔۔۔۔ ہوا کے قیامت خیز جمو کئے طیارے کو اُس کے راستے سے ہٹا کر کسی اور طرف لے گئے۔نوجوان پائلٹ سلوانو طیارے کو سنجالنے کی پوری کوشش کر رہا تھا لیکن جہاز اُس کے قابو میں نہیں رہا تھا۔ ہمارے دونوں طرف چٹا نیس تھیں اور خطرہ تھا کہ جہاز کی بھی وقت کسی چٹان سے نگرا کر تباہ ہو جائے گا۔

نہیں ہوتا تھا۔اگر وہ روشنیاں کسی فوجی کیمپ کی تھیں تو ممکن ہے کوئی پارٹی تباہ ہونے والے جہاز کی تلاش میں روانہ ہوچکی ہویا روانہ ہونے والی ہو.....

ترمیز شاید مجھے بہت وُ درنکل گیا تھا۔ میں دوسری طرف نشیب میں اُتر نے لگا۔ دو گھنٹوں تک چلتے رہنے کے بعد میں رُک گیا۔اس طرح تاریکی میں ٹاکٹ ٹو ئیاں مارنا بھی خطرے سے خالی نہیں تھا۔کوئی حادثہ بھی چیش آ سکتا تھااس لئے میں نے دن کی روشی پھیلنے کا انتظار کرنا مناسب سمجھاا درایک پھر سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

میرے چاروں طرف سناٹا تھا۔ اس سناٹے میں جھینگروں اور دیگر حشرات الارض کی آوازیں بڑا خوفناک تاثر دے رہی تھیں۔ میں پھر سے ٹیک لگائے بیٹھا صورتحال پرغور کرتا رہا۔ اسلحہ اور گولہ بارود کے اس نقصان سے اس علاقے میں مجاہدین کی سرگرمیاں متاثر ہوسکتی تھیں اور عین ممکن ہے ہماری ہائی کمان کا وہ منصوبہ بھی ناکام ہوجائے جس کے لئے اتنی محنت کی تھیں۔ کراچی میں غازی عبدالحق نے بتایا تھا کہ محب وظن کشمیریوں کی اوور سیز انجمن نے بورپ میں آباد شمیریوں سے چند جمع کر کے کروڑوں ڈالر مالیت کا یہ اسلحہ تریدا تھا جو اس طرح ضائع ہوگیا تھا۔

میں پھر سے ٹیک لگائے بیٹھا یہی کچھ سوچتار ہااور پھر میری آنکھ لگ گئی۔۔۔۔! - شنہ میں میں کھا گئی ہے طاع سریں حمکت کے ۔۔۔

تیز روشیٰ سے میری آنکھ کھل گئیسورج طلوع ہو چکا تھا اور چمکتی ہوئی تیز دُھوپ براہِ راست میرے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔ میں پچھ دیراپی مبلہ پر بیٹھا رہا اور پھراُٹھ کر اِدھراُدھر گھو منے لگا۔

بہاڑیاں زیادہ تر بنجراور ویران تھیں۔ جھوٹی جھاڑیاں تو بکٹرت تھیں لیکن بڑے پودے اور درخت کہیں کہیں نظر آ رہے تھے۔ نشیب میں ایک چشمے کے کنارے میں رُک گیا۔ میں نے منہ ہاتھ دھوکر چند گھونٹ یانی بیا اور ایک ہر کھی کہیں کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔

ہر طرف بنجر ویرانہ تھا۔ میں دو پہر تک پہاڑیوں پر گھومتار ہالیکن نہ تو کوئی بستی دکھائی دی نہ ہی ترمیز ملا اور نہ ہی کسی جگہ تباہ مثمدہ جہاز کا ملبہ دکھائی دیا۔ پائلٹ سلوانو کے بارے میں میرا خیال تھا کہ اُس نے بھی جہاز ہے چھا! نگ نگا دی تھی لیکن وہ بھی کہیں نظر نہیں آیا تھا۔

اس بنجرادر ویران پہاڑی علاقے کو دیکھ کرمیرا اندازہ تھا کہ میں درّہ زوجی لا ہے آگے لداخ کی طرف کسی جگہ نکل آیا ہوں اور اسلحہ کی پیٹیاں پیپنہیں کس علاقے میں گری تھیں۔ ای پیچما سی برادی میں ایک حان زاچھا کر دری طف آت ترہی میں ٹھیلی کر ہی

ایک نگ ی پہاڑی میں ایک چٹان نما پھر کے دوسری طرف آتے ہی میں تھ کھا کر زک گیا۔ وہ منظر دیکھ کرمیرے رونگئے کھڑے ہو گئے پیرا شوٹ اُونجی جگہ پر جھاڑیوں میں اور پھروہی ہوا جس کا اندیشہ تھا..... جہازتیزی ہے ایک طرف جھک رہا تھا۔ کڑک کی ایک خوفاک آواز کے ساتھ جہاز کا دروازہ ٹوٹ گیا اور اسلح کی بھاری پٹییاں اِدھر اُدھر لڑھکنے گئیں.....اور پھروہ پٹییاں ٹوٹے ہوئے درواز ہے ہے باہر گرنے لگیں۔ جہاز کا توازن بگڑ چکا تھا اوروہ کی ہوئی تینگ کی طرح اِدھراُدھرغوطے کھارہا تھا.....

میں اور وہ میں بری پات کی ہے۔'' سلوانو نے جیخ کر کہا۔'' چھلانگ لگا دو ہری اپ! ور نہ جہاز کے ساتھ ہم سب کے بھی مکڑے ہو جائیں گے۔''

بہ رک من نے ترمیز کی طرف دیکھا۔ اُس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ہم دونوں تیزی سے جہاز کے پچھلے جسے کی طرف لیکے۔ اُس فوت کر کڑا ہٹ کی ایک اور زوردار آواز سائی دی درواز سے حقریب جہاز کا فرش اس طرح ٹوٹ رہا تھا جیسے زلز لیے نے زمین پھٹ رہی ہو۔ اسلح کی ساری پٹییاں غائب ہو چکی تھیں۔ صرف دو پٹییاں ایسی تھیں جو درواز سے سے نکل کر بالکل قریب بڑی تھیں۔ جہاز کو ایک جھٹا لگا اور وہ دونوں پٹییاں بھی درواز سے سے نکل کر تاریک خلامیں غائب ہو گئیں میں درواز سے تحک کر یب بہنچ چکا تھا۔ مجھے چھلانگ لگانے کی ضرورت پٹین نہیں آئی۔ میں نے جیسے ہی راڈ کو چھوڑا خود بخو د پھسلتا ہوا درواز سے بہرگرا اور ہوا میں قلابازیاں کھانے لگا

اور ہوا ہیں تعاباریاں عاصے میں است. جہاز ہے گرنے کے بعد میں زمین تک مس طرح بہنچا تھا اس کی تفصیل آپ میری اس کہانی کے شروع میں پڑھ چکے ہیں۔ یہاںِ میں انہیں ؤ ہراِ ناضِروریِ نہیں سمجھتا۔

ے مروں میں پر ھیپ ہیں۔ یہ ماسی کی بیٹریاں کی جگہ گری تھیں؟ ترمیز کہاں تھا اور میں کہاں مجھے کچھانداز ونہیں تھا کہ اسلحہ کی بیٹیاں کس جگہ گری تھیں؟ ترمیز کہاں تھا اور کروڑوں ہوں؟ لیکن سب سے زیادہ افسوس ناک بات میھی کہ ہمارامشن ناکام ہو گیا تھا اور کروڑوں ڈالر مالیت کا وہ اسلحہ اور گولہ بارود بھارتی درندہ صفت فو جیوں سے برسر پیکار مجاہدین تک پہنچنے کی بجائے ضائع ہوگیا تھا۔

ال من کا کا کا کا کا کا کا کا ہے جہاں ایک طرف بھاری مالی نقصان ہوا تھا وہاں مجاہدین کی سے سرگرمیاں بھی متاثر ہونے کا اندیشہ تھا۔ سرگرمیاں بھی متاثر ہونے کا اندیشہ تھا۔

مر رحیاں کی من روز کے جائیے ہوئے۔ مجھے کچھانداز ہنیں تھا کہ میں اس وقت کہاں ہوں۔ یہاں سے پچ کرکسی محفوظ جگہ تک پہنچ سکتا ہوں یاان پہاڑوں میں بھلکتا ہوازندگی ہے ہاتھ دھو بیٹھوں گا؟ ____

ارس کے بہار کی آواز سن ہوگی اور جہاز کو گرکی بہتی کی روشنیاں دیکھی تھیں۔اس بہتی والوں
نے جہاز کی آواز سن ہوگی اور جہاز کو گر کر تیاہ ہوتے بھی دیکھا ہوگا۔اگر وہ کوئی عام بستی تھی تو ممکن ہے کسی نے توجہ نہ دی ہولیکن اگر وہ کوئی فوجی کیمی تھا تو انہیں ضرور تشویش ہوئی ہوگی۔
رات کے وقت وادی کشمیر کے کسی بھی جھے میں کسی ہوائی جہاز کے آنے کی تو قع نہیں کی جاسکتی مقی۔ دبلی پٹھان کوٹ سے سرینگر کے لئے انڈین ایئر لائن کی پرواز دن کے وقت آتی تھی اور یہی پرواز کا رواز کا سوال ہی پیدا

کہیں دُور ہے ایک آ داز سائی دی۔وہ جوکوئی بھی تھاعباس کا نام لے کر پکارر ہاتھا۔ ''ہم یہاں ہیں۔۔۔۔۔ادھر آ جادَ مہر ولی!'' اُس شخص نے چیخ کر جواب دیا جس نے میری تلاشی کی تھی۔

دو تین منٹ گزر گئے۔ پھر پھروں پر چلنے کی آواز سنائی دینے لگی۔اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ دہ کم از کم دوآ دمی تھے۔ وہ ہمارے قریب آ کر زک گئے۔اور پھرایک آواز من کر میں اُٹھیل بڑا۔۔۔۔۔۔

اُ چل پڑا..... ''یہ کون ہے؟'' یہ آ واز شاخت کرنے میں مجھے کوئی دُشواری پیش نہیں آئی تھی۔ ''یہاں سور ہا تھا.....میرا خیال ہے انٹملی جنس کا کوئی آ دمی ہے۔'' یہ اُس شخص کی آ واز تھی جس نے مجھے شروع میں وارننگ دی تھی۔ پھراُس نے مجھے اپنی طرف مُڑ نے کا تھم دیا۔ میں بڑے اطمینان سے پیچھے گھوم گیا۔ اُس بئی آ واز کے بارے میں میرے ذہن میں جو

خیال اُمجرا تھاوہ درست نکلا۔ وہ کمانڈ رعثان تھا۔۔۔۔ہم طویل عرصے تک ساتھ رہے تھے۔ائنت ناگ کے قریب ہم دونوں نے مشتر کہ کارروائی کر کے ایک بہت بڑا فوجی کیمپ بھی تباہ کیا تھا۔ کمانڈ رعثان چند لمجے عجیب می نظروں سے میری طرف دیکھا رہا پھر چیختا ہوا والہانہ انداز میں دوڑ کر مجھ سے لیٹ گیا۔۔۔۔۔

''شمروز میرے دوست سیمہیں یہاں دیکھ کر مجھے حیرت ہو رہی ہے۔ مجھے اپنی آنکھوں پریقین نہیں آ رہا۔ کیا بیرواقعی تم ہو؟''

'' جہر اپنی آنکھوں پر یقین کر لینا چاہئے۔'' میں نے جواب دیا۔ صورتحال بدل گئ تھی۔ میری طرف تی ہوئی رائفلیں ہٹ گئ تھیں۔ وہ سب باری باری مجھ سے گلے ال رہے تھے۔ '' آؤ۔۔۔۔۔ادھر سائے میں بیٹھتے ہیں۔'' کمانڈر عثان نے ایک طرف اشارہ کیا جہاں مجھے تقریبا سوگز کے فاصلے پر چند درخت نظر آرہے تھے۔

ُنہم درخوں کے نیجے آگر بیٹھ گئے کمانڈرعٹان کے ایک ساتھی نے کندھے پرلکی ہوئی چھاگل اُن کے ایک ساتھی نے کندھے پرلکی ہوئی چھاگل دوسرے کچھاگل دوسرے کی طرف بڑھادی۔ کی طرف بڑھادی۔

ہم تقریباً ایک گھنے تک باتیں کرتے رہے۔ اور جب اُنہیں یہ پہ چلا کہ میں بھوکا ہوں تو ایک مجاہد نے اپنے لباس کے اندر سے ایک تھلی نکال کرمیر سے سامنے رکھ دی۔ اُس میں کوئی یاؤ بھر بھنے ہوئے چنے ہوں مجھے جن میں گڑ کے چھوٹے چھوٹے نکڑ ہے بھی ملے ہوئے تھے۔ کشمیر کی آزادی کے لئے لڑنے والے حریت پسندوں کی یہی خوراک تھی۔ اور بھی تو کئی گئی روز فاقوں میں گزار نے والے حریت پسندوں کی یہی خوراک تھی۔ اور بھی تو کئی گئی روز فاقوں میں گزار نے بڑتے تھے۔ ہماری زندگی آباد بول سے دُور جنگلوں اور بہاڑوں میں گزر رہی تھی۔ رہی تھی۔ کما نے کا انفاق ہوتا تو کوئی اچھی چیز کھانے کوئل جاتی تھی۔ میں نے ایک تھی جانے کا انفاق ہوتا تو کوئی اچھی چیز کھانے کوئل جاتی تھی۔ میں نے ایک تھی کے کھائے اور ایک دوگھوٹ یائی پی کررب کاشکرادا کیا۔

پھنسا ہوا تھا اور قریب ہی پائلٹ سلوانو پھروں پر اوندھا بڑا ہوا تھا میں دوڑ کرسلوانو کے قریب بڑنج گیا اور اُس پر جھکتے ہی مجھے اندازہ ہو گیا کہ وہ زندہ نہیں تھا.... اُس کا سر پھٹا ہوا تھا اور خون بہہ کر جم چکا تھا۔ پیراشوٹ کی ڈوریاں اُس کے پیروں سے لپٹی ہوئی تھیں۔ مجھے بچھنے میں در نہیں گئی کہ نیچ آتے ہوئے پیراشوٹ کی ڈوری اُس کے پیروں سے لیٹ گئ تھی اور وہ میں در نہیں گئی کہ نیچ آتے ہوئے پیراشوٹ کی ڈوری اُس کے پیروں سے لیٹ گئ تھی اور وہ سرکے بل پھروں پڑرا تھا اور اُس کی کھو پڑی پاش ہوگئ تھی

سرے بن بسروں پر مراسا اور بھرآ گے چل پڑا۔ میرا خیال تھا کہ تاہ شدہ جہاز کا ملہ بھی آس میں کچھ دریر وہاں کھڑار ہااور بھرآ گے چل پڑا۔ میرا خیال تھا کہ تاہ شدہ جہاز کا ملہ بھی آس پاس ہی کہیں ہوگالیکن دُور دُور تک کی ایسی چیز کا سراغ نہیں ملا۔ بھوک اور پیاس سے میری بری حالت ہور ہی تھی ۔ شکن سے نڈھال ہوکر میں ایک جگہ پھر سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور فور آئی میری آنکھیں بند ہوگئیں ۔۔۔۔!

میری آئٹس بند ہو گئیں! پیہ نہیں میں کتنی دیر سویا ہوں گا کہ پھروں کے لڑھکنے کی آواز سے میری آ کھ کھل گئی اور دوسرے ہی لمحہ میں اُٹھیل پڑا تین رائفلیں میری طرف اُٹھی ہوئی تھیںاور میں اپنی جگہ دوسرے دی کہ جہ ہوکی وگیا تھا۔

پر بے حس وحرکت ہوکررہ گیا تھا۔ تیز وُھوپ کی چیک سے میری آنکھوں میں چکا چوندی ہورہی تھی۔میرے سامنے تین آ دمی تھے جو میری طرف رائفلیں تانے کھڑے تھے۔وُھوپ کی چیک کی وجہ سے اُن کے چیرے تو صاف نظر نہیں آ رہے تھے البتہ اُن کے جسموں پر فوجی وردیاں نہیں تھیں اور یہی بات میرے لئے اطمینان کا باعث بن تھی۔

ہے اسیان ہا ہت ہیں ۔ میں نے فورانی اپنی کیفیت پر قابو پالیا۔ میں اس وقت پھرسے ٹیک لگائے نیم دراز پڑا ہوا تھا۔سیدھا ہوکر بیٹھنے کی کوشش کی تو ایک خوفناک غراہٹ میری ساعت سے تکرائی۔ ''اپنی جگہ ہے حرکت مت کرنا۔۔۔۔۔ورنہ گولی مار دُوں گا۔''

ا پی جلہ سے طرحت مت کرہ ہستاہ درجہ دی مواد ہوں ہوائی۔ میں پھر بے حس وحرکت ہوکررہ گیا۔ چند سینڈ گزر گئے۔اور پھرائس آ دمی نے مجھے اُشخے کا حکم دیالیکن ساتھ ہی یہ وارنگ بھی دے دی کہ اگر میں نے کوئی غلط حرکت کی تو متیجہ میرے قت مسر مہیں نکل گا

یں ہیں ہے۔ میں مختاط انداز میں اُٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ یہ لوگ میرے وطن کے مجاہدین ہی تھےکیکن اس وقت میرے زبمن میں ایک اور خیال بھی اُ بھرا تھا۔ پہاڑوں میں مجاہدین کے خفیہ ٹھکا نوں کا سراغ لگانے کے لئے بھارتی فوج کے انتیلی جنس والے بھی مجاہدین کے بھیس میں پہاڑوں میں سراغ لگانے کے لئے بھارتی فوج کے انتیلی جنس والے بھی مجاہدین کے بھیس میں پہاڑوں میں سگومتے رہتے تھے اور اگریہ واقعی مجاہدین تھے تو میرے بارے میں اُن کے ذبمن میں بھی شاید

اییا ہی کوئی خیال ہوگا۔ ''عباس ۔۔۔۔۔تلاثی لواس کی۔''اس شخف نے اپنے کسی ساتھی کو تھم دیا۔ میں اُس وقت چٹان کی طرف رُخ کئے ہاتھ سرے اُوپر اُٹھائے کھڑا تھا۔ ایک آ دمی آگ ہو ہے کرمیرے لباس کو تھپتھیانے لگا۔اور پھراُس نے میری جیب سے پستول نکال لیا۔اُس وقت

کمانڈ رعثان کی باتوں سے بیانکشاف ہوا کہ ان لوگوں کو اسلحہ لے کرآنے والے ایک جہاز کے بارے میں اطلاع ملی تھی۔ مجاہدین کی ئی پارٹیاں سونا مارگ کے آس پاس کی پہاڑیوں پر بھیلا دی گئی تھیں تا کہ اگر علطی سے جہاز سے اسلحہ کی بیٹیاں کسی اور جگہ گرا دی جامیں تو اُنہیں تلاش کر کے قبضے میں لیا جا سکے۔ اُنہوں نے جہاز کو تباہ ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔ مجاہدین کی دو تلاش کر کے قبضے میں لیا جا سکے۔ اُنہوں نے جہاز کو تباہ ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔ مجاہدین کی دو تین پارٹیاں اُس طرف روانہ ہوگئی تھیں۔ وہ لوگ پوری رات اور پھر پورا دن پہاڑ وں میں سفر ترب ہے اُنہیں اسلحہ کی چند پیٹیاں مل گئی تھیں جنہیں محفوظ مقام پر پہنچا دیا گیا تھا اور اب میں مزید پیٹیاں تلاش کررہے تھے کہ میں نظر آگیا۔ وہ لیک سلاک میں مولوگ پہاڑ وں میں مزید پیٹیاں تلاش کررہے تھے کہ میں نظر آگیا۔

وہ ہوت پہاروں میں تربیب پیاں میں ورائی جگہ جہاز کا ملہ بھی مل گیا تھا کیکن اسلحہ کی مزید انہیں سلوانو کی لاش بھی مل گئی تھی اور ایک جگہ جہاز کا ملہ بھی مل گیا تھا کیکن اسلحہ کی مزید پیٹیاں نہیں ملی تھیں ۔اور پھر باتوں میں یہ انکشاف بھی ہوا کہ ہم اس وقت درّہ زوجی لا کے آس پاس موجود ہیں اور ہائی وے ہم سے چندمیل سے زیادہ وُورنہیں جو دراس ،لیہہ اورلداخ سے ہوتی ہوئی کارگل کی طرف جاتی ہے۔

ہوئی ہوئی کارقل کی طرف جات ہے۔ کمانڈرعثان کی باتوں ہے بیجی پتہ چلا کہ ہائی کمان ہے اُن کا ٹرانسمیٹر پررابطہ قائم ہے۔ ہائی کمان کواسلحہ کی پیٹیوں کی بازیابی کی اطلاع دے دی گئی تھی۔ بیشتر گولا بارود ضائع ہو جانے کے باوجود ہائی کمان کے منصوبے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی اور مجاہدین کی مختلف پارٹیوں کو دو دن کے اندراندر دراس کے قرب و جوار میں جمع ہونے کا حکم دے دیا گیا تھا۔

تھا۔ اس سے ان سے ورن کی توں نہیں میں گا۔ ہم لوگ ہائی وے سے دُوررہ کرسفر کررہے تھے۔ ہائی وے کے آس پاس رہنے ہے گئ جگہ بھارتی فوجیوں ہے بھی تصادم کا اندیشہ تھا۔

بعہ بعد اور اس کے بعد نصف رات تک سفر کرنے کے بعد ہم نے ایک غار میں پڑاؤ ڈال پورا دن اور اس کے بعد نصف رات تک سفر کرنے کے بعد ہم نے ایک غار میں پارٹیاں بھی دیا۔ وہاں چند مجاہدین کی دوسری پارٹیاں بھی قرب و جوار میں پنچنا شروع ہوگئ ہیں۔ پہاڑوں میں پورا دن اور آ دھی رات تک کا سفراگر چہ تھرب و وال تھا کیکن مجاہدین ان مشکلوں اور تکلیفوں کے عادی ہو چکے تھے۔

اس کیمپ میں پہلے ہے موجود مجاہدین کے پاس کھانے پینے کا سامان بھی موجود تھا۔ اُنہوں نے قہوے ہے ہماری تواضع کی۔ پچھ مجاہدین تو قبوہ پینے کے تھوڑی ہی دیر بعد سو گئے۔ میں، کمانڈ رعثان اور چند مجاہد ایک طرف بیٹھے صورتحال پر تبادلہ خیال کرتے رہے۔

سنج سویرے دواور مجاہدین وہاں پہنچ گئے۔ اُنہوں نے بتایا کہ بھارتی فوج کے ٹرکوں کے قافے دراس کی طرف جارہے ہیں۔ یہ اطلاع ملتے ہی میں اور کمانڈرعثان عارہے ہیں۔ یہ اطلاع ملتے ہی میں اور کمانڈرعثان غارے نکل کر اُن مجاہدین کے ساتھ پہاڑی کے اُوپر پہنچ گئے۔ وہاں سے تقریباً ڈیڑھ میل دُور نشیب میں ہائی و نظر آرہی تھی۔ کمانڈرعثان دُور بین آنکھوں سے لگائے کچھ دیراُس طرف و کھار ہا پھراُس نے وُور بین آنکھوں سے لگا کر ہائی و سے کی طرف و کیسے نے دُور بین آنکھوں سے لگا کر ہائی و سے کی طرف و کیسے لگا۔ اطلاع دینے والے مجاہدین کے مطابق ہیں ٹرکوں پر مشتمل ایک قافلہ گزر چکا تھا۔ یہ دوسرا قافلہ تھا جس میں چوہیں ٹرک شامل تھے۔ میں کافی دیر تک اُس قافلے کود کھتا رہا پھر گہرا سانس لیتے ہوئے دُور بین کمانڈرعثان کی طرف بڑھادی۔

فوجی قافلہ پہاڑوں میں بل کھاتی ہوئی سڑک پر ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو چکا تھا۔ ہم پہاڑی سے اُتر کر غار میں آ گئے ۔ کمانڈرعثان نے فوراْ ہی ٹرانسمیٹر پر ہائی کمان سے رابطہ کیا اور اُن فوجی قافلوں ۔ کہ بارے میں اطلاع دی۔

''ہمیں اطلاع مل چکی ہے۔' دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔''ان قافلوں کوگز رجانے دیا جائے اوراُس وقت تک کوئی کارروائی نہ کی جائے جب تک بائی کمان سے حکم نہ دیا جائے۔''
کمانڈرعثان دیر تک باتیں کرتا رہا، پھر میری بات بھی کرائی گئے۔اس وقت مجاہدین کی کئ
تنظیموں نے ایک مشتر کہ محاذ قائم کر رکھا تھا جس کا سپر یم کمانڈ رنورغنی تھا۔اور اس وقت وہ خوو
شرائسمیٹر پرموجود تھا اور مجھے پہلی باراُس سے براہِ راست بات کرنے کا موقع ملا تھا۔اُس نے
میرے کا م کی تعریف کی۔اُس نے یہ بھی بتایا کہ اسلحہ کی پچھاور پٹیاں بھی مل چکی ہیں،اور پھر
بیافسوس ناک اطلاع بھی دی کہ تر میز بھی پہاڑوں میں زخی حالت میں پڑا ہوا مل گیا تھا جے
محفوظ جگہ یر پہنچادیا گیا ہے۔

سپریم نمانڈ رنورغی نے اس محاذ کے بارے میں تفصیل سے بات ہوئی۔ اُس نے بتایا کہ کارگل کے محاذ پر بھارتی اور پاکتانی فوج میں گھسان کی جنگ جاری ہے۔ بھارتی فوج پاکتانی علاقے پاکتانی علاقے میں گھس گئی تھی جہاں ہے اُسے بھادیا گیا اور اب پاکتانی فوج بھارتی علاقے میں پیش قدمی کر رہی ہے۔ ٹائیگر ہل نامی پہاڑی چوئی پر قبضے کے لئے دونوں فوجوں میں زبردست لاائی ہورہی ہے۔ یہ پہاڑی چوئی دفاعی اعتبار سے دونوں کے لئے بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔

اور پھرشام کوہمیں ہائی کمان کی طرف سے اطلاع ملی کہ پاکتانی فوج نے ٹائیگر ہل پر قبضہ کرلیا ہے۔ بھارتی فوج پسپائی اختیار کر کے ٹائیگر ہل سے بہت دُور واپس آ چکی ہے۔لیکن وہ كى فضا گونج أتھى.....

یہ حملہ کرنے کا شکنل تھا۔ پہاڑوں میں اس آواز کی بازگشت ختم ہونے سے پہلے ہی فضا تر تراہث کی آوازوں سے گونج اُنفی۔ قافلے پر یہ م لداگر چداچا تک ہی ہوا تھا گر قانے والے غالبًا اس قتم کی صورتحال کے لئے تیار تھے۔ اُدھر سے بھی جوابی کارروائی شروع ہو گئی۔ لیکن بھارتی فوجیوں کے مقابلے میں ہم بہتر پوزیشن میں تھے۔

بھارتی قافلہ شاہراہ پرتھا جس کے دونوں طرف کھلی جگہ تھی۔ جبکہ ہم بڑے بڑے پھروں اور چنانوں کے چیچھے پوزیشن لئے ہوئے تھے۔ ہماری کارروائی زیادہ مؤثر ثابت ہوری تھی۔ جلد ہی فضا دھا کوں سے کھنے جلد ہی فضا دھا کوں سے گھنے لگیٹرکوں کے کلڑے اور انسانی جسموں کے چیتھڑ نے فضا میں اُڑ اُڑ اُر چاروں طرف تھنے لگے چیچھے کی طرف دوڑ نے لگے۔ ہم نے اُنہیں رو کئے کی کوشش نہیں گی۔ در مرزہ فروجی کی کوشش نہیں کی۔ در تازہ جی لاکے دوسری طرف مجاہدین کی پارٹی موجود تھی اور ہمیں تو قع تھی کہ وہ ان شرکوں میں سے کی کوجی نے کر جانے نہیں دیں گی پارٹی موجود تھی اور ہمیں تو قع تھی کہ وہ ان شرکوں میں سے کی کوجی نے کر جانے نہیں دیں گے۔

ہمارا یہ معرکہ تین گھنٹوں تک جاری رہا۔ ہم نے بھارتی ٹرکوں کو کمبل طور پر تباہ کر دیا۔ ہمارے دوسائھی شہید ہوئے تھے۔ عمل ملتے ہی ہمارے مجاہدین آہتہ آہتہ چیچے ہننے گدے وو گھنٹوں میں ہم وہاں سے بہت دُورنکل آئے۔ لیکن پہارُوں میں دھاکوں کی آوازیں اب جمی گونجی ہوئی سنائی دے رہی تھیں۔

ہم غاریس پہنچ چکے تھے۔ہم اپنے صرف ایک شہید ساتھی کی لاش اپنے ساتھ لا سکے تھے۔ دوسرے کو ایک را کٹ لگا تھا اور اُس کا جم مکڑے ہو کر بھر گیا تھا نئے سمیٹنا ممکن نہیں تھا۔ ہم اپنے شہید ساتھی کی تجہیز و تلفین کی تیاری کر رہے تھے کہ فضا میں پھڑ پھڑا ہٹ کی آوازیں سانگ دیے لگیںاُسی وقت ہمارے دوساتھی دوڑتے ہوئے غار میں داخل ہوئے۔ ''گن شپ بیٹی کا پٹرا کرے ہیں'ایک نے جی کر بتایا۔

تمام مجاہدین کوخبر دار کر دیا گیا کہ کوئی بھی غار ہے باہر نہ نگلے۔ یہ غار بہت بڑا تھا اور اندر بہت ذور تک چلا گیا تھا۔سب کو پیچھے بھیج دیا گیا۔

میں کمانڈر عثمان کے ساتھ غار کے دہائے کے قریب پھروں اور جھاڑیوں میں پیپ کر صورتحال کا جائزہ لینے لگا۔ وہ چا۔ گن شپ ہیلی کا پٹر تھے جو بہت بلندی پر فضا میں مروار خر گدھوں کی طرح منڈلا رہے تھے۔ وہ چاروں طرف گردش کرتے ہوئے غالبًا مجاہدین کو تلاش کررہے تھے جوقا فلے کو تباہ کرئے پہاڑوں میں غائب ہو گئے تھے۔

ایک بیلی کاپٹر دیر تک ہمارے سروں پر منڈلا تا رہا، پھروہ ہائی وے کے ساتھ ساتھ درّہ زوجی لا کی طرف جانے لگا۔ وہ بیلی کاپٹر ہم ہے اتنا دُور جا چکا تھا کہ ایک پھرٹا سائلتہ بن کررہ گیا تھا اور دفعتہ وہ نکتہ شعلہ بن کرفضا میں بکھر گیا..... اس پہاڑی پر قبضہ کرنے کے لئے نی حکمت عملی تیار کررہے ہیں اوراس کے لئے سرینگر سے مزید کمک طلب کر لی گئی ہے۔

ہائی کمان کی طرف ہے ہمیں حکم دیا گیا کہ اب ہم کی نوجی قافلے کو دراس ہے آگے نہ آنے ویں۔ اگر ہم اس ہائی وے پر بھارتی فوج کی سلائی لائن کا شنے میں کامیاب ہو گئے تو کارگل کے کاذ پر بھارتی فوج کے قدم کمل طور پر آگھڑ جائیں گے اور دنیا کی کوئی طاقت آئیں شکست کے کاذ پر بھارتی فوج کے قدم آگھڑ ناشروع ہوجا میں گے۔

ہم در ہی دوسرے محاذوں پر بھی بھارتی فوج کے قدم آگھڑ ناشروع ہوجا میں گے۔

ہم در ہی زوجی لا اور اُس کے درمیانی علاقے میں تھے۔ یہ پورا علاقہ دونوں طرف سے محامدین کے محمد میں تھا۔ یہ وہ شدرگ تھی جے اگر کاٹ دیا جائے تو کارگل کی طرف موجود محامدین کے بعد اگر کاٹ دیا جائے تو کارگل کی طرف موجود محامدین کو جی آگر کاٹ دیا جائے تو کارگل کی طرف موجود محامدین کو ہی اپنی موجہ آگ کی اور اُس کے آس پاس موجود تمام محامدین کو ہائی کمان کی طرف سے فوجی قافلوں کے خلاف کارروائی کے احکامات مل چکے تھے۔

مجاہدین کی تعداداگر چہ کم تھی کین اُن کی پوزیش بہتہ مضبوط تھی۔ ہم رات ہی کو غار نے نکل کر ہائی وے کی طرف روانہ ہو گئے۔ ہمارے پاس اتنا اسلحہ اور گولہ بارود موجود تھا کہ ہم کئی روز تک بھارتی فوج کے قافلوں کو آگے جانے سے روک سکتے تھے۔ کمانڈ رعثمان نے بارہ مجاہدین پر مشتمل ایک پارٹی کی کمان مجھے سونپ دی تھی۔ اس طرح تمام مجاہدین کوچھوٹی چھوٹی کموریوں میں بانٹ دیا گیا تھا۔

انی وے ہے تقریباً سوگر وُور ہم نے پہاڑیوں میں پوزیشن سنجال کی اور وقت گزرنے کا انظار کرنے گئے۔ کمانڈرعثان نے ٹراسمیٹر پردوسرے کمانڈروں ہے بھی رابطہ رکھا تھا۔
وقت دھیرے دھیرے گزرتا رہا اور ہم صبح ہونے کا انظار کرتے رہے ۔۔۔۔۔۔رات کی تاریک وم توڑنے گئی اور دن کا اُجالا تھینے گئا۔ سورج طلوع ہو گیا اور دُھوپ تھنے گئی۔ آٹھ بجے کے دم توڑنے گئی اور دن کا اُجالا تھینے لگا۔ سورج طلوع ہو گیا اور دُھوپ تھنے گئی۔ آٹھ بجے کے قریب ٹراسمیٹر پر شکل موصول ہوا۔ کمانڈ رعثان نے فورا ہی کال ریسیو کی۔ مجاہدین کی ایک قریب ٹراسمیٹر پر شکل موصول ہوا۔ کمانڈ رعثان نے فورا ہی کافلہ در ہوزہ و جی لا میں داخل ہورہا پارٹی ہے اُلی کی دوسری طرف تھی اور فوجی قافلے کو اُس طرف سے ہے۔ مجاہدین کی یہ پارٹی اُلی وہری پارٹیاں بھی گزر کر ہاری طرف آنا تھا۔ ہم ہے آگے دراس کی طرف مجاہدین کی دوسری پارٹیاں بھی مور چے لگائے بیٹھی تھیں۔ ہمارے حملے کے بعد فوجی ٹرک اگر واپس جانے کی کوشش کرتے تو مور چے لگائے بیٹھی تھیں۔ ہمارے حملے کے بعد فوجی ٹرک اگر واپس جانے کی کوشش کرتے تو مور چے لگائے بیٹھی تھیں۔ ہمارے حملے کے بعد فوجی ٹرک اگر واپس جانے کی کوشش کرتے تو

در ہ زوجی لا کے دوسری طرف موجود مجاہدین کی پارٹی اُن کا راستہ روک لیتی۔ ہمیں زیادہ دیر انظار نہیں کرنا پڑا۔ ایک گھنے بعد ایک جیپ نظر آئی جس پر آگے لائٹ مشین گن نصب تھی۔ اُس کے پیچھے ٹرکوں کی طویل قطارتھی۔ بعض ٹرکوں پر تر پال پڑے ہوئے تھے اور بعض میں فوجی بھرے ہوئے تھے۔ ایسے ٹرکوں پرسا سنے اور دائمیں بائمیں لائٹ مشین گئیں مجھی نصب تھیں ٹرک ہمارے سامنے سے گزرتے رہے اور پھراچا تک ہی فضا میں اللہ اکبر سوا نو بجے کے قریب قافلے کا پہلا ٹرک نظر آگیا.....دو بہلی کاپٹر آگے اور دو بہلی کاپٹر قافلے کے پیچھے پرواز کررہے تھے۔ انتہائی خطرناک صورتحال تھی۔ غلط حکمت عملی ہم سب کو موت کے منہ میں دھکیل سکتی تھی۔ فضا میں پرواز کرتے ہوئے گن شپ بہلی کاپٹرز پر نہ صرف ہوی مشین گنیں نصب تھیں بلکہ راکٹ اور گولے بھی برسائے جا سکتے تھے۔لیکن ہم پیچھے بننے والے نہیں تھے۔

اُس وفت میں کمانڈرعثان کے ساتھ ہی تھا۔ اُس نے مجھ سے مشورہ کیا۔ میں نے جومشورہ دیا قریب بیٹھے ہوئے ایک اورمجاہد نے بھی اس کی تائید کر دی۔ اور پھرٹرکوں کا وہ قافلہ جیسے ہی ہمارے سامنے بہنچا کمانڈرعثان نے اللہ اکبرکا نعرہ بلند کیا اور حملہ شروع ہوگیا۔۔۔۔۔

آگے والے ڈونوں بیلی کا پٹر کافی آگے نکل کے تھے۔ دھاکوں کی آ واز بنتے ہی وہ چکر کاشتے ہوئے پلٹے اور ہم پرمشین گنوں کی ہارش ہونے نگی۔۔۔۔۔لیکن ہم لوگوں نے اپنے مور پے نہیں چھوڑے۔ قافلے کی طرف ہے بھی ہم پر ہیوی مشین گنوں سے زبروست فائزنگ کی جا رہی تھی۔ گولیاں ہمارے آس پاس پھروں اور چٹانوں میں لگ رہی تھیں۔

میری پوری زندگی بھارتی تبھیڑ یوں کے خلاف ایسے ہی معرکوں میں گزری تھی۔لیکن مجھے اعتراف کرنا پڑا کہ ایساز بردست معرکہ اس سے پہلے بھی پیش نہیں آیا تھا۔ ہمار سے سامنے سے بھی گولیوں کی بارش ہورہی تھی اور أو پر سے بھی شعلے برسائے جارہے تھے۔لیکن ہمارا کوئی بھی ساتھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹا تھا۔

ہیلی کا پٹر سے مارا جانے والا ایک راکٹ ہمارے پیچے چٹان پر لگا۔ کان پھاڑ دینے والا دھا کہ ہوا۔۔۔۔۔اُس ہیلی کا پٹر ہے ہوی مثین گن ہے گولیاں بھی برسائی جاری تھیں۔ ایک گولی بجھ سے پچھ وُ ورمیرے ایک ساتھی کے باز و پر گئی۔ وہ جِن کر پہلے پیچھ را پھر سنجل کر اُس نے اپنی لائٹ مثین گن اُٹھا کی اور فائر نگ کرتا ہوا تھلی جگہ پر نکل گیا۔۔۔۔۔اُس کی گن کا رُخ ہیلی کا پٹر کو تو نثانہ بنالیا لیکن ہملی کی طرف تھا اور ہیلی کا پٹر بھی اُس وقت ذرا نیچے تھا۔ بجاہد نے ہیلی کا پٹر کو تو نثانہ بنالیا لیکن ہملی کا پٹر فضا کی طرف تھا اور ہیلی کا پٹر فضا کی بھر فی اُس کے بھی پر نچھ اُڑ او یے۔۔۔۔۔ ہملی کا پٹر فضا کی بٹر فیضا کی جانے والے ایک راکٹ نے اُس کے بھی پر نچھ اُڑ او یے۔۔۔۔۔ ہملی کا پٹر فیضا میں بھی اُس کے اُوپر ٹر ااور خوفنا کی دھا کوں کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا۔ فی میں اُس طرح کے جانی نقصان ہوئے ہول گے۔ فیمنا مجاہد بین کی دوسری پارٹیوں میں بھی ای طرح کے جانی نقصان ہوئے ہول گے۔

قافلہ تاہ ہو چکا تھا۔ مجاہدین کو واپس کا حکم دے دیا گیا۔ قافلے کے علاوہ ہم نے دو ہملی کا حکم دے دیا گیا۔ قافلے کے علاوہ ہم نے دو ہملی کا پٹر بھی تاہ کئے تھے۔ باتی دو ہملی کا پٹر فضا میں گردش کرتے ہوئے پہاڑوں میں جھرے ہوئے مجاہدین برگولیاں اور راکٹ برساتے رہے۔

ہم اپنے زخمی مجاہدین کو لے کر وہاں ہے میلوں دُوراپنے ایک اور ٹھکانے پر پہنچ گئے ۔ کچھ اور میلی کا پٹر بھی فضا میں نمودار ہوئے تھے جو شام کا اندھرا کھیلنے تک پہاڑوں پر پرواز کرتے ''گر ۔۔۔۔۔!'' کمانڈ رعثان کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ میں بھی مسکرائے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔زو جی لا در ّ ہے کی طرف وہ گن شپ بیلی کا پیڑ مجاہدین کی گولیوں کا نشانہ بن گیا تھا۔اس کے تھوڑی ہی دیر بعد اُس نواح میں باقی تین بیلی کا پیڑ بھی دکھائی دیے کیکن وہ بہت بلندی پر تھے۔فضاوں میں دھاکوں کی ہلکی ہلکی آوازیں بھی سائی دے

رہی تھیں۔غالبًا وہ نتنوں ہملی کا پٹر اُن پہاڑوں پر بمباری کررہے تھے۔ ہم شام تک اس قتم کے مناظرِ و کیھتے رہے۔ سہ پہر کے قریب تو ہائی وے کے آس پاس کئ

میلی کاپٹر پرواز کرتے ہوئے دکھائی دیئے تھے۔ وہ میلی کاپٹر شاہراہ پرکٹی جگہ اُٹر گئے تھے۔لیکن آو ھے گھنٹے بعد وہ دوبارہ فضامیں بلند ہو گئے۔

ا گلے روز صبح سویر ہے ہی فضا میں گن شپ ہیلی کا پٹروں کی پروازیں شروع ہو گئیں۔ یہ ہیلی کا پٹرون کی پروازیں شروع ہو گئیں۔ یہ ہیلی کا پٹر تعداد میں ایک درجن سے بھی زیادہ تھے۔ اُنہیں مجاہدین کی تلاش تھی۔ کہیں کہیں یہ ہیلی کا پٹر راکٹ اور گولے بھی برسا دیتے لیکن اُن کا یہ گولہ بارود ضائع ہی جارہا تھا۔ مجاہدین است کا پٹرواہ نہیں تھے کہ اُن کی نظروں میں آ جاتے۔ یہ سلسلہ شام تک جاری رہا۔ ہم غار کے دہانے کے قریب دیکھتے رہے۔

کے قریب دیکے یہ تماشہ دیکھتے رہے۔ اس سے اگلے روز صبح چار بجے کے قریب ٹرانسمیٹر پر ہائی کمان کی طرف سے اطلاع ملی کہ ایک اور فوجی قافلہ سرینگر سے روانہ ہونے والا ہے جو نو بجے کے قریب ہمارے ٹھکانے کے قریب سے گزرے گا۔ اس قافلے کو فضائی تحفظ فراہم کرنے کے لئے چارگن شپ ہملی کا پیڑ بھی فضامیں پرواز کرتے رہیں گے۔

کے ابارک بات کا میں اس کے ایسی جگہوں پرمور نے بنا لئے کہ فوری طور پر ہیلی کا پٹروں کی نظروں میں بھی نہ آسکیں۔ کی نظروں میں بھی نہ آسکیں۔

صبح ساڑھے آٹھ بجے کے قریب دو ہیلی کا پٹر شاہراہ کے اُوپر بہت بلندی پر پرواز کرتے ہوئے آگے نکل گئے۔مجاہدین کو حکم دے دیا گیا تھا کہ جب تک پارٹی کے کمانڈر کی طرف سے حکم نہ ملے گولی نہ چلائی جائے۔

ہت آگے جانے کے بعد وہ دونوں ہیلی کا پٹر وائیں بلٹ آئے۔اس مرتبدایک ہیلی کا پٹر سروک کے دائیں طرف اور دوسرا ہائیں طرف تھا۔ تا کہ ود سرک کے دونوں طرف آس پاس کی بہاڑیوں کو بھی چیک کرسکیں۔ میں ہیں رہے تھے۔اپنے موریعے چھوڑ کر فرار ہورہے تھے۔ اُنہیں کسی کمک اور رسدگی تو قع نہیں تھی۔ یہاں سے ہم نے اُن کی سپلائی لائن مکمل طور پر کاٹ دی تھی۔لیکن پھراچا تک یہ خبر آئی کہ پاکستانی فوج ٹائیگر ہل سے واپس جارہی ہے۔اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر بھارت کی بھری ہوئی فوج نے متحد ہو کرٹائیگر ہل پر بھر پور حملہ کر دیا۔ پسپا ہوتی ہوئی پاکستانی فوج کو زبر دست نقصان اُٹھانا ہڑا۔۔۔۔۔۔

صورتحال بدل گئ تھی۔ کارگل کے محاذ پرمجاہدین کو بھی زبردست نقصان اُٹھانا پڑا تھا۔ وہ بھی مورجے چھوڑ کرمنتشر ہورہے تھے۔

میزی مجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ بیسب کچھ کیے ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ شاندار فتح شکست میں کیے بدل گئی تھی؟ ہم نے زوقی لا اور دراس کے مقامات پر شاہراہ کی نا کہ بندی کر کے بھارتی فوج کی سلائی لائن کو کممل طور پر کاٹ دیا تھا۔ بیصورتحال ایسی تھی کہ اگلے چندروز میں بھارت کو پور ہے تشمیر میں گھٹے میکنے پر مجور کیا جا سکتا تھا۔لیکن ۔۔۔۔۔ یہاں وہ پچھ ہو گیا تھا جو میری تو کیا کسی کی مجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

کارگل میں آجارے مجاہدین کو بھی زبر دست جانی نقصان اُٹھانا پڑااوریہاں بھی مجاہدین بھی شدید بد دِلی پھیل گئی تھی۔

اُس روز دراز کے قریب شاہراہ پر ایک اور فوجی قافلے پر حملہ کرتے ہوئے مجاہدین میں وہ جوش وخروش نہیں تھا۔ قافلے کے فوجیوں نے بھی زبر دست جوابی کارروائی کی اور تقریباً ایک درجن گن شپ ہیلی کا پیڑ بھی ہم پر آگ برساتے رہے۔

یہ محافہ بھی ہمارے ہاتھ نے نکل رہا تھا۔ ہمارے کی مجاہدین شہید ہو چکے تھے اور کئی زخمی ہوئی تھے۔ کمانڈرعثان نے پسپائی کا حکم وے دیا ۔۔۔۔ میں نے بھی اپنامور چہ چھوڑ دیا۔ ہمارے مروں پر پرواز کرتا ہوا بمبلی کا پٹر ہیوی مثین گن ہے ہم پر گولیوں کی بارش کررہا تھا۔ میراایک شمائعی چھلی ہوکر گرا۔ میں نے چھلانگ لگا کرایک بڑے پھر کے پیچھے پناہ لے لی۔ بمبلی کا پٹر پچھے آگنکل گیا تھا۔

میں نے اپنے شہید ساتھی کی طرف دیکھا، اُس کے پاس لائٹ مشین گن تھی جو اُس کے قریب ہی پڑی تھی۔ گن میں بیلٹ بھی لگا ہوا تھا۔ میں نے دوڑ کر لائٹ مشین گن اُٹھا لی اور پتھر کے پیچھے دیک گیا۔

بیلی کا پٹر واپس آ رہا تھا۔۔۔۔اس وقت وہ بہت نیچ تھا۔ شاید پائلٹ ضرورت ہے زیادہ خود اعمادی کا شکار ہو گیا تھا۔ اُس کا خیال تھا کہ ہم نے مور پے چھوڑ دیئے ہیں تو ہمارے حو صلے بھی ہمارا ساتھ چھوڑ گئے ہوں گے۔

بیلی کاپٹر بہت نیچے آگیا۔۔۔۔ اُس کا پائلٹ اب مجھے صاف نظر آ رہا تھا۔ بیلی کاپٹر میں لگی ہوئی گئ مسلسل گولیاں برسار ہی تھی۔ میں اچا تک ہی لائٹ مشین گن سنجالے پھر کی آ ڑ ہے رہے۔ وقفے وقفے سے دھاکوں کی آوازیں بھی سنانی دیتی رہیں۔ میں غار کے اندر دیوار سے نیک لگائے بیٹھا تھا۔ بیرے آس پاس بیٹھے ہوئے ساتھی آج

میں عار کے اندرد یوار سے ٹیک لگائے جیھا تھا۔ بیرے اس پال جیسے ہوئے میں گا جا کی صورتعال پر تبعرہ کررہے تھے۔ ہمارے ایک ساتھی کے پاس ریڈ یوٹرانسسٹر بھی تھا اُس نے خبریں سننے کے لئے ریڈ یو آن کر دیا۔

خبروں میں اپنا نام سن کر میں اُنھیل پڑا دوسرے ساتھی بھی قریب آگئے۔ وہ خبر زیادہ تفصیلی نہیں تھی لیکن اس نے مجھے ہلا کر رکھ دیا تھا۔ میرے دماغ میں دھا کے ہے ہونے لگے اور پورے بدن میں سننی کی لہریں می دوڑنے لگیس۔ میں بے حس وحرکت بیٹھا آزاد کشمیرر ٹیریو پرنشر ہونے والی دہ خبرستار ہا!

نیوز کاسٹر کا ایک ایک لفظ میرے دل و د ماغ پر ہتھوڑ دل کی طرح برس رہا تھااس خبر کے مطابق بعض نا معلوم دہشت گر دول نے ایک دینی مدرے پر حملہ کر کے آٹھ افراد کو ہلاک کر دیا تھا جن میں مدرے ہے مہتم کے گھر کی دوخوا تین کے علاوہ کلینا نام کی وہ ہندولڑ کی بھی شامل تھی جو کچھ عرصہ پہلے تشمیر کے نامور مجاہد شمروز کے ساتھ ہندوستان ہے آئی تھی ۔ کراچی پولیس کے مطابق مدرے پر میحلہ ''را' کے ایجنٹوں نے کیا تھا۔ کیونکہ اُنہیں یہاں شمروز کی موجودگی کا شبہ تھا۔ لیکن شمروز چندروز پہلے یہال سے جاچکا تھا تا ہم اُس کی راجستھان ہے آنے والی ہندو دوست یہاں موجودتھی جو دہشت گر دول کے اس حملے میں جال بحق ہوگئی۔

ریڈ یو بند کر دیا گیا۔ غار میں موجود تما ہجاہدین میرے گرد جمع ہو گئے اور مجھ سے اظہار ہمدردی کرنے لگے۔

اُس رات میں ایک لمحے کو بھی نہیں سو سکا تھا۔ کلینا کا چہرہ بار بار میری نظروں کے سامنے گھوم جاتا کتنی معصوم تھی وہ وہ میر ہے ساتھ زندگی بتانا چاہتی تھی اور میری خاطرا پی زندگی بارٹئی.....!

وقت گزرتار ہا....میرے دل پر کئی زخم تھے جن میں ایک سرکا اضافہ ہو گیا۔ بمارتی فیرجوں کرخلاف جاری کارروائیاں جاری رہیں۔ بندرہ دنول تک

بھارتی فوجیوں کے خلاف ہماری کارروائیاں جاری رہیں۔ پندرہ دنوں تک ہم نے درّہ زوجی لا اور دراس کے درمیان کارگل کی طرف جانے والی شاہراہ کر، ناکہ بندی جاری رکھی۔ ہمارے کئی ساتھی شہید اور زخمی ہو چکے تھے لیکن ہم نے بھارتی فوج کی ایک گاڑی کو بھی آگے نہیں جانے دیا۔ ہم نے اُس شاہراہ کو بھارتی فوجی قافلوں کا قبرستان بناد باتھا۔ کارگل کے مجاذ پر بھی گھسان کی جنگ جاری تھی۔ ٹائیگر ہل پر پاکستانی فورج کا مکمل قبضے ہو

کارگل کے محاذ پر بھی گھسان کی جنگ جاری تھی۔ ٹائیکر ہل پر پاکستانی فورج کالعمل قبضہ ہو چکا تھا۔ بھارتی فوج زبر دست ہزیمت اُٹھا رہی تھی۔ اور پھر اچا تک ہی وہ خبریں آنے لگیں جنبوں نے مجھے ہی نہیں تمام محاہدین کو بھی و ہلا کرر کھ دیا۔۔۔۔۔

اب تک کی اطلاعات کے مطابق کارگل کے محاذیر ہمارے مجاہدین اور پاکستانی فوج کی پوزیشن بہت مضبوط تھی۔ بھارتی فوج پر دونوں طرف سے دباؤتھا۔ وہ چکی کے دو پاٹوں کے ج

نگلا اور ژرائیگر دیا دیا....

میری به محنت رائیگاں نہیں گئی۔ کم از کم دو گولیاں کاک بٹ کا شیشہ تو ڑتی ہوئی یائلٹ کو کگیں _ ایک پبلو میں اور دوسری گردن پر پائلٹ اپنی سیٹ پر اوندھا ہو گیا اور ہیلی کا پٹر کئ ہوئی بپنگ کی طرح فضا میں لہرائے لگا ۔۔۔۔۔اورٹھیک اُسی لیمے ہیلی کا پٹر کی مشین گن کا رُخ میر گ

مجھے یوں لگا جیسے میرے جسم کے مختلف حصوں میں انگارے بھر گئے ہوں میں جیخ کر لبراتا ہوا گرا۔اس کے ساتھ ہی میں نے ایک اورز ور دار دھاکے کی آ واز سی۔

میری آنکھوں کے سامنے تاریکی چھانے گئیاور پھر میں نے ایک آ دمی کواپنے اُوپر جھکتے ہوئے محسوس کیا۔ میں نے آئکھیں کھول کر دیکھا وہ کمانڈ رعثان تھا۔ میں نے آئکھیں بند کر لیں

اس کے بعد مجھے کچھ یا دنہیں رہا....!!

اس واقعے کو چھ ماہ گزر چکے ہیں۔اور شاید وہ میری زندگی کا آخری معرکہ تھا..... میں آزاد کشمیر کے ایک ہیں بنتال میں مِفلوج پڑا ہوں مجھے نہیں معلوم کہ میرے مجاہد ساتھی مجھے یہاں تک س طرح لائے تھے؟ لیکن اُنہوں نے مجھ پر بردا احسان کیا کہ اپنی زِند گیاں،

خطرے میں ڈال کرمیری زندگی بچانے کے لئے مجھے یہاں تک لے آئے۔میری زندگی تو چ گئی کیکن میں اس قابل نہیں رہا کہ آپنی جگہ ہے حرکت کرسکوںمیری دائیسِ ٹایک اور بایاں باز و کند ھے کے قریب ہے کاٹ دیا گیا ہے ۔۔۔۔ میرے دائیں ہاتھ پر بھی گو لی گئی تھی لیکن وہ زخم ا تنا خطرنا ک نہیں تھا کہ وہ ہاتھ بھی کا نمایڑ تا۔میرا یہ ہاتھ بھی خاصا کمزور ہو گیا ہے اس میں اتنی

سكت نبيسُ كه رائفل أمُّها سكون ليكنِ ميں مايوس نبيسَ موں _اب بھي پرُ عزم موں اور أس وقت كا ا تظار کرر ہا ہوں کہ رائفل اُٹھا کر وشمن کے سینے چھانی کر سکوں۔

میں آزاد کشمیر کے اس شہریا ہیتال کا نام نہیں بتاؤں گا جہاں میں زیرعلاج ہوں۔میرے صرف چند ہی مجاہد دوست جانتے ہیں کہ میں کہاں ہوں۔ وہ لوگ وقناً فوقناً میرے یاس آتے رہتے ہیں۔ اُن کی باتوں سے مجھے بڑا حوصلہ ملتا ہے۔

ے ہیں۔ان ی بابوں سے بھے بڑا حوصلہ ملتا ہے۔ کمانڈر عثان ہی کے کہنے پر میں نے اپنی یہ سرگزشت کھنی شروع کی تھی جو کہی بنہ کی رسالے یا اخبار کے توسط سے آپ تک پہنچے گی۔ اس خود نوشت کا اہم مقصد عالمی ضمیر کو جھنجھوڑنے کی کوشش کرنا بھی ہے۔ میں اس کوشش میں کس حد تک کامیاب ہوا ہوں بیتو وقت ہی بتائے گالیکن اس خودنوشت کے اختیام پر میں بڑی طاقتوں سے بیسوالِ ضرور کروں گا کہ کیا ا پناحق ما نگنے والی قومی ای طرح ظلم و بربریت کا شکار ہوتی رہیں گی؟ کیا کشمیر، بوسنیا اور چیجنیا کے مظلوم عوام ای طرح استحصال کی چکی میں پہتے رہیں گے.....؟

آخر میں اینے پڑھنے والوں سے بید درخواست ضرور کروں گا کہ وہ بار گاہ ایز دی میں ہاتھ